مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔
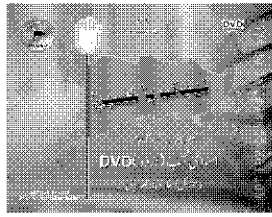
منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

نام کتاب : مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ

جلد : چہارم

تالیف : محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ : فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان

کمپوزنگ : غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0346-5927378)

پرنٹنگ : میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

ناشر : مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

طبع اول : رجب المرجب ۱۴۲۴ھ۔ ستمبر ۲۰۰۳ء

طبع دوم : رجب المرجب ۱۴۲۷ھ۔ اگست ۲۰۰۶ء

طبع سوم : جمادی الاول ۱۴۳۱ھ۔ مئی ۲۰۱۰ء

قیمت : ۲۵۰ روپے

تعداد : ۵۰۰

جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ

عقب جوہر کالونی، سرگودھا

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12،

سیکٹر G-6/2، اسلام آباد،

فون:051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، کھرمنگ، سکردو، بلتستان

ای میل:maximahaider@yahoo.com

موبائل:0346-5927378

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد چہارم)

ابواب قرأت قرآن اگرچہ نماز میں نہ ہو

(اس سلسلہ میں کل اکاون (۵۱) ابواب ہیں)

❖ ابوابِ سجود ❖

(اس سلسلہ میں کل اٹھائیس باب ہیں)

❖ سجدۂ شکر کے ابواب ❖

(اس سلسلہ میں کل سات باب ہیں)

اذان واقامت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سینتالیس (۴۷) ابواب ہیں)

باب ۱

اذان واقامت صرف نماز ہائے پنجگانہ کے لئے مستحب ہیں خواہ ادا ہوں اور خواہ قضا اور باجماعت ہوں یا فرادیٰ' نوافل یا دوسری نماز ہائے فریضہ کے لئے نہیں ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ یا فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج عالم بالا میں بلایا گیا اور آپؐ بیت المعمور کے مقام پر پہنچے اور نماز کا وقت داخل ہو گیا تو جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور ملائکہ اور انبیاءؑ نے صف بستہ ہو کر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ (الفروع)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جبرئیلؑ (رب جلیل کی طرف سے) اذان لے کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ جناب امیر علیہ السلام کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ پس جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی۔ جب آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو فرمایا: یا علیؑ! آپؑ نے اذان سنی ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: یاد بھی کر لی ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: بلالؓ کو بلاؤ تاکہ اسے اس کی تعلیم دیں۔ چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے بلالؓ کو بلایا اور آنحضرتؐ نے اسے اذان واقامت کی تعلیم دی۔

(الفروع' الفقیہ' التہذیب)

۳۔ جناب شہید اولؒ ابن ابی عقیلؒ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس قوم پر

لعنت کرے جو یہ گمان کرتی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن زید سے اذان حاصل کی ہے۔

فرمایا: ادھر تو تمہارے نبی پر وحی ہوتی ہے تو اُدھر وہ اذان عبداللہ بن زید سے حاصل کرتے ہیں؟ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲و۴و۶و۷و۱۹و۳۱و۳۶اور۳۷وغیرہ میں) ایسی حدیثیں آئینگی جو اذان و اقامت کے استحباب اور دوسرے احکام پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مستحب ہے کہ اعلامی اذان خود دی جائے اس پر مداومت کی جائے' آواز بلند دی جائے اور مؤذنین کا احترام کیا جائے اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں برابر ایک سال تک اذان کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (التہذیب' الفقیہ' ثواب الاعمال' علل الشرائع)

۲۔ زکریا صاحب السابری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص جنت میں مشک اذفر (کے ٹیلوں) پر ہونگے ایک وہ مؤذن جو قربۃً الی اللہ اذان دے۔ دوسرا وہ پیشنماز جس کی امامت پر مقتدی خوش ہوں اور تیسرا وہ غلام جو خدا کی بھی اطاعت کرے اور اپنے آقاؤں کی بھی۔ (التہذیب)

۳۔ سعد الاسکاف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص سات سال تک قربۃً الی اللہ اذان دے۔ وہ قیامت کے دن اس حالت میں میدان قیامت میں آئے گا کہ اس کے (نامہ اعمال میں) کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (التہذیب' الفقیہ' ثواب الاعمال)

۴۔ عیسیٰ بن عبداللہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤذن کو اذان واقامت کے درمیانی (وقفہ میں) اس قدر اجر وثواب ملتا ہے جو اپنے خون میں لتھڑے ہوئے شہید راہ خدا کو ملتا ہے! راوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (اگر یہ بات ہے تو پھر تو) لوگ اذان (واقامت) کہنے کے لئے آپس میں لڑیں گے (یہ کہے گا کہ میں دوں گا اور دوسرا کہے گا کہ میں دوں گا)۔ فرمایا: نہیں بلکہ ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ اس دور کے لوگ اذان کو اپنے (مالی طور پر) کمزور لوگوں پر چھوڑ دیں گے۔ اور یہ (مؤذن) وہ گوشت ہیں جو خدا نے آتش دوزخ پر حرام قرار دے دیے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دس سال تک خلوص نیت کے ساتھ

اذان دے تا حد نگاہ خدا اس کے گناہ چھپا دیتا (معاف کرتا) ہے! اور اس کی آواز آسمان تک پہنچتی ہے۔ اور (کائنات کی) ہر چیز وہ خشک ہو یا تر جو اس کی آواز سنتی ہے وہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ اور اسے ہر اس شخص کی نماز سے حصہ ملتا ہے جو اس کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھتا ہے اور جو لوگ اس کی آواز سن کر نماز پڑھتے ہیں ان کی تعداد کے مطابق اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔ (التہذیب' الفقیہ' ثواب الاعمال' الخصال)

۶۔ عزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت والے دن تمام لوگوں سے زیادہ لمبی گردنیں اذان دینے والوں کی ہوں گی (ان کی شان سب سے زیادہ بلند ہوگی)۔ (التہذیب' ثواب الاعمال)

۷۔ سلیمان بن جعفر اپنے والد (جعفر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: جو شخص سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا وہ بلالؓ ہوگا۔ اس نے عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے اذان دی تھی۔ (التہذیب)

۸۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو مؤذن خلوص نیت کے ساتھ اذان دے وہ (اجر وثواب میں) اس مجاہد کی مانند ہے جو شمشیر بکف ہو کر (دوست ودشمن کی) دونوں صفوں کے درمیان جہاد کرے۔ (المحاسن)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بلالؓ (حبشی) مؤذن رسولؐ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص چالیس سال تک خلوص نیت کے ساتھ اذان دے تو خداوند عالم بروز قیامت اسے اس طرح محشور فرمائے گا کہ اس کے نامہ اعمال میں چالیس صدیقوں کا منظور ومبرور عمل درج ہوگا۔ (الفقیہ' الامالی)

۱۰۔ نیز بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بیس سال تک اذان دے تو بروز قیامت خدا اسے اس حال میں محشور فرمائے گا کہ اس کے لئے اس کے ہاں بمقدار آسمان نور ہوگا۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص دس سال تک اذان دے تو خداوند عالم اسے جناب ابراہیم خلیل کے ساتھ ان کے قبہ (یا ان کے درجہ) میں ٹھہرائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص صرف ایک سال تک اذان دے تو خداوند عالم اسے بروز قیامت اس طرح محشور فرمائے گا کہ اس کے تمام گناہ خواہ جس قدر ہوں حتیٰ کہ اگر بقدر کوہ احد بھی ہوں تو بھی سب معاف ہو جائیں گے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص صرف ایک نماز کے لئے

خلوص نیت یعنی محض خدا کی خوشنودی اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اذان دے تو خداوند کریم اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کی آئندہ زندگی میں اپنے لطف وکرم سے اسے گناہوں سے بچاتا ہے اور جنت میں اسے شہیدوں کے ساتھ اکٹھا رکھے گا۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خداوند تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائے گا۔ تو خداوند عالم اپنے نوری فرشتوں کو اذان دینے والوں کے پاس اس حال میں بھیجے گا کہ ان کے ہاتھوں میں نوری جھنڈے ہوں گے اور وہ ایسی ناقاؤں کو کھینچ رہے ہوں گے جن کی مہاریں سبز زبرجد کی ہوں گی اور قدم مشکِ اذفر کے ہوں گے جن پر مؤذن سوار ہوں گے اور کھڑے ہوں گے جن کی مہاریں ملائکہ پکڑے کھینچ رہے ہوں گے اور وہ آواز بلند اذان دے رہے ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۵۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب ملائکہ زمین والوں کی اذان سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ امت محمدیہ کی آوازیں ہیں جو خدا کی وحدانیت کا اقرار کر رہے ہیں لہٰذا وہ ان لوگوں کے نماز سے فارغ ہونے تک برابر امت محمدیہؐ کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۶۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص محض خدا کی رضا جوئی کیلئے خلوص نیت کے ساتھ اذان کہے تو خداوند عالم اسے چالیس ہزار شہیدوں اور چالیس ہزار صدیقوں کا ثواب عنایت فرمائے گا[1]۔ اور اس کی سفارش کی وجہ سے میری امت کے چالیس ہزار گنہگار جنت میں داخل ہوں گے۔ آگاہ باشید کہ جب مؤذن کہتا ہے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں اور اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور وہ قیامت کے دن جب تک خدا بندوں کے حساب وکتاب سے فارغ نہیں ہوگا وہ اس کے عرش بریں کے سایہ کے نیچے رہے گا۔ اور اس کے جملہ ﴿اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ کا ثواب چالیس ہزار فرشتے قلمبند کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز شیخ صدوق باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ کچھ یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے چند مسئلے دریافت کئے۔ چنانچہ ان کے سب سے بڑے عالم نے کہا: آپؐ مجھے وہ سات خصلتیں بتائیں جو خدا نے تمام نبیوں اور ان کی امتوں کو چھوڑ کر صرف آپؐ کو اور آپؐ کی امت کو عطا فرمائی ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: (۱) سورہ فاتحہ۔ (۲) اذان۔ (۳) مسجد میں نماز باجماعت۔ (۴) تین نمازوں میں جہر۔ (۵) اور مرض اور سفر کے

---

[1] ایک اور روایت میں ان کے ساتھ چالیس نبیؐ کا ثواب بھی وارد ہے۔ (ثواب الاعمال)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

وقت میری امت کو (روزہ نہ رکھنے اور سفر میں نماز کے قصر کرنے کی) رخصت۔(۶) جنازوں پر نماز۔(۷) اور اپنی امت کے اصحاب کبائر کی شفاعت وسفارش! یہودی نے کہا: یا محمدؐ! آپؐ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ فرمائیں کہ جو شخص سورۂ فاتحہ پڑھے اس کا اجر وثواب کس قدر ہے؟ فرمایا: جو شخص سورۂ فاتحہ پڑھے۔ خدا اسے ان تمام آیتوں کے برابر اجر وثواب عطا کرے گا جو آسمان سے اتری ہیں۔ اور جہاں تک اذان (کے ثواب) کا تعلق ہے؟ تو میری امت کے مؤذن نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور ہوں گے۔ (آمالی صدوقؒ)

۱۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ بلال جنت کی ناقاؤں میں سے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے اور اذان دیتے (اور اعلان کرتے) ہوئے آئیں گے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ پس جب ہی وہ یہ ندا دیں گے تو جنت کے حلّوں میں سے اسے ایک حلّہ پہنا دیا جائے گا۔ (السرائر ابن ادریس بحوالہ کتاب ابن محبوبؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۷و۸و۱۶و۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

نماز کا وقت داخل ہونے کے سلسلہ میں قابل وثوق آدمی کی اذان پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح محاربی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان (مخالفین) کی اذان پر اعتماد کرکے نماز جمعہ پڑھو۔ کیونکہ یہ لوگ بڑی سختی سے وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ (التہذیب' الفقیہ)

۲۔ عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤذن امین اور پیشنماز (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہوتا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن خالد قسری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں زوال آفتاب سے پہلے نماز جمعہ نہ پڑھ بیٹھوں؟ فرمایا: یہ اذان دینے والوں کی گردن پر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے اور وہ اپنے جد علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے بادل والے دن یا مکان کے اندر اس طرح نماز (صبح) پڑھی کہ مؤذن نے اذان دی۔ اور یہ (اس کے بعد بھی) کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ مگر اسے پھر بھی یہ شک ہی رہا کہ آیا

فجر طلوع ہوئی ہے یا نہ؟ اور اس نے یہ گمان کیا کہ مؤذن طلوع فجر سے پہلے اذان نہیں دیتا۔ (لہٰذا اس گمان کی بنا پر نماز پڑھی تو؟) فرمایا: ان لوگوں کی اذان اس کے لئے کافی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعدازیں وہ حدیث بیان کی جائے گی جس میں یہ مذکور ہے کہ مؤذن میں ایمان شرط ہے جس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ غیر مؤمن کی اذان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بلالؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اذان دینے والے اہل ایمان کے نماز و روزہ اوران کے گوشت اور خون کے امین ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتے ہیں وہ انہیں عطا کرتا ہے۔ اور وہ جس چیز کی سفارش کرتے ہیں خدا ان کی سفارش کو قبول کرتا ہے۔ (الفقیہ، الامالی)

۶۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں سعد الاعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کی خدمت میں ہمارے اصحاب کی ایک جماعت موجود ہے اور امامؑ غصہ کی حالت میں ان سے فرمارہے ہیں کہ تم زوال آفتاب سے پہلے نماز پڑھتے ہو؟ مگر وہ سب خاموش ہیں! میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! ہم تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک مکہ کا مؤذن اذان نہیں دیتا؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ اذان دیتا ہے تو زوال ہو چکا ہوتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں اور) مواقیت کے ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز پہلے (مواقیت باب ۵۸ میں) کچھ اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر اس باب کی حدیثوں کے خلاف ہیں۔ مگر ہم نے اس کی وجہ وہیں بیان کر دی ہے۔ (فراجع)

باب ۴

نماز ہائے فریضہ (پنجگانہ) میں سے ہر نماز کے لئے اذان واقامت ہر دو کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم چٹیل میدان میں اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھوگے تو تمہارے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھیں گی اور جب صرف اذان کہوگے تو پھر صرف ایک صف[1] نماز پڑھے گی۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباس بن ہلال سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[1] ایک اور روایت میں اس کی حد مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت بتائی گئی ہے۔ (الفقیہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جوشخص اذان واقامت کہے اس کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور اگر اذان کے بغیر صرف اقامت کہہ کر نماز شروع کردے تو ایک فرشتہ اس کی دائیں طرف اور ایک اس کی بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ پھر فرمایا: دو صفوں کو غنیمت سمجھو۔ (یعنی اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھو)۔ (الفقیہ)

۳۔ ابن ابولیلیٰ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے اس کے پیچھے ملائکہ کی اس قدر طویل دو صفیں نماز پڑھتی ہیں کہ جن کے سرے نظر نہیں آتے اور اگر صرف اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو پھر اس کے پیچھے صرف ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے۔ (الفقیہ وثواب الاعمال)

۴۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے اس کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور جو بغیر اذان کے صرف اقامت کہہ کر نماز پڑھے اس کے پیچھے ملائکہ کی صرف ایک صف نماز پڑھتی ہے! راوی نے عرض کیا کہ ہر صف کی مقدار کس قدر ہے؟ فرمایا: کم از کم مشرق ومغرب کے درمیانی فاصلہ کے برابر اور زیادہ سے زیادہ زمین وآسمان کے درمیانی فاصلہ کے برابر۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی وصیت میں فرمایا: اے ابوذرؓ! تمہارا پروردگار تین قسم کے بندوں پر بزم ملائکہ میں فخر کرتا ہے۔ ایک وہ جو لق ودق صحراء میں صبح کرے اور اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے خدا ملائکہ سے فرماتا ہے میرے بندے کی طرف دیکھو جو نماز پڑھ رہا ہے مگر میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ لہٰذا وہ ستر ہزار فرشتے نازل کرتا ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے دن اس وقت تک برابر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اے ابوذرؓ! جوشخص کسی جنگل میں ہو اور وضو یا تیمم کرے اور اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو خدا فرشتوں کو حکم دیتا ہے جو اس کے پیچھے صف بستہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں ایسی صف جس کے کنارے نظر نہیں آتے جو اس کے رکوع کے ساتھ رکوع اور سجود کے ساتھ سجود کرتے ہیں۔ اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اے ابوذرؓ! اور جوشخص صرف اقامت کہے اور اذان نہ کہے تو اس کے ساتھ صرف وہی دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں جو اس کے ہمراہ ہوتے ہیں (کراماً کاتبین)۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۲ میں اور احکام مساجد باب ۶۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۳۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

مسافر اور جلدی والے آدمی کے لئے نماز باجماعت ہو یا فرادیٰ بغیر اذان صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اذان کے بغیر صرف اقامت کہنا کافی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سفر و حضر میں آدمی کے لئے اذان کے بغیر صرف اقامت کہنا کافی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم گھر میں تنہا ہو تو تمہارے لئے اذان کے بغیر صرف اقامت کہنا کافی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ صبح اور مغرب کی نماز تو ہرگز اذان و اقامت کے بغیر نہ پڑھو البتہ دوسری (تین) نمازوں میں اذان نہ کہنے کی رخصت ہے! اگرچہ ان میں بھی اذان کہنا افضل ہے۔ (تہذیبین)

۵۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) جب گھر میں فرادیٰ نماز پڑھتے تھے تو صرف اقامت کہتے تھے اور اذان نہیں کہتے تھے۔ (التہذیب)

۶۔ حسن بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب لوگوں کو کسی کا انتظار نہ ہو تو صرف اقامت پر اکتفا کریں گے۔ (ایضاً)

۷۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اذان سفر میں اسی طرح قصر ہو جاتی ہے جس طرح نماز قصر ہوتی ہے لہٰذا (سفر میں) صرف اقامت کافی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم لوگ ایک مکان میں جمع ہیں اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے آیا صرف اقامت کہنا کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲و۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶

وے میں) ذکر کی جائیگی انشاء اللہ۔

باب ۶

نماز صبح اور مغرب کے لئے اذان واقامت کہنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کم از کم اذان اتنی کافی ہے کہ رات کی (نمازوں کی) ابتداء (نماز مغرب سے) اذان واقامت سے کرو اور دن کی (نمازوں کی) ابتداء (نماز صبح میں) اذان واقامت ہر دو سے کرو اور باقی نمازوں میں بغیر اذان کے صرف اقامت کہنا بھی کافی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ صفوان بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ اذان واقامت میں ہر فصل دو دو بار کہی جاتی ہے۔ اور سفر ہو یا حضر' نماز صبح ومغرب میں بہرحال اذان واقامت کا کہنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں نمازیں سفر وحضر میں قصر نہیں ہوتیں۔ ہاں البتہ ظہر وعصر اور عشاء میں صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ اگرچہ تمام نمازوں میں اذان واقامت ہر دو کا کہنا افضل ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صباح بن سیّابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تمام نمازوں میں اذان کو ترک نہ کرو۔ اور اگر ترک کرنا ہی چاہو تو کم از کم نماز صبح ومغرب میں تو اسے ہرگز ترک نہ کرو۔ کیونکہ ان دونوں نمازوں میں قصر نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے لئے نمازوں میں صرف اقامت کہنا کافی ہے سوائے صبح ومغرب کے (کہ ان میں اذان ضروری ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز مغرب میں بغیر اذان کے صرف اقامت کہنا کافی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے (کیونکہ واجب تو بہرحال نہیں ہے) مگر میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اسے اپنی عادت ہی بنالے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اگر تم تنہا ہو اور کسی معاملہ میں ایسی جلدی میں ہو کہ اس کے فوت ہونے کا اندیشہ دامنگیر ہو تو پھر صرف اقامت کا کہنا کافی ہے۔ سوائے صبح اور مغرب کے کیونکہ ان میں بہرحال اذان واقامت کہنی چاہیئے اس لئے کہ دوسری عام نمازوں کی طرح ان دو نمازوں میں قصر نہیں ہے۔ (الفروع' التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۷

نماز باجماعت میں اذان واقامت کہنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ آیا نماز میں صرف اذان کہنا کافی ہے؟ فرمایا: اگر نماز باجماعت پڑھو تو پھر تو اذان واقامت ہر دو کے سوا کچھ کافی نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر فرادیٰ نماز پڑھنی ہو اور کسی معاملہ میں ایسی جلدی ہو کہ اس معاملہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر صرف اقامت کافی ہے سوائے نماز فجر ومغرب کے۔ (کہ ان میں اذان واقامت ہر دو ضروری ہیں)۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ اور جلد ۴ باب ۲ و ۴ از جماعت میں) ذکر کی جائیں گی۔ جہاں اس بات کا تذکرہ کیا جائے گا کہ اگر کوئی شخص فرادیٰ نماز پڑھ چکا ہو اور پھر جماعت قائم ہو جائے تو اس کے لئے (اس نماز اور) اذان کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

باب ۸

سوائے صبح کے کسی وقت اذان کا وقت سے پہلے کہنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ صبح کی اذان وقت سے کچھ پہلے کہی جاسکتی ہے مگر بعد از وقت اس کا اعادہ مستحب ہے۔ اگرچہ مؤذن الگ الگ ہوں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اذان واقامت کہنے میں سوائے وقت کے داخل ہونے کے اور کسی چیز کا انتظار نہ کرو۔ اور اقامت جلدی جلدی کہو۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت شیخ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مؤذن تھے ایک بلالؓ۔ دوسرے ابن ام مکتوم جو کہ نابینا تھے۔ اور (اس وجہ سے) صبح طلوع ہونے سے پہلے اذان دے دیتے تھے اور بلال طلوع فجر کے بعد دیتے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابن ام مکتوم رات کو اذان دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کی اذان کی آواز سنو تو برابر کھاتے پیتے رہا کرو۔ یہاں تک کہ بلالؓ کی اذان سنو! (جو ٹھیک وقت پر دیتے ہیں)۔ جناب شیخ فرماتے

ہیں کہ عامہ نے اس حدیث کو الٹ پلٹ دیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بلالؓ رات کو اذان دیتے ہیں پس ان کی اذان سنو تو کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ کی اذان سنو۔ (ایضاً والفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ابن ام مکتوم ہیں جو کہ رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس جب بلالؓ اذان دیں (جو کہ طلوع فجر کے وقت دیتے ہیں) تو ماہِ صیام میں کھانے پینے سے رک جاؤ۔ (الفروع)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب نماز کا وقت داخل ہو جاتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلالؓ سے فرماتے تھے اے بلالؓ! دیوار پر چڑھ جاؤ۔ اور بآواز بلند اذان دو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ عمران بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طلوع فجر سے پہلے اذان دی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر تو کسی گروہ کے اندر موجود ہے تو پھر تو ایسا نہ کرے (تا کہ ان کو اشتباہ نہ ہو) اور اگر یکا و تنہا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، السرائر)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا ایک مؤذن ہے جو رات کو (یعنی طلوع فجر سے کچھ پہلے) اذان دیتا ہے؟ فرمایا: یہ بات پڑوسیوں کو فائدہ دے گی کہ وہ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مگر سنت یہ ہے کہ طلوع فجر کے وقت اذان دی جائے اور اذان واقامت کے درمیان صرف دو رکعت (نافلہ صبح) کا فاصلہ ہو۔ (اس کے بعد نماز صبح پڑھی جائے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں (اور کچھ اسکے بظاہر منافی حدیثیں بھی ج ۵ باب ۱۳ از نماز جمعہ میں) بیان کی جائینگی اور انکی توجیہہ بھی وہاں پیش کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

اذان وضو کے بغیر بلکہ جنابت کی حالت میں بھی دی جا سکتی ہے ہاں البتہ طہارت مستحب ہے اور اقامت میں طہارت مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان تو تم بغیر وضو کے ایک ہی کپڑے میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اور جدھر چاہو اُدھر منہ کر کے بھی دے سکتے ہو۔ مگر جب اقامت کہو

تو وضو کرکے اور نماز کے لئے بالکل تیار ہو کر کہو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے اذان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اقامت وضو کے بغیر نہ کہے۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ آیا آدمی بغیر طہارت کے اذان دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ مؤذن جنابت کی حالت میں اذان دے۔ مگر اقامت اس وقت تک نہ کہے جب تک غسل نہ کرلے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر مؤذن سے اذان دینے یا اقامت کہنے کے دوران حدث صادر ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر اذان دینے کے دوران حدث صادر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر اقامت کہنے کے دوران صادر ہو تو اسے چاہیئے کہ وضو کرے اور پھر اقامت کہے۔ (قرب الاسناد)

۶۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بے وضو ہو اور وہ اذان دے یا اقامت کہے تو؟ فرمایا: اس حالت میں اذان دینے میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر اقامت بغیر وضو کے نہ کہے! پھر عرض کیا کہ اگر وضو کے بغیر اقامت کہے تو کیا (نماز کے لئے وضو کرکے) اس اقامت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) اس قسم کی اور بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اذان کے دوران کلام کرنا جائز ہے مگر اقامت کے درمیان اور اس کے بعد سوائے نماز کے متعلقہ امور کے اور نماز صبح میں اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا مکروہ ہے اور اگر اقامت کے بعد کلام کیا جائے تو پھر اقامت کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب

اقامت کہہ دی جائے تو پیشنماز اور تمام مسجد والوں پر کلام کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ ماسوا پیشنماز کو آگے کرنے کے۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حرمت سے یہاں شدید کراہت مراد ہے جیسا کہ آئندہ اس کی صراحت آئے گی۔

۲۔ حماد بن عمرو وانس بن محمد اپنے والد (محمد) سے اور وہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا یا علی! صبح کی نماز کے وقت اذان واقامت کے درمیان کلام کرنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اقامت کہہ چکو تو پھر کلام نہ کرو۔ اور اگر کرو تو پھر اقامت کا اعادہ کرو۔ (التہذیبین)

۴۔ عمرو بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی اذان دینے کے دوران کلام کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے! عرض کیا اور اقامت کہنے کے دوران؟ فرمایا: نہ۔
(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۵۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی اقامت کہنے کے دوران کلام کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ جب وہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کہہ چکے تو پھر تمام مسجد والوں سے کلام حرام ہو جاتا ہے مگر یہ کہ وہ سب لوگ مختلف مقامات سے اکٹھے ہوئے ہوں اور ان کا کوئی پیشنماز نہ ہو۔ تو اس صورت میں بعض لوگ کسی شخص سے کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں تم آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ۔ (التہذیبین)

۶۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی اذان واقامت کہنے کے دوران کلام کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی اقامت کہنے کے بعد کلام کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں[1]۔ (ایضاً)

۷۔ حسن بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص اقامت کہتے وقت یا کہہ چکنے کے بعد کلام کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً والسرائر)

---

[1] یعنی جائز ہے اور یہ واضح قرینہ ہے کہ جن بعض حدیثوں میں لفظ حرمت وارد ہوا ہے وہ کراہت شدید پر محمول ہے۔ جیسا کہ مؤلف علام نے افادہ فرمایا ہے اور جہاں اجازت وارد ہوئی ہے اس کا مطلب واضح ہے کہ یہ حرام نہیں ہے "گو الفاظ' وعبارات مختلف ہیں مگر مطلب سب کا ایک ہے عباراتنا شتی و حسنک واحد. و کل الی ذاک الجمال یشیر ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ حدیثیں ضرورت یا نماز کے متعلق کلام کرنے پر محمول ہیں! مگر یہ تاویل بعید ہے۔ بالخصوص حدیث میں یہ فقرہ دیکھنے کے بعد (کہ اگر کلام کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے) لہٰذا اقرب یہ ہے کہ ان حدیثوں کو جواز پر اور سابقہ منع والی حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا جائے۔

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہارون مکفوف (نابینا) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابو ہارون! اقامت نماز میں سے ہے! پس جب اقامت کہو تو نہ کلام کرو اور نہ ہی ہاتھ سے اشارہ کرو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

باب ۱۱

اذان واقامت کے درمیان فاصلہ مستحب ہے خواہ بیٹھنے سے ہو خواہ تسبیح سے، دو رکعت نماز سے ہو یا سانس لینے سے یا سجدہ کرنے سے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن شہاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھنا ضروری ہے۔ (التہذیب)

۲۔ سلیمان بن جعفر جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ رکھو خواہ صرف بیٹھنے سے ہو اور خواہ دو رکعت نماز پڑھنے سے۔ (ایضاً)

۳۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز فریضہ پڑھنا چاہو تو اذان واقامت کہو۔ اور اذان واقامت کے درمیان بیٹھنے یا کلام کرنے یا تسبیح پڑھنے سے فاصلہ رکھو۔ (ایضاً)

۴۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اذان واقامت میں فاصلہ رکھنا بھول گیا اور نماز شروع کردی یا اقامت کہنا شروع کردی؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ البتہ اسے عمداً اس فاصلہ کو ترک نہیں کرنا چاہیئے! پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ اذان واقامت کے درمیان کس قدر تسبیح پڑھنا کافی ہے؟ فرمایا: صرف کہہ دے الحمدللہ۔ (ایضاً)

۵۔ عیسیٰ بن عبداللہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مؤذن کو اذان واقامت کے درمیان وہی اجر وثواب ملتا ہے جو اس شہید راہ خدا کو ملتا ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو۔ (التہذیب والفقیہ)

۶۔ سیف بن عمیرہ بعض اصحاب (ابن فرقد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر

اذان واقامت میں بیٹھنے کا فاصلہ ہونا چاہیئے سوائے نماز مغرب کے کہ اس کی اذان واقامت میں صرف ایک سانس کا فاصلہ بھی کافی ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۷۔ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ نماز مغرب کی اذان واقامت کے درمیان بھی بیٹھنے والا فاصلہ رکھا جائے۔ (التہذیب)

۸۔ عبداللہ بن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے اذان واقامت کہی اوران کے درمیان بیٹھنے سے فاصلہ قائم نہیں کیا (یعنی کسی اور طریقہ سے فاصلہ رکھا)۔ (ایضاً)

۹۔ اسحاق جریری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز مغرب کی اذان واقامت کے درمیان بیٹھنے سے وقفہ کرے وہ (اجر وثواب میں) اس شہید راہ خدا کی مانند ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو۔ (ایضاً والمحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت مختصر بیٹھنے پر محمول ہے اور سابقہ (نمبر ۶) حدیث طویل بیٹھنے پر محمول ہے جس میں بیٹھنے کی ممانعت وارد ہے۔

۱۰۔ احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اذان واقامت کے درمیان بیٹھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہ نشست اس وقت مستحب ہے کہ جب ان کے درمیان نماز نافلہ نہ پڑھی جائے (ورنہ وہی کافی ہے)۔ (قرب الاسناد)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زریق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز صبح، مغرب اور عشاء کو اذان واقامت کے درمیان تسبیح کرنا نہیں بلکہ بیٹھنا سنت ہے اور ظہر وعصر کی نماز کی اذان واقامت کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۱۲۔ حضرت سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اذان واقامت کے درمیان سجدہ کرے اور سجدہ میں یہ دعا پڑھے: ﴿سَجَدْتُ لَكَ خَاضِعًا خَاشِعًا ذَلِيلًا﴾ تو خدا فرماتا ہے اے میرے ملائکہ! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں ضرور اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں اس کی محبت اور منافقوں کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا کروں گا۔ (فلاح السائل)

۱۳۔ ابن ابی عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے اذان دی اور پھر سجدہ کی طرف لپکے۔ چنانچہ اذان واقامت کے درمیان سجدہ کیا اور جب سر بلند کیا تو فرمایا: اے

ابوعمیر! جو شخص اس طرح کرے جس طرح میں نے کیا ہے۔ تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اذان دے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں یہ دعا پڑھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ رَبِّیْ سَجَدْتُ لَكَ خَاضِعًا خَاشِعًا ۔تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۵ باب ۱۳ از جمعہ میں) وہ حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اذان واقامت کے درمیان دو رکعت نماز کا فاصلہ رکھنا چاہیئے۔ (فانتظر)

باب ۱۲

اذان واقامت کے درمیان منقولہ دعا وغیرہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن محمد بن یقطان (یقطین) سے اور وہ مرفوعاً ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اذان سے فارغ ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھ کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَلْبِیْ بَارًّا وَ رِزْقِیْ دَارًّا وَاجْعَلْ لِیْ عِنْدَ قَبْرِ نَبِیِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ قَرَارًا وَ مُسْتَقَرًّا ۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ از دعا میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

مؤذن کے لئے کھڑے ہو کر اذان دینا مستحب ہے ویسے سواری پر، پیادہ اور بیٹھ کر بھی دی جا سکتی ہے مگر اقامت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم اذان تو صرف ایک کپڑا پہن کر اور بغیر وضو کے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا جدھر جی چاہے منہ کر کے دے سکتے ہو مگر اقامت جب بھی کہو تو باوضو ہو کر اور نماز کے لئے آمادہ و تیار ہو کر کہو۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن ابو نصر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی بیٹھ کر اور سوار ہو کر بھی اذان دے سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر اذان راستہ چلتے ہوئے یا گھر میں دے دو اور

اقامت مسجد میں تو کافی ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی مسافر سواری پر اذان دے اور پھر اس سے اتر کر اور زمین پر کھڑا ہو کر اقامت کہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۵۔ احمد بن محمد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے مگر اقامت کھڑے ہو کر کہنی چاہیئے۔فرمایا: اذان تو تم سواری پر بھی دے سکتے ہو مگر اقامت صرف زمین پر کھڑے ہو کر کہو۔

(التہذیب' الاستبصار' الفروع)

۶۔ محمد (ابن مسلم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ آیا آدمی چلتے ہوئے یا سواری کی پشت پر یا بغیر طہارت کے اذان دے سکتا ہے؟ فرمایا: جب شہادت (توحید و رسالت) رو بقبلہ ہو تو پھر ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب' الفقیہ)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر چلتے ہوئے یا سواری پر یا بغیر وضو کے اذان دو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر اقامت کسی علت کے بغیر سوار ہو کر یا بیٹھ کر نہیں دے سکتے مگر یہ کہ تم ایسی زمین میں ہو جہاں چور ہوں (تو وہاں سواری پر بیٹھ کر اقامت کہنے میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۸۔ یونس شیبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں سوار ہو کر اذان دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا آیا سواری پر اقامت بھی کہہ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا کہ اگر میرا پاؤں رکاب میں ہو تو اقامت کہہ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا آیا بیٹھ کر کہہ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا آیا چلتے ہوئے کہہ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں نماز کی طرف چلتے ہوئے کہہ سکتے ہو! پھر فرمایا: جب نماز قائم کرو۔تو آہستہ آہستہ قائم کرو۔کیونکہ تم نماز میں ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا مولا! میں نے آپ سے سوال کیا کہ آیا میں چلتے ہوئے اقامت کہہ سکتا ہوں؟ تو آپؑ نے فرمایا: ہاں! تو آیا نماز میں چلنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) جب تم مسجد کے دروازہ سے اندر داخل ہو اور تم عادل پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھنا چاہو اور وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے وہاں تک پہنچنے تک وہ رکوع سے سر اٹھا لے گا تو تم وہیں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ پھر آہستہ آہستہ چل کر جماعت میں شامل ہو جاؤ تو یہ کافی ہے۔(التہذیب)

۹۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بیٹھ کر اذان دی جا سکتی ہے؟ فرمایا: بیٹھ کر اذان نہ دے مگر سوار یا بیمار! (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے (کھڑے ہو کر اذان دینے کو) استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ قبل ازیں یہ بات (واضح ہو چکی ہے کہ) اختیاری حالت میں بھی بیٹھ کر اذان دی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا سواری پر اذان و اقامت کہی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جہاں تک اذان کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر جہاں تک اقامت کا تعلق ہے تو وہ سواری سے اتر کر زمین پر کھڑے ہو کر کہنی چاہیئے۔ (بحار الانوار)

باب ۱۴

عورت کے لئے بھی اذان واقامت کہنا مستحب ہے مگر مؤکد نہیں ہے اور اس کے لئے صرف تکبیر اور شہادتین پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورت بھی نماز کے لئے اذان دے؟ فرمایا: اگر ایسا کرے تو بڑا اچھا ہے اور اگر (پوری) اذان نہ دے تو اس کے لئے صرف تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہنا اور شہادت توحید (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اور شہادت رسالت (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) دینا کافی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا عورتوں کے لئے بھی اذان دینا ضروری ہے؟ فرمایا: وہ جب شہادت توحید و رسالت دے دیں تو ان کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورت پر بھی اذان و اقامت کہنا لازمی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابومریم انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عورت کی اقامت یہ ہے کہ تکبیر کہے اور شہادت توحید و رسالت دے دے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورت جب قبیلہ کی اذان سن لے تو اس کے لئے اذان و اقامت کہنی ضروری نہیں رہتی۔ اس صورت میں اس کے لئے صرف شہادت توحید و رسالت دے دینا کافی ہے۔ ہاں البتہ اگر پوری اذان و اقامت دے تو یہ افضل ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں فرمایا: عورتوں کیلئے اذان، اقامت، جمعہ اور جماعت لازم نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ بعض ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۵

اذان واقامت میں تکبیر پر جزم دینا اور اس کی الف اور ھاء کو واضح کرنا اور ان کی ہر فصل کے آخر میں وقف کرنا اور آخری حرف پر جزم دینا مستحب ہے۔ اور کم از کم آواز اتنی بلند ہونی چاہیئے کہ خود سن سکے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اذان دو تو الف اور ہاء کو خوب ظاہر کرو۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان میں (ہر فصل پر) جزم ہے اور (تکبیر میں) الف اور ہا کا اظہار ہے اور اقامت جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان میں تکبیر پر جزم ہے جبکہ الف اور ہاء کو واضح کیا جاتا ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود نجیح سے اور وہ خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان واقامت (کی ہر فصل پر) جزم ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ دوسری روایت میں وارد ہے کہ دونوں میں وقف ہے۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان صرف وہ کافی ہے جو تم اپنے آپ کو سنواؤ۔ یا جسے خود سمجھو اور الف اور ہاء کو خوب ظاہر کرو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ اور باب ۲۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

مؤذن کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا اور اس کا عادل اور بلند آواز ہونا اور اذان میں آواز بلند کرنا اور اقامت میں اس سے کم آواز بلند کرنا مستحب ہے اور منارہ پر اذان دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اذان کس طرح دینی چاہیئے؟ فرمایا: اس میں جہر کرو اور آواز بلند کرو۔ ہاں البتہ جب اقامت کہو تو اس (اذان) سے آواز کم بلند کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے اندر فرمایا کہ صرف وہ اذان کافی ہے جس میں تم اپنے آپ کو آواز سنواؤ۔ یا اسے خود سمجھو۔ اور جس قدر تمہاری آواز بلند ہوگی بشرطیکہ اپنے آپ کو خفیف نہ کرو تو زیادہ لوگ سنیں گے اور جب زیادہ لوگ سنیں گے تو تمہارا اجر وثواب زیادہ ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں نماز وہ پڑھائیں جو تم سب سے اچھی قرأت کرسکتے ہوں اور اذان وہ دیں جو تم میں سے بہترین ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ اذان وہ لوگ دیں جو تم میں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبیداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اذان دو تو آواز کو زیادہ آہستہ نہ کرو کیونکہ خداوند عالم تمہیں تمہاری آواز کے کھچاؤ (بلندی) کے مطابق ثواب دے گا۔ (التہذیب)

۶۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا منارہ پر اذان دینا سنت ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں زمین پر اذان دی جاتی تھی۔ اس وقت کوئی منارہ موجود ہی نہ تھا۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار ایک انسانی قد و قامت کے برابر تھی۔ جب بلالؓ اذان دینا چاہتے تو آنحضرتؐ ان سے فرماتے اے بلال! دیوار کے اوپر چڑھ جاؤ اور بلند آواز سے اذان دو۔ کیونکہ خداوند عالم نے اذان کے ساتھ ایک مخصوص ہوا کو مؤکل کیا ہے جو مؤذن کی آواز کو آسمان تک پہنچاتی ہے جب ملائکہ اسے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ امت محمدیہ کی آوازیں ہیں جو خدا کی توحید کی شہادت دے رہے ہیں تو ملائکہ نماز کے آغاز سے لے کر اس سے فراغت تک برابر ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (المحاسن، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں اور باب ۲۵ از مساجد میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

مؤذن کے لئے دونوں کانوں کے اندر دو انگلیاں داخل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن السری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اذان دے تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنے کانوں میں اپنی دو انگلیاں داخل کرے۔ (الفقیہ)

باب ۱۸

جب گھر میں اذان دی جائے تو باآواز بلند دینا مستحب ہے۔ بالخصوص جب کہ آدمی بیمار ہو یا اولاد کم ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں اپنی بیماری کی اور اولاد نہ ہونے کی شکایت کی! امامؑ نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر باآواز بلند اذان دیا کر۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حکم امامؑ کے مطابق عمل کیا۔ چنانچہ میری بیماری بھی دور ہوگئی اور اولاد بھی زیادہ ہوگئی۔
(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے گھر میں اذان دو کہ ایسا کرنا شیطان کو دور کرتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو بھی اذان دینا مستحب ہے (تاکہ اس کی برکت سے اولاد ہو)۔
(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۷ باب ۱۱ از طلب اولاد میں) ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

اذان واقامت کی کیفیت، ان کی فصلوں کی تعداد اور ان کے دیگر چند احکام۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی اکیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اذان واقامت پینتیس فصول ہیں پھر امامؑ نے ایک ایک فصل کر کے شمار کی۔ (پھر فرمایا) اذان کی اٹھارہ فصول ہیں اور اقامت کی سترہ (کل پینتیس)۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے زرارہ! اذان کی ابتداء چار بار تکبیر کہنے سے کرو اور اسے دو بار تکبیر اور دو بار تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہہ کر ختم کرو۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الربیع حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اسراء (معراج) بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر جبرئیل کو حکم دیا۔ انہوں نے جفت جفت اذان اور جفت جفت اقامت کہی۔ اور اپنی اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ بھی کہا۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز باجماعت پڑھائی۔ (روضہ کافی)

۴۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اذان دو

دو بار ہے اور اقامت بھی دو دو بار۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ فرمایا: کہو: اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ اس حدیث میں ابتداء اذان میں دو بار اللہ اکبر مذکور ہے اس کی تاویل کرتے ہوئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ چونکہ سائل کو یہ تو معلوم تھا کہ اذان کی ابتداء میں تکبیر چار مرتبہ ہے اس لئے امام نے صرف تلفظ کا طریقہ سمجھاتے ہوئے دو بار پر اکتفا کیا ہے مگر دوسرے علماء نے اسے (دو بار کہنے کو) کفایت پر محمول کیا ہے اور باقی (چار بار تکبیر کہنے والی) حدیثوں کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ اسی لئے اسی پر شیعہ کا عمل ہے۔

۶۔ معلّی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اذان دیتے ہوئے سنا جو یوں دے رہے تھے: اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان دو دو بار ہے۔ اور اقامت ایک ایک بار ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زرارہ اور فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج (عالم بالا میں) بلایا گیا اور آپؐ بیت المعمور کے مقام پر پہنچے تو نماز کا وقت داخل ہو گیا۔ تو جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی اور آنحضرتؐ نے آگے بڑھ کر جبکہ ملائکہؑ اور انبیاءؑ آپ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے (نماز پڑھائی)۔ ہم نے عرض کیا کہ جبرئیلؑ نے کس طرح اذان دی تھی؟ فرمایا: یوں دی تھی: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَا اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰهُ ۔ پھر فرمایا: اقامت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ کے درمیان دو بار "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" ہے۔ آنحضرتؐ نے (واپس زمین پر آکر) بلالؓ کو بلا کر اسی اذان واقامت کے کہنے کا حکم دیا جو آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات تک برابر اسی طرح اذان دیتے رہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابوبکر حضرمی اور کلیب اسدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان کے سامنے اذان یوں دہرائی: اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ (چار بار)۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو بار)۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دو بار)۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ (دو بار)۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (دو بار)۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ۔ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ (دو بار)۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ (دو بار)۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو بار)۔ (پھر فرمایا) اور اقامت بھی اسی طرح ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں یہ تشبیہ (کہ اقامت بھی اذان کی طرح ہے) سے اغلب پر محمول ہے (کہ اغلب فصول ایک جیسے ہیں) یا یہ عموم سابقہ اور لاحقہ حدیثوں سے تخصیص خوردہ ہے۔ (کہ اس کی ابتدا میں تکبیر دو بار۔ اور آخر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار)۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر بلایا گیا۔ اور نماز کا وقت داخل ہوا تو جبرئیلؑ نے اذانؑ دی پس جب انہوں نے کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ تو دوسرے ملائکہ نے بھی کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ جب جبرئیلؑ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو ملائکہ نے کہا: اللہ کے شریکوں کا جوا گردن سے اتار دیا۔ جب کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ ایک نبی ہیں جو مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔ جب کہا: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو فرشتوں نے کہا اپنے پروردگار کی عبادت کی رغبت دلائی ہے! جب کہا: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو ملائکہ نے کہا وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اس کی پیروی کی۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۱۱۔ ابوبصیر امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بلالؓ نیکوکار بندہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں دوں گا۔ پس اسی دن سے اذان میں سے حی علی خیر العمل کا کہنا ترک کر دیا گیا۔ (الفقیہ)

۱۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ابن النباح اپنی اذان میں کہا کرتے تھے "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ۔ حَیَّ

عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ''جب حضرت امیر علیہ السلام اسے (ابن النباح) کو دیکھتے تو فرماتے: مرحباً۔ عادلانہ بات کہنے والے! اور اھلاً ومرحباً (صحیح) نماز پڑھنے والے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اذان دیتے تھے تو اس میں کہتے تھے: ''اَشْھَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ''اور کبھی کہتے''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ''دونوں جملوں کے متعلق اخبار وارد ہوئی ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اذان کے علل واسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں کو کئی وجوہ سے اذان دینے کا حکم دیا گیا ہے (۱) منجملہ ان کے ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے بھولے ہوئے کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ (۲) اس میں غافل کے لئے تنبیہ ہے۔ (۳) جسے وقت کی خبر نہ ہو اس کے لئے وقت کا تعارف ہے۔ (۴) مؤذن اذان کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ (۵) اس میں رغبت دلاتا ہے' توحید کا اقرار کرتا ہے' ایمان کا اظہار کرتا ہے' اسلام کا اعلان کرتا ہے۔ جو عبادت کو بھول جائے یہ اسے بتاتا ہے اور اسے مؤذن کہا ہی اسی لئے جاتا ہے کہ وہ اذان کے ذریعہ سے نماز کا اعلان کرتا ہے۔ اسمیں تکبیر سے ابتداء اور تہلیل سے انتہاء اس لئے کی گئی ہے کہ خدا نے چاہا کہ ابتدا اس کے ذکر اور اس کے نام سے کی جائے اسی لئے لفظ ''اللّٰہ'' تکبیر میں پہلے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بعد میں ہے۔ اور اذان (کی ہر فصل) دو دو بار اس لئے کہی جاتی ہے کہ سننے والوں کے لئے اعلان میں تکرار ہو جائے۔ اور تاکید مزید ہو جائے۔ تاکہ اگر کوئی ایک بار نہ سنے تو دوسری بار سن لے اور چونکہ بالاصالہ ہر نماز دو دو رکعت ہے۔ اس لئے اذان کی فصول بھی دو دو بار مقرر کی گئی ہیں۔ اذان کی ابتداء میں تکبیر چار بار اس لئے مقرر کی گئی ہے چونکہ اذان اچانک شروع ہوتی ہے اس سے پہلے کوئی کلام نہیں ہے تاکہ سننے والوں کو بالتکرار آگے والے فصول کی طرف متوجہ کیا جا سکے اور تکبیر کے بعد شہادتین رکھی گئی ہیں کیونکہ ایمان کی ابتداء توحید اور خدا کی وحدانیت کے اقرار سے ہوتی ہے۔ اور دوسرے نمبر پر رسولؐ کی رسالت کا اقرار ہے اور ان دونوں ہستیوں کی اطاعت اور معرفت باہم متصل ومقرون ہیں اور چونکہ اصل ایمان اقرار شہادتین ہے اس لئے دو شہادتین مقرر کی گئی ہیں جیسا کہ عام حقوق میں دو گواہ رکھے گئے ہیں۔ پس جب بندہ نے خدا کی وحدانیت اور رسولؐ کی رسالت کا اقرار کر لیا تو گویا اس نے تمام ایمان کا اقرار کر لیا کیونکہ اصل ایمان خدا و رسول کا اقرار ہے۔ اور شہادتین کے بعد نماز کی طرف آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ کیونکہ اذان مقرر ہی نماز کے لئے کی گئی ہے اور یہ نماز کی طرف بلاوا اذان کے وسط میں رکھا گیا ہے۔ اور پھر فوز وفلاح اور خیر العمل کی طرف بلایا گیا ہے اور آخر میں کلام کو خدا کے نام سے ختم کیا گیا ہے جس طرح اس کی ابتداء اس کے نام سے کی گئی تھی۔ (الفقیہ)

۱۴۔ علل الشرائع اور عیون الاخبار میں اس سابقہ روایت کا تتمہ اس طرح وارد ہے: اذان میں نماز کی طرف بلاوا اس کے وسط میں

رکھا گیا ہے۔ چار فصلیں اس سے پہلے ہیں یعنی دو بار تکبیر اور دو بار شہادت اور چار فصلیں اس کے بعد ہیں ان کے درمیان نماز اور فوز وفلاح اور خیر العمل (نماز) کی طرف بلایا گیا ہے اور اس کی ادائیگی اور بجا آوری کی رغبت دلائی گئی ہے۔ اس کے بعد دو بار تکبیر اور دو بار تہلیل مقرر کی گئی ہے تاکہ ابتداء کی مانند اس کے آخر میں بھی چار فصول مکمل ہو جائیں اور تاکہ کلام اللہ کے ذکر کے ساتھ اسی طرح ختم کیا جائے جس طرح اس کی ابتداء اس کے نام سے ہوئی تھی اور آخر میں تہلیل مقرر کی گئی ہے اور تکبیر مقرر نہیں کی گئی ہے کیونکہ اللہ اکبر میں اللہ کا نام پہلے ہے اور تہلیل میں اللہ کا نام آخر میں ہے۔ تو خدا نے چاہا کہ جس طرح ابتداء میں خدا کا نام پہلے تھا آخر میں خدا کا نام آخر میں ہو۔ اور تہلیل کی جگہ تسبیح وتحمید مقرر نہیں کی گئی کیونکہ تہلیل میں خدا کی وحدانیت کا اقرار اور خدا کے شریکوں کی نفی کی گئی ہے لہٰذا یہ اول ایمان بھی ہے۔ اور تسبیح وتحمید سے افضل بھی ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۱۵۔ محمد بن ابی عمیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ "حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ" کو اذان سے کیوں خارج کیا گیا؟ فرمایا: تم اس کی ظاہری علت معلوم کرنا چاہتے ہو یا باطنی؟ عرض کیا دونوں۔ فرمایا: اس کی ظاہری علت تو یہ ہے کہ تاکہ لوگ صرف نماز پر بھروسہ کر کے جہاد ترک نہ کر دیں۔ اور باطنی علت یہ ہے کہ خَيْرِ الْعَمَلِ سے مراد ولایت ہے تو جس شخص نے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کے ترک کرنے کا حکم دیا اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو ولایت کی طرف نہ بلایا جائے اور اس کی رغبت نہ دی جائے۔ (علل الشرائع)

نوٹ:۔ ایک روایت میں جو کہ کتاب التوحید اور معانی الاخبار سے منقول ہے کہ راوی نے تقیۃً اسے ترک کیا ہے۔ فراجع۔

۱۶۔ جناب محقق حلیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان یہ ہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ الخ۔۔۔۔ اس کے آخر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار ہے۔ (کتاب المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ممکن ہے کہ یہ ایک بار تقیۃً وارد ہو! اور ممکن ہے کہ امامؑ نے اذان واقامت دونوں کا ذکر کیا ہو اور یہ ایک بار صرف اقامت کے آخر میں ہو۔ کیونکہ اذان کا لفظ اقامت پر بھی بولا جاتا ہے۔

۱۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ بھی مروی ہے کہ اذان واقامت کل پینتیس فصول ہیں اس طرح اقامت کی ابتداء میں بھی (اذان کی طرح) چار بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا پڑے گا۔ (النہایہ)

۱۸۔ فرمایا: ایک روایت میں اڑتیس (۳۸) فصول وارد ہیں یعنی اس طرح اقامت کے آخر میں (اذان کی مانند) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار کہنا پڑے گا۔ (ایضاً)

۱۹۔ فرمایا: اور ایک روایت میں بیالیس فصول وارد ہیں اس طرح اذان واقامت کے اول وآخر میں چار چار بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور دونوں کے آخر میں دو دو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا پڑے گا۔ (ایضاً والمصباح)

۲۰۔ یہ بھی وارد ہے کہ کل فصول سینتیس (۳۷) ہیں اس طرح اقامت کی ابتداء میں چار بار تکبیر کہنی پڑے گی۔ (المصباح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان روایتوں میں سے جس پر بھی عمل کرے وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ (واللہ العالم)

۲۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ابو بکر حضرمی اور کلیب اسدی والی روایت کو نقل کرنے کے بعد (جو کہ یہاں نمبر ۹ پر درج ہے) فرماتے ہیں: ''**هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارا۔ الخ**۔ یعنی یہ ہے وہ صحیح اذان کہ جس میں کوئی زیادتی یا کمی کرنا جائز نہیں ہے۔ خدا مفوضہ [1] فرقہ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنی طرف سے کچھ حدیثیں وضع کر رکھی ہے جن کی وجہ سے وہ اذان میں اضافہ کرتے ہیں چنانچہ کچھ تو اذان میں دو بار کہتے ہیں ''**اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا وَّآلِ خَيْرِ الْبَرِيَّة**'' اور بعض **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کے بعد دو بار کہتے ہیں ''**اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ**'' اور بعض اس کی بجائے دو بار کہتے ہیں ''**اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا**''۔ اس میں تو ہرگز کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ''حضرت امیر علیہ السلام ولی اللہ ہیں'' اور وہ اہل ایمان کے امیر بھی ہیں اور یقیناً سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام تمام لوگوں سے افضل واعلیٰ بھی ہیں مگر یہ شہادت اصل اذان میں داخل نہیں ہے۔ اور یہ بات میں نے اس لئے ذکر کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ لوگ پہچان لئے جائیں جو متہم بالتفویض ہیں اور دھوکہ دہی سے ہم (شیعوں) میں گھسے ہوئے ہیں (جبکہ درحقیقت وہ ہم میں سے نہیں ہیں) **انتهى كلام الصدوق رئيس المحدثين رضى الله عنه**۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب ۲۰ و۲۲ و۳۱ میں اور افعال نماز میں سے باب ۱ میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ شرح عقائد شیخ صدوقؒ مطبوعہ اوائل المقالات کے صفحہ ۲۱۸ پر لکھا ہے: ''المفوضة صنف من الغلاة'' کہ مفوضہ فرقہ غالیوں کی ایک قسم ہے۔ ایسا ہی افادہ جناب شیخ فضل اللہ زنجانی نے کتاب اوائل المقالات کے صفحہ ۷۶ اور ۷۷ کے حاشیہ پر فرمایا ہے: ﴿هم فرقة من الغلاة﴾ حقیقی غالیوں اور ان میں فرق صرف اس قدر ہے کہ یہ ائمہ طاہرینؑ کو مخلوق خدا ضرور مانتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں خدا نے صرف انہی ذوات مقدسہ کو پیدا کیا ہے وبس۔ باقی کائنات کو پیدا کرنا اور انہیں رزق دینا' ان کو مارنا اور جلانا الغرض تمام کائنات کا انتظام چلانا خدا نے ان کے حوالہ کر دیا ہے۔ جسے آئمہ معصومین علیہم السلام نے بدترین قسم کا شرک قرار دیتے ہوئے مفوضہ کو مشرک قرار دیا ہے۔ (عیون الاخبار' بحار الانوار ۵۶۰) اس موضوع کی دوسری تفصیلات معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات احقر مترجم کی احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۰

دودو بار اقامت کہنا (ہر فصل کو دو بار کہنا) اذان واقامت ایک ایک بار کہنے سے افضل ہے اور جو اقامت ایک ایک بار کہے اس کے لئے اذان کے بغیر نماز مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہمام سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان واقامت دودو بار کہی جاتی ہے اور فرمایا جب کوئی شخص دودو بار اقامت کہے اور اذان نہ دے تو وہ واجبی نماز میں کافی ہے مگر جو شخص اقامت ایک ایک بار کہے اور اذان نہ دے تو وہ اقامت اذان کے بغیر کافی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ برید (یزید) مولی الحکم سے اور وہ بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر میں دودو بار اقامت کہوں تو یہ مجھے ایک ایک بار اذان واقامت کہنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک ایک بار کہنا کافی ہے (جب کہ افضل دودو بار کہنا ہے) بنابریں یہاں پہلی حدیث میں اقامت کے ناکافی ہونے کو افضلیت کی نفی پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۲۱

تقیہ، جلدی اور سفر کی حالت میں اذان واقامت میں ہر فصل کو ایک ایک بار کہنے پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان دودو بار اور اقامت ایک ایک بار ہے۔ (التہذیبین)

۲۔ یزید بن معاویہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر میں اذان اسی طرح قصر ہو جاتی ہے جس طرح (چار رکعتی) نماز (فریضہ) لہٰذا اذان (کی ہر فصل) ایک ایک بار اور اقامت بھی ایک ایک بار کہی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے تقیہ اور جلدی پر محمول کیا ہے اور اسے اس کے ظاہری اطلاق پر باقی رکھنا بھی ممکن ہے۔ (واللہ العالم)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اقامت ایک ایک بار ہے۔ سوائے اَللّٰہُ

اَکْبَرْ کے کہ وہ دو بار ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابو عبیدہ الحذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو اذان میں ایک ایک بار اَللّٰهُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے سنا۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ ایک ایک بار اَللّٰهُ اَکْبَرْ کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: اگر تم جلدی میں ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۵۔ نعمان الرازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ سفر کی حالت میں اقامت کا طاق طاق (ایک ایک بار) کہنا کافی ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۲

اذان و اقامت میں تھویب یعنی ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''تھویب'' کے بارے میں سوال کیا جو کہ اذان و اقامت کے درمیان ہوتی ہے؟ فرمایا: ہم اسے نہیں جانتے[1]۔(کتب اربعہ والسرائر)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھ سے فرمایا: اگر چاہو تو ''تھویب'' یعنی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی جگہ دو بار حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہہ سکتے ہو۔(تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر (اذان و اقامت میں) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا سنت ہوتا تو اسے چھوڑ کر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنا کس طرح جائز ہو سکتا تھا؟

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اذان و اقامت کی کیفیت کی حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں وہ بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں (کہ تھویب جزء اذان و اقامت نہیں ہے)۔

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اقامت میں ندا اور تھویب سنت ہے۔(ایضاً)

---

[1] کیونکہ یہ سنت رسولؐ نہیں ہے بلکہ بدعت عمریہ ہے جیسا کہ اس تلخ حقیقت کا اہلسنت کے بڑے بڑے جید علماء نے اعتراف کیا ہے چنانچہ مؤطائے مالک میں مذکور ہے کہ جناب عمر کے زمانہ خلافت میں مؤذن ان کو نماز صبح کے لئے بلانے گیا دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اس نے جگاتے ہوئے کہا ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' وہ جاگے اور اس فقرہ کو پسند کیا۔ اور مؤذن کو حکم دے دیا کہ وہ صبح کی اذان میں یہ کہا کرے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ رائج ہو گیا۔ (مؤطائے مالک طبع دہلی وکذافی المؤطا مع شرح تنویر الحوالک ج ۱ ص ۷۱ طبع مصر) اسی طرح علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اور فاضل شبلی نعمانی نے الفاروق ص ۲۵۳ طبع لاہور میں اسے ''اولیات'' عمر بن الخطاب میں درج کیا ہے۔(فراجع)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) گھر میں بآواز بلند اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہا کرتے تھے اور اگر تم بھی اس کی تکرار کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں روایتیں تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ تمام فرقہ حقہ کا اسی بات پر اجماع ہے کہ ان روایتوں پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علاوہ بریں اس روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ امامؑ اذان یا اقامت میں یہ فقرہ کہتے تھے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ویسے (سونے والوں کو جگانے) کے لئے کہتے ہوں۔

۵۔ محقق حلی کی کتاب معتبر میں احمد بن محمد بن ابونصر کی کتاب کے حوالہ سے بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فجر کی اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا کہنا مروی ہے۔ (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جیسا کہ ابھی اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے (کیونکہ یہ ہمارے مسلمہ روایات کے خلاف اور مخالفین کے مسلک کے موافق ہے اور خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "خذ بما خالف العامه...... کہ اختلاف روایات کے وقت اس روایت پر عمل کرو جو مخالفین کے نظریہ کے خلاف ہو۔ (الکافی)

باب ۲۳

فصولِ اذان میں بکثرت تکرار کرنا مکروہ ہے سوائے لوگوں کو متوجہ کرنے کے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی مؤذن پیشنماز ہو اور وہ شہادت (توحید و رسالت) میں تکرار کرے یا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ یا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کی دو دو یا تین تین بار یا چار چار بار تکرار کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے جماعت کو اکٹھا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو کہ اس صورت کے علاوہ اس تکرار کے ممنوع ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۴

اذان میں ترتیل اور ٹھہراؤ اور اقامت میں جلدی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اقامت جلدی جلدی کہو۔(الفقیہ)

۲۔ زارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان میں الف اور ہاء کو خوب واضح کیا جائے گا اور آخری کلمات پر جزم دیا جائے گا۔(یعنی اذان آہستہ آہستہ کہی جائے گی) مگر اقامت جلدی جلدی کہی جائے گی۔(التہذیب)

۳۔ حسن بن السری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اذان میں ترتیل و ٹھہراؤ ہے جبکہ اقامت جلدی جلدی ہے۔(الفروع، التہذیب)

باب ۲۵

جو شخص مقام جماعت میں اس وقت پہنچے کہ جب لوگ سلام کے بعد ابھی تک اپنے مقام پر موجود ہوں اور متفرق نہ ہوئے ہوں تو اس سے اذان و اقامت ساقط ہے اور اگر آنے والے دو یا دو سے زائد ہوں تو نماز باجماعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص اس وقت پہنچتا ہے کہ جب پیشنماز سلام پھیر چکا ہوتا ہے؟ فرمایا: اس کے لئے اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے وہ انہی لوگوں کی اذان پر اکتفا کر سکتا ہے ہاں البتہ اگر جماعت والے لوگ متفرق ہو گئے ہوں تو پھر اذان کا اعادہ کرے گا۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اس وقت مسجد میں پہنچتا ہے کہ ہنوز لوگ متفرق نہ ہوئے ہوں تو انہی کی اذان و اقامت پر اکتفا کر کے نماز پڑھے گا۔ اور اگر صف متفرق ہو چکی ہو تو پھر اپنی اذان و اقامت کہے گا۔(التہذیب)

۳۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دو شخص اس وقت مسجد میں داخل ہوئے جبکہ لوگ نماز (باجماعت) پڑھ چکے تھے؟ (اور حضرت امیرؑ پڑھ چکے تھے) تو حضرت امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم اگر چاہو تو ایک دوسرے کو نماز پڑھا سکتے ہو۔ اور اذان و اقامت بھی نہ کہو۔(ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہو جب لوگ نماز باجماعت پڑھ چکے ہوں تو وہ اذان واقامت نہ کہے۔ اور نہ ہی کوئی نافلہ پڑھے سب سے پہلے نماز فریضہ پڑھے۔ اور بغیر نماز پڑھے باہر نہ نکلے۔ (ایضاً)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی شخص اس وقت پہنچے جب پیشنماز سلام پھر چکا ہو۔ فرمایا: اسے اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ (التہذیب والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اذان واقامت کہنے کے جواز یا استحباب غیر مؤکد پر محمول ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب نمازیوں کی صفیں متفرق ہو چکی ہوں۔ (وھوالاقرب)

باب ۲۶

موذن کے لئے عاقل، مسلمان اور اہل ایمان ہونا شرط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا مؤذن کا غیر مؤذن ہونا جائز ہے؟ فرمایا: اس طرح اذان درست نہیں ہے۔ فرمایا: جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص اذان دے سوائے مسلمان اور مؤمن مرد کے (فرمایا) اگر کوئی شخص اذان دینا جانتا ہو اور دے بھی مگر وہ مؤمن عارف نہ ہو تو نہ اس کی اذان جائز ہے اور نہ اقامت اور نہ ہی اس کی اقتداء کی جاسکتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جب کوئی شخص تنہا ہو اور اذان دے کر نماز پڑھنا چاہے مگر بعد میں باجماعت نماز پڑھنے کا پروگرام بن جائے تو (خود پیشنماز یا مقتدی کا) تو اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اذان واقامت کہی تاکہ فرادیٰ نماز پڑھے۔ پھر ایک اور شخص آگیا اور اس نے خواہش کی کہ باجماعت نماز پڑھیں تو آیا جائز ہے کہ اس کہی ہوئی اذان واقامت پر اکتفا کر کے نماز پڑھیں؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ ان کو ازسرنو اذان واقامت کہنی چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۸

جو شخص اذان واقامت کہنا بھول جائے یہاں تک کہ نماز پڑھ بیٹھے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اذان دینا بھول گیا حتیٰ کہ نماز پڑھ لی۔ تو؟ فرمایا: (نماز کا) اعادہ نہیں کرے گا۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص اقامت کہنا بھول گیا یہاں تک کہ (نماز پڑھ کر) اس جگہ سے چلا گیا تو آیا وہ اس نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: وہ اعادہ نہ کرے مگر ہاں یہ آئندہ ایسا نہ کرے۔(ایضاً)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اقامت کہنا بھول گیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی تو؟ فرمایا: اگر نماز سے فارغ ہو چکنے کے بعد یاد آئے تو پھر پڑھی ہوئی نماز کافی ہے اور اگر اثناء نماز میں یاد آئے تو پھر اس کا اعادہ کرے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ اعادہ استحباب پر محمول ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ بھی اس سے مقید ہے کہ اگر رکوع میں جانے سے پہلے یاد آئے جیسا کہ اسکے بعد (باب ۲۹ و ۳۳ میں) اس کی صراحت آرہی ہے انشاء اللہ۔

باب ۲۹

اگر کوئی فرادیٰ نماز پڑھنے والا شخص اذان دینا بھول جائے اور نماز شروع کر دے مگر رکوع سے پہلے یاد آجائے تو اذان کہنا مستحب ہے مگر رکوع کے بعد نہ۔ اور یہی حکم اقامت کا ہے اور یہی دونوں کے بھول جانے کا ہے مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ اپنے والد (زرارہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اذان واقامت کہنا بھول گیا یہاں تک کہ نماز شروع کر دی؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے۔ کیونکہ اذان دینا سنت ہے (واجب تو نہیں ہے کہ جس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو

جائے)۔(التہذیب والاستبصار)

۲۔ داؤد بن سرحان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے متعلق جو اذان واقامت کہنا بھول کر نماز شروع کر دے! فرمایا: اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اذان واقامت کہنا بھول جاؤ اور نماز شروع کر دو۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے یاد آجائے تو نماز چھوڑ کر اذان واقامت کہو اور پھر نماز پڑھو۔ اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو پھر اپنی نماز کو مکمل کرو۔(ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو اذان واقامت کہنا بھول گیا اور نماز شروع کر دی۔۔۔فرمایا: اگر قرأت (حمد وسورہ پڑھنے) سے پہلے یاد آجائے تو سرکار محمد (وآل محمدؐ) علیہم السلام) پر درود پڑھے اور اقامت کہہ کر نماز پڑھے اور اگر قرأت شروع کر دے تو پھر نماز کو جاری رکھ کر مکمل کرے۔

(ایضاً والفروع)

۵۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میں نماز کی دوسری رکعت کی قرأت کر رہا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میں نے اقامت نہیں کہی اب کیا کروں؟ فرمایا: جہاں بھی قرأت کر رہے ہو۔ وہیں خاموش ہو جاؤ۔۔۔اور دو بار کہو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، پھر اسی جگہ سے قرأت شروع کر دو۔۔۔اور نماز کو مکمل کرو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام حدیثیں استحباب پر محمول ہیں۔

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اذان واقامت کہنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ نماز کی تکبیرۃ الاحرام کہہ دی؟ فرمایا: اپنی نماز کو جاری رکھے اور اعادہ نہ کرے۔(ایضاً)

۷۔ نعمان الرازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ابوعبیدہ الحذاء نے آپؑ سے سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص اذان واقامت کہنا بھول کر تکبیر نماز شروع کر دے تو؟ امامؑ فرما رہے تھے کہ جب وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اگر اس وقت اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اذان واقامت کہے گا (مگر کہنا بھول گیا) تو وہ نماز کو جاری رکھے۔ اور اسے نہ توڑے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ اور نماز توڑ کر اذان و اقامت کہنا اور نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے اور سابقہ حدیثیں نماز چھوڑ کر اور اذان واقامت کہہ کر اعادہ کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں (لہٰذا ان کے درمیان کوئی منافات نہیں)۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے

پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جب پیشنماز کسی شخص کو اذان واقامت کہتے ہوئے سنے اگر چہ وہ فرادیٰ ہو تو وہ جماعت میں اس پر اکتفا کرسکتا ہے اور اسی طرح فرادیٰ آدمی جماعت کی اذان واقامت پر اکتفا کرسکتا ہے اور اگر مؤذن سے کچھ کمی واقع ہو جائے تو پیشنماز کے لئے مستحب ہے کہ اسے مکمل کردے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مؤذن اذان دے اور تم اس کی اذان پر اکتفا کر کے نماز پڑھنا چاہو تو پھر تم اس کی کمی کو پورا کردو جو اس نے کی ہے۔

(التہذیب)

۲۔ ابو مریم انصاری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں اس طرح نماز پڑھائی کہ صرف قمیص پہنے ہوئے تھے اوپر کوئی چادر نہ تھی اور نہ اذان دی اور نہ اقامت۔۔۔ فرمایا: میں جعفر (صادق علیہ السلام) کے پاس سے گزرا جو اذان واقامت کہہ رہے تھے (وہ میں نے سنی اور) میں نے کلام نہیں کیا لہذا میں نے اسی پر اکتفا کی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عمرو بن خالد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے اپنے پڑوسی کی اقامت سنی جو نماز کے لئے کہہ رہا تھا۔ فرمایا: اٹھو۔ چنانچہ ہم اٹھے اور بغیر اذان واقامت کہے آپؑ کے ساتھ نماز پڑھی۔ فرمایا: تمہارے پڑوسی کی کہی ہوئی اذان تمہارے لئے کافی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

یہ بات جائز ہے کہ مؤذن اور ہو اور اقامت کہنے والا اور؟ اور یہ بھی روا ہے کہ دونوں اور ہوں اور پیشنماز اور؟ اور جب تک قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ نہ کہی جائے تب تک بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اذان دیتے تھے اور اقامت کوئی اور شخص کہا کرتا تھا اور کبھی آپؑ اقامت کہتے تھے اور اذان کوئی اور شخص دیتا تھا۔

(التہذیب والفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے اور بلالؓ اقامت کہہ رہے ہوتے تھے تو آنحضرتؐ بیٹھ جاتے تھے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اذان دیتے تھے اور اقامت کوئی اور شخص کہتا تھا اور کبھی آپؑ اقامت کہتے تھے اور اذان کوئی اور شخص دیتا تھا۔ (الفقیہ)

۴۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج آسمان پر بلایا گیا اور نماز کا وقت داخل ہوا تو جناب جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی اور کہا: یا محمدؐ! آگے بڑھیں (اور نماز پڑھائیں) تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اخلاقاً) ان سے کہا: یا جبرئیلؑ! آپؑ آگے بڑھیں! جبرئیلؑ نے کہا: جب سے ہمیں آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہم بنی آدمؑ سے آگے نہیں بڑھتے۔ (علل الشرائع)

۵۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو جبرئیلؑ نے اذان دی اور میکائیل نے اقامت کہی پھر مجھ سے کہا یا محمدؐ! آگے بڑھیں چنانچہ میں آگے بڑھا اور چوتھے آسمان والوں کو نماز پڑھائی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۱۹ و ۲۹ و ۳۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ میں اور باب ۱۱ از افعال نماز میں) ذکر کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

نابالغ لڑکے کا اذان دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی نابالغ لڑکا اذان دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ لڑکا جو ہنوز سنِ بلوغت کو نہیں پہنچا مگر ممیز ہے تو اگر وہ نماز پڑھائے یا اذان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض عمومی روایات اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ باب الجماعت میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

جو شخص اذان واقامت میں سے کچھ اجزاء بھول جائے یا ترتیب میں کچھ غلطی کر جائے تو مستحب ہے کہ بھولے ہوئے اور اس کے بعد والے اجزاء کو بجالائے اور از سر نو اذان واقامت کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص سے اذان میں سہو (بھول چوک) ہو جائے اور فصلوں کو مقدم ومؤخر کر بیٹھے۔ تو سب سے پہلے جس فصل کو مؤخر کیا اس سے شروع کر کے آخر تک اذان کو مکمل کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ یا ان کو فرماتے ہوئے سنا، فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص اذان میں سے کوئی کلمہ بھول جائے۔ یہاں تک کہ اقامت کہنی شروع کر دے تو اسے جاری رکھے۔ اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اقامت میں سے کچھ بھول جائے۔ تو اس بھولے ہوئے کلمہ کو اور اس کے بعد والے کلموں کو تا آخر بجالائے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وضو پے در پے کرو اور اذان و اقامت بھی اسی طرح (پے در پے) اور بالترتیب دو۔۔۔ اور اگر شہادتین سے پہلے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہہ دو تو پہلے شہادت توحید و رسالت دو۔ اور بعد ازاں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہو۔ (الفقیہ)

۴۔ عمار ساباطی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اذان میں سے ایک کلمہ کہنا بھول جائے اور اذان واقامت کہہ چکنے کے بعد اسے یاد آئے تو؟ فرمایا: پہلے وہ بھولے ہوئے کلمہ کو بجالائے، اور پھر اس کے بعد والے کلمے ادا کرے اور اسے تمام اذان واقامت کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اذان دینے یا اقامت کہنے میں غلطی کرتا ہے اور نماز شروع کرنے سے پہلے اسے وہ غلطی یاد آجاتی ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر وہ غلطی اذان میں کی ہے تو نماز کو جاری رکھے اور اگر وہ غلطی اقامت میں ہوئی ہے تو پھر نماز کو چھوڑ کر اقامت کا اعادہ کرے (اور پھر نماز پڑھے) اور اگر ایک یا دو رکعت نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس کی پروا کئے بغیر نماز کو جاری رکھے کہ وہ کافی ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۴

جو شخص (تقیۃً) اس شخص کے پیچھے نماز پڑھے جس کی اقتداء (شرعاً) جائز نہیں ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنی اذان واقامت خود کہے۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جو غیر مؤمن کی اذان سنے (کہ خود کہے) اور اگر ایک رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہہ کر صرف دو بار تکبیر اور ایک بار لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور (نماز باجماعت شروع ہو مگر) اس پیشنماز کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو (مگر مصلحۃً پڑھنی پڑ جائے) اور اس کی صرف ایک دو آیتیں باقی رہ گئی ہوں اور اسے اندیشہ ہو کہ اگر اس نے اذان واقامت کہی تو پیشنماز رکوع میں چلا جائے گا۔ (اور اس کی ایک رکعت فوت ہو جائے گی) تو وہ صرف یہ کہے "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (پھر جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے)۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پیچھے تم قرأت کرتے ہو (یعنی جس کی اقتداء جائز نہیں ہے) وہاں خود اذان دو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ قبل ازیں (باب ۲۶ حدیث نمبر ۱ میں) بروایت عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اگر اذان دینے والا مؤمن نہ ہو تو نہ اس کی اذان صحیح ہے اور نہ اقامت اور نہ ہی اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

باب ۳۵

مریض کے لئے اذان واقامت کہنا مستحب ہے اگرچہ دل میں کہے اور جب تک زبان سے ادا نہ کرے اس وقت تک دوسرے کے لئے کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے لئے اذان کافی نہیں ہے مگر وہ جو کم از کم اپنے آپ کو سناؤ یا جسے خود سمجھو۔ اور (تکبیر کی) الف اور ہاء کو خوب واضح کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو

فرماتے ہوئے سنا، فرما رہے تھے کہ جب مریض نماز پڑھنا چاہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اذان واقامت کہے اور اگر زبان سے لفظ ادا نہ کر سکے تو دل ہی میں کہہ لے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اسے سخت درد ہو تو؟ فرمایا: اگرچہ ہو۔ مگر ضروری ہے کہ اذان واقامت کہے کیونکہ نماز بغیر اذان واقامت کے نہیں ہوتی۔ (التہذیب والاستبصار، وعلل الشرائع)

باب ۳۶

عرفہ اور جمعہ کے دن ظہر وعصر کو اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو ملا کر ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور ہر دو فریضہ نمازوں میں ایسا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرفہ کے دن سنت یہ ہے کہ نماز ظہر کے لئے تو اذان بھی دے اور اقامت بھی پھر نماز ظہر پڑھے بعد ازاں عصر کے لئے صرف اقامت کہے اذان نہ دے۔ اور بمقام مزدلفہ مغرب وعشاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرے (کہ مغرب کے لئے اذان واقامت ہر دو کہے مگر عشاء کے لئے صرف اقامت کہے)۔ (التہذیب)

۲۔ فضیل وزرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور اسی طرح مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرکے پڑھی۔ (التہذیب والفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس سابقہ روایت کو الفقیہ میں درج کیا ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایسا بمقام عرفات ومزدلفہ کیا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض روایتیں اس سے قبل (ج ۱، باب ۱۹ نواقض وضوء باب ۳۲ و ۳۴ واز مواقیت نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الجمعہ والحج میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

جو شخص بہت سی قضا نمازیں پڑھنا چاہے اس کے لئے مستحب ہے کہ پہلی نماز کے لئے اذان واقامت ہر دو کہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت کہتا جائے اور جس نماز کا اعادہ کرنا ہو اس کے لئے اقامت کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے

ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تمہارے ذمہ بہت سی نمازوں کی قضا واجب ہو تو پہلی نماز کے لئے تو اذان واقامت ہر دو کہو اور بعد ازاں ہر ہر نماز کے لئے صرف اقامت کہتے جاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں عریضہ لکھا، جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص پر (کسی وجہ سے) نماز کا اعادہ واجب ہے تو آیا جب اس کا اعادہ کرے تو کیا اذان واقامت کا بھی اعادہ کرے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا صرف اقامت کا اعادہ کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد قضاء صلوٰات (باب ۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

اذان دینے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ آخری بات جس پر میرے قلبی حبیب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری جدائی ہوئی وہ یہ تھی کہ فرمایا: یا علیؑ! جب نماز پڑھاؤ تو اپنے مقتدیوں میں سے کمزور ترین آدمی کا لحاظ کر کے پڑھاؤ۔ اور کبھی کوئی ایسا مؤذن مقرر نہ کرو جو اجرت لے کر اذان دیتا ہو۔

(التہذیب والفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا امیر المؤمنین! خدا کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں! امامؑ نے فرمایا: مگر میں تجھ سے نفرت کرتا ہوں! عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ تو نے اذان دینے کو اپنا کسب (ذریعہ معاش) بنا رکھا ہے اور تو قرآن پڑھانے پر بھی اجرت لیتا ہے۔[1]

(الفقیہ)

---

[1] اس حدیث اور اس جیسی بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف واجبات کی ادائیگی پر نہیں بلکہ مستحبات پر بھی اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے۔ ارباب عقل و دانش کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر اذان اور قرآن کو کسب معاش کا ذریعہ بنانے والے سے حضرت امیر علیہ السلام نفرت کرتے ہیں تو کیا جو شخص خود آپ کے فضائل اور آپ کے لخت جگر حسینؑ کے مصائب بیان کرنے کو نہ صرف ذریعہ معاش بنائے بلکہ ان کے خون مقدس کے سودے کر کے روزی کھائے کیا آپ اس سے محبت کریں گے اور اسے اپنا محب تصور فرمائیں گے؟ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

اس موضوع کی دوسری تفصیلات میرے رسالہ "اصلاح المجالس والمحافل" میں دیکھی جائیں جو بہت ہی مفید اور معلومات افزا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب التجارہ اور نہی عن المنکر (ج ۶ باب ۴۱ از امر بالمعروف میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

صبح کی اذان واقامت میں دو رکعت نافلہ صبح کے ساتھ اور ظہر وعصر کی اذان واقامت میں ان کی دو رکعت نماز نافلہ کے ساتھ فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا صبح کی اذان صبح کے دو رکعت نماز نافلہ سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ فرمایا: اگر تو تم پیشنماز ہو کہ تم نے جماعت کا انتظار کرنا ہے تو پھر تو اذان پہلے دو۔ اور اگر تنہا ہو تو پھر کوئی فرق نہیں ہے کہ نافلہ سے پہلے اذان دو یا اس کے بعد۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران بن علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طلوع فجر سے پہلے اذان دی جاسکتی ہے؟ فرمایا: اگر نماز با جماعت پڑھنی ہو تو پھر نہیں۔ اور اگر فرادیٰ پڑھنی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ (امام رضا علیہ السلام نے) فرمایا: تمام نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان بیٹھنا چاہیئے بشرطیکہ اقامت سے پہلے کوئی نماز نہ ہو (جیسے نافلہ صبح) جسے آدمی پڑھے (ورنہ پھر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے)۔(الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اذان صبح کے متعلق فرمایا: سنت یہ ہے کہ طلوع فجر کے ساتھ ہی اذان دو۔ اور اذان واقامت کے درمیان صرف دو رکعت نماز کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔(التہذیب)

۵۔ ابوعلی صاحب الانماط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ ظہر کی چھ رکعت نماز نافلہ پڑھ کر اذان دے اور اسی طرح عصر کی چھ رکعت نافلہ پڑھ کر اذان دے (تاکہ نوافل کی آخری دو دو رکعت اذان واقامت کے درمیان پڑھ سکے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں اور) اعداد الفرائض (کے باب ۱۳) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

جو شخص اذان واقامت میں (مستحبی) فاصلہ رکھنا بھول جائے اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ عمداً فاصلہ ترک کرنا مکروہ ہے اور کم از کم فاصلہ الحمد للہ کہنا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اذان واقامت کے درمیان فاصلہ کرنا بھول جائے اور نماز شروع کر دے یا اقامت کہنے لگ جائے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ عمداً ایسا نہ کرے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اذان واقامت کے درمیان کم از کم کس قدر تسبیح کا فاصلہ ہونا چاہیئے؟ فرمایا: کہے الحمد للہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

جب اقامت کہنے والا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے تو نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہونا مستحب ہے اور اقامت کے بعد مقررہ پیشنماز کا انتظار نہیں کیا جائے گا بلکہ کسی اور (اہل شخص) کو آگے کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب اقامت کہنے والا کہے "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" (اور تا حال پیشنماز نہ آئے) تو آیا لوگ اپنے پاؤں پر (نماز کے لئے) کھڑے ہو جائیں یا پیشنماز کے انتظار میں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ وہ آجائے؟ فرمایا: بلکہ کھڑے ہو جائیں پس اگر (مقررہ) پیشنماز آجائے تو فبہا ورنہ کسی (اہل شخص) کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے آگے کر دیا جائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (ج ۵، باب ۴۲) نماز جماعت میں ذکر کی جائینگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

اذان وغیرہ میں جہاں بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا جائے وہیں ان پر درود پڑھنا واجب[1] ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب بھی اذان وغیرہ میں حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرو یا کوئی اور شخص تمہارے سامنے ان کا ذکر کرے تو آنحضرتؐ پر درود وسلام بھیجو۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں تشہد کے (باب ۱۰ میں) اور ذکر کے (باب ۳ و ۳۴ و ۴۳ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

صبح اور مغرب کی اذان سن کر منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور مغرب کی اذان سن کر یہ دعا پڑھے اور پھر اس دن یا اس رات مر جائے تو وہ تائب ہو کر مرنے والا متصور ہوگا اور وہ دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِقْبَالِ نَهَارِكَ وَ اِدْبَارِ لَيْلِكَ وَ حُضُوْرِ صَلَوٰاتِكَ وَاَصْوٰاتِ دُعَاتِكَ اَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (الفقیہ)

۲۔ یہی دعا الامالی، ثواب الاعمال اور عیون الاخبار میں بھی مذکور ہے مگر ان میں "وَاَصْوٰاتِ دُعَاتِكَ" کے بعد صرف یہ اضافہ ہے "وَتَسْبِيْحِ مَلٰئِكَتِكَ"۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غالب بن عثمان سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب شام کرو تو یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِقْبَالِ لَيْلِكَ وَ اِدْبَارِ نَهَارِكَ وَ حُضُوْرِ صَلَوٰاتِكَ وَاَصْوٰاتِ دُعَاتِكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اس کے بعد جو چاہو دعا کرو۔ (الاصول)

---

[1] مشہور ومنصور قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر پر درود شریف پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ہاں البتہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور بعض دوسرے علماء وفقہاء چونکہ اس کے وجوب کے قائل ہیں اس لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے وللتحقیق محل آخر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۴

جب جماعت کے لئے اقامت شروع ہو جائے تو اس وقت نماز نافلہ پڑھنا مکروہ ہے اور فراغت کے بعد اس کی قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ روایت جو بیان کی جاتی ہے کہ فریضہ کے وقت میں نافلہ نہیں پڑھنا چاہیئے، اس وقت کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے؟ سائل نے عرض کیا کہ لوگ تو اقامت کہنے میں باہم مختلف ہوتے ہیں (کہ کوئی پہلے کہتا ہے اور کوئی بعد میں تو؟) فرمایا: اس سے وہ اقامت کہنے والا مراد ہے جس کے ساتھ تم نماز پڑھتے ہو۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے والد بیان کرتے تھے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح کے لئے گھر سے برآمد ہوئے جبکہ بلالؓ اقامت کہہ رہے تھے اور عبداللہ بن القشب نافلہ صبح پڑھنے میں مشغول تھے۔ تو آنحضرتؐ نے (چیں بجبیں ہو کر) دو تین بار فرمایا: قشب کے بیٹے! کیا تم صبح کی چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو؟ (کیونکہ اس وقت نافلہ تو پڑھا نہیں جا سکتا؟)۔ (قرب الاسناد)

۳۔ علی بن جعفرؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (گھر میں) نافلہ صبح نہیں پڑھا اور جب مسجد میں پہنچا تو پیشنماز نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو چکا تھا تو اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: درایں صورت نافلہ ترک کردے اور نماز باجماعت میں شامل ہو جائے ہاں جب سورج بلند ہو جائے تو نافلہ کی قضا کرے۔ (ایضاً)

باب ۴۵

سننے والے کے لئے اذان کی حکایت کرنا مستحب ہے اگرچہ بیت الخلاء میں بھی ہو اور شہادتین کے بعد کیا کہنا چاہیئے؟ اس کا ذکر۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے تھے تو بالکل اسی کی طرح اذان کے تمام کلمات دہراتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے محمد بن مسلم! کسی حالت میں بھی خدا کا ذکر ترک نہ کرو۔ حتیٰ کہ اگر تم بیت الخلاء میں ہو اور سنو کہ مؤذن اذان دے رہا ہے تو تم اسی طرح خدا کا ذکر کرو جس طرح مؤذن کر رہا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حارث بن المغیرہ النصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مؤذن کو شہادت توحید و رسالت دیتے ہوئے سنے اور یہ دعا پڑھے: "مُصَدِّقًا مُحْتَسِبًا وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَكْتَفِیْ بِهَا عَنْ كُلِّ مَنْ اَبٰى وَ جَحَدَ وَ اُعِيْنُ بِهَا مَنْ اَقَرَّ وَ شَهِدَ۔ تو اسے ہر منکر اور ہر قائل کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

(الفقیہ، الفروع، المحاسن، ثواب الاعمال، الامالی)

۴۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جو شخص اذان سنے اور پھر وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہہ رہا ہو تو اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں اذان کی آواز سنوں تو کیا کہوں؟ فرمایا: ہر ذکر خدا کرنے والے کے ساتھ تم بھی ذکر خدا کرو (یعنی وہی کلمات دہراؤ جو مؤذن کہہ رہا ہے)۔

(علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے احکام خلوت (ج ا، باب ۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

غول بیابانی کے بے راہ کر دینے کے وقت، نومولود اور بدخلق آدمی کے کان میں اذان دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ﴿إذا تولعت بكم الغول فأذنوا﴾ جب غول بیابانی تمہیں ڈرائے تو تم اذان دو۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے وہ بدخلق ہو جاتا ہے اور جو بدخلق ہو جائے اس کے کان میں اذان دو (تاکہ اس کی بدخلقی دور ہو)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقیؒ باسناد خود جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب غول بیابانی تمہیں بے راہ کریں تو نماز کی اذان کی مانند اذان دو۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (نومولود کے کان میں اذان دینے) پر دلالت کرنے والی حدیثیں احکام اولاد (باب ۳۵ میں) اور تیسرے حکم (بدخلق کے کان میں اذان دینے) کے متعلق حدیثیں باب الاطعمہ (باب ۱۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

قبلہ سے ہٹ کر بھی اذان دی جاسکتی ہے اگرچہ روبقبلہ دینا بالخصوص شہادت توحید و رسالت کے وقت مستحب ہے اور اذان کی آواز سن کر (نماز پڑھے بغیر) مسجد سے نکلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی مؤذن قبلہ سے ہٹ کر اذان دے تو؟ فرمایا: جب شہادت (توحید و رسالت) روبقبلہ دے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جب اذان واقامت شروع کرتا ہے تو روبقبلہ نہیں ہوتا۔ مگر بعد میں قبلہ کی طرف منہ کر لیتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پہلے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں احکام مساجد (باب ۳۵ میں) گزر چکی ہیں فراجع۔

افعال نماز کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار باب ہیں)

باب ۱
نماز کی کیفیت اور اس کے کچھ احکام و آداب

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ و حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے حماد! کیا تو نماز صحیح طریقہ سے پڑھ سکتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرے مولا! مجھے تو نماز کے متعلق حریز کا رسالہ یاد ہے! فرمایا: میرے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھو! چنانچہ حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے رو بقبلہ کھڑے ہو کر نماز شروع کی اور رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حماد! تو نے اچھی طرح نماز ادا نہیں کی! پھر فرمایا: کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگوں کی ساٹھ ساٹھ ستر ستر سال عمر ہو جائے اور پھر بھی دو رکعت نماز صحیح نہ پڑھ سکو! اور اس کے حدود و احکام کو اچھی طرح ادا نہ کر سکو۔ حماد کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے اس کلام سے مجھے بڑی خجالت اور شرمندگی محسوس ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ مجھے نماز کی صحیح تعلیم دیں! پس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھ کھلے چھوڑ کر اپنے دونوں رانوں پر لٹکا دیے اور ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملا لیں اور اپنے پاؤں کو اتنا ایک دوسرے کے قریب کیا کہ ان کے درمیان قریباً کھلی تین انگلیوں کا فاصلہ رہ گیا اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی طرف کیا تب بڑے خشوع و خشیت کے ساتھ کہا: ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پھر ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر اور صحیح تلفظ) کے ساتھ سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد سورۂ قل ھو اللہ احد

پڑھی اور بقدر سانس لینے کے توقف فرمایا اس کے بعد ایسی حالت میں کہ ہنوز سیدھے کھڑے تھے (رکوع کیلئے) منہ کے برابر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہی۔ بعد ازاں رکوع میں گئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑا در آنحالیکہ آپ کی انگلیاں کھلی تھیں اور اس طرح گھٹنوں کو پیچھے دبایا کہ آپ کی پشت اس طرح سیدھی ہوگئی کہ اگر اس پر پانی یا تیل کا کوئی قطرہ گرایا جاتا تو پشت کے بالکل سیدھے ہونے کی وجہ سے نیچے نہ گرتا (بلکہ وہیں ٹھہر جاتا) اس وقت آنجنابؑ نے اپنی گردن کو (آگے کی طرف) سیدھا تان لیا اور آنکھوں کو نیچے (پاؤں کی طرف) جھکا لیا پھر ترتیل کے ساتھ تین بار کہا "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" اس کے بعد کھڑے ہوگئے۔ جب اچھی طرح سیدھے ہوگئے تو کہا "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" پھر وہیں کھڑے کھڑے کانوں تک ہاتھ بلند کر کے (سجدہ کے لئے) تکبیر کہی پھر سجدہ میں جھک گئے۔ اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر جبکہ ان کی انگلیاں باہم ملی ہوئی تھیں۔ گھٹنوں کے آگے، منہ کے بالمقابل رکھا اور تین بار کہا "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ" اور اس حالت میں اپنے جسم کا کوئی حصہ دوسرے کسی حصے پر نہ رکھا اور آٹھ اعضاء پر سجدہ کیا، دو ہتھیلیوں، دو گھٹنے، پاؤں کے دو انگوٹھوں، پیشانی اور ناک اور (نماز کے بعد فرمایا) ان میں سے سات اعضا پر سجدہ فرض ہے جن کا خدا نے اس آیت میں تذکرہ فرمایا ہے: "وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا" اور یہ ہیں پیشانی، دو ہتھیلیاں، اور پاؤں کے دو انگوٹھے، باقی رہی ناک تو اس کا زمین پر رکھنا سنت ہے۔ بعد ازاں سجدہ سے سر بلند کیا اور جب اچھی طرح سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو کہا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ"۔ اور بیٹھے اس طرح کہ جسم کا بوجھ بائیں ران پر ڈالا اور دونوں پاؤں اس طرح دائیں جانب نکالے کہ دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر تھی۔ تب کہا: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" پھر اسی حالت میں کہ جس طرح بیٹھے تھے۔ (دوسرے سجدہ کیلئے) تکبیر کہی اور دوسرا سجدہ کیا اور اس میں وہی تسبیح پڑھی جو پہلے سجدہ میں پڑھی تھی۔ اور رکوع و سجود میں اپنے جسم مبارک کا کوئی حصہ دوسرے پر نہیں رکھا اور سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر نہیں رکھا بلکہ ان کو جناح (پرندہ کے پر) کی طرح پھیلائے رکھا! اسی طرح دو رکعت نماز پڑھی اور جب بیٹھ کر تشہد پڑھ رہے تھے تو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملی ہوئی تھیں (اور ہاتھ رانوں کے اوپر تھے) جب تشہد پڑھ چکے (اور سلام پھیرا) تو فرمایا: اے حماد! اس طرح نماز پڑھو۔ (الفروع، الفقیہ، الآمالی)

۲۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو پاؤں کو ایک دوسرے سے نہ ملاؤ۔ بلکہ ان کے درمیان کم از کم ایک انگلی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا فاصلہ رکھو۔ اور کاندھوں کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ اور ہاتھوں کو چھوڑ دو ان کے درمیان۔ اور انگلیوں کو ایک دوسری میں نہ ڈالو۔ اور انہیں گھٹنوں کے بالمقابل رانوں کے اوپر رکھو۔ اور اس حالت میں تمہاری نظر جائے سجدہ پر ہونی چاہیئے۔ اور جب رکوع میں جاؤ تو دونوں پاؤں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھ کر سیدھا رکھو اور دونوں ہتھیلیوں کو

دونوں گھٹنوں پر دبا کر رکھو۔ اور دائیں ہتھیلی کو دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو اور انگلیوں کو گھٹنے کی آنکھ تک پہنچاؤ اور انہیں الگ الگ کر کے رکھو۔ ویسے تو اتنا جھکنا کافی ہے کہ انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ مگر مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ ہتھیلیوں کو گھٹنوں کے اوپر دبا کر رکھو اور انگلیوں کو گھٹنے کی آنکھ پر الگ الگ کر کے رکھو۔ اور پشت کو سیدھا رکھو اور گردن کو آگے کی جانب بڑھاؤ۔ اور اس حالت میں اپنی نگاہیں دونوں پاؤں کے درمیان رکھو۔ اور جب سجدہ میں جانا چاہو تو تکبیر کے لئے ہاتھ بلند کرو اور سجدہ میں گر جاؤ اور گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھو اور اپنی کہنیاں اس طرح زمین پر پھیلا کر نہ رکھو جس طرح شیر (یا درندہ) رکھتا ہے۔ اور نہ ہی کہنیوں کو اپنے گھٹنوں، رانوں کے اوپر رکھو۔ بلکہ پرندہ کے پر کی طرح انہیں پھیلا کر رکھو۔ اور دونوں ہتھیلیوں کو نہ تو گھٹنوں سے ملاؤ۔ اور نہ ہی ان کو چہرہ کے بالکل قریب لاؤ۔ اور نہ ہی دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھو۔ بلکہ ان سے قدرے الگ رکھو۔ اور (کانوں کے لوؤں کے برابر) پھیلا کر زمین پر رکھو۔ اور اگر ان کے نیچے کپڑا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! لیکن اگر زمین کے اوپر رکھو تو افضل ہے۔ اور سجدہ میں انگلیاں پھیلا کے نہ رکھو۔ بلکہ ملا کے رکھو۔ اور جب تشہد میں بیٹھو تو دونوں گھٹنوں کو زمین سے ملا کر رکھو۔ اور ان کے درمیان قدرے فاصلہ رکھو اور چاہیئے کہ (بطور تورک) اس طرح بیٹھو کہ تمہارے بائیں پاؤں کی پشت زمین پر لگی ہوئی ہو۔ اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر ہو۔ اور تمہارے سرین زمین پر ہوں۔ اور تمہارے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کا کنارہ زمین پر ہونا چاہیئے! خبردار! قدموں کے اوپر (بطور اقعاء) نہ بیٹھنا کہ اس سے تمہیں اذیت ہوگی۔ اور زمین کے اوپر (آلتی پالتی مار کر) بھی نہ بیٹھنا اس طرح تمہارا بعض حصہ دوسرے بعض پر ہو جائے گا جس کی وجہ سے تم تشہد اور دعا (وتعقیبات) کے لئے زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکو گے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز زرارہ انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہو تو اپنے دونوں قدموں کو باہم ملا کر رکھے۔ اور ان کے درمیان فاصلہ نہ رکھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اپنے پستانوں کے اوپر رکھے۔ اور جب رکوع میں جائے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے اوپر رانوں پر رکھے تاکہ زیادہ نہ جھکے جس کی وجہ سے اس کے سرین اوپر اٹھ جائیں۔ اور جب (تشہد کے لئے) بیٹھے تو مرد کی طرح نہ بیٹھے بلکہ سرینوں کے اوپر بیٹھے۔ اور جب سجدہ کے لئے جھکے تو (مرد کے برعکس) پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ بعد ازاں ہاتھ اور جب سجدہ کرے تو زمین سے چمٹ جائے (اور پھر پھیل کر نہیں بلکہ سمٹ کر سجدہ کرے) اور جب (دونوں سجدوں کے درمیان یا تشہد میں) بیٹھے تو دونوں رانوں کو ملا کر اور گھٹنوں کو اٹھا کر (سرینوں پر) بیٹھے اور جب اٹھنا چاہے تو (مرد کی طرح ہاتھ زمین پر رکھ کر اور پہلے پیچھا اٹھا کر نہ اٹھے بلکہ) پہلے گھٹنے اٹھا کر اٹھ کھڑی ہو اور پہلے سرین نہ اٹھائے۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۴۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم پر توجہ لازم ہے

کیونکہ نماز میں سے تمہارے لئے وہی حصہ ہے جو تم توجہ سے ادا کرو گے اور نماز میں ہاتھوں سے، سر سے اور ڈاڑھی سے بازی نہ کرو اور دل میں خیالات کو جگہ نہ دو۔ نہ جمائی لو اور نہ انگڑائی۔ اور نماز میں ہاتھ نہ باندھو کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ[1] ہے۔ اور منہ پر کپڑا نہ لپیٹو۔ اور سکڑ کر نہ بیٹھو اور نہ اس طرح سجدہ کرو بلکہ اونٹ کی طرح پھیل کر بیٹھو۔ اور قدموں کے اوپر (بطور اقعاء) نہ بیٹھو۔ اور (سجدہ میں) کہنیوں کو زمین پر نہ پھیلاؤ۔ اور انگلیوں کے کڑکارے نہ نکالو۔ کیونکہ ان تمام باتوں سے نماز (کی فضیلت) میں کمی واقع ہوتی ہے (کیونکہ یہ چیزیں مکروہ ہیں) اور سستی، سہل انگیزی اور اونگھتے ہوئے بوجھل بن کر نماز کیلئے کھڑے نہ ہو کہ یہ منافقت کی علامت ہے۔ کیونکہ خدا نے اہل ایمان کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی ہے اس نشہ سے مراد نیند کا نشہ ہے۔ اور منافقوں کے متعلق فرمایا کہ وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سہل انگیزی کے ساتھ محض لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ اللہ کا ذکر تو وہ بہت ہی کم کرتے ہیں۔ (الفروع، العلل)

(نوٹ): شیخ صدوقؒ نے علل الشرائع میں اس روایت کے ساتھ یہ تتمہ بھی بیان کیا ہے کہ فرمایا: "جب قرأت سے فارغ ہو تو "آمین" نہ کہو ہاں البتہ چاہو تو کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

۵۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی۔ ثقفی نے کہا: یا رسول اللہؐ! مجھے آپؐ سے ایک کام ہے! آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: تمہارا انصاری بھائی تم سے پہلے آیا ہے! (یعنی پہلے اسے بات کرنے کا حق ہے) ثقفی نے کہا: یا رسول اللہؐ! میں سفر کی حالت میں ہوں اور بہت جلدی میں ہوں! اس پر انصاری نے کہا کہ میں اسے اجازت دیتا ہوں! تب آنحضرتؐ نے اس سے کہا: چاہو تو تم سوال کرو۔ اور چاہو تو میں تمہیں بتا دوں؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ خود ہی بتا دیں۔ فرمایا: تو نماز، وضو اور سجدہ کے متعلق سوال کرنے آیا ہے۔ اس شخص نے کہا: ہاں اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو مبعوث بحق کیا ہے! فرمایا: کامل وضو کرو۔۔۔ اور اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اپنی پیشانی کو خاک پر رگڑو۔۔۔ اور اس طرح نماز پڑھو جس طرح کوئی شخص اپنی زندگی کی آخری نماز پڑھتا ہے۔ (الفروع واربعین الشہید)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[1] اس حدیث سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسلام میں پہلی بار دوسرے اسلامی دور خلافت میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا آغاز ہوا یعنی جب بمقام قادسیہ مسلمانوں کی اہل ایران سے جنگ ہوئی جو کہ مجوسی تھے اور پھر خدا نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو کچھ مخالف تو میدان جنگ میں مارے گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔ جب یہ قیدی مدینہ میں دربار خلافت میں پیش کئے گئے تو انہوں نے اپنی رسم کے مطابق گردنیں جھکائی ہوئی تھیں اور ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ خلیفہ صاحب کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی اور حکم دیا کہ مسلمان بھی اسی عقیدت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ (بحوالہ الاوائل ابو ہلال عسکری)
(احقر مترجم عفی عنہ)

جب نماز کی طرف متوجہ ہو تو یہ یقین سمجھو کہ تم پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو یہ یقین رکھو کہ وہ بہرحال تمہیں دیکھ رہا ہے! نماز کی طرف پوری توجہ کرو کہ اس سے تمہاری نماز قبول ہو جائے گی۔ نہ ناک صاف کرو۔ نہ تھوکو اور نہ ہی انگلیوں کے گنکارے نکالو۔ اور سرینوں کے بل نہ بیٹھو کیونکہ ایک گروہ کو محض نماز میں گنکارے نکالنے اور سرین پر بیٹھنے کی وجہ سے عذاب کیا گیا تھا۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو کمر کو سیدھا کرو۔ یہاں تک کہ تمہارے جوڑ اپنے مقام پر لوٹ آئیں اور جب سجدہ کرو (اور اس سے سر اٹھاؤ تو) تو اسی طرح سیدھے ہو کر بیٹھو (کہ جوڑ اپنے مقام پر آ جائیں) اور جب پہلی اور دوسری رکعت کے سجدہ سے سر اٹھاؤ۔ تو اس طرح مکمل طریقہ پر بیٹھو کہ تمہارے جوڑ اپنے مقام پر لوٹ آئیں۔ اور جب اٹھو تو کہو: "بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ" کیونکہ حضرت علی علیہ السلام ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن نعمان الاحول اور عمر بن اذینہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب خداوند عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے گیا تو وہاں پر جبرئیلؑ نے اذان دی اور کہا:

اَللّٰهُ اَكْبَرْ ـ اَللّٰهُ اَكْبَرْ ـ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ـ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ـ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ ـ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ـ بعد ازاں خدا نے آپؐ سے فرمایا: یا محمدؐ! حجر اسود کی طرف منہ کرو اور میرے حجابوں کی تعداد کے مطابق میری تکبیر (بڑائی بیان) کرو اس لئے (نماز کی ابتداء میں) سات تکبیریں مقرر ہوئیں کیونکہ حجاب سات ہیں۔ اور جب حجاب ختم ہوں تو قرأت کی ابتداء کرو اس لئے تکبیر سے افتتاح کرنا سنت قرار پایا اور حجاب اس نور کے مطابق ہیں جو آنحضرتؐ پر تین بار نازل کیا گیا۔ اس لئے افتتاح بھی تین بار مقرر ہوا۔ چنانچہ ان وجوہ کی بنا پر تکبیریں سات اور افتتاح تین مقرر ہوئے۔ جب آنحضرتؐ تکبیر اور افتتاح سے فارغ ہوئے تو خدا نے فرمایا: اب آپ مجھ تک پہنچ گئے ہیں لہٰذا میرا نام لیں (بسم اللہ پڑھیں) چنانچہ آپؐ نے پڑھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اس لئے بسم اللہ کو سورہ کی ابتداء میں رکھا گیا۔ پھر فرمایا: اب میری حمد کرو۔ تو آنحضرتؐ نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ یہ کہہ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ خدا نے فرمایا: یا محمدؐ! آپ نے میری حمد قطع کر دی لہٰذا اب میرا نام لیں۔ اس لیے سورۂ حمد میں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مقرر کیا گیا۔ جب آپ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پہنچے تو آپؐ نے بطور شکر کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ پھر عزیز وجبار نے کہا: آپ نے میری حمد قطع کر دی اس لئے پھر میرا نام لیں

اس لئے حمد کے بعد اور دوسری سورہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مقرر ہوئی۔ ارشاد ہوا پڑھو: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ جس طرح میں نے نازل کی ہے۔ کیونکہ یہ میری نسبت بھی ہے اور نعت بھی۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو نیچے جھکاؤ اور گھٹنوں پر رکھو اور میرے عرش کی طرف نگاہ کرو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اس کی عظمت پر نگاہ کی تو میرے ہوش جاتے رہے اور مجھ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا اور میں نے کہا: ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ''۔ پس جب میں نے یہ کہا تو میری غشی کی کیفیت دور ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے یہ ذکر سات بار کہا۔ اس سے میرے ہوش وحواس بحال ہوگئے۔ اس لئے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کی تسبیح مقرر کی گئی۔ ارشاد ہوا: سر بلند کرو۔ چنانچہ میں نے سر بلند کیا اور میں نے کوئی ایسی عظیم چیز دیکھی جس سے میری عقل جاتی رہی۔ اس وقت میں نے زمین کی طرف منہ کیا اور ہاتھ بھی نیچے کئے۔ اس وقت مجھے یہ کہنے کا الہام ہوا: ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ''۔ چنانچہ میں نے سات بار یہ تسبیح پڑھی اس سے میری عقل واپس لوٹ آئی۔ اور جب بھی ایک بار یہ تسبیح پڑھی تو میری غشی کی کیفیت زائل ہوگئی۔ اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا اس لئے سجدہ میں یہ تسبیح مقرر ہوئی اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا راحت وآرام کا باعث قرار پایا۔ اس وقت خدا نے مجھ سے تقاضا کیا کہ سر بلند کرو۔ چنانچہ جب میں نے ایسا کیا تو پھر میں نے اس کی اس عظمت وبلندی کا مشاہدہ کیا کہ جس سے مجھ پر پھر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور سجدہ میں گر گیا اور منہ اور ہاتھوں سے زمین کا استقبال کیا اور سجدہ میں سات بار کہا: ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ'' پھر سر اٹھایا اور کھڑا ہونے سے پہلے قدرے بیٹھا تاکہ دوبارہ اس بلندی کا مشاہدہ کروں۔ اس لئے ایک رکعت میں دو سجدے مقرر ہوئے۔ اور اس لئے قیام سے پہلے مختصر قعدہ مقرر رہوا۔ بعد ازاں میں (دوسری رکعت کے لئے) کھڑا ہوا۔ ارشاد ہوا: یا محمد! سورۂ حمد کی تلاوت کرو۔ چنانچہ میں نے حسب سابق اس کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا: اب اس کے بعد سورۂ انا انزلناہ پڑھو۔ کیونکہ یہ سورہ قیامت تک تمہاری اور تمہارے اہل بیتؑ کی نسبت ہے۔ پھر رکوع میں گیا اور رکوع وسجود میں وہی تسبیح پڑھی جو پہلی رکعت میں پڑھی تھی۔ اور چاہا کہ کھڑا ہوں کہ خدا نے فرمایا: یا محمدؐ! اپنے اوپر میری نعمتوں کا تذکرہ کرو اور میرا نام لو۔ چنانچہ مجھے الہام ہوا اور میں نے اس وقت (تشہد میں) یہ کہا: بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کُلُّھَا لِلّٰہِ۔ پھر فرمایا: یا محمدؐ! اپنے اوپر اور اپنے اہل بیت پر درود وسلام پڑھو۔ چنانچہ میں نے کہا: ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیَّ وَ عَلٰی اَھْلَبَیْتِیْ'' چنانچہ خدا نے ایسا کیا (یعنی اپنی رحمت نازل فرمائی) پس اس وقت جب میں نے دائیں طرف توجہ کی تو دیکھا کہ ملائکہ اور انبیاء ومرسلین کی کئی صفیں موجود ہیں۔ خدا نے فرمایا: یا محمد! سلام کرو۔ تب میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ خدا نے فرمایا: یا محمد! سلام میں ہوں اور تحیہ، رحمت اور برکت آپ اور آپ کی ذریت ہے! بعد ازاں خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں بائیں طرف ملتفت نہ ہوں۔

فرمایا: وہ پہلی سورہ جو قل ھواللہ کے بعد میں نے سنی وہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ تھی۔ اس لئے قبلہ کی جانب ایک سلام مقرر ہوا۔ اور اس لئے رکوع وسجود میں بطور شکر تسبیح مقرر ہوئی۔ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کی وجہ یہ ہوئی کہ جب آنحضرتؐ نے ملائکہ کا شور وغل سنا تو کہا: "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" اس لئے نماز کی پہلی دو رکعتیں اس قدر اہم ٹھہریں کہ اگر ان میں کوئی حدث صادر ہو جائے تو ان کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ یہی پہلا فریضہ ہے جو زوال آفتاب کے وقت فرض ہوا۔ یعنی نماز ظہر۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ ہاں البتہ اس میں اس قدر فرق ہے کہ "خدا نے وحی فرمائی کہ یا محمدؐ اپنے پروردگار کے لئے رکوع کرو۔ جب آپؐ نے رکوع کیا تو وحی ہوئی۔ پڑھو: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ۔ چنانچہ آپ نے تین بار یہ تسبیح پڑھی۔ پھر وحی ہوئی یا محمدؐ! سر اٹھاؤ۔۔۔ پس آپ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ حکم ہوا اب اپنے پروردگار کے لئے سجدہ کرو۔ چنانچہ آپ سجدہ میں گر گئے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ کہو: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ" چنانچہ آپؐ نے تین بار یہ تسبیح پڑھی۔ (علل الشرائع، الفروع)

۸۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی ایک رکعت میں دو دو سجدے کس طرح مقرر کئے گئے؟ اور کس طرح دو سجدے دو رکعتوں میں مقرر نہ کئے گئے؟ امامؑ نے فرمایا: جب تم نے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے تو اپنے دل کو خالی کرو تا کہ جواب کو سمجھ سکو! سب سے پہلی نماز جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی وہ وہ تھی جو آپؐ نے خدا کے حضور میں عرش الٰہی کے سامنے پڑھی۔ اور وہ اس طرح ہے کہ جب آپ کو معراج پر بلایا گیا۔ تو خدا نے آپؐ سے فرمایا: یا محمدؐ! صاد (نامی چشمہ) کے قریب جائیں اور اعضائے سجدہ کو دھوئیں اور اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھیں۔ چنانچہ آپؐ نے کامل وضو کیا اور عرش الٰہی کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پس خدا نے ان کو نماز کے افتتاح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا یا محمدؐ! پڑھو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......الخ۔ (جب آپ سورہ حمد پڑھ چکے تو) پھر حکم دیا کہ اپنے پروردگار کا نسب نامہ پڑھیں یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۔الخ۔۔۔۔اس کے بعد تین بار کَذَالِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ کَذَالِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ کَذَالِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ ۔جب آپؐ یہ پڑھ چکے تو حکم ہوا: یا محمدؐ! رکوع کرو۔ جب وہ حالت رکوع میں تھے تو فرمایا: پڑھو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" چنانچہ آپؐ نے تین بار یہ تسبیح پڑھی۔ پھر حکم دیا اب سر اٹھاؤ۔ چنانچہ آپؐ نے سر اٹھایا اور خدا کی بارگاہ میں سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حکم دیا: یا محمدؐ! اب سجدہ کرو۔ چنانچہ آپ سجدہ میں جھک گئے۔ حکم دیا کہ پڑھو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ" آپؐ نے تین بار یہ ذکر کیا۔ حکم دیا: اٹھ کر سیدھے بیٹھ جاؤ۔ پس جب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور خدا کی جلالت قدر کو یاد کیا تو از خود دوبارہ سجدہ میں گر گئے جبکہ

خدا نے حکم نہیں دیا تھا۔ پھر تین بار خدا کی تسبیح کی۔ حکم ہوا: اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ چنانچہ آپ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور اب اپنے پروردگار کی وہ عظمت نہ دیکھی جو پہلے دیکھی تھی۔ ارشاد ہوا کہ اس طرح قرأت کرو جس طرح پہلی رکعت میں کی تھی۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں (رکوع کرکے) ایک سجدہ کیا۔ اور پھر اس میں تسبیح خدا کی۔ حکم ہوا کہ سر اٹھاؤ۔ خدا آپ کو ثابت قدم رکھے۔ اور شہادت دو کہ "اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ" چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ حکم ہوا سر جھکا کر خدا کا استقبال کرو۔ آپ نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ خدا نے جواب دیا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مُحَمَّدُ! حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: دراصل وہ نماز جس کا خدا نے حکم دیا تھا وہ دو رکعت تھی اور دو ہی سجدے تھے (یعنی ایک رکعت میں ایک سجدہ) تو آنحضرتؐ نے خدا کی عظمت و جلالت کو یاد کرکے ہر ہر رکعت میں دو دو سجدے کئے اور پھر خدا نے بھی دو دو سجدے ہی فرض کر دیئے۔

(علل الشرائع)

۹۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے پانچ چیزوں کے اور کسی چیز کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہ کیا جائے اور وہ یہ ہیں (۱) طہارت۔ (۲) وقت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) رکوع۔ (۵) سجود۔ پھر فرمایا: قرأت سنت ہے، تشہد سنت ہے، تکبیر سنت ہے اور کبھی سنت فریضہ کو نہیں توڑ سکتی۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے مقامات پر تم سنت کے معنی معلوم کر چکے ہو۔ (یعنی وہ واجب کہ جس کا وجوب بطریق سنت ثابت ہو)۔

۱۰۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث الشرائع میں فرمایا: نماز کے فرائض سات ہیں (۱) وقت۔ (۲) طہارت۔ (۳) توجہ۔ (۴) قبلہ۔ (۵) رکوع۔ (۶) سجود۔ (۷) اور دعا۔ (ایضاً)

۱۱۔ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ نماز میں خشوع و خضوع کرے کیونکہ جس شخص کے دل میں خدا کے لئے خشوع ہوگا اس کے اعضاء میں بھی خشوع و سکون ہوگا اور وہ کسی عضو کے ساتھ نہیں کھیلے گا۔ دو رکعت کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھ جاؤ تاکہ تمہارے اعضا و جوارح میں آرام و سکون پیدا ہو جائے پھر (تیسری رکعت کے لئے) کھڑے ہو جاؤ کہ ایسا کرنا ہمارا فعل ہے (فرمایا) جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو ہاتھ کو سینہ کے بالمقابل لوٹاؤ۔ (یعنی تکبیر کے لئے سینہ تک بلند کرو) اور اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھو اور اسے نہ جھکاؤ۔ اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا کے لئے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ اور جب نماز پڑھ چکو تو جب تک خدا سے جنت کے حصول کا

سوال نہ کرلو، جہنم سے پناہ نہ مانگ لو اور حور العین کا مطالبہ نہ کرلو اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹو۔ جب نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو کہ گویا یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (پھر فرمایا) تبسم نماز کو نہیں توڑتا۔ البتہ قہقہہ اسے توڑتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ جب سجدہ کرلے تو اپنے پیچھے کو نماز فریضہ میں بلند کرے اور جب قرأت کرو تو کم از کم اپنے آپ کو قرأت، تکبیر اور تسبیح سناؤ۔ اور جب نماز پڑھ چکو تو اپنی دائیں جانب سے اٹھو۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب سید مرتضیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں بحوالہ تفسیر نعمانی باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز کے حدود چار ہیں (۱) معرفت وقت۔ (۲) قبلہ کی طرف توجہ۔ (۳) رکوع۔ (۴) اور سجود۔ پھر فرمایا: یہ تمام لوگوں کے لئے ہیں خواہ کوئی عالم ہو یا جاہل سب کے لئے عام ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ اور افعال نماز اور اذان و اقامت وغیرہ بھی مقرر کئے گئے ہیں اور چونکہ خدا جانتا تھا کہ بندے ان حدود کو کما حقہ ادا نہیں کرسکیں گے! تو اس لئے کچھ واجبات مقرر کئے اور وہ بھی چار ہیں اور کچھ سنت واجبہ قرار دیئے جیسے قرأت، دعا، تسبیح، تکبیر، اذان اور اقامت وغیرہ جو پسند کرے ان کو بھی بجالائے پس یہ ہیں نماز کے حدود۔ (رسالہ المحکم والمتشابہ)

۱۳۔ حضرت شہید اولؒ اپنی کتاب اربعین میں باسناد خود محمد بن موسیٰ الھمدانی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی ثقیف کا ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز کے متعلق سوال کیا آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: جب نماز پڑھو تو اپنے چہرہ (اور دل) کے ساتھ خدا کی طرف توجہ کرو چنانچہ وہ بھی تمہاری طرف توجہ کرے گا اور جب رکوع کرو تو اپنی انگلیوں کو پھیلا کر رکھو اور اپنی پشت کو بلند رکھو اور جب سجدہ کرو تو اپنی پیشانی کو خوب جما کر زمین پر رکھو اور مرغے کی طرح ٹھونگے نہ مارو۔ (اربعین الشہید)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورتوں پر بھی نماز کا افتتاح، تشہد، قنوت اور نماز شب، اور نماز زوال میں وہی کچھ کہنا ضروری ہے جو مردوں کے لئے ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان احکام کی تفصیل پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد (قیام کے باب ۲ اور اس کے بعد والے ابواب میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نماز میں خشوع و خضوع کرنا اور خدائے تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کی ہیبت و سطوت کو پیش نظر رکھنا اور ہر نماز کو آخری نماز سمجھ کر ادا کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم جب

نماز میں مشغول ہو تو تم پر خشوع وخضوع کرنا اور نماز کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اہل ایمان کی تعریف میں فرماتا ہے: "اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ"۔ (وہ مؤمن فوز وفلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرتے ہیں)۔ (الفروع)

۲۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا تھا اور جب سجدہ کرتے تھے تو اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے جب تک کہ پسینہ سے شرابور نہیں ہو جاتے تھے۔ (ایضاً والتہذیب)

۳۔ جہم بن حمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی درخت کی شاخ ہیں جو ہوا کے جھونکوں سے ہل رہی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کے (اصلی) رنگ پر دوسرا (زرد) رنگ غالب آ جاتا تھا۔ (یہ سن کر) امامؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں بخدا حقیقت اسی طرح ہے کیونکہ امام زین العابدین علیہ السلام اس ذات کی معرفت رکھتے تھے جس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ (علل الشرائع)

۵۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے عبداللہ! جب کوئی بھی نماز فریضہ پڑھو تو (پہلے تو) اسے اپنے وقت (فضیلت پہ) پڑھو۔ (دوسرا) اس طرح پڑھو جس طرح وہ شخص پڑھتا ہے جسے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اسے دوبارہ پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔ پھر اپنی نگاہ سجدہ کے مقام پر رکھو اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے دائیں، بائیں کون (فرشتے) ہیں تو یقیناً تم نماز کو احسن طریقہ پر ادا کرتے۔ (نماز پڑھتے وقت) یہ یقین رکھو کہ تم اس (خدا) کی بارگاہ میں حاضر ہو جو تمہیں دیکھ رہا ہے مگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو۔ (الآمالی)

۶۔ ابراہیم کرخی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ میں تم میں سے اس مرد مؤمن سے محبت کرتا ہوں جو جب نماز فریضہ ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے دل ودماغ سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے دل کو کسی دنیوی امر کے ساتھ مشغول نہیں کرتا کیونکہ جو بندہ بھی نماز میں دل سے خداؑ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پہلے تو خدا اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے اور اس کے بعد مؤمنین کے دلوں کو محبت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ (الآمالی وثواب الاعمال)

۷۔ سیف بن عمیرہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپؑ

فرماتے تھے کہ جو شخص اس طرح توجہ سے دو رکعت نماز پڑھے کہ جو کہہ رہا ہے اسے سمجھے تو وہ اس حالت میں واپس لوٹے گا کہ اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان جو گناہ ہیں خدا انہیں معاف کر دے گا۔ (ثواب الاعمال، الفروع)

۸۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ حقیقت جان لو کہ نماز زمین میں خدا کی رکاوٹ ہے (جو برائیوں سے روکتی ہے) پس جو شخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس سے نماز سے کیا فائدہ حاصل کیا ہے تو وہ دیکھے کہ اگر تو نماز نے اسے فواحش اور منکرات سے روکا ہے تو اس نے اتنا ہی نماز سے فائدہ حاصل کیا ہے جتنا وہ برائی سے رکا ہے اور جو شخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس کا خدا کی نگاہ میں کیا مقام ہے تو وہ پہلے یہ معلوم کرے کہ اس کی نگاہ میں خدا کا کیا مقام ہے؟ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۲۰، اعداد الفرائض با ۳۰، مواقیت باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ اور قیام باب ۱۶ اور قواطع نماز باب ۱۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

دل و دماغ سے نماز کی طرف متوجہ ہونا اور قرأت اور دیگر اذکار کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں نماز میں سے وہی حصہ ملے گا جسے تم قلبی توجہ سے ادا کرو گے۔ پس اگر کوئی شخص تمام نماز وہم و گمان کی حالت میں پڑھے گا یا اس کی ادائیگی یا اس کے آداب میں غفلت برتے گا تو وہ نماز لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جائے گی۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کے دل میں رغبت و رہبت (شوق و خوف) جمع ہو جاتے ہیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب نماز پڑھو تو دل[1] سے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ جو بندۂ مؤمن نماز و دعا میں دل سے خدا کی طرف متوجہ و راغب ہوتا ہے تو خدا جملہ اہل ایمان کے دلوں کو اس کی طرف راغب کر دیتا ہے اور ان کی محبت کے ساتھ ساتھ خدا جنت سے اس کی تائید کرتا ہے (اسے جنت عطا کرتا ہے)۔ (الفقیہ)

---

[1] نماز میں قلبی توجہ سے مراد اس کے ظاہری اور باطنی آداب کی بجا آوری اور دل کو وساوس شیطانی اور تفکرات دنیوی سے پاک و صاف کر کے ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی عظمت، شان و بلندیٔ مکان کا تصور کرنا اور الفاظ کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرنا ہے وبس۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی نماز میں سہل انگیزی کرتا ہوا اور اونگھتا ہوا کھڑا نہ ہو۔ اور نہ ہی نماز کی حالت میں دنیوی امور میں غور وفکر کرے کیونکہ وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہے! اور بندہ کو نماز میں سے وہی مقدار ملتی ہے جس مقدار کو وہ قلبی توجہ سے ادا کرتا ہے۔ (الخصال)

۴۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ دو مختصر رکعتیں جو پوری توجہ سے ادا کی جائینگی وہ پوری رات جاگ کر عبادت خدا میں بسر کرنے سے افضل ہیں۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی چادر رفتہ رفتہ کاندھے سے گرگئی مگر امامؑ نے اسے ٹھیک نہ کیا۔ یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوگئے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا: افسوس ہے تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے دربار میں حاضر تھا؟ پھر فرمایا: کسی بندہ کی نماز اسی قدر قبول ہوتی ہے جس قدر وہ توجہ کرتا ہے۔ راوی.....؛ عرض کیا: پھر تو ہم لوگ ہلاک ہوگئے! فرمایا: ہرگز نہیں! خدا اہل ایمان کی اس کمی کو نوافل کے ذریعہ سے پورا کر دیتا ہے۔ (التہذیب، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں اور اعداد الفرائض باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۶ باب ۳ از جہاد نفس میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ وہ ریا کار ہے اس کے لئے نماز کو مختصر کرنا مکروہ ہے اور طول دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے بڑا چور وہ شخص ہے جو نماز چراتا ہے۔ اس کی نماز اس طرح لپیٹ کر جس طرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔

(عدۃ الداعی)

۲۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود حلبی و ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۔۔۔ روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کو مختصر کرنا اور نافلہ کو طول دینا بھی خدا کی عبادت ہے (المحاسن للبرقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ اعداد الفرائض باب ۹ میں بیان کی جاچکی ہے۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے پاس شیطان آکر اسے یہ وسوسہ ڈالے کہ وہ ریاکار ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس نماز کو طول دے بشرطیکہ نماز فریضہ کا وقت فوت نہ ہو جائے۔ اور اگر آخرت کے لئے کوئی اور کار خیر انجام دے رہا ہو۔ (اور اسے شیطان یہ وسوسہ ڈالے کہ وہ ریاکار ہے) تو جس قدر چاہے اسے طول دے۔ اور اگر کوئی دنیوی کام کر رہا ہو تو اس پر ڈٹا رہے۔ (الغرض شیطان کی مخالفت کر کے اس کے ناک کو خاک میں رگڑے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اعداد الفرائض (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔

قیامِ نماز کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سترہ (۱۷) باب ہیں)

باب ۱

جب قدرت و طاقت ہو تو نماز فریضہ میں قیام واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس سے بھی قاصر ہو تو دائیں کروٹ پر ورنہ بائیں کروٹ پر ورنہ چت لیٹ کر اشارہ سے پڑھے اور اگر ممکن ہو تو سجدہ گاہ کو اٹھا کر اس پر سجدہ کرے اور اضطرار کے بعض دوسرے احکام۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی بیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی حمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی "وَالَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ" (اہل ایمان وہ ہیں جو قیام، قعود اور اپنے پہلوؤں پر خدا کا ذکر کرتے ہیں) کے متعلق فرمایا کہ جو تندرست ہے وہ تو قیام وقعود کی حالت میں نماز پڑھے گا اور جو بیمار ہے وہ بیٹھ کر پڑھے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھنے والا بیمار سے بھی زیادہ کمزور ہو تو وہ پہلو کے بل لیٹ کر پڑھے گا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ بیمار جو کھڑا نہیں ہو سکتا اور سجدہ نہیں کر سکتا وہ کس طرح نماز پڑھے؟ فرمایا: وہ (بیٹھ کر) سر کے اشارہ سے پڑھے اور اگر زمین پر پیشانی رکھ سکے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔(الفروع)

۳۔ ولید بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ماہِ رمضان میں مدینہ کے اندر میں (سخت) بخار میں مبتلا ہو گیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ سرکہ اور تیل تھا اور فرما بھیجا کہ روزہ افطار کرو اور نماز بیٹھ کر

پڑھو۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار اشارہ سے نماز پڑھے گا۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ وہ مریض جو بیٹھ نہیں سکتا وہ کس طرح نماز پڑھے؟ فرمایا: وہ لیٹ کر پڑھے اور جب سجدہ کرنا چاہے تو کوئی چیز پیشانی پر رکھے کہ ایسا کرنا کافی ہے اور خدا طاقت و برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (التہذیب)

۶۔ نیز سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ ایک شخص کی آنکھ میں پانی (موتیا) تھا جسے (آپریشن کرکے) نکالا گیا جس کی وجہ سے اسے بہت سے دن یعنی چالیس دن یا اس سے کچھ کم و بیش چت لیٹنا پڑا وہ ان دنوں اشارہ کے سوا اور کسی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا تو؟ فرمایا: اسی طرح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: کوئی ایسی چیز نہیں جسے خدا نے (بحالتِ اختیار) حرام قرار دیا ہو مگر یہ کہ عندالاضطرار اسے جائز قرار دے دیا ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بیمار ہے تو آیا یہ روا ہے کہ عورت کوئی چیز اوپر اٹھائے جس پر وہ سجدہ کرے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ وہ مضطر ہو اور عورت کے سوا کوئی اور شخص موجود نہ ہو۔۔۔ کیونکہ خدا نے جس چیز کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ عندالاضطرار اسے حلال قرار دے دیا ہے۔ (التہذیب)

۸۔ معاویہ بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص ایک ٹانگ دراز کرکے (نماز پڑھے) تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ صرف علیل اور بیمار کے لئے ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ (علیل و بیمار) آلتی پالتی مار کر یا ٹانگیں پھیلا کر نماز پڑھ سکتے ہیں ان سب امور کی گنجائش ہے۔ (الفروع)

۱۰۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ بیمار جو بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا اس کے لئے جس طرح ممکن ہو پڑھے اسے روبقبلہ کر دیا جائے اور پھر اشارہ سے پڑھے۔ فرمایا: اسے اسی طرح دائیں کروٹ پر روبقبلہ لٹایا جائے جس طرح مردہ کو لحد میں لٹایا جاتا ہے۔ پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر دائیں کروٹ نہ لیٹ سکے تو پھر جس طرح ممکن ہو اسی طرح پڑھے کہ جائز ہے ہاں البتہ اس کا منہ بہرحال قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے پھر اشارہ سے پڑھے۔

(التہذیب)

۱۱۔ ابراہیم بن ابوزیاد الکرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بوڑھا آدمی ہے جو اٹھ کر بیت الخلا تک نہیں جا سکتا اور نہ ہی رکوع و سجود کر سکتا ہے تو؟ فرمایا: سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور

اگر اسے کوئی ایسا آدمی مل سکے جو سجدہ گاہ کو اس کے لئے اٹھائے تو فبہا ورنہ اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر صرف قبلہ کی طرف سر سے اشارہ کرے۔ (التہذیب والفقیہ)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بزیع مؤذن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آنکھ کا آپریشن کرانا چاہتا ہوں فرمایا: کراؤ! عرض کیا: لوگوں کا خیال ہے کہ اتنے اتنے دن پشت کے بل چارپائی پر اس طرح لیٹنا پڑتا ہے کہ آدمی بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو؟ فرمایا: پھر ایسا ہی کرو۔ (اشارہ سے نماز پڑھو)۔ (الفقیہ)

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار (پہلے تو) کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو پھر بیٹھ کر پڑھے۔ اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو پھر اس طرح چت لیٹ کر پڑھے کہ تکبیر کے بعد قرأت کرے پس جب رکوع میں جانے کا ارادہ کرے تو آنکھیں بند کر لے پھر تسبیح پڑھے اور جب پڑھ چکے تو آنکھیں کھول دے۔ اس کا یہ آنکھیں کھولنا بمنزلہ رکوع سے سر اٹھانے کے ہوگا پھر جب سجدہ میں جانا چاہے تو پھر آنکھیں بند کر لے اور تسبیح پڑھے اور جب پڑھ چکے تو آنکھیں کھول دے تو اس کا آنکھیں کھولنا بمنزلہ سجدہ سے سر اٹھانے کے ہوگا۔ بعد ازاں تشہد پڑھے اور (سلام پھیر کر) لوٹ جائے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک مریض ایسا ہے جو بیٹھ نہیں سکتا تو آیا وہ لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ اپنی پیشانی پر (سجدہ کرنے کی غرض سے) کوئی چیز رکھ لے؟ فرمایا: ہاں خدا طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (الفقیہ)

۱۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار آدمی (پہلے تو) کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھے اور اگر دائیں کروٹ نہ لیٹ سکے تو پھر بائیں کروٹ لیٹ کر پڑھے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر چت لیٹ کر پڑھے اور رو بقبلہ ہو کر اشارہ سے پڑھے اور بہ نسبت رکوع کے سجدہ کے لئے اشارہ اور بھی ذرا نیچا کرے۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے انصاری شخص کے پاس تشریف لے گئے جس کے اعضا کو ریاح نے جکڑ دیا تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں کس طرح نماز پڑھوں؟ آنحضرتؐ نے حاضرین سے فرمایا: اگر اسے اٹھا کر بٹھا سکتے ہو تو بٹھاؤ۔ ورنہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دو اور اسے حکم دو کہ سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور سجود کے لئے رکوع سے بھی نیچا اشارہ کرے اور اگر یہ قرأت نہ کر سکے تو تم اس کے پاس قرأت کرو اور اسے سناؤ۔ (ایضاً)

۱۷۔ محمد بن الفضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارا جو بھی شیعہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اسے اس کے مخالفین کی تعداد کے مطابق ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اس کی فراغت تک اس کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ (ثواب الاعمال، الآمالی)

۱۸۔ عبد السلام بن صالح ہروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص (کسی عذر کی وجہ سے) کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو پھر بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو پھر چت لیٹ کر اس طرح اشارہ سے پڑھے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی جانب دراز ہوں۔ (عیون الاخبار)

۱۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک ایسا مریض ہے جو نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی اشارہ کر سکتا ہے وہ کس طرح نماز پڑھے جبکہ وہ لیٹا ہوا ہے؟ فرمایا: وہ کوئی پنکھا اٹھائے اور اسے پیشانی پر رکھے اور تکبیر کہے۔ (قرب الاسناد)

۲۰۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ؒ اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں بحوالہ تفسیر نعمانی باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور وہ رخصت جو کہ نہی کے بعد اطلاق ہے اس سے مراد یہ ارشاد خداوندی ہے کہ ''حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ'' پس اولاً فرض تو یہ ہے کہ آدمی نماز فریضہ کو زمین پر مکمل رکوع و سجود کے ساتھ پڑھے۔ پھر خوفزدہ آدمی کو رخصت دی اور فرمایا: ''فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا'' اور ایسا ہی خدا کا یہ فرمان ہے کہ ''فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تندرست آدمی تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور جو مریض ہے وہ بیٹھ کر پڑھے اور جو بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو وہ لیٹ کر اور اشارہ سے پڑھے۔ یہ ہے وہ رخصت جو فریضہ کے بعد آئی ہے۔ (المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از مقدمۃ العبادات۔ باب ۱۹ از قبلہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد رکوع اور جماعت وغیرہ کے ابواب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

قیام میں سیدھا کھڑا ہونا اور اس میں کسی سہارا کے بغیر استقلال و استقرار واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: سیدھے کھڑے ہو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی

پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز میں اپنی پشت سیدھی نہ کرے اس کی نماز نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حریز ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیت مبارکہ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "نحر" سے معتدل طریقہ پر کھڑا ہونا مراد ہے یعنی اپنی پشت اور سینے کو سیدھا رکھے اور فرمایا: نماز میں ہاتھ نہ باندھو کیونکہ ایسا مجوسی کرتے ہیں۔ نیز منہ پر منڈاسا نہ مارو اور سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ کرتے وقت مت سکڑو (بلکہ اعضا کو ڈھیلا چھوڑو) اور بطور اقعاء[1] پاؤں پر نہ بیٹھو اور (سجدہ) میں بازوؤں کو زمین پر نہ پھیلاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں اور اعداد الفرائض کے باب ۸ میں اور مکان مصلی کے باب ۳۵ میں اور افعال نماز کے باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کیفیت نماز میں آئیگی اور قیام میں ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کے جواز پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں (باب ۱۰ میں) اور سیدھا کھڑے ہونے والی بعض حدیثیں (رکوع کے باب ۱۶ میں) ذکر کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اگر قیام لمبا ہو جائے تو ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑا ہونا جائز ہے اور پاؤں کی انگلیوں پر اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ اپنے والد (ابوحمزہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے رات کے وقت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو صحنِ کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب امامؑ کا قیام بہت طویل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ کبھی دائیں پاؤں پر کھڑا ہوتے تھے اور کبھی بائیں پاؤں پر۔

(الاصول من الکافی)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل پر کھڑے ہوتے تھے۔ تب خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

---

[1] دو سجدوں کے درمیان اور تشہد کی حالت میں اقعاء کے طور پر بیٹھنا مکروہ ہے اور اس سے مراد ہے کتے کی طرح بیٹھنا یعنی اپنی دونوں ایڑیوں کو کھڑا کر کے اور سرینوں کو نیچے دے کر ان کے اوپر بیٹھنا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

''طٰـهٰ مَآ اَنۡـزَلۡـنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى '' (طٰہٰ! ہم نے اس لئے تو تم پر قرآن نازل نہیں کیا کہ تم اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو)۔

۳۔ یہ روایت تفسیر قمی میں بھی مذکور ہے ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپؐ پاؤں کی انگلیوں پر اس قدر کھڑا ہوتے تھے کہ آپؐ کے پائے مبارک متورّم ہو جاتے تھے۔ (تفسیر قمی)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدرے جسیم ہو جانے کے بعد اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ قیام کی حالت میں ایک ٹانگ اوپر اٹھا لیتے تھے اور صرف ایک ٹانگ پر کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ خدا نے یہ آیت اتاری ''طٰـهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى '' تب آنحضرتؐ نے دوسری ٹانگ زمین پر رکھی۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد اس کیفیت کے ساتھ کھڑا ہونے کا جواز معلوم نہیں ہے بلکہ ان دونوں حدیثوں نیز قیام کی اور کیفیت نماز کی حدیثوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں قدموں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ پہلی حدیث بھی (جس میں چوتھے امام علیہ السلام) کے دائیں بائیں پاؤں پر کھڑا ہونے کا تذکرہ ہے) اس میں بھی امامؑ کے ایک پاؤں کے اوپر اٹھانے اور دوسرے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صراحت موجود نہیں ہے بلکہ صرف ایک پاؤں پر زیادہ دباؤ ڈالنے کا تذکرہ ہے۔

باب ۴

نماز نافلہ عذر یا بغیر عذر کے بیٹھ کر، چلتے ہوئے اور سواری پر پڑھنی جائز ہے ہاں البتہ اس میں قیام مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے باپ (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ بیٹھ کر نوافل پڑھتے ہیں؟ فرمایا: جب سے مجھ پر یہ گوشت لادا گیا[1] ہے اور اس (پیرانہ سالی کے) سن میں پہنچا ہوں تو بیٹھ کر ہی نوافل پڑھتا ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن الیسع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بغیر کسی علت و عذر کے سفر و حضر میں نماز نافلہ بیٹھ کر پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

---

[1] کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بڑھاپے میں قدرے لحیم و شحیم ہو گئے تھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز (نافلہ) کھڑے ہوکر پڑھنا بیٹھ کر پڑھنے سے افضل ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے قبلہ (باب ۱۵ و ۱۶) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) اور باب ۷۹ از طواف میں) ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

بیٹھ کر پڑھی ہوئی ایک رکعت کو کھڑے ہوکر پڑھی ہوئی ایک رکعت کے برابر شمار کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ جو شخص کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہو مگر بیٹھ کر پڑھے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھی ہوئی دو رکعت کو کھڑے ہوکر پڑھی ہوئی ایک رکعت کے برابر تصور کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص بغیر عذر و علت کے بیٹھ کر نماز پڑھے اس کی دو رکعت نماز ایک رکعت شمار ہوتی ہے اور اس کے دو سجدے ایک سجدہ شمار ہوتے ہیں؟ فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ وہ بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز بھی پوری سمجھی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ اسلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیٹھے ہوئے آدمی کی نماز کھڑے ہوئے آدمی کی نماز کے نصف کے برابر ہوتی ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سستی یا کمزوری کی وجہ سے نماز نافلہ بیٹھ کر پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: وہ دو رکعتوں کو ایک رکعت شمار کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ حسن بن زیاد الصیقل بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص نماز (نافلہ) بیٹھ کر پڑھے جبکہ وہ کھڑا ہوسکتا ہو تو وہ دوگنی نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی بیمار ہے جو کھڑا نہیں ہوسکتا۔ وہ کس طرح نماز پڑھے؟ فرمایا: وہ بیٹھ کر نافلہ پڑھے اور دو رکعت کو ایک رکعت شمار کرے۔ ہاں البتہ جو نماز فریضہ بیٹھ کر پڑھے جبکہ کھڑا نہ ہوسکتا ہو تو اس کی ایک رکعت ایک رکعت ہی شمار ہوگی۔

(بحار الانوار)

باب ۶

کھڑا نہ ہو سکنے کی حد کیا ہے؟ اگر اثناءِ نماز میں عجز پیدا ہو جائے تو قیام ساقط ہو جائے گا اور اگر نماز فریضہ کے اثناء میں کھڑا ہونے کی طاقت پیدا ہو جائے تو قیام واجب ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اُذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں بیمار روزہ افطار کر سکتا ہے؟ اور اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ترک کر سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت لکھی: ''بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ '' (بلکہ ہر شخص اپنے حالات کو بہتر جانتا ہے) پھر فرمایا: بنابریں بیمار اپنی حالت کو بہتر جانتا ہے (اور اپنی قوت اور طاقت برداشت کو سب سے بہتر سمجھتا ہے)۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں بیمار بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: بعض اوقات آدمی کو بخار چڑھ جاتا ہے یا کوئی اور تکلیف درپیش آ جاتی ہے تو وہ اپنی حالت کو بہتر جانتا ہے بہرحال جب وہ اپنے اندر (کھڑا ہونے کی) طاقت وقوت محسوس کرے تو پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ سلیمان بن حفص مروزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: وہ بیمار بیٹھ کر نماز پڑھے گا جو بمقدار اداءِ نماز چل پھر نہیں سکتا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غالب پر محمول ہے یعنی بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص چلنے پھرنے پر قادر ہوتا ہے وہ کھڑا ہونے پر بھی قادر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث سابقہ حدیثوں کے منافی نہیں ہے بلکہ ان کے موافق ہے۔ پس معیار صرف یہ ہے کہ جس کے لئے کھڑا ہونا ممکن ہے وہ کھڑا ہو کر پڑھے گا اور دوسرا بیٹھ کر۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جو کوئی مرد یا عورت آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں کئی دنوں کے لئے چت لیٹنے پر مجبور ہو جائے تو اس کے لئے علاج و معالجہ کرنا اور اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد یا عورت کی بینائی چلی جاتی ہے اور اطباء اس سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارا ایک ماہ یا چالیس رات تک علاج معالجہ کریں گے۔ مگر تمہیں چت لیٹنا پڑے گا! آیا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ تو امامؑ نے اس کی رخصت دی اور یہ آیت پڑھی "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ" (جو شخص مجبور ہو جائے نہ باغی ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے)۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی آنکھوں سے پانی نکلوایا یا اس کی آنکھوں میں کوئی اور تکلیف پیدا ہو گئی اور اب اس کے لئے سجدہ کرنا دشوار ہے تو آیا وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے یا لیٹ کر نماز پڑھے؟ فرمایا: بیٹھ کر اشارہ سے پڑھے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب حسین بن بُسطام باسنادخود بزیع مؤذن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آنکھوں کا علاج کرانا چاہتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: خدا سے طلب خیر کر اور پھر علاج کرا! میں نے عرض کیا: وہ (طبیب) خیال کرتے ہیں کہ مریض کو اتنی اتنی مدت تک چت لیٹنا پڑے گا۔۔۔ اور بیٹھ کر نماز بھی نہیں پڑھ سکے گا؟ فرمایا: پھر ایسا ہی کر۔ (یعنی لیٹ کر پڑھ)۔ (طب الائمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

وہ نکسیر اور قئی جو نماز کے پورے وقت میں برابر جاری رہے اس میں اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود لیث مرادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی زوال آفتاب کے وقت نکسیر پھوٹتی ہے جو رات گئے تک برابر جاری رہتی ہے تو؟ فرمایا: وہ ہر نماز سر کے اشارہ سے پڑھے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی باسنادخود لیث مرادی سے یہی روایت نقل کی ہے۔ ہاں البتہ اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ امامؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو استفراغ ہوا (قئی آئی؟) فرمایا: اپنے سر سے اشارہ کرے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا و ۸ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد بھی قضاء کے باب ۳ میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اس کے لئے مستحب ہے کہ دوسری سورہ میں سے کچھ مقدار چھوڑ دے اور اسے کھڑے ہو کر مکمل کرے اور پھر رکوع میں جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (کسی عذر کی وجہ سے) بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور (حمد کے بعد دوسری) سورہ پڑھتا ہے اور جب اسے ختم کرنا چاہتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کا آخری حصہ پڑھ کر رکوع کرتا ہے؟ فرمایا: ایسے شخص کی نماز (فضیلت میں) کھڑے ہوئے آدمی کی نماز کی مانند سمجھی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (کسی تکلیف کی وجہ سے) میرے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا سخت دشوار ہے تو؟ فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ نماز بیٹھ کر پڑھو مگر ثواب کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی نماز کا حاصل کرو تو اس طرح کرو کہ جب دوسری سورہ کی دو آیتیں باقی رہ جائیں تو اٹھ کھڑے ہو اور باقی دو آیتیں پڑھ کر رکوع و سجود کرو۔ یہ۔ ہے کھڑے ہوئے آدمی کی نماز کی مانند نماز۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (اگر مستحبی نماز ہو تو) بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ کھڑے ہوئے آدمی کی نماز کے نصف کے برابر ہے۔ جب (دوسری) سورہ کی کچھ آیتیں باقی ہوں تو اٹھ کھڑا ہو اور ان کو پڑھ کر رکوع کرے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۰

قیام کی حالت میں اختیاراً دیوار وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگانا کراہت کے ساتھ جائز ہے بشرطیکہ اس پر پورا اعتماد نہ کیا جائے اور کھڑے ہوتے وقت ان چیزوں کا سہارا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جسے کوئی تکلیف یا بیماری نہیں ہے وہ نماز پڑھتے وقت مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا سکتا ہے یا اس پر (بطور سہارا) ہاتھ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! پھر سوال کیا کہ ایک شخص جو نہ کمزور ہے اور نہ ہی بیمار وہ نماز فریضہ کی پہلی دو رکعتوں میں اٹھتے وقت مسجد کی دیوار کا سہارا لے سکتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج

نہیں ہے۔ (الفقیہ، بحار الانوار، قرب الاسناد، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز پڑھتے وقت پردہ کو نہ پکڑو۔ اور نہ ہی نماز پڑھتے وقت دیوار کے ساتھ ٹیک لگاؤ۔ مگر یہ کہ بیمار ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ نہی کراہت پر محمول ہے یا اس سے دیوار وغیرہ کا مکمل سہارا لینا مراد ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر مکروہ جائز ہوتا ہے۔

۳۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی حالت میں دائیں بائیں دیوار پر (معمولی) ٹیک لگانا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے وقت عصا یا دیوار پر ٹیک لگاتا ہے تو؟ فرمایا: عصا یا دیوار پر ٹیک لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

باب ۱۱

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے آدمی کے لئے آلتی پالتی مار کر یا پاؤں پھیلا کر یا جس طرح ممکن ہو بیٹھنا جائز ہے ہاں البتہ مستحب یہ ہے کہ قرأت کے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھے اور رکوع کے وقت پاؤں کے اوپر بیٹھے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے وہ اگر ایک پاؤں آگے کی طرف پھیلا دے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ امامؑ نے یہ بات کسی عذر والے شخص یا بیمار کے متعلق فرمائی تھی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں وارد ہے کہ آلتی پالتی مار کر پڑھے یا پاؤں پھیلا کر پڑھے سب کی گنجائش ہے۔ (الفروع، کذا فی الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حمران بن اعین سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو آلتی پالتی مار کر بیٹھتے تھے اور جب رکوع کرتے تھے تو پاؤں کو دوہرا کر کے کرتے تھے۔ (الفقیہ والتہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے محمل کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: آلتی پالتی مار کر یا پاؤں پھیلا کر یا جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھ سکتے ہو۔ (التہذیب والفقیہ)

باب ۱۲

قیام کی حالت میں بوقت ضرورت جھک کر زمین سے کوئی چیز اٹھانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا الاعور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ ان کے پہلو میں ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے پاس ایک عصا تھا۔ اس نے اٹھنا اور عصا پکڑنا چاہا تو امام علیہ السلام جو حالت قیام میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے نیچے جھکے اور عصا پکڑ کر اس شخص کو دیا اور بدستور اپنی نماز میں مشغول رہے۔ (التہذیب والفقیہ)

باب ۱۳

جب کھڑا ہونا ممکن ہو اور آدمی اسے ترک کر کے خواہ بھول کر ہی سہی نماز شروع کر دے تو نماز باطل ہے اور یہی حکم بیٹھنے کو ترک کر کے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کرنے کا ہے جبکہ بیٹھنا واجب ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جس پر (بوجہ عذر شرعی) بیٹھ کر نماز پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول جائے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کر دے اور پھر اسے یاد آئے تو؟ فرمایا: بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز شروع کرے اور جو کھڑے ہو کر شروع کی تھی اس کی پروا نہ کرے۔ (پھر فرمایا) اسی طرح اگر اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض تھی مگر وہ بھول گیا اور بیٹھ کر نماز شروع کر دی تو اس پر واجب ہے کہ اس نماز کو قطع کر دے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور جو بیٹھ کر شروع کی تھی اس کی پروا نہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۱۶ از رکوع میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

کشتی میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر ممکن ہو تو قیام واجب ہے ورنہ ساقط ہے اور بوقت ضرورت صرف اشارہ سے بھی پڑھنا کافی ہے اور یہی حکم سواری پر نماز پڑھنے کا ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی الحلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کشتی میں نماز کس طرح پڑھی جائے؟ فرمایا: اگر اس کے لئے کھڑا ہونا ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پڑھے ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔ (الفقیہ)

۲۔ ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کشتی میں کس طرح نماز پڑھی جائے؟ فرمایا: اگر اس پر کافی بوجھ ہو جس کی وجہ سے (زیادہ) حرکت نہ کرے تو پھر کھڑے ہو کر پڑھو۔ اور اگر ہلکی پھلکی ہو جس کی وجہ سے ہچکولے کھائے تو پھر بیٹھ کر پڑھو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم کشتی پر سوار ہو اور کشتی رواں دواں ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور اگر ٹھہری ہوئی ہو تو پھر کھڑے ہو کر پڑھو۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اس صورت میں کشتی کے اندر نماز پڑھی جاسکتی ہے جبکہ آدمی باہر نکل کر زمین پر نماز پڑھ سکتا ہو مگر اسے درندے یا چوروں کا خوف ہو! اور اس کے ہمراہ چند آدمی ہیں جن کا اس کے باہر نکلنے پر اتفاق نہیں ہے؟ اور اگر وہ (کشتی میں نماز پڑھے تو سجدہ گاہ پر) پیشانی نہیں رکھ سکتا ہے۔ تو آیا وہ اشارہ سے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو پھر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور اس پر باہر نکل کر پڑھنا لازم نہیں ہے کیونکہ ایک شخص نے ایسا ہی مسئلہ میرے والد سے پوچھا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا تھا کہ کیا تو جناب نوح علیہ السلام کی نماز سے (جو انہوں نے کشتی میں پڑھی تھی) سے روگردانی کرتا ہے؟ (التہذیب)

۵۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کشتی میں نماز کے متعلق سوال کیا کہ کشتی بان اس میں کھڑا نہیں ہو سکتا! تو آیا وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور پھر اس صورت میں اشارہ سے پڑھے یا سجدہ کرے؟ فرمایا: کھڑے ہو کر پڑھے اگرچہ اس کی پشت ٹیڑھی ہی ہو۔ (ایضاً)

۶۔ ابن ابی عمیر کئی ایک اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشتی میں نماز اشارہ سے پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ مفضل بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نہر فرات یا جو نہریں اس سے بھی چھوٹی ہیں ان میں کشتی کے اندر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر اس کے اندر پڑھو تو بھی ٹھیک ہے اور اگر باہر نکل کر پڑھو تو بھی ٹھیک ہے۔ (ایضاً)

۸۔ معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: روبقبلہ ہو کر نماز شروع کرو پھر جدھر جدھر کشتی کا رخ پھرتا جائے تم کھڑے ہو کر اُدھر ہی نماز پڑھتے جاؤ اور اگر کھڑے نہ ہو سکو تو پھر بیٹھ کر پڑھو اور نماز گزار چاہے تو جمع بین الصلوٰتین بھی کر سکتا ہے۔ نیز قیر وقفر[1] پر نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور ان پر سجدہ بھی کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بسا اوقات ہم اس طرح پھنس جاتے ہیں کہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں اور شام تک سوار رہتے ہیں اور اس اثناء میں کوئی جگہ نہیں پاتے کہ وہاں اتر کر نماز پڑھیں! اس حالت میں کشتی والوں نے کہا ہم تو اس وقت تک آج پورا دن نماز نہیں پڑھیں گے جب تک باہر نکل کر پڑھنے کی امید باقی ہے؟ فرمایا: میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی نماز ہے پھر (مجھ سے) فرمایا: کیا تم نہیں چاہتے کہ جناب نوح علیہ السلام کی مانند نماز پڑھو؟ میں نے عرض کیا: ہاں میں آپ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: پھر تنگدل نہ ہو۔۔۔ جناب نوح علیہ السلام نے کشتی کے اندر نماز پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا: کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر؟ فرمایا: بلکہ کھڑے ہو کر۔۔۔! عرض کیا: میں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہوں مگر کشتی گھوم جاتی ہے؟ فرمایا: حتی الامکان قبلہ کی جستجو جاری رکھو۔ (ایضاً)

۱۰۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ان امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے کشتی میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو پھر بیٹھ کر پڑھے! مگر روبقبلہ۔ اور اگر کشتی کا رخ پھر جائے تو اگر ممکن ہو تو یہ بھی اس کے ساتھ ساتھ پھرتا جائے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی جگہ ٹھہرا رہے مگر حتی الامکان قبلہ کی جستجو کرتا رہے (اور ادھر ہی منہ پھیرتا رہے جدھر قبلہ ہو) فرمایا: اور اگر نماز نافلہ ہے تو ایک بار روبقبلہ ہو کر نماز شروع کر دے۔ پھر جدھر کشتی پھرتی جائے اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا فرمایا: ایک شخص میرے والد کے پاس آیا تھا اور اس نے سوال کیا تھا کہ میں کشتی میں سوار ہوتا ہوں مگر سطح زمین میرے قریب ہے تو آیا باہر نکل کر وہاں نماز پڑھوں؟ تو میرے والد نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ حضرت نوح

---

[1] قیر ایک قسم کا سیاہ روغن جو کشتیوں پر لگایا جاتا ہے اور قفر وہ چٹیل میدان جس میں گھاس وغیرہ نہ ہو۔ (المنجد)

علیہ السلام کی مانند (کشتی میں) نماز پڑھے؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایات (جن میں سطح زمین اور کشتی میں نماز پڑھنے کو برابر قرار دیا گیا ہے) اس صورت پر محمول ہیں کہ جب آدمی کشتی میں قیام وغیرہ دیگر واجبات نماز کی ادائیگی پر اسی طرح قادر ہوں جس طرح خشکی میں ہوتا ہے۔۔۔ ورنہ ظاہر ہے کہ زمین پر نماز پڑھنے کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل عراق میرے والد کے پاس آکر کشتی میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے اور آپؑ ان کے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر باہر نکل کر سطح زمین پر نماز پڑھ سکو تو ایسا ہی کرو۔ اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر (کشتی کے اندر) کھڑے ہو کر پڑھو۔۔۔ اور اگر کھڑے بھی نہ ہو سکو تو پھر بیٹھ کر پڑھو مگر قبلہ کو تلاش کرو۔

(قرب الاسناد)

۱۳۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا کوئی شخص نماز فریضہ کشتی میں پڑھ سکتا ہے جبکہ وہ باہر نکل کر ہموار زمین پر پڑھ سکتا ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب قبلہ (باب ۸ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ میں) گزر چکی ہے اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ باب ۳ ۷ از جماعت میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جب آدمی نماز پڑھنے کے لئے اٹھے تو منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نماز پڑھنے کے لئے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے تو میں وہاں موجود تھا۔ آپؑ نے تکبیر کہنے سے پہلے یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْيِسْنِي مِنْ رَوْحِكَ وَلَا تُقَنِّطْنِي مِنْ رَحْمَتِكَ، وَ لَا تُؤْمِنِّي مَكْرَكَ فَإِنَّهُ لَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾۔ (الاصول)

۲۔ علی بن نعمان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور نماز شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے وہ (بروز قیامت) سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے ہمراہ ہوگا۔۔۔ ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ أُقَدِّمُهُمْ بَيْنَ يَدَيْ صَلَاتِيْ، وَ أَتَقَرَّبُ بِهِمْ إِلَيْكَ، فَاجْعَلْنِيْ بِهِمْ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ مَنَنْتَ عَلَيَّ بِمَعْرِفَتِهِمْ فَاخْتِمْ لِيْ بِطَاعَتِهِمْ وَ مَعْرِفَتِهِمْ وَ وَلَايَتِهِمْ فَاِنَّهَا السَّعَادَةُ اِخْتِمْ لِيْ بِهَا فَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ اس کے بعد نماز پڑھو۔ اور جب نماز پڑھ چکو تو پھر یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مَعَ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ عَافِيَةٍ وَ بَلَاءٍ، وَ اجْعَلْنِيْ مَعَ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ مَثْوًى وَ مُنْقَلَبٍ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَحْيَايَ مَحْيَاهُمْ وَ مَمَاتِيْ مَمَاتَهُمْ وَاجْعَلْنِيْ مَعَهُمْ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو پہلے یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُقَدِّمُ اِلَيْكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَتِيْ وَ اَتَوَجَّهُ بِهٖ اِلَيْكَ فَاجْعَلْنِيْ بِهٖ وَجِيْهًا عِنْدَكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاجْعَلْ صَلَاتِيْ بِهٖ مَقْبُوْلَةً وَ ذَنْبِيْ بِهٖ مَغْفُوْرًا وَ دُعَائِيْ بِهٖ مُسْتَجَابًا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾۔ (التہذیب، الفروع، الاصول، الفقیہ)

باب ۱۶

قیام کی حالت میں مقام سجدہ پر نگاہ رکھنا مستحب ہے اور آسمان کی طرف یا دائیں بائیں نگاہ کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قبلہ کی طرف منہ کرو تو پھر اُدھر سے منہ نہ پھیرو۔۔۔ اور اپنی آنکھوں میں خشوع پیدا کرو اور انہیں آسمان کی طرف بلند نہ کرو۔ بلکہ انہیں اپنے چہرہ کے بالمقابل مقام سجدہ پر مرکوز رکھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں اپنی نظروں کو مقام سجدہ سے ادھر ادھر نہ ہٹاؤ۔ (التہذیب)

۳۔ جناب محقق حلی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی نگاہ کو یکجا کرو اور آسمان کی طرف بلند نہ کرو۔ (المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ از اعداد الصلوٰۃ، باب ۱ و ۲ از افعال الصلوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ باب ۳ و ۳۲ از خلل در نماز میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

قیام کی حالت میں انگلیاں بند کر کے گھٹنوں کے بالمقابل رانوں پر کھلے ہاتھ رکھنا، کاندھوں کا ڈھیلا چھوڑنا اور پاؤں کے درمیان کھلی تین انگلیوں سے لیکر ایک بالشت تک فاصلہ رکھنا اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ کی طرف رکھنا مستحب ہے اور نماز میں ہاتھ باندھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کیفیت نماز کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ جب آپؑ نماز پڑھنے لگے تو قبلہ رو ہو کر سیدھے کھڑے ہوئے اور ہاتھوں کو اس طرح رانوں پر چھوڑا کہ انگلیاں بند کی ہوئی تھیں اور پاؤں کو اس قدر باہم قریب کیا کہ ان کے درمیان صرف تین کھلی انگلیوں کا فاصلہ تھا اور پاؤں کی انگلیاں روبقبلہ تھیں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱ از افعال نماز میں) زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام والی روایت گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو ایک پاؤں کو دوسرے سے نہ ملاؤ بلکہ ان کے درمیان کم از کم ایک انگلی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا فاصلہ رکھو۔ کاندھوں کو ڈھیلا رکھو اور ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دو۔ اور رانوں کے اوپر گھٹنوں کے بالمقابل رکھو۔ اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں نہ ڈالو اور تمہاری نگاہ مقام سجدہ پر ہونی چاہئیے اور جب رکوع میں جاؤ تو پاؤں کو اس طرح برابر رکھو کہ ان کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اور ہاتھ نہ باندھو کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ از قواطع نماز میں) ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابوابِ نیت

(اس سلسلہ میں کل تین ابواب ہیں)

باب ۱
نماز وغیرہ دیگر عبادات میں نیت کے واجب ہونے اور اس کے دوسرے بعض احکام کا بیان

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں ہے۔ (الاصول، کذا فی المعتبر عن الرضا علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہ کچھ ملتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض دوسری حدیثیں اور نیت کے چند احکام اس سے پہلے مقدمہ عبادات (ج ۱ باب ۵ و ۱۵) میں گزر چکے ہیں۔

باب ۲
جو شخص نماز فریضہ کی نیت کرے پھر گمان کرے کہ شاید یہ نافلہ ہے یا اس کے برعکس نافلہ کی نیت کرے اور پھر گمان کرے کہ یہ فریضہ ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی جبکہ اسے پہلی نیت یاد آجائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حریز کی کتاب "نماز" میں لکھا ہے کہ میں یہ بھول گیا کہ میں نماز فریضہ پڑھ رہا ہوں یہاں تک کہ رکوع میں چلا گیا جبکہ میں نافلہ کی نیت کر رہا تھا؟ امامؑ

نے فرمایا: یہ نماز وہی (فریضہ) ہے جس کے پڑھنے کے لئے تم کھڑے ہوگئے تھے اور فریضہ کی ہی نیت کی تھی۔ مگر بعد میں تمہیں شک ہوگیا (کہ شاید نافلہ پڑھ رہے ہو) پس تم فریضہ کی ادائیگی میں مشغول ہو۔۔۔ اور اگر تم نے نماز نافلہ شروع کی تھی اور (بعد میں غلطی سے) فریضہ کی نیت کی۔ تو تم نافلہ میں مصروف سمجھے جاؤگے۔ اور اگر تم نے فریضہ شروع کیا پھر تمہیں کوئی نماز نافلہ یاد آ گئی جو تمہارے ذمہ تھی تو تم نماز فریضہ ہی میں مشغول رہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ (بن عمار) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے نماز فریضہ شروع کی مگر بعد میں اسے سہو ہوگیا اور یہ سمجھا کہ نافلہ پڑھ رہا ہے۔ یا (اس کے برعکس) اس نے نماز نافلہ شروع کی اور بعد میں گمان ہوا کہ شاید یہ فریضہ ہے تو؟ فرمایا: یہ وہی نماز تصور کی جائے گی جو اس نے شروع کی تھی۔ (التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا (پھر وہی سابقہ سوال و جواب منقول ہے)۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت میں آدمی کی نماز وہی تصور کی جاتی ہے جس سے اس نے ابتداء کی ہو۔ (ایضاً)

باب ۳

کسی قسم کی دو نمازوں کو ایک نیت سے نہیں پڑھا جا سکتا اور جو نوافل کسی اور نیت سے پڑھے جائیں وہ کسی اور قسم میں شمار نہیں ہو سکتے۔۔۔ ہاں البتہ بعض مخصوص مقامات پر نماز سے فارغ ہونے سے پہلے نیت تبدیل کی جا سکتی ہے نہ کہ فراغت کے بعد۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو آٹھ رکعت نماز پڑھنا چاہتا ہے مگر دس رکعت پڑھتا ہے۔ اور وہ ان دو رکعتوں کو وہ دو رکعت شمار کرنا چاہتا ہے جو کہ اس کے ذمہ تھی۔ فرمایا: نہ (وہ ایسا نہیں کر سکتا) مگر یہ کہ عمداً (علیحدہ نیت سے) سے ادا کرے ورنہ نہیں۔ (التہذیب)

۲۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ حریز بن عبداللہ کی کتاب سے اور وہ بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو روزوں، دو نمازوں اور فریضہ و نافلہ میں مقارنت نہیں ہو سکتی۔ (السرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶۳ از مواقیت میں) نیت کے تبدیل کرنے کا جواز ذکر ہو چکا ہے۔ اور اس قسم کی بعض اور حدیثیں اس کے بعد نماز جمعہ اور قضاءِ نماز کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تکبیرۃ الاحرام والافتتاح کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیرہ ابواب ہیں)

باب ۱

تکبیرۃ الاحرام کے وجوب اور اس کی کیفیت کا بیان اور یہ کہ گنگے آدمی کی تکبیرۃ الاحرام کی نوعیت کیا ہے؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ نماز میں تمہارے لئے توجہ الی اللہ کے سلسلہ میں یہ کلام ﴿وجھت وجھی الی اللہ الخ.....﴾ کافی ہے اور تکبیرۃ الاحرام کے سلسلہ میں ایک تکبیر کافی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز شروع کرنے کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: ایک تکبیر کافی ہے! میں نے عرض کیا اور سات؟ فرمایا: یہ فضیلت ہے۔ (ایضاً و علل الشرائع)

۳۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کیلئے تو ایک ہی تکبیر کافی ہے اور اگر تم فرادیٰ نماز پڑھ رہے ہو تو تمہارے لئے تین تکبیریں (فضیلت کے لئے) کافی ہیں۔ وہ بھی ٹھہراؤ کے ساتھ۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابتداءِ نماز میں ایک تکبیر (امام و ماموم ہر دو کے لئے) کافی ہے مگر تین تکبیریں افضل ہیں اور سات اس سے بھی افضل۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ نماز میں کم از کم کس قدر تکبیر ضروری ہے؟ فرمایا: ایک تکبیر۔ (ایضاً)

۶۔ اسماعیل بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر چیز کی ناک ہوتی ہے اور نماز کی ناک تکبیر ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ناصح مؤذن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کی کنجی تکبیر ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم پیشنماز ہو تو تمہارے لئے صرف ایک تکبیر کہنا کافی ہے کیونکہ تمہارے ہمراہ ضرورتمند، کمزور اور بوڑھے بھی ہیں (جو زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتے)۔ (الفروع وعلل الشرائع)

۹۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: نماز کی ابتداء وضو ہے، اس کی تحریم تکبیر ہے اور تحلیل سلام ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر مکمل طور پر نماز پڑھنے والے اور مختصر ترین پڑھنے والے تھے وہ جب نماز شروع کرتے تھے تو فرماتے تھے ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ (الفقیہ)

۱۱۔ نیز موصوف باسناد خود نقل کرتے ہیں کہ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (سلسلہ کلام میں فرمایا) اور جہاں تک کلمہ ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کا تعلق ہے تو نماز کا افتتاح اسی سے ہوتا ہے۔ (الامالی)

۱۲۔ حضرت سید رضی علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک چہرہ ہوتا ہے اور تمہارے دین کا چہرہ نماز ہے اور ہر چیز کی ایک ناک ہوتی ہے اور نماز کی ناک تکبیر ہے۔ (المجازات النبویہؐ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رفع یدین اور تسلیم کے باب میں (اور یہاں باب ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۳) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اگر تکبیرۃ الاحرام ترک ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگرچہ بھول کر ترک کی جائے اور جب ترک کا یقین ہو تو نماز کا اعادہ واجب ہے شک کی صورت میں نہیں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول جاتا ہے فرمایا: (نماز کا) اعادہ کرے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ محمد (ابن مسلم) امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جس نے نماز کی ابتداء میں تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تھی، فرمایا: جب اسے یقین ہو جائے کہ اس نے تکبیر نہیں کہی تو اعادہ کرے لیکن اسے یہ یقین کس طرح ہوگا؟ (تہذیب واستبصار)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول جائے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جائے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن سہل حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز اپنے مقتدیوں کے جملہ شکوک کو برداشت کرتا ہے سوائے تکبیرۃ الاحرام کے (لہٰذا اگر مقتدی وہ بھول جائیں تو ان کو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا)۔ (ایضاً)

۵۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مقتدی پیشنماز کے پیچھے تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول گیا۔ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ کیونکہ تکبیرۃ الافتتاح کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص تکبیرۃ الافتتاح بھول جائے تو؟ فرمایا: اگر اسے رکوع میں جانے سے پہلے یاد آجائے تو تکبیر کہے اور قرأت کرکے رکوع میں جائے اور اگر اسے نماز کے دوران یاد آئے تو قیام کی حالت میں تکبیر کے مقام پر تکبیر کہے خواہ قرأت سے پہلے (یاد آئے) یا اس کے بعد۔۔۔! سائل نے عرض کیا کہ اگر اسے نماز کے بعد یاد آئے (کہ اس نے تکبیر نہیں کہی تھی) تو؟ فرمایا: اس (نماز) کی قضا کرے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۷۔ عبید اللہ بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول گیا اور نماز شروع کر دی تو؟ فرمایا: کیا اس کی نیت یہ نہیں تھی کہ تکبیر کہے گا؟ عرض کیا: ہاں اس کی نیت تو یہ تھی؟ فرمایا: بس نماز کو جاری رکھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔ کیونکہ بعض عامہ صرف نیت پر اکتفا کرتے ہیں۔

(واللہ العالم)۔

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ مگر تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو؟ فرمایا: اگر رکوع سے پہلے قیام کی حالت میں یاد آجائے تو تکبیر کہے (اور بعد ازاں قرأت اور رکوع و سجود کرے) اور اگر رکوع میں جا چکا ہے تو نماز کو جاری رکھے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے شک پر محمول کیا ہے نہ کہ یقین پر۔ (یعنی رکوع میں جانے

کے بعد شک پڑ جائے کہ اس نے تکبیر کہی ہے یا نہ؟ تو اس کی پرواہ نہ کرے ورنہ اگر یقین ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا)۔

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: انسان (اکثر و بیشتر) تکبیرۃ الاحرام کہنا نہیں بھولتا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جب تکبیرۃ الاحرام کے ترک ہو جانے کا یقین ہو تو رکوع والی تکبیر اس کی جگہ کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر ترک کا شک ہو تو پھر وہ کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عبدالملک یا ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا: میں نے نماز پڑھنا شروع کی مگر تکبیرۃ الافتتاح نہیں کہی۔ آیا اس کے لئے رکوع والی تکبیر کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں! بلکہ جب اسے یاد ہے کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو پھر وہ نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول گیا یہاں تک کہ رکوع کی تکبیر کہہ دی تو؟ فرمایا: یہی تکبیر کافی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے شک پر محمول کیا ہے کہ اسے شک ہو کہ شاید اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو پھر یہ تکبیر کافی ہے۔ ورنہ جب یقین ہو کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو پھر تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ کرنا پڑتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر اس کا بیان ہوا ہے۔

باب ۴

اگر وقت تنگ ہو تو مقتدی کے لئے ایک ہی تکبیر، تکبیرۃ الاحرام اور تکبیر رکوع ہر دو کے لئے کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن معاویہ بن شریح سے اور وہ اپنے والد (معاویہ سے) روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمایا۔ جب کہ جب پیشنماز رکوع کی

حالت میں ہو اور کوئی ماموم جلدی جلدی آئے (اور جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہے) تو اس کے لئے ایک ہی تکبیر تکبیرۃ الاحرام اور تکبیر رکوع کے لئے کافی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الامالی)

باب ۵

نماز ہائے پنجگانہ میں واجبی اور مستحبی کل تکبیریں پچانویں (۹۵) ہیں جن میں سے پانچ تکبیریں قنوت کی بھی ہیں

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز ہائے پنجگانہ میں کل تکبیریں پچانویں ہیں جن میں پانچ تکبیریں (قنوت) کی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ موصوف فرماتے ہیں کہ بروایت عبداللہ بن المغیرہ امامؑ نے ان تکبیروں کی تفسیر وتشریح اس طرح کی ہے کہ ظہر میں اکیس عدد اور عصر میں اکیس، مغرب میں سولہ اور عشاء میں اکیس اور صبح میں گیارہ تکبیریں اور پانچ نمازوں میں پانچ قنوت کی پانچ تکبیریں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود صباح مزنی سے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ شب و روز کی نمازوں میں پچانویں تکبیریں ہیں۔ منجملہ ان کے قنوت کی تکبیریں بھی ہیں۔ (التہذیب والخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ اور باب ۴۲ از قرأت میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

نماز کی ابتداء میں مستحبی تکبیر کا پہلے کہنا جائز ہے اور اگر تکبیرۃ الاحرام کا کہنا بھول جائے تو یہ تکبیر کافی ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم (چار رکعتی نماز میں) اکیس تکبیروں میں سے ایک تکبیر کے ساتھ نماز کی ابتداء کرنے کے بعد اگر باقی تمام تکبیریں بھول جاؤ تو وہی تکبیر دوسری تمام تکبیروں سے کافی ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز شروع کی اور (رکوع والی) تکبیر کہنا بھول گیا حتیٰ کہ رکوع میں چلا

گیا اور جب رکوع میں پہنچ گیا تب اسے یاد آیا کہ اس نے رکوع والی تکبیر نہیں کہی تو کیا اگر وہ ایک یا دو رکعت پڑھ چکا ہو تو آیا اس طرح پڑھی ہوئی نماز شمار کی جائے گی؟ فرمایا: تکبیرۃ الاحرام کو سب کے لئے کافی سمجھا جائے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۷ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

سات تکبیروں سے نماز کا افتتاح کرنا مستحب ہے اور آدمی کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس تکبیر کے ساتھ چاہے نیت کرکے اسے تکبیرۃ الاحرام قرار دے اور ان میں سے پانچ اور تین (بلکہ) ایک پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے پہلو میں (اپنے بچپن کے عالم میں) امام حسین علیہ السلام کھڑے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے تکبیرۃ الاحرام کہی تو امام حسین علیہ السلام نہ کہہ سکے یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے سات بار تکبیر کہی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اس لئے سات بار تکبیر کہنا سنت قرار پائی۔[1] (التہذیب، علل الشرائع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے سات بار پے در پے تکبیر کہہ کر نماز کا افتتاح کیا۔ (التہذیب والخصال)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب نماز کا افتتاح کرنا چاہو تو اگر چاہو تو ایک بار تکبیر سے کرو اور چاہو تو تین بار سے۔۔۔ چاہو تو پانچ بار سے اور چاہو تو سات بار سے کرو کیونکہ یہ سب کافی ہیں۔۔۔ ہاں البتہ اگر تم پیشنماز ہو تو پھر صرف ایک تکبیر آواز بلند کہو (وبس)۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس (سات بار تکبیر

---

[1] یہ سب کچھ حسب ظاہر ہے تو گویا خداوند عالم نے نماز کے آغاز سات تکبیروں کے استحباب کا ظاہری سبب حضرت امام حسین علیہ السلام کی اس کیفیت کو قرار دیا ورنہ ایک عالم علم لدنی امام معصومؑ کے بارے میں اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تکبیرۃ الاحرام نہ کہہ سکے۔ اگرچہ بچپن کا ہی عالم کیوں نہ ہو؟ بہرحال

بہرحال کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

(احقر مترجم عفی عنہ)

کہنے) کی ایک اور وجہ بھی بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو آپؐ نے سات حجاب طے کئے اور ہر حجاب کو قطع کرتے وقت ایک بار تکبیر کہی تو خداوند عالم نے اس سے آپؐ کو کرامت و بزرگی کی انتہا تک پہنچا دیا۔ (الفقیہ)

۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اس کی (سات تکبیر کہنے کی) ایک اور علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دراصل نماز دو رکعت ہے اور اس کا افتتاح اس لئے سات تکبیروں سے کیا جاتا ہے (کہ کل سات تکبیریں بنتی ہیں بایں تفصیل) ایک تکبیرۃ الاحرام، دوسری رکوع کی تکبیر، پھر دو سجدوں کی دو تکبیریں (کل چار)۔ پھر دوسری رکعت کے رکوع میں ایک تکبیر (یہ ہوئیں پانچ) اور پھر اس رکعت کے دو سجدوں میں دو تکبیریں (یہ کل ہوئیں سات) تو جب انسان نماز کی ابتداء میں سات تکبیریں کہہ لے تو پھر اگر دوسری تکبیریں کہنا بھول بھی جائے یا اس سے سہو واقع ہو جائے تو اس سے اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ نماز کی طرف توجہ کرنی ہو تو کم از کم ایک تکبیر ہے اگرچہ تین یا پانچ یا سات تکبیریں افضل ہیں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز اور باب ایہاں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

ان سات تکبیروں کو جدا جدا کہنا یعنی پہلے تین بار پھر دو دو بار۔ اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا بلند کرنا نیز ان کے درمیان اور ان کے بعد منقولہ دعائیں پڑھنا اور اس کے ساتھ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ۔ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز شروع کرنے لگو تو دونوں ہاتھوں کو بلند کرو۔ پھر ان کو چھوڑ دو۔ پھر تین بار تکبیر کہو اور یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ﴾۔ پھر دو تکبیریں کہو اور بعد ازاں یہ دعا پڑھو ﴿لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَ الْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ لَا مَلْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ سُبْحَانَکَ وَ حَنَانَیْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ﴾۔ اس کے بعد پھر دو تکبیریں کہو اور ان کے بعد یہ دعا پڑھو

﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾۔ پھر شیطان سے پناہ مانگو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھو) بعد ازاں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں توجہ الی اللہ کے سلسلہ میں تمہارے لئے یہ کلام پڑھنا کافی ہے: ﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اور تمہارے لئے ایک ہی تکبیر کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آیا دعائے توجہ میں یہ فقرہ کہنا چاہیئے کہ ﴿عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِ مُحَمَّدٍ﴾ کیونکہ ہمارے بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ اگر اس دعا میں ﴿عَلٰى دِيْنِ مُحَمَّدٍ﴾ کہے جائے تو یہ بدعت ہے کیونکہ ہم نے اپنے کتب صلوٰۃ میں سے کسی کتاب میں نہیں پایا سوائے ایک حدیث کے جو کہ قاسم بن محمد کی کتاب میں بحوالہ ان کے جد حسن بن راشد از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حسن سے پوچھا: دعائے توجہ کس طرح پڑھتے ہو؟ اس نے کہا: ﴿لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ﴾ امامؑ نے فرمایا: میں یہ نہیں پوچھ رہا۔ میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ تم دعائے توجہ ﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا﴾ کس طرح پڑھتے ہو؟ حسن نے کہا: میں یہ دعا اس طرح پڑھتا ہوں! امامؑ نے فرمایا کہ جب یہ دعا پڑھو تو اس کے ساتھ یہ بھی پڑھا کرو ﴿عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِ مُحَمَّدٍ وَ مِنْهَاجِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ وَ الْاِئْتِمَامِ بِآلِ مُحَمَّدٍ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ امام العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اس مکتوب کے جواب میں لکھا: یہ دعائے توجہ فرض نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کے وہ الفاظ جو گویا اجماعی ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ ہیں ﴿وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَ هُدٰى عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ بعدازاں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرو۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

باب ۹

واجبی اور مستحبی تکبیر میں چہرہ کے برابر لے کر کانوں کی لوؤں تک ہاتھوں کا بلند کرنا مستحب ہے اور وہ بھی اس طرح کہ کفِ دست قبلہ کی طرف ہو اور پیشنماز کے لئے اس کی تاکید اور زیادہ ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ جب تکبیر کہتے تھے تو ہاتھوں کو اس قدر بلند کرتے تھے کہ قریباً کانوں تک پہنچ جاتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ جب نماز کا افتتاح کرتے تھے تو چہرہ سے تھوڑا سا نیچے تک ہاتھ بلند کرتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ جب آپ نماز شروع کرتے تھے تو چہرہ کے برابر ہاتھ بلند کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن سنان اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ﴾ کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس ﴿نحر﴾ سے مراد (نماز میں تکبیر کہتے وقت) چہرہ تک ہاتھوں کا اٹھانا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب نماز کی ابتداء کرو اور ﴿اَللّٰهُ اَکْبَرُ﴾ کہو تو کانوں سے آگے ہاتھ نہ بڑھاؤ اور نماز فریضہ میں جب دعاء کے لئے ہاتھ اٹھاؤ تو سر سے اونچے نہ کرو۔ (ایضاً)

۶۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب نماز کی ابتداء کی تو ہاتھوں کو چہرہ کے برابر تک اس طرح بلند کیا کہ ہتھیلیاں قبلہ کی طرف تھیں۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ پیشنماز کو چاہیئے کہ نماز میں ہاتھوں کو بلند کرے اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص پر ہاتھ اٹھانا نہیں ہے۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ پیشنماز کے لئے اس کی تاکید زیادہ ہے اور ثواب بھی زیادہ ہے۔

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ یا علیؑ! تم پر لازم ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھاؤ اور ان کو ادھر ادھر الٹو پلٹو۔ (الروضہ من الکافی)

۹۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک مستقل رسالہ میں جو آپؑ نے اپنے بعض اصحاب کو لکھا تھا فرمایا: "نماز میں ہاتھ اٹھانے کو چھوڑو۔ سوائے نماز کی ابتداء میں ہاتھ اٹھانے کے۔ کیونکہ اس (رفع یدین) کی وجہ سے تمہیں شہرت ہوگئی ہے (اس لئے مخالفین تمہیں پہچان لیتے ہیں اور پھر تمہیں اذیت پہنچاتے ہیں)۔۔۔ واللّٰہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر تکبیر کے لئے رفع یدین مستحب ہے۔ سوائے مقام تقیہ کے کہ وہاں یہ استحباب ساقط ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے خیر الخلق کے عمزاد! پہلی تکبیر میں رفع یدین کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ سب سے بڑا ہے جو ایسا واحد واحد (یگانہ) ہے جس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے جسے نہ (ظاہری) حواس خمسہ سے چھوا جا سکتا ہے اور نہ ہی (باطنی) حواس سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۱۱۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تکبیر کہتے وقت ہاتھ اس لئے بلند کئے جاتے ہیں کہ ہاتھوں کا بلند کرنا بھی ابتہال و انقطاع الی اللہ اور تضرع وزاری کی ایک قسم ہے۔ تو خدا نے پسند کیا کہ بندہ اس کا ذکر کرتے وقت ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ بھی حالتِ تضرع میں۔۔۔ علاوہ بریں رفع یدین کرتے وقت نیت دل میں حاضر ہوتی ہے اور آدمی جو زبان سے کہتا ہے۔ دل سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علقمہ بن وائل سے اور وہ اپنے باپ (وائل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپؐ نے جب نماز شروع کی تو تکبیر کہی اور جب رکوع میں جانا چاہا تو (تکبیر کے لئے) ہاتھ بلند کئے اور رکوع کے بعد (سجود کے لئے) بھی ہاتھ بلند کئے۔

(آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۳۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی باسناد خود مقاتل بن حیان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (سورۂ کوثر کی یہ آیت) ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ﴾ نازل ہوئی تو آپؐ نے جبرئیلؑ سے کہا: یہ کون سی ﴿نحیرہ﴾ (قربانی) ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا: یہ کوئی ﴿نحیرہ﴾ (قربانی) نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ جب تکبیرۃ الاحرام کہو تو رفع یدین کرو، جب رکوع کرو یا اس سے

سر اٹھاؤ اور جب سجدہ کرو (الغرض ہر واجبی یا مستحبی تکبیر کہتے وقت) رفع یدین کرو۔ کیونکہ یہی ہماری اور ساتوں آسمانوں میں تمام ملائکہ کی نماز ہے۔ اور ہر چیز کی کوئی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے وقت رفع یدین (ہاتھوں کا بلند کرنا) ہے۔ (تفسیر مجمع البیان ۔۔۔ کذافی الامالی لابن الطوسی عن علی علیہ السلام)

۱۴۔ حضرت امیر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ﴾ کے معنی یہ مروی ہیں فرمایا: نماز میں ہاتھوں کو نحر کے مقام تک بلند کرو۔ (ایضاً)

۱۵۔ بروایت عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا یہ مطلب منقول ہے کہ چہرہ تک ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۰ میں اور رکوع کے باب ۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کا اس قدر بلند کرنا کہ کانوں سے بھی آگے نکل جائیں مکروہ ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کی ابتداء میں ہاتھوں کو چہرہ تک بلند کرو لیکن بالکل (زیادہ) بلند نہ کرو۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہو اور تکبیر کہو تو ہاتھوں کو بلند کرو مگر اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں سے اوپر نہ لے جاؤ یعنی اپنے رخساروں تک بلند کرو۔ (ایضاً)

۳۔ ابھی اوپر (باب ۹ حدیث نمبر ۵ میں) بروایت ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ فرمایا: جب نماز کا افتتاح کرو اور تکبیر کہو تو ہاتھوں کو کانوں سے اوپر نہ اٹھاؤ۔ (التہذیب)

۴۔ جناب محقق حلی شیخ جعفر بن الحسن (المعتبر میں) اور علامہ حلی شیخ یوسف بن مطہر (منتہی الفقہ میں) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا اور (تکبیر کہتے وقت) اس نے اپنے ہاتھ سر سے بھی اوپر تک بلند کئے تھے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: میں کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں جو اپنے ہاتھوں کو اپنے سروں سے بھی اوپر لے جاتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سرکش گھوڑوں کے کان کھڑے ہیں۔ (المعتبر، المنتہی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

افتتاح نماز کی سات تکبیروں کے بعد سات بار حمدِ خدا کرنا، سات بار تسبیحِ خدا کرنا اور سات بار تہلیلِ خدا کرنا اور خدا کی حمد وثنا کرنا اور نمازِ شب کی ابتداء کے بعد آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے افتتاحِ نماز کی تکبیروں کا تذکرہ فرمایا۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کس طرح کریں؟ فرمایا کہ سات بار تکبیر کہو۔ بعد ازاں سات بار خدا کی حمد کرو (الحمد للہ کہو)، سات بار خدا کی تسبیح کرو (سبحان اللہ کہو)۔ بعد ازاں خدا کی حمد وثنا کرو پھر قرأت کرو۔ (علل الشرائع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس حکم کو جناب شہید اولؒ نے کتاب الذکریٰ میں ذکر کیا ہے اور اسے ابن الجنید سے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ انہوں نے اسے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف نسبت دی ہے۔ اور سات بار تہلیل (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہنے) کا اضافہ بھی کیا ہے۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود کامل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز شب کا افتتاح کر چکو تو آیت الکرسی اور معوذتین پڑھو۔ اس کے بعد سورۂ حمد اور بعد ازاں دوسری سورہ کی تلاوت کرو۔ (التہذیب)

باب ۱۲

پیشنماز کے لئے مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کو بالجہر اور باقی چھ مستحبی تکبیروں کو اخفات سے کہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز میں کم ترین تکبیریں کس قدر ہیں؟ فرمایا: تین! اور اگر قرأت کرنی ہے تو سورۂ قل ھو اللہ یا قل یا ایھا الکافرون کی تلاوت کریں۔ اور اگر تم پیشنماز ہو تو تمہارے لئے کافی ہے کہ (حمد کے بعد) ایک تکبیر جہر سے کہو اور دوسری چھ تکبیروں کو آہستہ کہو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے تکبیرۃ الافتتاح کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ وہ صرف ایک تکبیر کہا کرتے تھے؟ فرمایا: آنحضرتؐ ایک تکبیر بالجہر اور دوسری چھ تکبیریں بالاخفات کہا کرتے تھے۔ (عیون الاخبار، الخصال)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم پیشنماز ہو تو تمہارے لئے کافی ہے کہ ایک تکبیر جہر کے ساتھ کہو اور باقی چھ تکبیریں آہستہ کہو۔

۴۔ قبل ازیں (باب ۷ میں) بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے جس میں فرمایا کہ جب نماز کا افتتاح کرو تو چاہو تو ایک بار تکبیر کہو اور چاہو تو تین۔ اور اگر چاہو تو پانچ اور اگر چاہو تو سات بار کہو یہ سب کچھ کافی ہے۔ ہاں البتہ جب تم پیشنماز ہو تو صرف ایک تکبیر بالجہر کہو۔ (التہذیب)

باب ۱۳

چند مقامات پر جیسے نیند سے اٹھتے وقت، مرغ کی آواز سن کر، آسمان کی طرف نگاہ کرتے وقت، وضو کے وقت اور نماز شب کے لئے اٹھتے وقت منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات کو سو کر جاگو تو یہ دعا پڑھو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ لِاَحْمِدَهٗ وَ اَعْبُدَهٗ﴾ اور جب مرغوں کی آواز سنو تو یہ دعا پڑھو ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ عَمِلْتُ سُوْءً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ﴾ اور جب کھڑے ہو اور آفاق سماوی پر نظر ڈالو تو یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا یُوَارِیْ عَنْکَ لَیْلٌ سَاجٍ وَلَا سَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَلَا اَرْضٌ ذَاتُ مِهَادٍ وَلَا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ وَلَا بَحْرٌ لُجِّیٌّ تَدْلَجُ بَیْنَ یَدَیِ الْمُدْلَجِ مِنْ خَلْقِکَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَ نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاِلٰهِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ بعد ازاں سورۂ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ تا ﴿اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾۔۔۔ پھر مسواک کر کے وضو کرو۔ اور جب پانی میں ہاتھ ڈالو تو یہ دعا پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾ اور جب فارغ ہو چکو تو کہو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ اور جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو یہ دعا پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ اِلَی اللّٰهِ وَ مِنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ زُوَّارِکَ وَ عُمَّارِ مَسَاجِدِکَ وَافْتَحْ لِیْ بَابَ تَوْبَتِکَ وَ

اَغْلِقْ عَنِّیْ بَابَ مَعْصِیَتِکَ وَ کُلِّ مَعْصِیَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِمَّنْ یُنَاجِیْہِ اَللّٰھُمَّ اَقْبِلْ عَلَیَّ بِوَجْھِکَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ ﴾ اس کے بعد تکبیر کہہ کر نماز کا افتتاح کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز شب کی ابتداء (سورۂ آل عمران کی) ان آیات سے کرو۔ ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ﴾ تا ﴿قَوْلُہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ ﴾۔ اور جمعہ کے دن ان دو رکعتوں سے پہلے بھی جو زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہیں ان آیتوں کی تلاوت کرو۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرغ کی آواز سنو تو یہ دعا پڑھو: ﴿سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبَکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ﴾۔ (الفقیہ)

قرأتِ نماز کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چوہتّر (۷۴) باب ہیں)

باب ۱

دو رکعتی نماز کی ہر رکعت میں اور دوسری نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد کا پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص اپنی نماز میں سورۂ حمد نہ پڑھے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب تک جہر یا اخفات سے سورۂ حمد کی تلاوت نہ کرے اس کی کوئی نماز نہیں ہے! عرض کیا: اگر کوئی شخص خائف ہو۔ یا انتہائی جلدی میں ہو تو آپ کو کون سی بات پسند ہے کہ کوئی سی سورہ پڑھ لے یا سورۂ فاتحہ ہی پڑھے؟ فرمایا: سورۂ فاتحہ ہی پڑھے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا مگر سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا تو؟ فرمایا: جب تک رکوع میں نہیں چلا گیا، سورۂ فاتحہ ہی پڑھے کیونکہ جب تک جہر یا اخفات سے فاتحہ نہ پڑھے اس کی کوئی قرأت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ لوگوں کو اس لئے نماز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ قرآن متروک ہو کر ضائع نہ ہو جائے بلکہ محفوظ رہے اور اس کی تدریس و تلاوت ہوتی رہے تاکہ مٹنے اور بے قدری سے بچ جائے (باقی رہی یہ بات کہ) تمام سورتوں کو چھوڑ کر سورۂ حمد سے کیوں ابتدا کی گئی ہے؟ (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) قرآن ہو یا کوئی اور کلام! جس قدر خیر و خوبی اور علم و حکمت

اس سورہ میں ودیعت کی گئی ہے اتنی اور کسی میں نہیں کی گئی (اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ یہ اس شکر کی ادائیگی ہے جو خدا نے اپنی مخلوق پر واجب قرار دیا ہے الحدیث (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۴۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز کی پہلی رکعتوں میں سورۂ حمد اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح اس لئے مقرر کی گئی ہے تا کہ جو رکعتیں براہِ راست خدا نے فرض کی ہیں ان میں اور جو بذریعہ رسولؐ فرض کی گئی ہیں ان میں فرق نمایاں ہو جائے۔ (ایضاً)

۵۔ حسن بن علی بن ابوحمزہ اپنے والد (علی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسم اعظم قطعہ قطعہ کر کے سورۂ حمد میں رکھ دیا گیا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۶۔ جناب سید رضیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ لنگڑی (ناقص) نماز ہے۔ (مجازات النبویہؐ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کیفیت نماز کے بیان میں (باب ۱۳ از اعداد الفرائض، باب ۱، از افعال نماز و باب ۱۶ از قیام و باب ۱۱، از تکبیرۃ الاحرام میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۲ و ۲۷ و ۲۸، ۲۹، ۳۱ اور ۵۱ اور باب الجماعۃ وغیرہ مقامات پر) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نماز فریضہ میں ضرورت کے وقت صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کیا جا سکتا ہے لیکن اختیاری حالت میں نہ۔ ہاں البتہ نماز نافلہ میں بہر صورت اس پر اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سورۂ فاتحہ تنہا نماز فریضہ میں کافی ہے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور فقہاء کی ایک جماعت نے اسے وقت ضرورت پر محمول کیا ہے۔

۲۔ عبداللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی آدمی کو کسی ضروری کام کی وجہ سے جلدی ہو یا کسی چیز کا خوف دامنگیر ہو تو پھر نماز فریضہ کی پہلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کی جا سکتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میں جلدی میں ہوں یا کوئی چیز مجھے جلد بازی پر آمادہ کرے تو آیا میرے لئے صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھ لینا کافی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی

مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کے لئے جائز ہے کہ نماز فریضہ میں صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرے اور تندرست کے لئے جائز ہے کہ روز و شب کی مستحبی نمازوں کی قضا میں صرف اس سورہ پر اکتفا کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴ و ۵۵ اور باب الجماعۃ میں) وہ حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر، نماز نافلہ کے حکم پر اور دوسری سورہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا ان مذکورہ بالا حدیثوں کا (جو صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں) ضرورت یا تقیہ پر محمول کرنا ضروری ہے۔

باب ۳

جو شخص سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کوئی سورہ بھی اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو اور تنگیٔ وقت کی وجہ سے اب سیکھ بھی نہ سکتا ہو اس کے لئے صرف تکبیر و تسبیح کرنا کافی ہے اور یہی حکم نمازِ نافلہ میں اس شخص کا ہے جسے جلدی ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے نماز میں سے (صرف) رکوع اور سجود فرض کئے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص (تازہ) اسلام میں داخل ہوا ہو جو اچھی طرح قرآن نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ تکبیر و تسبیح کرکے نماز پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص انتہائی عجلت کی حالت میں ہو اس کے لئے نماز نافلہ میں کیا پڑھنا کافی ہے؟ فرمایا: قرأت کی جگہ اور رکوع و سجود میں ایک ایک بار تسبیح کرنا (سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے سیکھنے کے وجوب پر ہر وہ دلیل دلالت کرتی ہے جو سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کے وجوب اور دوسری سورتوں کے مجزی نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے نیز ہر وہ دلیل جو واجبات کے سیکھنے کے وجوب پر اور قرآن کے پڑھنے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اس کے بعد (باب ۶۷ میں) اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بااختیار آدمی کے لئے نمازِ فریضہ کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد کے بعد دوسری ایک کامل سورہ کا پڑھنا واجب ہے اور کسی سورۂ کے صرف بعض حصہ کا پڑھنا جائز اور کافی نہیں ہے مگر نمازِ نافلہ میں ایسا کرنا جائز ہے اور جب سواری پر حمد و سورہ دونوں کے پڑھنے اور زمین پر صرف سورۂ حمد پڑھنے میں تعارض ہو جائے تو آدمی کو اختیار ہے کہ جس صورت کو چاہے اختیار کرے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ہم (سفر حج وغیرہ کے سلسلہ میں) مکہ کے راستہ میں ہوتے ہیں اور ہم بعض مقامات میں نماز کے لئے سواریوں سے اترتے ہیں جبکہ وہاں بدو موجود ہوتے ہیں (جن سے ڈاکہ زنی کا خوف دامن گیر ہوتا ہے) ان حالات میں آیا زمین پر نماز پڑھی جائے مگر صرف سورۂ حمد کے ساتھ یا سواری پر پڑھی جائے مگر حمد اور کامل سورہ کے ساتھ؟ فرمایا: اگر زمین پر نماز پڑھنے میں کچھ خوف و خطرہ ہو تو پھر نمازِ فریضہ وغیرہ سواری کے اوپر پڑھو اور جب میں (سواری پر) حمد و سورہ دونوں پڑھوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے مگر جو کچھ تم نے کیا ہے (کہ زمین پر صرف سورۂ فاتحہ پڑھی ہے) میں اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر دوسری سورہ پڑھنا واجب نہ ہوتی تو اس کی خاطر قیام وغیرہ بعض واجبات کا ترک کرنا کس طرح جائز ہوتا (جو سواری پر نماز پڑھنے سے ترک ہو جاتے ہیں)۔۔۔۔۔ اور ان دونوں صورتوں میں تخییر کی وجہ یہ ہے کہ ہر صورت میں بعض واجبات چھوٹ جاتے ہیں۔۔۔ (مثلاً زمین پر نماز پڑھنے میں دوسری سورہ رہ جاتی ہے جبکہ سواری پر پڑھنے سے قیام و اطمینان ترک ہو جاتا ہے) یہ بات بعض محققین نے بیان کی ہے۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ فریضہ میں (سورۂ حمد کے بعد) ایک سورہ سے نہ کم پڑھو اور نہ زیادہ۔ (ایضاً)

۳۔ محمد (بن مسلم) امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک رکعت میں (حمد کے بعد) دو سورتیں پڑھے تو جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔۔۔ بلکہ ہر رکعت میں صرف ایک سورہ ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا (حمد کے بعد) کسی سورہ کے بعض حصے پر اکتفا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: میں اسے مکروہ (ناپسند) سمجھتا ہوں۔ ہاں البتہ مستحبی نماز میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (کراہت) حرمت پر محمول ہے۔ کیونکہ یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوتی ہے یا پھر اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا کیونکہ گزشتہ اور آئندہ دلائل اس سورہ کے پڑھنے کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

۵۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ آیا ایک سورہ کو دو رکعتوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ (آدھی سورہ ایک رکعت میں اور آدھی دوسری میں؟) فرمایا: ہاں جس طرح چاہو اسے تقسیم کرو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ جواز نماز نافلہ پر یا پھر تقیہ پر محمول ہے۔

۶۔ سعد بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک رکعت میں سورۂ حمد اور ایک سورہ آدھی پڑھی۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ دوسری رکعت میں سورۂ حمد نہ پڑھے بلکہ صرف دوسری آدھی سورہ کے پڑھنے پر اکتفا کرے؟ فرمایا: (دوسری رکعت میں پہلے) سورہ حمد پڑھے پھر باقیماندہ سورہ۔

(تہذیب واستبصار)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک رکعت میں (حمد کے بعد) کوئی سورہ پڑھی مگر اس سے غلطی ہوگئی (یعنی کچھ حصہ غلط پڑھا) تو آیا اس غلط پڑھے ہوئے مقام کو چھوڑ کر باقی سورہ کی تلاوت جاری رکھے؟ یا اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی اور سورہ پڑھے؟ فرمایا: ہر طرح درست ہے۔ اور اگر (حمد کے بعد دوسری سورہ کی) صرف ایک آیت پڑھ کر بھی رکوع کرنا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں (نمبر ۶ و ۷) کو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے نوافل پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ قبل ازیں (باب ۲ میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ مضطر آدمی کے لئے (نماز فریضہ میں) صرف سورۂ حمد پر اکتفا کرنا جائز ہے (نہ مختار کے لئے) ہاں البتہ نوافل میں ایسا کرنا اور ایک سورہ کو تقسیم کر کے پڑھنا بہر حال جائز ہے۔

باب ۵

تقیہ کے مقام پر نماز فریضہ میں بھی ایک سورہ کی تقسیم جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں نماز باجماعت پڑھائی جس میں سورۂ حمد اور سورۂ مائدہ کا آخری حصہ پڑھا۔ جب سلام پھیرا۔ تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: واضح رہے کہ میں نے چاہا کہ تمہیں (مقام تقیہ پر نماز پڑھنے کے طریقہ کی تعلیم دوں! (التہذیب واستبصار)

۲۔ ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا کوئی ایک شخص ایک سورہ کو (اس کے حصے بخرے کرکے) دو رکعتوں میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس سورہ کی چھ آیتیں ہوں تو نصف حصہ پہلی رکعت میں اور نصف دوسری میں پڑھ سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے مقامِ تقیہ پر محمول کیا ہے (یا پھر اسے نماز نافلہ پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ نے سورہ حمد اور اس کے بعد سورۂ بقرہ کی چند آیتیں پڑھیں جب میرے والد آئے اور میں نے ان سے اس سلسلہ میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: بیٹا! امامؑ نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ تمہیں سمجھائیں اور بتائیں (کہ مقامِ تقیہ میں کس طرح نماز پڑھی جاتی ہے)۔۔۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۸ میں) ذکر کی جائیں گی جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

سورۂ حمد کے بعد ایک ہی سورہ کا نماز فریضہ و نافلہ کی دونوں رکعتوں میں پڑھنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے جبکہ آدمی کوئی دوسری سورہ پڑھ سکتا ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھتا ہے جبکہ وہ دوسری سورہ بھی پڑھ سکتا ہے؟ اور اگر وہ ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج ہے؟ فرمایا: اگر وہ کوئی دوسری سورہ پڑھ سکتا ہے تو پھر ایسا نہ کرے اور اگر نہیں پڑھ سکتا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے! (التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد، بحارالانوار)

۲۔ جناب حمیری نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے مگر اس میں امامؑ کا جواب ان الفاظ میں مروی ہے، فرمایا: اگر ایسا کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے مگر اس بات کا اعادہ نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص ایک ہی سورہ کو نماز فریضہ کی دو رکعتوں میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب وہ حصہ تین آیتوں سے زیادہ پر مشتمل ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

(اس حدیث کی تاویل سابقہ کی حدیث نمبر ۵، ۶ اور ۷ کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے)۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے غلام سلیم نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے پاس سارے قرآن میں سے صرف سورۂ یٰسین ہے جب وہ رات کے وقت نماز کے لئے اٹھتا ہے تو اس کے پاس قرآن کا جو کچھ حصہ ہے جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسی کی تکرار کرتا رہتا ہے جو پہلے پڑھ چکا ہے تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ اور باب ۵۶ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

سورۂ حمد اور قل ھو اللہ کا ہر رکعت میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سورۂ قل ھو اللہ پچاس نمازوں میں بھی کافی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں نماز میں (صرف) سورہ قل ھو اللہ پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں رکعتوں میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھی ہے اور اس کے باوجود آپؐ نے اس سے پہلے یا اسکے بعد اس سے بڑھ کر تام وتمام نماز کبھی نہیں پڑھی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نماز اوّابین پچاس رکعت ہے اور وہ سب کی سب سورۂ قل ھو اللہ کے ساتھ ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر ... یا اور اس کا سردار حضرت علی علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ جب لوگ واپس آئے تو آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا: یہ سفر کیسا رہا؟ انہوں نے عرض کیا: اور تو ہر طرح خیریت رہی مگر حضرت علی علیہ السلام نے ہر نماز میں سورۂ قل ھو اللہ ہی پڑھی ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپؑ نے عرض کیا کہ قل ھو اللہ سے اپنی محبت کے پیش نظر۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس وقت تک آپ کو اس سے

محبت نہیں ہوئی جب تک خدا نے آپ سے محبت نہیں کی (کیونکہ محبوب خدا کا یہی کام ہے کہ وہ قل ھو اللہ سے محبت کرے)۔ (التوحید)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳و۲۴و۶۱ میں) ذکر کی جائینگی جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

نماز فریضہ میں (حمد کے بعد) دوسورتوں کا باہم ملا کر پڑھنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ نافلہ میں ایسا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک رکعت میں (حمد کے بعد) دوسورتوں کو باہم ملا کر پڑھتا ہے آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ ہر رکعت کے لئے ایک سورہ ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے اندر (ایک رکعت میں) دوسورتوں کو ملا کر پڑھنا ناپسندیدہ کام ہے ہاں البتہ نافلہ میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک رکعت میں دوسورتیں ملا کر پڑھتا ہے؟ فرمایا: ہر سورہ کا حق ہے لہٰذا رکوع وسجود میں سے اس کا حق دو (یعنی ایک رکعت میں ایک ہی سورہ پڑھو) میں نے عرض کیا: آیا آدمی ایک سورہ کی تقطیع کر سکتا ہے؟ (ایک حصہ ایک رکعت میں اور دوسرا حصہ دوسری رکعت میں؟) فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (یعنی نافلہ نماز میں)۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن القاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نمازِ شب میں (ایک رکعت کے اندر) دو یا تین سورتیں اکٹھی پڑھی جا سکتی ہیں؟ فرمایا: جہاں تک نمازِ شب کا تعلق ہے اس میں تو دو یا تین سورتیں پڑھ سکتے ہو مگر جہاں تک دن کی نمازوں کا تعلق ہے ان میں ہر رکعت میں صرف ایک ہی سورہ پڑھو۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں ایک رکعت میں دوسورتیں پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ ہر سورہ کو رکوع وسجود میں سے اس کا حق دو؟ فرمایا: یہ فریضہ میں ہے۔ نافلہ میں ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، السرائر)

۶۔ عبداللہ بن جعفر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نافلہ میں جس قدر سورتوں کو چاہو ملا کر

(ایک ہی رکعت میں) پڑھو۔ (التہذیب)

۷۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نماز وتر میں نو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نماز فریضہ و نافلہ میں ایک رکعت کے اندر دو سورتیں ملا کر پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے ایک قسم کی رخصت پر محمول کیا ہے۔ نیز اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ (وھو الاقرب)

۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے اندر ہرگز (ایک رکعت میں) دو سورتیں نہ پڑھو۔۔۔ کہ ایسا کرنا افضل ہے۔ (السرائر)

۱۰۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک رکعت کے اندر دو سورتوں کا، قرآن (ملا کر پڑھنا) فریضہ و نافلہ میں اور دو ہفتوں کا باہم ملانا اور دو روزوں کا ملانا (روا) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: آیا ایک رکعت میں دو سورتوں کا ملا کر پڑھنا جائز ہے؟ فرمایا: جہاں تک نافلہ کا تعلق ہے اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن جہاں تک فریضہ کا تعلق ہے اس میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ اور باب ۴۸ از احکام مساجد میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

نماز میں ہر ایسی دعا کا پڑھنا جائز ہے جس میں قرآن کی کوئی سورہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا وہ قرآن مجید کی کسی سورہ جیسے قل ھو اللہ احد کے ذریعہ سے نماز میں دعا کر سکتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: جب اس کے ذریعہ سے دعا مانگو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ باب الدعا میں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

سورۂ الضحیٰ و الم نشرح دونوں ایک سورہ ہیں اور اسی طرح سورۂ فیل و لایلاف قریش بھی دونوں مل کر ایک سورہ ہیں لہٰذا اگر کسی نماز فریضہ میں ان میں سے کوئی سورہ پڑھی جائے تو دوسری ضرور اس کے ہمراہ پڑھی جائے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نماز باجماعت پڑھائی اور سورۂ الضحیٰ اور الم نشرح دونوں کو ایک ہی رکعت میں پڑھا۔(التہذیب والاستبصار)

۲۔ یہی زید شحام بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ الضحیٰ اور دوسری میں الم نشرح لک صدرک پڑھی۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے نماز نافلہ پر محمول کیا ہے۔[1] اور فرمایا ہے کہ آل محمد علیہم السلام کے نزدیک یہ دونوں سورتیں ایک سورہ ہیں۔

۳۔ امین الاسلام طبرسیؒ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب نے یہ روایت کی ہے کہ سورۂ الضحیٰ والم نشرح ایک سورہ ہے اور اسی طرح سورۂ فیل وسورۂ لایلاف قریش بھی ایک سورہ ہیں۔(تفسیر مجمع البیان والمعتبر للمحقق")

۴۔ مفسر قرآن جناب عیاشیؒ مفضل بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نماز کی ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع نہ کیا جائے سوائے سورۂ الضحیٰ اور الم نشرح کے اور الم تر کیف (سورۂ فیل) اور لایلاف قریش کے۔(تفسیر عیاشی، المعتبر للمحقق")

۵۔ ابوالعباس امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: الم تر کیف فعل ربک اور لایلاف قریش ایک سورہ ہیں۔(مجمع البیان)

۶۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابی بن کعب نے اپنے مصحف میں ان دونوں سورتوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رکھا تھا (یعنی دونوں سورتوں کو ایک سورہ کی شکل میں لکھا تھا)۔(ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

---

[1] مگر اس تاویل پر یہ ایراد وارد ہوتا ہے کہ نافلہ میں تو جماعت نہیں ہوتی اور یہاں نماز باجماعت کا تذکرہ ہے۔۔۔لہٰذا اس روایت کی صحیح تاویل یہ ہے کہ اس میں راوی سے اشتباہ ہوا ہے۔۔۔دراصل امام نے ایک ہی رکعت میں سورۂ الضحیٰ اور الم نشرح پڑھی تھی۔ جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں اسی راوی کی زبانی منقول ہے۔۔۔اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ ایک رکعت میں الضحیٰ اور دوسری میں الم نشرح پڑھی؟ ع
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟
(احقر مترجم عفی عنہ)

جو شخص اپنی نماز ہائے فریضہ میں سورۂ الم تر کیف فعل ربک پڑھے گا۔ تو بروزِ قیامت ہر ہموار زمین، ہر پہاڑ اور ہر ٹیلہ اس کے حق میں گواہی دے گا کہ یہ نماز گزاروں میں سے تھا۔ اور اس دن ایک منادی ندا دے گا کہ تم نے میرے بندے کے بارے میں سچی گواہی دی ہے۔ میں تمہاری شہادت کو اس کے حق میں اور اس کے برخلاف بھی (اگر ہوتی) قبول کرتا ہوں پھر (فرشتوں کو حکم دے گا کہ) اسے جنت میں داخل کرو۔ اور اس کا کوئی حساب و کتاب نہ لو۔ کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں اور ان کے عمل کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ روایت درج کر کے فرمایا ہے کہ جو شخص سورۂ فیل پڑھے اسے چاہیئے کہ اس کے ساتھ سورۂ لایلاف قریش بھی پڑھے کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک سورہ بنتی ہیں۔

۸۔ جناب راوندیؒ داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جب صبح طلوع ہوئی تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اذان واقامت کہی۔ اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور پہلی رکعت میں الحمد اور سورۂ الضحیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد اور قل ھو اللہ پڑھی۔ پھر دعائے قنوت پڑھا اور سلام پھیر کر بیٹھ گئے۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تم معلوم کر چکے ہو کہ الضحیٰ اور الم نشرح دونوں ایک سورۂ ہیں (لہٰذا بنا بر تسلیم ممکن ہے کہ امامؑ نے نافلہ صبح میں ایسا کیا ہو) واللہ العالم۔

باب ۱۱

سوائے سورۂ برأت کے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سورۂ فاتحہ سمیت ہر سورہ کا جزء ہے لہٰذا اس کا پڑھنا واجب ہے اور عمداً اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں کئی دن نماز پڑھی۔ وہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ضرور پڑھتے تھے اور اگر کوئی اخفاتی نماز ہوتی تو بھی آپ بِسۡمِ اللّٰهِ کو بالجہر اور دوسری نماز کو بالاخفات پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (قرآن میں جس) سبع مثانی اور قرآن عظیم کا تذکرہ ہے: ﴿وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ﴾۔ اے حبیب! ہم نے تمہیں سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے) آیا اس "سبع مثانی" سے مراد سورۂ فاتحہ ہے؟ (جس کی سات آیتیں ہیں) فرمایا: ہاں! پھر میں نے عرض کیا: آیا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ بھی انہی سات میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں اور یہ ان

سب سے افضل ہے۔(التہذیب)

عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اتنی آنکھ کی (سیاہ) پتلی آنکھ کی سفیدی کے قریب نہیں جتنی بِسْمِ اللّٰہِ اسم اعظم کے قریب ہے۔(ایضاً)

۴۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں بنی کاہل کی مسجد میں نماز (صبح) پڑھائی۔ اور دو بار (ہر رکعت میں ایک بار) جہر کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی۔ پھر نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھی اور رو بقبلہ ایک ہی سلام پھیر کر نماز ختم کی۔(التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھوں؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: جب قرآن کی کوئی اور سورہ پڑھوں تو اس کے ہمراہ بھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھوں؟ فرمایا: ہاں۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۶۔ یحییٰ بن ابی عمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں لکھا تھا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جس نے جب نماز شروع کی تو سورۂ فاتحہ سے پہلے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی مگر جب دوسرا سورہ پڑھا تو بِسْمِ اللّٰہِ ترک کر دی عباسی (ہشام بن ابراہیم العباسی) نے تو کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے؟ امامؑ نے اپنے مبارک دستخط سے لکھا کہ اس (عباسی) کا ناک رگڑنے کے لئے دو بار[1] اس کا اعادہ کرے۔(ایضاً)

۷۔ ہارون بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: لوگوں (بنی امیہ) نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو چھپا دیا۔ ہاں بخدا اسے چھپا دیا۔(روضۂ کافی)

۸۔ فرات بن اصنف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ ہر وہ کتاب جو (منجانب اللہ) آسمان سے اتری ہے اس کے اول میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہوتی تھی۔ پس جب

---

[1] **یعیدھا مرتین** (اس کا دو بار اعادہ کرے) اس ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے۔ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا مرجع نماز ہے یعنی نماز کا اعادہ کرے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا مرجع بِسْمِ اللّٰہِ ہو۔ بنابریں دو بار اس کا اعادہ کرنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہر رکعت میں دو بار بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے (ایک بار سورۂ حمد سے پہلے اور دوسری بار دوسری سورہ سے پہلے)۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ دو رکعتوں میں دو بار یعنی ہر رکعت میں دوسری سورہ سے پہلے۔۔۔ ایک ایک بار اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ راوی کا کلام ہو کہ امامؑ نے دو بار لکھا تھا کہ اس کا اعادہ کرے۔ (مرآۃ العقول) اور فاضل کاشانی نے فرمایا ہے کہ اظہر یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع نماز ہے۔ اور دو بار کو راوی کا کلام قرار دیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ امامؑ نے دو بار لکھا کہ ''نماز کا اعادہ کرے۔ نماز کا اعادہ کرے۔'' (الوافی) واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو تو پھر پروانہ کرو کہ تم نے اعوذ باللہ پڑھا ہے یا نہ! اور جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لو تو یہ زمین و آسمان کے درمیان (تمام بلاؤں سے) باعث ستر بن جاتی ہے۔ (الفروع)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے ا۔ وہ اپنے اپنے والد سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے جبکہ اس کی کل سات آیتیں ہیں اور ان کی تکمیل بِسْمِ اللّٰهِ سے ہوتی ہے۔ (عیون الاخبار والآمالی)

۱۰۔ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ فاتحہ کا جزء ہے؟ فرمایا: ہاں۔۔۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھتے تھے اور اسے فاتحہ کی ایک آیت شمار کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۱۱، از افعال نماز و باب ۱، از قیام میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ میں) آئیں گی اور کچھ اس کے منافی حدیثیں بھی (باب ۱۲ میں) آئیں گی جو تقیہ وغیرہ پر محمول ہیں۔

باب ۱۲

تقیہ کے مقام پر بِسْمِ اللّٰهِ کا ترک کرنا جائز ہے اور اخفات کے مقام پر اس کا بآواز بلند پڑھنا بھی ترک کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو جریر زکریا بن ادریس القمی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایسی قوم کو نماز باجماعت پڑھاتا ہے جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بآواز بلند پڑھنے کو ناپسند کرتی ہے تو؟ فرمایا: پھر جہر نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہتا ہے آیا وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے؟ فرمایا: ہاں چاہے تو آہستہ پڑھے اور چاہے تو بآواز بلند پڑھے! پھر عرض کیا: آیا دوسری سورہ کے ساتھ بھی پڑھے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص نماز شروع کرتا ہے آیا وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے؟ فرمایا: ہاں جب نماز شروع کرے تو اسے اول میں پڑھے۔ بعد ازاں وہی کافی ہے۔ (ایضاً)

(نوٹ): اسی مضمون کی مزید دو روایتیں تہذیب واستبصار کے حوالہ سے اصل کتاب میں مذکور ہیں۔جن میں سے ایک میں بروایت مسمع بصری کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ نماز پڑھنا مروی ہے اور یہ کہ امامؑ نے پہلی رکعت میں دوسری سورہ کے ہمراہ اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے ہمراہ بِسۡمِ اللّٰہِ نہ پڑھی اس لئے

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان روایتوں کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے (۱) یہ کہ یہ حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں۔(۲) یا جہر کی جگہ ضرورت کے تحت اخفات کیا گیا ہے مگر راوی یہ سمجھا کہ امامؑ نے بِسۡمِ اللّٰہِ ترک کردی ہے۔(۳) یا راوی دوری کی وجہ سے سن نہیں سکا اور خیال کیا کہ امامؑ نے پڑھی نہیں ہے۔(۴) یا یہ نماز نافلہ پر محمول ہیں۔کیونکہ ان میں ایک سورہ کی تقطیع کرنا بلکہ سرے سے دوسری سورہ کا نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔(واللہ العالم)

باب ۱۳

جو کچھ زوال کے نوافل میں پڑھنا مستحب ہے؟ اور جو کچھ ان کے بعد پڑھنا مستحب ہے اس کا بیان

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محسن میثمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: زوال کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد وقل ھو اللہ اور دوسری میں حمد وقل یا ایھا الکافرون پڑھی جائے۔تیسری میں حمد وقل ھو اللہ اور آیۃ الکرسی پڑھی جائے اور چوتھی میں حمد و قل ھو اللہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں از آمن الرسول تا آخر سورہ یا پانچویں رکعت میں حمد وقل ھو اللہ۔اور آل عمران کی پانچ آیتیں ان فی خلق السموات و الارض تاقولہ فانک لا تخلف المیعاد۔اور چھٹی رکعت میں سورۂ حمد و قل ھو اللہ احد اور تین آیات سخرہ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض تاقول ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ ساتویں رکعت میں الحمد وقل ھو اللہ احد اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں از قولہ تعالیٰ لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل تا آخر سورہ اور جب آٹھوں رکعتیں (دو دو رکعت کرکے) پڑھ چکو تو سات بار یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَ الْاَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔اس کے بعد سات بار کہو: اَسْتَجِیْرُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔(التہذیب)

۲۔ جناب شیخؒ نے یہی روایت مصباح المتہجد میں بھی نقل کی ہے۔اور اس میں یہ اضافہ بھی درج کیا ہے فرماتے ہیں: یہ بھی مروی ہے کہ ان نوافل میں سے ہر رکعت میں سورۂ حمد (اس کے بعد) انا انزلناہ، قل ھو اللہ احد اور آیۃ الکرسی پڑھی جائے۔(المصباح)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہارون مکفوف (نابینا) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ زوال کے وقت کس قدر (قرآن) پڑھا جائے؟ امامؑ نے فرمایا: اسی (۸۰) آیتیں!۔۔۔ جب آدمی باہر چلا گیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہارون! کیا تم نے کبھی اس سے زیادہ تعجب خیز بات دیکھی ہے کہ اس شخص نے مجھ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے اسے (مجمل) جواب دیا۔ مگر اس نے اس کی تفسیر وتشریح کے متعلق سوال نہیں کیا۔ یہ تو اس شخص کا حال ہے جس کے متعلق اہل عراق گمان کرتے ہیں کہ یہ ان میں سے بڑا عقلمند ہے! اے ابو ہارون (وہ دس (۱۰) آیات یہ ہیں): سورۂ حمد سات آیتیں، قل ھو اللہ احد تین آیات، یہ ہوگئیں کل دس آیات اور زوال کے نوافل (ظہر) میں کل آٹھ رکعتیں تو یہ ہیں کل اسی (۸) آیتیں (جبکہ ہر رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ قل ھو اللہ پڑھی جائے)۔ (الفروع)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳، از اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب ۶۱ و ۶۴ و ۶۵ میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۱۴

جو کچھ مغرب کے نوافل میں پڑھنا مستحب ہے اس کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فرماتے ہیں مروی ہے کہ نافلہ مغرب کی پہلی رکعت میں (حمد کے بعد) سورۂ جحد (قل یا ایھا الکافرون) اور دوسری رکعت میں (حمد کے بعد) سورۂ الاخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھی جائے اور ان کے علاوہ باقی رکعتوں میں آدمی جو چاہے پڑھے۔ (المصباح)

۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام (نافلہ مغرب کی) تیسری رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ حدید کی پہلی آیات تا قولہ تعالیٰ واللّٰہ علیم بذات الصدور، اور چوتھی رکعت میں الحمد اور سورۂ حشر کی آخری آیات پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۱۵

سات مقامات پر سورۂ توحید و جحد (قل یا ایھا الکافرون) کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: سورۂ قل ھو اللہ اور سورۂ قل یا ایھا الکافرون کا پڑھنا سات مقامات پر ترک نہ کرو (۱) نماز فجر سے پہلی دو رکعت (نافلہ صبح میں)۔ (۲) دو رکعت نمازِ نافلہ زوال میں۔ (۳) دو رکعت نافلہ مغرب میں۔ (۴) نماز شب کی پہلی دو رکعت میں۔

(۵) دو رکعت نماز احرام میں۔ (۶) دو رکعت نماز صبح میں۔ (۷) اور دو رکعت نماز طواف میں۔

(الفروع، الخصال، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ و حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ ان تمام (مذکورہ بالا نمازوں میں سے) پہلی رکعت میں قل ھو اللہ اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھی جائے سوائے نافلہ صبح کے کہ ان میں پہلی میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھی جائے۔ (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں اور مواقیت کے باب ۵۱ و ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ و ۲۴ و ۵۶ و ۶۶ میں اور قرأتِ قرآن کے باب ۳۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

نماز صبح میں مستحب مؤکد یہ ہے کہ ان میں سورۂ حمد اور توحید پڑھی جائے ویسے کوئی سی دو سورتیں پڑھنا جائز ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز صبح میں جو دو سورتیں چاہو پڑھو مگر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ان میں قل ھو اللہ اور قل یا ایھا الکافرون پڑھوں۔

(التہذیب)

۲۔ یعقوب بن سالم البزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح کی دو رکعت نماز کو طلوع فجر کے بعد پڑھو۔ اور پہلی رکعت یں (حمد کے بعد) قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں اور اس سے پہلے اعداد الفرائض کے باب ۱۳ اور مواقیت کے باب ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ اور قرأتِ قرآن کے باب ۳۱ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

سورۂ حمد کے اختتام پر ''آمین'' کا کہنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ماموم وغیرہ کے لئے وہاں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب

تم پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو اور وہ اس کی قرأت سے فارغ ہو جائے تو تم کہو: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور آمین نہ کہو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب پیشنماز کہے: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تو میں کہوں آمین؟ امامؑ نے فرمایا: ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور (کسی خاص مصلحت کے تحت اصل) سوال کا جواب نہ دیا۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ امامؑ کا بنا بر تقیہ اصل جواب سے روگردانی کرنا آمین کہنے کے عدم جواز کی دلیل ہے۔ نہ کہ صرف مکروہ ہونے کی، ورنہ امامؑ اس کے جواز کا فتویٰ دے دیتے۔

۳۔ محمد بن الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سورۂ فاتحہ سے فارغ ہو چکوں تو کہوں آمین؟ فرمایا: نہ! (ایضاً)

۴۔ قبل ازیں کیفیت نماز (افعال نماز باب ۱) میں بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے: جب قرأت سے فارغ ہو چکو تو آمین ہرگز نہ کہو البتہ اگر چاہو تو کہو: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

۵۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عامۃ الناس کے اس عمل کے بارے میں سوال کیا کہ جب وہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں تو سورۂ فاتحہ سے فراغت کے بعد آمین کہتے ہیں وہ کس طرح ہے؟ فرمایا: یہ کس قدر اچھی بات ہے مگر آواز آہستہ کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ تمام ملت جعفریہ کا اس کے مطابق عمل نہ کرنے پر اجماع و اتفاق ہے نیز یہ مسلمہ روایات کے خلاف ہے۔

۶۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہو چکو تو کہو: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۵، از قواطع صلوٰۃ میں) بیان کیا جائے گا کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے (اور چونکہ آمین بھی کلام آدمی ہے لہٰذا حرام ہے)۔

باب ۱۸

قرأت کا ترتیل کے ساتھ پڑھنا، جلد بازی کا ترک کرنا، وعدۂ ثواب والی آیت کے پاس رحمت خداوندی کا سوال کرنا اور عذاب والی آیت کے پاس قہمت ایزدی سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبداللہ البرقی اور محمد بن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندے کو چاہیئے کہ قرأت میں ترتیل کے ساتھ (یعنی الفاظ کو ان کے اصلی مخارج سے ادا کرے اور ٹھہر ٹھہر کر) پڑھے اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرے جس میں جنت وجہنم کا تذکرہ ہو تو خدا سے جنت کا سوال کرے اور دوزخ سے پناہ مانگے اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرے جس میں یــا ایھــا الناس یایا ایھا الذین آمنوا کا خطاب ہو تو وہاں کہے: لبیک ربنا (اے ہمارے پروردگار! میں حاضر ہوں)۔

(التہذیب)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اسے چاہیئے کہ جب تلاوت کرتے ہوئے کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرے جس میں کسی قسم کا سوال کیا گیا ہو یا جس میں (عذاب خدا سے) ڈرایا گیا ہو۔۔۔تو وہاں ٹھہر کر بہترین چیز (جنت) کا سوال کرے اور (بدترین چیز) جہنم یعنی اللہ کے عقاب وعذاب سے پناہ مانگے۔(ایضاً والفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور اثناء نماز میں کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتا ہے (اس کی تلاوت کرتا ہے یا سنتا ہے) جس میں خدا سے کوئی سوال کیا گیا ہے یا اس میں جنت ودوزخ کا تذکرہ کیا گیا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہاں خدا سے کسی اچھی چیز کا سوال کرے یا جنت طلب کرے اور دوزخ سے پناہ مانگے تو کوئی مضائقہ نہیں[1] ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۶، اور باب ۳ و ۲۱ و ۲۷ از قرأت قرآن میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

---

[1] مگر یہ خیال رہے کہ یہ دعا واستدعا سب عربی زبان میں کی جائے کیونکہ کسی اور زبان میں نماز کے اندر دعا کرنا احتیاط واجب کے خلاف ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۹

ایک ہی سانس میں سورۂ اخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الفضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات مکروہ ہے کہ ایک ہی سانس میں سورۂ قل ھواللہ کو پڑھا جائے۔(اصول وفروع کافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۶ میں اور قرأت قرآن کے باب ۲۱ و ۲۷ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

سورۂ قل ھواللہ کی تلاوت اور قرآن مجید کے دیگر چند مخصوص مقامات پر جو کچھ پڑھنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعزیز بن المہتدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو شخص سورۂ قل ھواللہ کو پڑھے اور اس (کے مطالب و معانی) پر ایمان لائے۔ اس نے توحید کی معرفت حاصل کر لی ہے۔ میں نے عرض کیا: کس طرح پڑھے؟ فرمایا: جس طرح عام لوگ پڑھتے ہیں! ہاں اس میں دوبار ﴿كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّىْ كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّىْ﴾ کا اضافہ بھی کیا۔

(الاصول من الفروع وکتاب التوحید للصدوق")

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب سورۂ قل ھواللہ پڑھ چکتے تھے تو کہتے تھے: كَذٰلِكَ اللّٰهُ۔ یا کہتے تھے: كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّىْ۔(التہذیب)

۳۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب کوئی شخص سورۂ والشمس و ضحٰھا پڑھ چکے تو کہے: ﴿صَدَقَ اللّٰهُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهٗ﴾۔ اور جب کوئی شخص یہ آیت پڑھے: ﴿اَللّٰهُ خَيْرٌ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ تو کہے: ﴿اَللّٰهُ خَيْرٌ. اَللّٰهُ خَيْرٌ اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اور جب یہ آیت پڑھے: ﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ﴾۔ تو کہے: ﴿كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِاللّٰهِ﴾۔ اور جب یہ آیت پڑھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾۔ تو کہے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ راوی نے عرض کیا: اگر کوئی

شخص یہ آیات پڑھے مگر ان اذکار میں سے کچھ بھی نہ پڑھے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں[1] ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بروز جمعہ نماز صبح کے بعد سورۂ رحمان کا پڑھنا مستحب ہے اور یہ سورہ پڑھتے وقت جب بھی آیت ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ پر پہنچو تو ہر بار کہو: ﴿لَا بِشَیْءٍ مِنْ آلائِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ﴾۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب تم آخری مسبحات (قرآن کے آخری پارہ کی وہ سورتیں جو ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ﴾ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھ چکو تو کہو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَعْلٰى﴾ اور جب یہ آیت پڑھو: ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ﴾ تو خواہ نماز کی حالت میں ہو یا کسی اور حالت میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ اور جب سورۂ والتین پڑھو تو اس کے آخر میں کہو: ﴿وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ﴾۔ اور جب یہ آیت پڑھو: ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ﴾۔ تو کہو: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ﴾۔ الآیہ۔ (یہاں تک کہ ارشاد خداوندی) ﴿مسلمون﴾ تک پہنچ جاؤ۔ (الخصال)

۶۔ ہشام سے یا اور بعض اصحاب سے اور وہ اس شخص سے جس نے اس سے یہ حدیث بیان کی، اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص سورۂ رحمان پڑھے اور ہر ہر ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ پر پڑھے: ﴿لَا بِشَیْءٍ مِنْ آلائِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ﴾۔ تو اگر رات کو پڑھے اور پھر (اس رات) مر جائے تو شہید مرے گا اور اگر دن کو پڑھے اور پھر مر جائے تو بھی شہادت کی موت مرے گا۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ علی بن شجرہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورۂ تبت یدا ابی لھب پڑھو تو ابولہب کے لئے بددعا کرو۔ کیونکہ یہ (کمبخت) ان جھٹلانے والوں میں سے تھا جو نبیؐ کو جھٹلاتے تھے اور ان چیزوں کو بھی جھٹلاتا تھا جو آپؐ خدا کی جانب سے لائے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ رجاء بن ابی الضحاک حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپؑ جب سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے تو آہستہ سے کہتے تھے: ﴿هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔ اور جب پڑھ چکتے تو تین بار کہتے تھے: ﴿کَذٰلِکَ اللّٰهُ رَبُّنَا﴾۔ اور جب سورۂ جحد (قل یاایھا الکافرون) پڑھتے تھے تو آہستہ سے کہتے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾۔ اور جب پڑھ چکتے تو تین بار کہتے: ﴿اَللّٰهُ رَبِّیْ وَ دِيْنِیَ الْاِسْلَامُ﴾ اور جب سورۂ والتین و الزیتون پڑھتے تو اس سے فراغت

---

[1] کیونکہ اس نے زیادہ سے زیادہ ایک مستحب امر کو ترک کیا ہے اور اس کے ثواب سے محروم ہوگیا ہے۔ کوئی واجب ترک کرکے یا فعل حرام کا ارتکاب کرکے کوئی گناہ تو نہیں کیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کے بعد کہتے تھے: ﴿بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ﴾ اور جب سورۂ لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھتے تھے تو اس سے فارغ ہو کر کہتے تھے: ﴿سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ بَلٰی﴾۔۔۔۔۔۔۔۔اور جب سورۂ فاتحہ پڑھ چکتے تھے تو کہتے تھے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾۔اور جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی﴾ پڑھتے تو آہستگی سے کہتے تھے ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ اور جب پڑھتے تھے ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ تو آہستگی سے کہتے ﴿لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ﴾۔(عیون الاخبار)

۹۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھوں۔اور جب اس سے فارغ ہو جاؤں تو تین بار کہوں ﴿کَذٰلِکَ اللّٰهُ رَبِّیْ﴾۔(مجمع البیان)

۱۰۔ داؤد بن الحصین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورۂ قل یا ایھا الکافرون پڑھو تو کہو: ﴿یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ تو جب یہ آیت پڑھو ﴿لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ تو کہو ﴿اَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ﴾ اور جب پڑھو ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ تو کہو ﴿رَبِّیَ اللّٰهُ وَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ﴾۔(ایضاً)

۱۱۔ براء بن عازب (صحابی رسولؐ) بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری ﴿اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی﴾ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ﴿سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَ بَلٰی﴾ فاضل طبرسی کہتے ہیں کہ یہی روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔(ایضاً)

باب ۲۱

اخفات کے مقام پر بھی بِسْمِ اللّٰهِ کا بالجہر پڑھنا مستحب ہے اور پیشنماز کیلئے اس کی زیادہ تاکید ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان الجمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے کئی دنوں تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔جب کوئی اخفاتی نماز ہوتی تھی۔تب بھی آپ دونوں سورتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو بالجہر ہی پڑھتے تھے۔(الفروع)

۲۔ ہارون (مکفوف) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں (بنی امیہ) نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو چھپا دیا۔ہاں بخدا اسے چھپا دیا۔(پھر فرمایا) جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے اور تمام قریش اکٹھے ہوتے تھے تو آنحضرتؐ بآواز بلند بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے۔اس پر قریش پیٹھ دکھا کر راہ فرار اختیار کر لیتے تھے۔جس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَاِذَا

ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴾ (جب تم قرآن میں اپنے پروردگار کی توحید کا ذکر کرتے ہو تو یہ مشرک لوگ بھاگ نکلتے ہیں)۔ (روضہ کافی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے کئی دن تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپؑ پہلے جہر سے اعوذ باللہ پڑھتے تھے اور پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بالجہر پڑھتے تھے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ثمالی! جب نماز باجماعت کھڑی ہو جائے (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہہ دیا جائے) تو شیطان پیشنماز کے قریبی ساتھی کے پاس آ کر اس سے پوچھتا ہے آیا اس نے اپنے پروردگار کا ذکر کیا ہے؟ اگر وہ کہے کہ ہاں! تو شیطان چلا جاتا ہے اور اگر وہ کہے نہیں! تو پھر شیطان پیشنماز کے کاندھوں پر سوار ہو جاتا ہے اور نماز کے اختتام تک وہی ان لوگوں کا امام ہوتا ہے!

ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں! کیا یہ لوگ قرآن نہیں پڑھتے؟ فرمایا: ہاں بے شک پڑھتے ہیں مگر اے ثمالی! جو کچھ تم سمجھ رہے ہو وہ بات نہیں! بلکہ اس (ذکر خدا) سے مراد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا بالجہر پڑھنا ہے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع الدین میں فرمایا: نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا بالجہر پڑھنا واجب (سنت مؤکدہ) ہے۔ (الخصال)

۶۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا: تمام نمازوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا بالجہر پڑھنا سنت ہے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ رجاء بن ابی الضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام شب و روز کی تمام نمازوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بالجہر پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحفص الصائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بالجہر پڑھی۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (کچھ باب ۱۱ میں اور کچھ باب ۳۸ از وضو میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (کتاب المزار باب ۵۶) میں زیارت اربعین کے باب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

نوافل شب میں جہر اور نوافل روز میں اخفات کرنا مستحب ہے اور اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ اپنے چچا یعقوب بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص آخر شب کو نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور بلند آواز سے (نماز میں) قرآن پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ جب رات کے وقت نماز پڑھے تو اپنے گھر والوں کو آواز سنائے تا کہ کھڑا ہونے والا کھڑا ہو سکے اور حرکت کرنے والا حرکت کر سکے۔(التہذیب وعلل الشرائع)

۲۔ حسن بن علی بن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کی نمازوں میں اخفات کرنا اور رات کی نمازوں میں جہر کرنا سنت ہے۔(التہذیب والاستبصار)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی دن کے نوافل میں جہر کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت سابقہ روایتوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ استحباب وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ اس کے برعکس عمل کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

تمام فرائض میں حتیٰ کہ نماز صبح میں بھی سورۂ قدر و توحید کا پڑھنا اور ان کو دوسری سورتوں پر ترجیح دینا مستحب ہے اور ان کو ترک کرنا مکروہ ہے اور ان کی ترتیب میں (کہ کسے پہلے اور کسے بعد میں پڑھے) نماز گزار کو اختیار ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو علی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نے محمد بن الفرج کو لکھا ہے کہ فرائض میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس میں سب سے افضل سورۂ قدر و توحید ہے مگر نماز صبح میں ان کو پڑھ کر میرا سینہ تنگ ہوتا ہے (دل چاہتا ہے کہ لمبی سورتیں پڑھوں) فرمایا: تمہارا سینہ تنگ نہ ہو کیونکہ بخدا فضیلت انہی میں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ اس سے پہلے کیفیت نماز (باب ۱، از افعال نماز) میں بروایت عمر بن اُذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث گزر

چکی ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج وحی فرمائی کہ پہلی رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھیں جو کہ خدا کی نسبت ونعت ہے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ قدر پڑھیں جو قیامت تک آپ کی اور آپ کی اہل بیتؑ کی نسبت ہے۔ (الفقیہ والفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو مدینہ سے خراسان تک حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا وہ بیان کرتا ہے کہ امامؑ شب و روز کی تمام نمازوں میں پہلی رکعت میں حمد اور انا انزلناہ اور دوسری میں حمد و قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ (الفقیہ)

۴۔ حسین بن العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی نماز فریضہ میں سورۂ انا انزلناہ پڑھے تو اسے ایک منادی ندا کرتا ہے اے بندۂ خدا! از سر نو عمل کر۔ خدا نے تیرے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

(ثواب الاعمال)

۵۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری کے ان مسائل کے جواب میں جو انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کئے تھے جو کچھ اس طرح تھے کہ فرائض وغیرہ میں قرآن مجید پڑھنے کے مختلف ثواب مروی ہیں۔ مثلاً عالم آل محمدؐ فرماتے ہیں: تعجب ہے اس شخص پر جو نماز میں سورۂ انا انزلناہ نہیں پڑھتا اس کی نماز کس طرح قبول ہوتی ہے؟ یا یہ مروی ہے کہ وہ نماز پاکیزہ ہو کر نہیں بڑھتی جس میں سورۂ قل ھو اللہ نہ پڑھی جائے۔ یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص کسی نمازِ فریضہ میں سورۂ ھمزہ پڑھے اسے بقدر دنیا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ تو آیا یہ جائز ہے کہ سورۂ ھمزہ پڑھی جائے اور یہ سورے چھوڑ دیئے جائیں۔ باوجودیکہ ان کے یہ فضائل ہیں کہ ان کے بغیر نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ پاک ہو کر بڑھتی ہے؟ آپ نے اپنی توقیع مبارک میں لکھا: ان سورتوں کا وہی ثواب ہے جو مروی ہے! لیکن اگر کوئی سورہ باوجود اس کے ثواب کے چھوڑ کے اس کی جگہ سورۂ قل ھو اللہ اور انا انزلناہ ان کے فضل وکمال کی وجہ سے پڑھی جائے۔ تو اسے ان سورتوں کا ثواب بھی ملے گا۔ اور اس سورہ کا بھی جسے ان کی خاطر اس نے چھوڑا ہے۔ اور اگر کوئی بھی شخص ان دو سورتوں کو چھوڑ کر کسی اور سورہ کو پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کی نماز تام وتمام بھی ہوگی۔ (اور اسے اس سورہ کا ثواب بھی مل جائے گا) مگر وہ افضل کا تارک متصور ہوگا۔

(الاحتجاج، الغیبۃ للشیخ الطوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۴ و ۲۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔ اور کچھ ایسی بھی آئیگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں جو تخییر اور جواز پر محمول ہیں۔

باب ۲۴

نماز ہائے فریضہ میں سورۂ حمد وتوحید کا پڑھنا مستحب ہے اور سورۂ توحید کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ قل ھو اللہ قرآن کے ایک ثلث (تہائی) کے برابر ہے اور سورۂ جحد (قل یاایھا الکافرون) ایک ربع (چوتھائی) کے برابر۔(الاصول، التہذیب)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر پورا ایک دن گزر جائے اور اس میں پوری پانچ نمازیں پڑھے مگر کسی نماز میں بھی سورۂ قل ھو اللہ احد نہ پڑھے تو اس سے کہا جاتا ہے اے بندۂ خدا! تو نماز گزاروں میں سے نہیں ہے۔(الاصول، عقاب الاعمال، ثواب الاعمال، المحاسن للبرقی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابی طلحہ سہل بن عبد ربہ کے خالو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں نے صبح کی نماز میں سورۂ قل ھو اللہ احد اور سورۂ قل یاایھا الکافرون پڑھی ہے۔اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔(التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز ہائے فریضہ میں سے کسی نماز فریضہ میں سورۂ قل یاایھا الکافرون اور سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو خداوند عالم اسے، اس کے والدین اور اس کی اولاد کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اگر وہ شقیوں میں سے بھی ہو تو شقیوں کے دیوان سے اس کا نام کاٹ کر اس کا نام سعیدوں کے دیوان میں درج کر دیتا ہے۔اور اسے شہادت کی موت مارتا ہے اور شہید ہی مبعوث کرے گا۔(ثواب الاعمال)

۵۔ قبل ازیں اسباغ الوضوء کے بیان میں امام رضا علیہ السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سفر میں نماز باجماعت پڑھائی۔اور پہلی سورۂ میں (سورۂ حمد کے بعد) سورۂ جحد اور دوسری میں (حمد کے بعد) سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھی۔پھر فرمایا: میں نے تمہارے قرآن کا ایک تہائی اور ایک چوتھائی حصہ پڑھ دیا ہے۔(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (اعداد الفرائض کے باب ۲۴ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور اس کے بعد بھی (باب ۳۱، از قرأت قرآن میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

مرد کے لئے نماز صبح اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہر واجب ہے اور باقی سب میں سوائے بِسْمِ اللّٰہِ کے اخفات واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث میں بعض نمازوں میں جہر اور بعض میں اخفات کرنے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نمازیں جن میں جہر کیا جاتا ہے وہ تاریک اوقات میں پڑھی جاتی ہیں۔تو ان میں اس لئے جہر واجب قرار دیا گیا تاکہ وہاں سے گزرنے والا (ان کی آواز سن کر) سمجھ جائے کہ یہاں جماعت موجود ہے تاکہ وہ بھی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے اور اگر وہ اس جماعت کو دیکھ نہیں رہا تو اس کی آواز سن کر سمجھ جائے گا۔اور جن نمازوں میں جہر نہیں کیا جاتا وہ چونکہ دن کے روشن اوقات میں پڑھی جاتی ہیں اور اس وقت (جماعت) نظر آ جاتی ہے لہٰذا آواز کی ضرورت نہیں ہے۔

(الفقیہ،علل الشرائع،عیون الاخبار)

۲۔ محمد بن عمران (حمران) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس وجہ سے نماز جمعہ،نماز مغرب وعشاء اور نماز صبح میں جہر کیا جاتا ہے اور دوسری نمازوں جیسے ظہر وعصر میں جہر نہیں کیا جاتا؟ فرمایا: جب خلاق عالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر بلایا تو سب سے پہلی نماز جو خدا نے ان پر واجب قرار دی وہ جمعہ کے دن کی نماز ظہر تھی تو خدا نے ملائکہ کو آپ کے پیچھے کھڑا کیا اور ان کو حکم دیا کہ بآواز بلند قرأت کریں۔تاکہ فرشتوں پر آپ کا فضل وکمال اجاگر ہو جائے۔پھر نماز عصر واجب قرار دی۔مگر کسی ایک فرشتے کو بھی آپ کے پیچھے کھڑا نہیں کیا۔لہٰذا ان کو حکم دیا کہ آہستہ نماز پڑھیں کیونکہ ان کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔پھر نماز مغرب فرض کی۔اور پھر ملائکہ کو حکم دیا کہ آپ کے پیچھے صف آراء ہو جائیں۔اس لئے ان کو جہر کرنے کا حکم دیا اور یہی کیفیت نماز عشاء کی ہوئی۔۔۔پھر جب نماز صبح کا وقت قریب آیا تو خدا نے آپ پر نماز صبح فرض قرار دی اور ان کو جہر کرنے کا حکم دیا تاکہ عام لوگوں پر ان کا فضل وکمال واضح وعیاں ہو جائے جس طرح فرشتوں پر عیاں کیا تھا تو اس وجہ سے ان نمازوں میں جہر کیا جاتا ہے۔(الفقیہ،علل الشرائع)

۳۔ قاضی یحییٰ بن اکثم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز صبح میں کیوں جہر کیا جاتا ہے۔حالانکہ وہ دن کی نمازوں میں سے ہے۔جبکہ جہر رات کی نمازوں میں کیا جاتا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح اندھیرے میں (بہت سویرے) پڑھتے تھے۔اس لئے اسے رات کے قریب کر دیا تھا۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود لکھتے ہیں کہ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ اور چند مسائل دریافت کئے۔ منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ تین نمازوں میں جہر کیوں کیا جاتا ہے؟ فرمایا: جہاں تک نمازی کی آواز پہنچتی ہے وہاں وہاں تک آتش دوزخ کی گرمی اس سے دور ہو جاتی ہے۔ (۲) یہ پل صراط سے گزرنے کا جواز ہے۔ (۳) اسے اس قدر سرور عطا کیا جائے گا کہ جنت الفردوس میں داخل ہو جائے گا۔ (آمالی صدوق")

۵۔ رجاء بن الضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نماز مغرب، عشاء، نماز شب اور شفع و وتر اور نماز صبح کو جہر سے پڑھتے تھے اور ظہر وعصر میں قرأت آہستہ کرتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص وہ نماز پڑھتا ہے جس میں جہر کیا جاتا ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس میں جہر نہ کرے؟ فرمایا: اگر چاہے تو جہر کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ اہل خلاف کے مذہب کے مطابق ہے۔ اور بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے وہ جہر مراد ہے جو تمام عادی جہر سے زیادہ بلند ہو کیونکہ پہلے بھی گزر چکا ہے (باب ۲۲ میں) اور آئندہ بھی بیان کیا جائے گا (باب ۵۱ میں) کہ جہر واجب ہے۔ (تو پھر اس کا ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟)۔۔۔ اور قبل ازیں (باب ۲۱ میں) گزر چکا ہے کہ اخفات کے مقام پر بھی بِسْمِ اللّٰهِ کا جہر سے پڑھنا مستحب ہے۔ فراجع۔

باب ۲۶

جو شخص جان بوجھ کر جہر و اخفات کو ان کے مقام پر ترک کرے اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے ہاں البتہ اگر سہو و نسیان یا جہالت و لاعلمی کی بنا پر ایسا ہو جائے تو پھر اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اخفات کے مقام پر جہر اور جہر کی جگہ اخفات کیا تھا؟ فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرے اس کی نماز ناقص ہے اور اس پر اعادہ واجب ہے اور اگر اس نے بھول چوک یا جہالت و لاعلمی کی بنا پر ایسا کیا ہے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اس کی نماز مکمل ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص بے محل جہر و اخفات کرتا ہے یعنی وہاں جہر کیا جہاں جہر نہیں کرنا تھا اور وہاں اخفات کیا جہاں اخفات نہیں کرنا تھا۔ یا وہاں قرأت ترک کر دی جہاں قرأت کرنی تھی یا وہاں قرأت کی جہاں نہیں کرنی تھی تو؟ فرمایا: اگر اس نے سہو و نسیان کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے (یعنی اس کی نماز صحیح ہے)۔ (التہذیب)

باب ۲۷

جو شخص جان بوجھ کر نہ کہ بھول کر پوری قرأت یا اس میں سے کچھ ترک کر دے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے رکوع، سجود اور قرأت بذریعہ سنت فرض قرار دیئے ہیں لہٰذا جو شخص جان بوجھ کر قرأت کو ترک کرے وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔۔۔ اور جو بھول کر ایسا کرے اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱۱ حدیث ۶ پر) امام محمد تقی علیہ السلام کی حدیث نقل کی جا چکی ہے کہ جس میں امامؑ سے پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے نماز میں دوسری سورہ کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھی تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو؟ فرمایا: جب (جہر و اخفات کے محل کے مطابق) بالجہر یا بالاخفات سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (نماز میں) قرآن (حمد و سورہ) کی قرأت ترک کر دی ہے تو؟ فرمایا: اگر اس نے عمداً ایسا کیا ہے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے اور اگر سہو و نسیان کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مسائل، بحار الانوار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے، حمد و سورہ اور بِسْمِ اللّٰہِ کے بیان میں (باب ۱۰ و ۱۱ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۲۸ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جو شخص حمد اور سورہ پڑھنا بھول جائے مگر رکوع میں جانے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اس پر ان کا پڑھنا واجب ہے اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو نماز کو جاری رکھے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا تو؟ فرمایا: اگر ہنوز رکوع میں نہیں گیا اور یاد آ گیا تو اس کا اعادہ کرے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے مگر سورہ حمد پڑھنا بھول جاتا ہے۔ فرمایا: وہ یہ کہے: ﴿اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ بعد ازاں جب تک رکوع میں نہیں چلا گیا سورۂ فاتحہ پڑھے کیونکہ جب جہر یا اخفات کے ساتھ سورۂ فاتحہ بالکل نہ پڑھی جائے تو کوئی نماز نماز نہیں ہے ہاں اگر رکوع میں چلا جائے (اور پھر یاد آئے تو) اس کی پڑھی ہوئی نماز کافی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (نماز میں) ایک سورہ شروع کرتا ہے اور اس کا بعض حصہ پڑھتا بھی ہے اور پھر اس سے خطا ہو جاتی ہے (یعنی غلط پڑھتا ہے) لہٰذا وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسری سورہ شروع کرتا ہے یہاں تک کہ اسے ختم کر لیتا ہے مگر بعد میں اسے علم ہو جاتا ہے کہ اس نے اس میں بھی خطا کی ہے تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ پھر پلٹ کر وہی سورہ پڑھے جو پہلے شروع کیا تھا اگرچہ رکوع و سجود کر چکا ہو؟ فرمایا: اگر ہنوز رکوع میں نہیں گیا تو اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو پھر نماز کو جاری رکھے۔ (بحار الانوار)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز شروع کی مگر الحمد سے پہلے کوئی اور سورہ پڑھ ڈالی۔ اور جب اس سے فارغ ہوا تو اسے اصل صورت حال یاد آئی تو؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھے اور آئندہ (دوسری رکعت میں) سورۂ حمد پڑھ لے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اسے رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کی یہ تفصیل ذکر ہو چکی ہے۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جو شخص پوری قرأت یا اس میں سے کچھ حصہ بھول جائے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جائے اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔ اور نہ ہی بھولی ہوئی قرأت کی قضا واجب ہے اور نہ سجدۂ سہو لازم ہے اور جو بھول کر بے محل قرأت کرے اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ

نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر قرأت کو ترک کرے وہ نماز کا اعادہ کرے اور جو بھول کر ایسا کرے اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے نماز فریضہ پڑھی مگر ساری نماز میں قرأت (حمد وسورہ پڑھنا) بھول گیا تو؟ فرمایا: کیا تو نے رکوع و سجود مکمل طور پر ادا کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر جب بھول کر قرأت ترک کی ہے تو تمہاری نماز ہوگئی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی نماز گزار پہلی اور دوسری دونوں رکعتوں میں قرأت (حمد وسورہ پڑھنا) بھول جائے تو اس کے لئے رکوع و سجود کی تسبیح کافی ہے اور اگر نماز صبح میں قرأت بھول جائے تو نماز کو جاری رکھے۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز شروع کی۔ مگر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ بلکہ صرف دوسری سورہ پڑھی ہے اور آیا جلدی کی وجہ سے عمداً ایسا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: عمداً تو ایسا نہیں کیا جا سکتا! ہاں البتہ اگر وہ بھول کر ترک کر جائے اور دوسری رکعت میں پڑھ لے تو پھر کافی ہے! پھر سوال کیا کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو؟ فرمایا: اگر اسے عمداً ترک کیا ہے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے اور اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کا اعادہ نہیں کیا جاتا مگر پانچ چیزوں کی وجہ سے اور وہ یہ ہیں (۱) طہارت۔ (۲) وقت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) رکوع۔ (۵) اور سجود۔۔۔ پھر فرمایا: قرأت سنت ہے، تشہد بھی سنت ہے (یعنی انکا وجوب بطریق سنت ثابت ہے قرآن سے نہیں) اور کوئی سنت فریضہ کو نہیں توڑتی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب یہ چیزیں (قرأت وتشہد وغیرہ) سہو ونسیان یا لاعلمی کی بنا پر ترک کی جائیں (ورنہ عمداً ان کے ترک کرنے سے یقیناً نماز باطل ہو جاتی ہے) نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جو شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا بھول جائے اس پر آخری رکعتوں میں اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ اور جو پہلی رکعت میں بھول جائے اس پر دوسری میں قضا واجب نہیں ہے اور اس شخص کا حکم جو قرأت کا کچھ حصہ بھول جائے اور رکوع یا سجود میں یاد آئے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بھول جاتا ہے اور اسے یہ بات آخری دو رکعتوں میں یاد آتی ہے کہ اس نے قرأت نہیں کی تو؟ فرمایا: آیا اس نے رکوع و سجود مکمل طور پر ادا کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ نماز کے آخری حصہ کو (پہلی قرأت کی قضا کرکے) پہلا حصہ بناؤں (خلاصہ یہ کہ اس کی نماز صحیح ہے)۔ (التہذیب، السرائر)

۲۔ زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) کے ساتھ نماز مغرب (باجماعت) ادا کی۔ وہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گئے۔ پس اسے دوسری رکعت میں پڑھا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ راوی نے دوری کی وجہ سے یا امامؑ کے زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کی وجہ سے سورۂ فاتحہ نہ سنی ہو (اور پھر یہ خیال کیا ہو کہ امامؑ پڑھنا بھول گئے) ورنہ امامؑ کا مقام عصمت و طہارت اس قسم کے سہو و نسیان سے منزہ و مبرا ہے۔

۳۔ حسین بن حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز کی پہلی رکعت میں قرأت بھول جاتا ہوں تو؟ فرمایا: دوسری رکعت میں پڑھو! عرض کیا کہ اگر دوسری میں بھی بھول جاؤں تو؟ فرمایا: تیسری میں پڑھو۔ عرض کیا: اگر تمام نماز میں بھول جاؤں تو؟ فرمایا: جب تم نے رکوع و سجود کی حفاظت کی ہے (ان کو صحیح طریقہ پر ادا کیا ہے) تو تمہاری نماز تمام ہے (درست ہے)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ امامؑ کے اس فرمان کہ "دوسری رکعت میں پڑھے، تیسری میں پڑھے" سے وہ قرأت مراد ہے جو ان رکعتوں سے مخصوص ہے۔ پہلی کی قضا مراد نہیں ہے وہ تو ختم ہوگئی اور اس کا محل بھی گزر گیا۔

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو قرآن میں سے ایک آدھ حرف پڑھنا بھول جاتا ہے اور اسے اس وقت یاد آتا ہے جب رکوع کی حالت میں ہوتا ہے آیا وہ وہاں پڑھ سکتا ہے؟

فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ جب سجدہ میں جائے تب پڑھے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔ ورنہ رکوع وسجود میں قرأت نہیں ہے (اور نہ ہی یہ اس کی ادائیگی کا کوئی محل ہے) اس کی مزید وجہ جمع بین الاخبار اس کے بعد (رکوع کے باب ۸ حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں آئے گی انشاء اللہ)۔

۵۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص پیشنماز کی آخری رکعت میں پہنچا۔ جبکہ اس کی پہلی رکعت تھی اور پیشنماز نے اسے قرأت کی مہلت نہ دی (رکوع میں چلا گیا) آیا وہ نماز کے آخر میں اس کی قضا کرے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ ابھی اوپر گزر چکی ہے (کہ یہ صرف استحباب پر محمول ہے۔ ورنہ یہ قضا واجب نہیں ہے)۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بھول گیا اور اسے یہ بات آخری رکعتوں میں یاد آئی تو؟ فرمایا: وہ قرأت، تکبیر اور تسبیح جو اس سے پہلی رکعتوں میں قضا ہوگئی ہے اس کی قضا کرے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی استحباب پر محمول ہے کہ سلام کے بعد قضا کرے (ورنہ واجب نہیں ہے اور نماز صحیح ہے)۔

باب ۳۱

عورت پر جہر واجب نہیں ہے ہاں البتہ جب کوئی عورت عورتوں کو نماز باجماعت پڑھائے تو اس کے لئے اس قدر آواز بلند کرنا مستحب ہے کہ اپنی مقتدیوں کو سنائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی عورت عورتوں کو نماز باجماعت پڑھائے تو قرأت اور تکبیر کے ساتھ کس قدر آواز بلند کرے؟ فرمایا: اس قدر کہ (اقتداء کرنے والیوں کو) سنا سکے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورتوں پر بھی نماز فریضہ کے اندر قرأت میں جہر واجب ہے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ عورت عورتوں کو نماز پڑھائے تو پھر اس قدر جہر کرے کہ اپنی قرأت (اقتدا کرنے والیوں کو) سنا سکے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) فی الجملہ اس مطلب کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔

باب ۳۲

قرأت کے بعض بھولے ہوئے یا مشکوک اجزاء کے اعادہ کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک سورہ پڑھتا ہوں جس میں غلطی کرتا ہوں اور اس وقت متوجہ ہوتا ہوں جب نماز کے آخر میں ہوتا ہوں؟ آیا پھر پلٹ کر پہلی سورہ کی طرف جاؤں (اور اس کا اعادہ کروں؟) یا نماز کو جاری رکھوں؟ فرمایا: نماز کو جاری رکھو۔ (التہذیب)

۲۔ بکر بن ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات مجھے سورہ میں شک پڑ جاتا ہے کہ آیا پڑھی ہے یا نہ؟ تو آیا اس کا اعادہ کروں؟ فرمایا: اگر لمبی سورہ ہے تو پھر نہ اور اگر چھوٹی ہے تو پھر ہاں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (ج ۵ باب ۲۳، از خلل نماز میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

اخفات کی حد یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو سنائے اور پیشنماز کے لئے مستحب ہے کہ جہری نماز میں اس قدر جہر کرے کہ اپنے مقتدیوں کو قرأت سنائے جب تک کہ آواز بہت بلند نہ ہو جائے ورنہ سب کے لئے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرأت ہو یا دعا، ان میں سے صرف وہی مقدار لکھی جاتی ہے جو آدمی اپنے آپ کو سنائے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام) سے خدا کے اس ارشاد ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (اے رسول! نہ تو اپنی نماز چلا کر پڑھو اور نہ بالکل چپکے سے بلکہ اس کے درمیان اوسط طریقہ اختیار کرو) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: وہ اخفات جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو بھی نہ سنائے اور جو جہر ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ اپنی آواز کو بہت بلند کرو[1]۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] (لہٰذا ان کے بین بین اوسط طریقہ یہ ہے کہ جہر اتنا کہ دوسرے کو سناؤ اور اخفات اتنا کہ بس اپنے آپ کو سناؤ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پیشنماز کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں تک اپنی آواز پہنچائے اگر چہ وہ کثیر التعداد ہوں! فرمایا: اسے چاہیئے کہ قرأت میں درمیانہ روی سے کام لے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (اپنی نماز میں نہ زیادہ جہر کرو اور نہ زیادہ اخفات)۔ (بلکہ درمیانہ روی اختیار کرو)۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی اس حالت میں قرأت کر سکتا ہے جبکہ اس کے منہ پر کپڑا ہو؟ فرمایا: جب اپنے کانوں کو قرأت کا ہمہمہ سنائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۵۔ علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اس طرح قرأت کر سکتا ہے کہ اپنی زبان کو صرف اپنے گلے میں اس طرح حرکت دے کہ اپنے آپ کو بھی آواز نہ سنائے؟ فرمایا: ہاں! اگر زبان کو حرکت بھی نہ دے بلکہ خیال میں پڑھے تو بھی کافی[۱] ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ مفسر علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس جہر و اخفات کے متعلق سوال کیا جس سے خدا نے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے "نہ تو اپنی نماز میں بہت جہر کرو اور نہ بالکل اخفات"؟ فرمایا: جہر آواز کو بہت بلند کرنا ہے اور اخفات اس قدر آواز کو پست کرنا کہ اپنے آپ کو بھی آواز سنائی نہ دے" فرمایا: ان کے بین بین قرأت کرو۔ (تفسیر قمی)

۷۔ نیز مفسر قمی فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ بھی مروی ہے کہ (ممنوع) جہر یہ ہے کہ اس قدر آواز بلند کرو کہ اسے آواز سناؤ جو تم سے بہت دور ہے۔ اور (ممنوع) اخفات یہ ہے کہ آواز اس قدر پست کرو کہ جو تمہارے پاس موجود ہے۔ اسے بھی بہت کم سناؤ۔ (ایضاً) (خلاصہ یہ کہ جہر اور اخفات میں حد وسط پر عمل کرو)۔

باب ۳۴

جو شخص حالت نماز میں آگے بڑھنا چاہے اس پر واجب ہے کہ چلتے وقت قرأت نہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہو اور پھر آگے بڑھنا چاہے؟ فرمایا: چلتے وقت قرأت کرنے سے باز رہے ہاں جب اس جگہ پر پہنچ جائے جہاں پہنچنا چاہتا ہے تو پھر قرأت کرے۔ (الفروع، التہذیب)

---

[۱] حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جو کسی ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھے جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۵

جب کوئی نمازی سورۂ جحد یا توحید شروع کردے تو اگرچہ ہنوز نصف سے تجاوز نہ بھی کیا ہو تاہم انہیں چھوڑنا جائز نہیں ہے سوائے بعض مخصوص صورتوں کے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمرو بن ابوبصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا اور چاہتا تھا کہ (سورۂ حمد کے بعد) ایک سورہ پڑھے مگر (سبقت لسانی سے) سورۂ اخلاص یا قل یا ایھا الکافرون شروع کر دی تو؟ فرمایا: ہر سورہ کو جو (غلطی سے شروع کی جائے) چھوڑ کر (معینہ سورہ کی طرف) رجوع کیا جا سکتا ہے۔ سوائے قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون کے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے نماز صبح میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے! (پھر فرمایا) جو شخص کوئی سورہ شروع کرے اور پھر چاہے کہ اسے چھوڑ کر کوئی اور سورہ پڑھے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے سورہ قل ھو اللہ احد کے کہ اسے چھوڑ کر کسی اور سورہ کی طرف عدول نہیں کیا جا سکتا اور سورہ قل یا ایھا الکافرون کا بھی یہی حکم ہے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک مخصوص سورہ پڑھنا چاہتا تھا مگر شروع کوئی اور سورہ کر دی تو آیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس سورہ کو نصف تک پڑھے پھر اسے چھوڑ کر اس سورہ کی طرف رجوع کرے جسے پڑھنا چاہتا تھا؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنا جائز ہے جب یہ سورۂ قل ھو اللہ احد یا قل یا ایھا الکافرون نہ ہو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

کسی بھی سورہ سے دوسری سورہ کی طرف عدول کرنا جائز ہے جب تک اس کے نصف سے تجاوز نہ کر جائے ماسوائے سورۂ توحید و جحد کے (کہ ان کو شروع کرکے نہیں چھوڑا جا سکتا)۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک رکعت میں کوئی سورہ پڑھنی شروع کی مگر اس سے قرأت میں غلطی ہوگئی۔ تو اب آیا اس غلط پڑھے ہوئے مقام کو چھوڑ کر اس سورہ کی تلاوت کو جاری رکھے یا اسے چھوڑ کر کسی اور سورہ کی تلاوت شروع کر سکتا ہے؟ فرمایا: یہ سب کچھ جائز ہے! اور اگر اس سورہ کی صرف ایک ہی آیت پڑھی ہو اور چاہے کہ رکوع کرے تو کر سکتا[1] ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو کوئی خاص سورہ پڑھنا چاہتا تھا مگر شروع کوئی اور سورہ کر دیا، فرمایا: جب تک وہ اس سورہ کے دوثلث (دو تہائی) نہ پڑھ لے اس وقت تک اس سے رجوع کر سکتا ہے (اور اپنی مقررہ سورہ پڑھ سکتا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ آپؑ کی مراد یہ ہے کہ جب تک اس کے نصف سے تجاوز نہ کر جائے جیسا کہ قبل ازیں اس کی صراحت موجود ہے۔

۳۔ جناب شہید اول علیہ الرحمہ اپنی کتاب الذکریٰ میں بزنطی کی کتاب سے بروایت ابو العباس از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں "جو پڑھنا کوئی اور سورہ چاہتا تھا اور (غلطی سے) شروع کوئی اور کر دیا" فرمایا: اس مخصوص سورہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے اگرچہ اس سورہ کے نصف تک پہنچ گیا ہو۔ (الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ جواز اس صورت کو شامل نہیں ہے کہ جب نصف سے تجاوز کر جائے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز فریضہ پڑھ رہا تھا اور جب نصف سورہ تک پہنچا تو آگے بھول گیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا اور ایک اور سورہ شروع کر دیا جب اسے پڑھ چکا تو رکوع سے پہلے وہ بھولی ہوئی سورہ بھی یاد آ گئی تو؟ فرمایا: وہ رکوع میں جائے اس میں اس کا کوئی زیاں ونقصان نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۳۷

اگر کوئی شخص سور عزائم (وہ چار سورتیں جن میں واجب سجدے ہیں) میں سے کوئی سورہ نماز نافلہ میں پڑھے تو اس پر واجب ہے کہ مقام سجدہ پر سجدہ کرے اور پھر اٹھ کر سورہ کو مکمل کرے اور اگر سجدہ آخر سورہ میں ہو تو مستحب ہے کہ اٹھ کر سورۂ حمد کی تلاوت کرے تاکہ قرأت کر کے رکوع کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے

---

[1] ظاہر ہے کہ ایسا کرنا یا نماز نافلہ میں جائز ہے یا فریضہ میں کسی اضطرار کے تحت ورنہ اختیاری حالت میں ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سوال کیا گیا کہ ایک شخص (نماز میں) سورہ کے آخر میں آیت سجدہ پڑھتا ہے تو؟ فرمایا: سجدہ کرے اور اٹھ کر سورۂ حمد پڑھے اس کے بعد رکوع وسجود کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہا: جو شخص (نماز میں) سورۂ اقراء بسم ربک پڑھے (جس میں سجدہ واجب ہے) تو جب اسے ختم کرے تو سجدہ کرے اور جب کھڑا ہو تو سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے اور بعد ازاں رکوع میں جائے! کہا: اور اگر کبھی تمہیں ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے جو سجدہ نہیں کرتا تو پھر صرف اشارہ سے سجدہ کرنا اور پھر رکوع میں چلا جانا کافی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ ابوالبختری وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب آخر سورہ میں سجدہ ہو تو اس کی بجائے رکوع میں چلا جانا کافی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکتا ہو تو وہ اشارہ سے سجدہ کرے گا۔ (اور پھر رکوع میں جائے گا)۔۔۔۔ اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ جو شخص سجدہ تلاوت کرکے اٹھے اور بغیر سورہ حمد پڑھے رکوع میں جانا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں حمد پڑھنا مستحب ہے (واجب نہیں ہے)۔

باب ۳۸

جو شخص اس پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھے، جس کی وہ (شرعاً) اقتداء نہیں کرتا اور وہ کوئی سورۂ عزیمہ پڑھے (جس میں واجبی سجدہ ہے) اور وہ سجدہ نہ کرے تو اس شخص پر اشارہ سے سجدہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کبھی تمہیں مخالفین کے ساتھ نماز پڑھنی پڑ جائے اور ان کا پیشنماز نماز میں سورۂ اقراء باسم ربک الذی خلق پڑھے۔ یا سُوَرِ عزائم میں سے کوئی سورہ پڑھے اور پھر (مقام سجدہ) پر سجدہ نہ کرے تو تم اشارہ سے سجدہ کرو۔ اور حائض جب آیت سجدہ کو سنے تو وہ بھی سجدہ کرے (کیونکہ اس سجدہ میں طہارت شرط نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے ایک حدیث کے ضمن میں اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی قوم کے ساتھ (مجبوراً) نماز پڑھتا ہے جن کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ اور وہ دل میں فرادیٰ کی نیت کرکے اپنی علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ وہ بسا اوقات سور عزائم کی کوئی آیت

(سجدہ) پڑھتے ہیں مگر وہ سجدہ نہیں کرتے تو یہ شخص کیا کرے؟ فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ وہ باقاعدہ سجدہ نہ کرے بلکہ اشارہ سے سجدہ کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔

باب ۳۹

جو شخص نماز نافلہ میں سور عزائم میں سے کوئی سورہ پڑھے اور سجدۂ تلاوت کرنا بھول جائے تو اس پر واجب ہے کہ جب یاد آئے تو وہ سجدہ کرے خواہ نافلہ کے اندر ہو یا بعد!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص آیت سجدہ پڑھتا ہے مگر سجدہ کرنا بھول جاتا ہے یہاں تک کہ رکوع وسجود میں چلا جاتا ہے تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے سجدہ کرے بشرطیکہ سجدہ واجبی ہو۔ (التہذیب، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

عزائم میں سے کسی سورہ کا نماز فریضہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ نافلہ میں پڑھنا جائز ہے اور اگر فریضہ میں بھول کر شروع کر بیٹھے تو اس سے عدول کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامینؑ میں ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ میں سورِ عزائم میں سے کوئی سورہ نہ پڑھو۔ کیونکہ نماز فریضہ میں سجدہ کرنا زیادتی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ سماعہ سے مروی ہے کہا: جو شخص سورۂ اقرأ باسم ربک پڑھے تو جب اسے ختم کرے تو سجدۂ تلاوت کرے (کیونکہ آیتِ سجدہ اس کے خاتمہ پر ہے اور اسے نماز فریضہ میں نہ پڑھو ہاں نافلہ میں پڑھو۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اس گھڑی میں سجدہ والی آیت سنتا ہے جس میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے (مکروہ ہے) جیسے غروب سے پہلے اور نماز صبح کے بعد تو؟ فرمایا: سجدہ نہ کرے پھر پوچھا گیا: اگر کوئی شخص نماز فریضہ میں سور عزائم میں سے کوئی ایسی سورہ پڑھے جس میں واجبی سجدہ ہے تو؟ فرمایا: جب آیت سجدہ پر پہنچے تو اس کی تلاوت نہ کرے۔۔۔ اور اگر پسند کرے تو اس سورہ کو چھوڑ دے اور کسی ایسی سورہ کی طرف عدول کرے جس میں سجدہ نہ ہو۔ (التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز فریضہ میں سورۂ النجم پڑھی (جس میں واجبی سجدہ ہے) آیا اسے ختم کر کے رکوع میں چلا جائے یا (پہلے) سجدۂ تلاوت کرے اور اٹھ کر کوئی دوسری سورہ پڑھے؟ فرمایا: سجدہ کرے اور اٹھ کر سورۂ فاتحہ پڑھ کے رکوع کرے اور یہ نماز فریضہ میں زیادتی ہے۔ اور پھر نماز فریضہ میں سجدہ والی سورہ کے پڑھنے کا اعادہ نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ سابقہ سلسلۂ سند سے یہی بزرگ انہی بزرگوار سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی پیشنماز (نماز میں) واجبی سجدہ والی آیت پڑھے۔ اور سجدہ کرنے سے پہلے اس سے کوئی حدث صادر ہو جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: کسی اور شخص کو آگے کرے اور وہ خود بھی سجدہ کرے اور مقتدی بھی سجدہ کریں۔ اور وہ ہٹ جائے۔ اس طرح ان کی نماز ہو جائے گی۔ (ایضاً)

باب ۴۱

نماز نافلہ اور فریضہ میں قرآن۔ سے دیکھ کر قرأت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زیاد الصیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو چراغ قریب رکھ کر اور قرآن سے دیکھ کر (نماز میں) قرأت کرتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مرد یا عورت قرآن سامنے رکھ کر اس میں سے دیکھ کر قرأت کرتے ہیں تو؟ فرمایا: اس نماز کو نماز نہ سمجھیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نماز فریضہ پر محمول ہے جبکہ سورہ یاد ہو (اور بلاضرورت دیکھ کر پڑھے) اور پہلی حدیث (جس میں جواز مذکور ہے) نافلہ پر محمول ہے یا جب سورہ یاد نہ ہو۔۔۔ یہ تاویل بعض علماء نے ذکر کی ہے۔

باب ۴۲

نمازی کو اختیار ہے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ حمد پڑھے یا تسبیحات اربعہ۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ ان تسبیحات کو تین بار پڑھے اور آخر میں ایک بار استغفار کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہر کی آخری دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا (کہ ان میں کیا پڑھا جائے؟) فرمایا: ان میں تسبیح و

تحمید کرو اور اپنے گناہوں کے لئے طلب مغفرت کرو۔ اور اگر چاہو تو سورۂ حمد پڑھو کیونکہ یہ بھی حمد و دعا پر مشتمل ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیشنماز کے پیچھے آخری دو رکعتوں میں قرأت کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: پیشنماز تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور مقتدی تسبیح (اربعہ) پڑھیں اور اگر تم فرادیٰ نماز پڑھ رہے ہو تو پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور چاہو تو تسبیح (اربعہ) پڑھو۔ (التہذیب والفروع)

۳۔ علی بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخری دو رکعتوں میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر چاہو تو سورۂ فاتحہ پڑھو اور چاہو تو ذکر خدا کرو۔ دونوں برابر ہیں! میں نے عرض کیا: ان میں سے افضل کیا ہے؟ فرمایا: بخدا دونوں برابر ہیں! اگر چاہو تو تسبیح کرو اور چاہو تو قرأت کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں برابری سے مراد مجزی ہونے میں برابری ہے (نہ کہ فضیلت میں) کیونکہ اس کے بعد بیان کیا جائے گا کہ تسبیحاتِ اربعہ کو ترجیح حاصل ہے۔

۴۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیشنماز نماز کی آخری رکعتوں میں کیا پڑھے؟ فرمایا: سورۂ فاتحہ پڑھے مگر اس کے مقتدی قرأت نہ کریں (بلکہ تسبیحات اربعہ پڑھیں) اور جب کوئی شخص فرادیٰ نماز پڑھے تو ان میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آخری دو رکعتوں میں کیا کہنا کافی ہے؟ فرمایا: یہ پڑھو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ بعد ازاں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دس رکعت بایں تفصیل دو رکعت ظہر، دو رکعت عصر، دو رکعت صبح، دو رکعت نماز مغرب اور دو رکعت نماز عشاء ایسی ہیں جن میں شک و وہم کی گنجائش نہیں ہے۔۔۔ یہ وہ نماز ہے جو خدا نے فرض کی۔ اور پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اضافہ کرنے کا حق تفویض کیا۔ تو آنحضرتؐ نے ان کے ساتھ سات رکعتوں کا[1] اضافہ کیا۔ یہ سنت ہیں۔ ان میں قرأت نہیں ہے بلکہ ان میں صرف تسبیح، تہلیل اور تکبیر و دعا ہے۔ اور شک بھی صرف انہی رکعتوں میں ہوتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ کمترین ذکر جو آخری دو رکعتوں میں کافی ہے وہ تین بار سبحان اللہ کہنا ہے۔ (الفقیہ)

---

[1] اس موضوع پر کتاب کی تیسری جلد میں بقدر ضرورت تبصرہ کر دیا گیا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت پر محمول ہے۔

۸۔ رجاء بن الضحاک بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ سے لے کر مرو تک پورے سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ رہے وہ ہمیشہ آخری دو رکعتوں میں تسبیحات اربعہ یعنی ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ تین بار پڑھتے تھے اور پھر رکوع میں تشریف لے جاتے تھے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں جو تسبیح کی قرأت پر ترجیح پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

جس شخص سے کسی سورہ کے پڑھنے میں غلطی ہو جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ اسے چھوڑ کر سورۂ قل ھواللہ احد پڑھے اور اگر پیشنماز قرأت میں غلطی کرے تو ماموم کے لئے مستحب ہے کہ اسے ٹوکے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی سورہ پڑھنے میں غلطی کرے اسے چاہیئے کہ وہ سورۂ قل ھواللہ احد پڑھے اور پھر رکوع میں چلا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر پیشنماز قرأت کرتے ہوئے اس طرح بھول جائے کہ اسے کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ کیا پڑھے تو؟ فرمایا: اس کی اقتداء کرنے والوں میں کسی کو چاہیئے کہ اسے لقمہ دے کر اس کی عقدہ کشائی کرے اور اس کی گرہ کھولے۔ (ایضاً)

باب ۴۴

ایسی سورہ کا نماز میں پڑھنا جائز نہیں ہے جس کے پڑھنے سے وقت ہی ختم ہو جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص حوامیم (جو حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں اور خاصی طویل ہیں) پڑھے گا۔ اس کا وقت ختم ہو جائے گا۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز فجر میں الف لام میم میں سے کوئی سورہ نہ پڑھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مواقیت کے بیان میں ذکر کی جا چکی ہیں۔

باب ۴۵

نماز عشاء کے نافلہ میں سورۂ واقعہ اور توحید کا پڑھنا اور ہر رات سورۂ واقعہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نماز عشاء کے بعد والے نافلہ میں سورۂ واقعہ اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر شب جمعہ کو سورۂ واقعہ پڑھا کرے خدا اس سے محبت کرے گا اور سب لوگ بھی اس سے محبت کریں گے اور وہ دنیا میں کبھی فقر و فاقہ اور تنگدستی نہیں دیکھے گا۔ اور نہ ہی دنیوی آفات و بلیات میں سے کوئی آفت دیکھے گا۔ اور وہ حضرت امیر علیہ السلام کے رفقاء میں سے ہوگا۔ کیونکہ یہ سورہ خاص امیر علیہ السلام کی ہے جس میں کوئی اور ان کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ محمد بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جنت اور اس کی صفت معلوم کرنے کا مشتاق ہے اسے چاہیئے کہ سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے اور جو شخص جہنم کی کیفیت معلوم کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ سورۂ لقمان پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر رات سونے سے پہلے سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے وہ اس طرح بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوگا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ (ایضاً)

باب ۴۶

اگر کوئی نمازی ایک ہی سانس میں حمد و سورہ پڑھ جائے تو یہ ہے تو جائز مگر مکروہ ہے اور یہی حکم سورۂ اخلاص کا ہے نیز سورۂ حمد اور دوسری سورہ کے آخر میں سکتہ اور وقفہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ہی سانس میں حمد و سورہ کو پڑھ جاتا ہے تو؟ فرمایا: چاہے تو ایک سانس میں پڑھے اور چاہے تو اس سے زیادہ میں پڑھے (کیونکہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے)۔

(التہذیب، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابیوں نے آنحضرتؐ کی نماز کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور ابی بن کعب کو لکھا کہ آنحضرتؐ کس قدر "سکتے" (وقفے) کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دو وقفے کرتے تھے۔ ایک سورۂ فاتحہ کے بعد اور دوسرا دوسری سورہ کے بعد۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ قل ھو اللہ احد کا ایک ہی سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۸ و ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۷

معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کا نہ صرف یہ کہ فرائض و نوافل میں پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور یہ کہ یہ دونوں سورے قرآن کا جزء ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نماز مغرب باجماعت پڑھائی اور انہوں نے اس کی دو رکعتوں میں معوذتین پڑھیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صابر مولیٰ بسام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نماز مغرب کی امامت فرمائی اور اس میں معوذتین کی تلاوت کی۔ اور فرمایا: یہ دونوں سورتیں قرآن کا حصہ ہیں۔ (التہذیب)

۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں معوذتین کو نماز فریضہ میں پڑھوں۔ (ایضاً)

یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نماز وتر میں قرأت کے متعلق سوال کیا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ تینوں رکعتوں میں صرف سورۂ قل ھو اللہ پڑھی جائے اور بعضوں نے دو رکعت میں معوذتین اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھنے کی روایت کی ہے؟ فرمایا: تم معوذتین اور قل ھو اللہ پڑھنے پر عمل کرو۔ (ایضاً)

جناب شیخ حسن بن بسطام حضرت امام ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے معوذتین کے متعلق پوچھا

گیا کہ آیا یہ جزءِ قرآن ہیں؟ فرمایا: ہاں یہ قرآن کا حصہ ہیں! سائل نے کہا کہ ابن مسعود کی قرأت میں تو یہ جزءِ قرآن نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے مصحف میں درج ہیں؟ فرمایا: ابن مسعودؓ نے خطا کی ہے۔ یا فرمایا: ابن مسعود نے جھوٹ کہا ہے۔ یہ دونوں سورے جزءِ قرآن ہیں۔ سائل نے کہا: آیا میں ان کو نماز فریضہ میں پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! (طب الائمہ)

۶۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود ابو بکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبد اللہ بن مسعود معوذتین کو مصحف سے مٹایا کرتے تھے؟ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ ابن مسعود نے ذاتی رائے کی بنا پر ایسا کیا ہے۔ یہ دونوں سورتیں جزءِ قرآن ہیں۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ میں اور اس سے پہلے باب ۱۳، از اعداد الفرائض میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی حیثیت سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۸

قرآن مجید کی وہ لمبی، متوسط اور مختصر سورتیں جن کا نماز فریضہ میں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبد اللہ القمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح میں سورۂ عم یتسائلون اور ﴿هل اتاک حديث الغاشيه﴾ اور ﴿هل اتی علی الانسان حين من الدهر﴾ اور ﴿لا اقسم بيوم القيامة﴾ جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ اور نماز مغرب میں ﴿قل هو الله احد﴾ اور ﴿اذا جاء نصر الله و الفتح﴾ اور ﴿اذا زلزلت الارض﴾ جیسی سورتیں اور نماز عشاء میں ظہر جیسی اور نماز عصر میں نماز مغرب جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کونسی سورتیں نماز میں پڑھی جائیں؟ فرمایا: ظہر اور عشاء میں ایک جیسی اور عصر و مغرب میں ایک جیسی سورتیں پڑھی جائیں ہاں البتہ صبح میں قدرے لمبی۔ ہاں ظہر و عشاء میں ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾، ﴿و الشمس و ضحٰها﴾، اور ان جیسی۔ اور عصر و مغرب میں ﴿اذا جاء نصر الله﴾، ﴿الهاكم التكاثر﴾ اور ان جیسی۔ اور صبح میں ﴿عم يتسائلون﴾، ﴿هل اتاک حديث الغاشيه﴾، ﴿لا اقسم بيوم القيامه﴾ اور ﴿هل اتی علی الانسان حين من الدهر﴾ جیسی سورتیں پڑھی جائیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شب و روز کی نمازوں میں وہ افضل ترین سورتیں جو پڑھی جانی چاہئیں یہ ہیں:

پہلی رکعت میں الحمد اور انا انزلناہ اور دوسری میں الحمد اور قل ھواللہ احد۔۔۔سوائے شب جمعہ کی نماز عشاء کے کیونکہ اس میں افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں (حمد کے بعد) سورۂ جمعہ اور دوسری میں (حمد کے بعد) سورۂ سبح اسم ربک پڑھی جائے۔اور سوائے روزِ جمعہ کی نماز صبح وظہر وعصر کے کہ ان (تینوں نمازوں میں افضل یہ ہے کہ) پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھی جائے۔۔۔اور سوائے سوموار اور خمیس کی نماز صبح کے کہ اس میں پہلی رکعت میں الحمد اور ھل اتی علی الانسان حین من الدھر اور دوسری میں الحمد اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھنا افضل ہے۔کیونکہ جو شخص سوموار اور خمیس کے دن نماز صبح میں یہ سورتیں پڑھے گا تو خدا اسے اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔جناب شیخ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے حکایت کی ہے جو (مدینہ سے) خراسان تک اس سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ امام علیہ السلام اس سابقہ ترتیب سے یہ سورتیں پڑھتے تھے۔(من لا یحضرہ الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰، ۲۳، ۲۴، اور ۴۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۴ و ۶۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

شب و روز جمعہ کی نمازوں میں سورۂ جمعہ و منافقون اور سورۂ اعلیٰ اور توحید کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز میں پڑھنے کے لئے کوئی مخصوص سورہ ہے؟ فرمایا: نہ۔ ماسوا جمعہ کے کہ ان کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھا کرو۔(التہذیب والفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شب جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ۔اور اس کی فجر میں سورۂ جمعہ اور قل ھواللہ احد اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھو۔(ایضاً)

۳۔ حریز اور ربعی مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب شب جمعہ ہو تو مستحب ہے کہ اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون، نماز صبح میں اسی طرح۔نماز جمعہ میں اسی طرح اور نماز عصر میں بھی اسی طرح کیا جائے۔(یہی سورتیں پڑھی جائیں)۔(التہذیب)

۴۔ ابوالصباح الکنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شب جمعہ کی نماز مغرب میں سورۂ جمعہ اور قل ھواللہ احد، عشاء میں جمعہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ، اس کی نماز صبح میں سورۂ جمعہ اور قل ھواللہ احد۔نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون اور اسکی مغربین میں سورۂ جمعہ اور قل ھواللہ احد پڑھا کرو۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے حکایت کی ہے جو (مدینہ سے) خراسان تک پورے سفر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ شب جمعہ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں الحمد کے بعد سورۂ سبح اسم ربک، اور جمعہ کی نماز صبح، نماز ظہر وعصر کی پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری میں الحمد کے بعد سورۂ منافقون پڑھتے تھے۔ (الفقیہ)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے ایک طویل حدیث کے اندر فرمایا: سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھو کیونکہ جمعہ کے دن نماز صبح، ظہر اور عصر میں ان کا پڑھنا سنت ہے۔ اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں تو خواہ تم پیشنماز ہو یا کچھ اور ان کے سواء کچھ پڑھنا ہی نہیں چاہیئے۔ (علل الشرائع)

۷۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں تو میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہے۔ اور اس رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ جمعہ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں حمد اور سورۂ منافقین پڑھی جائے گی اور دعائے قنوت رکوع کے بعد۔ (الخصال)

۸۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اگر وہ ہمارا شیعہ ہے تو شب جمعہ میں (نماز عشاء کے اندر) سورۂ جمعہ اور سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو گویا وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے مطابق عمل کرے گا۔ اور اس کی جزاء اور ثواب خدا کے ذمہ جنت ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ ''وجوب'' مستحب مؤکد کے معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔

۹۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: اے علیؑ! شب جمعہ (نماز میں) کونسی سورتیں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ سورۂ جمعہ اور منافقون! امامؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو دیکھا ہے کہ وہ شب جمعہ سورۂ جمعہ اور قل ھو اللہ پڑھتے تھے اور جمعہ کی نماز صبح میں سورۂ جمعہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جمعہ کے دن نماز صبح میں کونسی سورتیں پڑھوں؟ فرمایا: پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھ کر دعائے قنوت پڑھو۔ تاکہ (دونوں رکعتیں) برابر ہو جائیں۔ (الفروع)

نیز مخفی نہ رہے کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں مخصوص اوقات کے اندر بعض مخصوص سورتوں کے پڑھنے کے بارے میں جو

اختلاف پایا جاتا ہے وہ "تخییر" پر محمول ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ وہ پڑھے یا یہ پڑھے۔۔۔ کیونکہ یہ سب فضیلت اور ثواب میں برابر ہیں۔

باب ۵۰

سوموار اور خمیس کی نماز صبح میں سورۂ هل اتی (الدھر) اور سورۂ هل اتاک پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے حکایت کی ہے جو سفر خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپ سوموار اور خمیس کی نماز صبح میں پہلی رکعت میں حمد اور هل اتی علی الانسان اور دوسری میں حمد اور هل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص سوموار اور خمیس کی نماز صبح میں یہ سورے پڑھے گا خدا اسے ان دونوں دنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (الفقیہ، عیون الاخبار)

۲۔ عزری اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعرات کی صبح سورۂ هل اتی علی الانسان پڑھے گا خدا جنت میں اس کی آٹھ سو باکرہ اور چار ہزار ثیبہ عام حوروں سے اور ایک حور العین سے تزویج کرے گا اور وہ (جنت الفردوس میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

باب ۵۱

کوئی شخص پیشنماز ہو یا مقتدی یا منفرد اس کے لئے مستحب ہے کہ آخری دو رکعتوں میں سورۂ حمد پر تسبیحات اربعہ کو ترجیح دے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار رکعت نماز فریضہ میں سے اس کی آخری دو رکعتوں میں ہرگز قرأت نہ کرو۔ خواہ پیشنماز ہو یا کچھ اور؟ راوی نے عرض کیا: پھر ان میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: پیشنماز ہو یا تنہا، تین بار کہو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ اس طرح نو تسبیحات مکمل ہو جائینگی اس کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔ (الفقیہ)

۲۔ یہی مذکورہ بالا حدیث سرائر ابن ادریس حلی میں، بحوالہ کتاب جریز اسی طرح مروی ہے۔ مگر اس میں تسبیحات اربعہ کا تین بار پڑھنا مروی ہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ بعد ازاں تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ زرارہ نے یہ حدیث امامؑ سے دو بار سنی ہو۔ ایک بار نو تسبیحات کے ساتھ اور

دوسری بار بارہ تسبیحات کے ساتھ۔ واللہ العالم۔

۳۔ محمد بن عمران ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس وجہ سے آخری دو رکعتوں میں قرأت سے تسبیح افضل قرار دی گئی ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کی آخری رکعتوں میں تھے۔ تو خدا کی جو عظمت و جلالت (شب معراج کو) دیکھی تھی وہ یاد آ گئی اور آپ مدہوش ہو گئے اور اس حالت میں کہا: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اس وجہ سے تسبیح قرأت سے افضل قرار پائی۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۴۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت اور دوسری دو رکعتوں میں اس لئے تسبیح مقرر کی گئی ہے کہ اس نماز میں جو براہ راست خدا نے فرض کی ہے اور جو بذریعہ رسولؐ فرض کی ہے اس میں فرق قائم رہ جائے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب محقق حلیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح کرو۔ (المعتبر للمحقق الحلیؒ)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو نماز خدا نے (براہ راست) بندوں پر فرض کی تھی وہ دس رکعت ہے اور ان میں قرأت (قرآن کی جاتی ہے) اور ان میں شک و وہم کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور جو سات رکعت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (باذن خدا) بڑھائیں ان میں شک کی گنجائش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے اور ان میں قرأت نہیں ہے (بلکہ تسبیحات اربعہ ہیں)۔ (الفروع، الفقیہ، السرائر)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آخری دو رکعتوں کی بجا آوری کے لئے کھڑے ہو تو ان میں قرأت نہ کرو بلکہ کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ (التہذیب والاستبصار)

۸۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص پہلی دو رکعتوں میں قرأت بھول جاتا ہے اور اسے یہ بات آخری دو رکعتوں میں یاد آتی ہے کہ اس نے قرأت نہیں کی تو؟ فرمایا: آیا اس نے رکوع و سجود مکمل کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں نماز کے آخری حصہ کو (قرأت کرکے) اس کا پہلا حصہ بناؤں (یعنی ان میں تسبیحات اربعہ پڑھو)۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب نماز پڑھتے تھے تو نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت آہستہ آہستہ کرتے تھے اور آخری رکعتوں میں تسبیح پڑھتے تھے۔ نماز عشاء کی طرح (کہ

اس کی آخری دو رکعتوں میں بھی تسبیح پڑھتے تھے)۔۔۔اسی طرح عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آہستہ قرأت کرتے تھے اور نماز عشاء کی طرح آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھتے تھے۔(ایضاً)

۱۰۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کی آخری دو رکعتوں میں قرأت افضل ہے یا تسبیح؟ فرمایا: قرأت افضل ہے!(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ سائل سے تقیہ پر محمول ہے۔ کیونکہ اس کا عامہ سے میل جول زیادہ تھا اور وہ تسبیحات کے منکر ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم پیشنماز ہو تو پھر تو آخری دو رکعتوں میں قرأت کرو اور اگر فرادیٰ نماز پڑھ رہے ہو تو پھر تمہارے لئے گنجائش ہے کہ قرأت کرو یا نہ کرو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ (بھی) اوپر گزر چکی ہے۔(اور یہ روایت تقیہ پر محمول ہے)۔

۱۲۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم کسی امین (مؤمن عادل) پیشنماز کے پیچھے ایسی نماز پڑھ رہے ہو جس میں جہر نہیں ہوتا تو پھر تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرو۔ اور آخری دو رکعتوں میں تمہارے لئے تسبیح پڑھنا کافی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں تو سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ماموم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس میں تقیہ کا بھی احتمال ہے۔

۱۳۔ سالم بن خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہو تو تم پر لازم ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو۔ اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ بحالت قیام (زیرلب) یہ تسبیح پڑھتے رہیں: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اور جب آخری دو رکعتوں کی نوبت آئے تو مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور پیشنماز اس طرح تسبیح پڑھے جس طرح لوگ پڑھتے ہیں۔(ایضاً)

۱۴۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ آخری دو رکعتوں میں کیا پڑھنا چاہیئے؟ اور بعض کہتے ہیں کہ تسبیح افضل ہے! آپؑ فرمائیں کہ فضیلت کس چیز میں ہے تاکہ ہم اس پر عمل کریں؟ امامؑ نے جواب دیا کہ سورۂ فاتحہ نے ان دو رکعتوں میں تسبیح کو منسوخ کر دیا ہے اور جس نے تسبیح کو منسوخ کیا اس عالم (امام معصومؑ) کا یہ قول ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ لنگڑی نماز ہے! سوائے مریض اور کثیر الشک کے کہ جس کی نماز کے باطل ہو۔ خوف دامنگیر ہے۔(الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس توقیع مبارک کا تقیہ کے وقت پر حمل کرنا ممکن ہے۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہاں لفظ تنسیخ اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوئی ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حقیقی تنسیخ کا تو تصور بھی نہیں کیا جا

سکتا! نیز اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس شخص کیلئے آخری رکعتوں میں قرأت کو ترجیح ہے جو پہلی رکعتوں میں قرأت بھول گیا ہو۔ جس کا قرینہ واضح ہے (کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ لنگڑی ہے)۔۔۔ یا اس سے قرأت کے جواز میں مبالغہ مراد ہے تاکہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ ان میں تسبیح کا پڑھنا واجب عینی ہے۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵و۴۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ از جماعت میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

اگر آدمی کو کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا تو اس کے لئے اس قدر آہستہ قرأت کرنا جائز ہے کہ خود بھی نہ سن سکے اگر چہ نماز جہری ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ اور وہ پیشنماز بالجہر قرأت کرتا ہے تو؟ فرمایا: تم اپنی قرأت خود کرو۔ اگر چہ اس قدر آہستہ ہو کہ اپنے آپ کو بھی نہ سنا سکو۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن ابی حمزہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنی پڑ جائے تو اس طرح کی (آہستہ) قرأت کافی ہے جیسے دل میں کی جاتی ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز میں اس طرح قرأت کرتا ہے کہ زبان کو حرکت بھی نہیں دیتا۔ بلکہ صرف خیال خیال میں قرأت کرتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جو کسی ایسے پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو جس کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ کما تقدم۔

باب ۵۳

نماز شب کی آٹھویں رکعت میں ھل اتی علی الانسان کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مسعود طائی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد کی آٹھویں (آخری) رکعت میں سورۂ ھل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔ (التہذیب)

باب ۵۴

نماز تہجد کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس تیس بار سورۂ اخلاص کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جس میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جو شخص نماز تہجد کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد ایک ایک بار اور سورۂ قل ھو اللہ احد تیس تیس بار پڑھے تو وہ اس حالت میں اپنی جگہ سے ہٹے گا کہ اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان جو بھی گناہ ہوگا وہ معاف ہو چکا ہوگا۔ (التہذیب والفقیہ)

(نوٹ) یہی روایت کتاب امالی میں بروایت زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

باب ۵۵

نماز نافلہ میں خواہ ادا ہو اور خواہ قضا اور وقت وسیع ہو یا تنگ بہرصورت صرف سورۂ فاتحہ پڑھنے پر اکتفا کی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کے لئے جائز ہے کہ نماز فریضہ میں صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرے۔ اور جو تندرست ہے اس کے لئے شب و روز کے لئے مستحبی نمازوں کی قضا میں ایسا کرنا جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ اسماعیل بن جابر یا عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوتا ہوں اور مجھے طلوع فجر کا اندیشہ دامنگیر ہوتا ہے تو (نماز شب کس طرح ادا کروں؟) فرمایا: صرف سورۂ حمد پڑھتے جاؤ اور جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۶

نماز وتر (شفع و وتر کی تین رکعتوں میں) معوذتین اور قل ھو اللہ احد کا تین تین بار پڑھنا یا ان کی بجائے نو سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں تمام وتر میں (بشمول دو رکعت نماز شفع کے) کیا پڑھوں؟ فرمایا: قل ھو اللہ احد پڑھو! عرض

کیا: تینوں رکعتوں میں؟ فرمایا: ہاں! (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نماز وتر میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: میرے اور میرے والد ماجد کے درمیان ایک دروازہ تھا۔ آپ جب نماز وتر پڑھتے تھے تو تینوں رکعتوں میں قل ھواللہ احد پڑھتے تھے اور جب سورہ پڑھ چکتے تھے تو کہتے تھے: ﴿کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ﴾۔ (التہذیب)

۳۔ حارث بن المغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ قل ھواللہ قرآن کی ایک تہائی کے برابر ہے اور وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ وتر کی تینوں رکعتوں میں اسے ہی پڑھیں تا کہ انہیں پورے (ختم) قرآن کا ثواب حاصل ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ ایک روایت میں اس سابقہ روایت کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ سورۂ قل یاایھا الکافرون قرآن کی ایک چوتھائی کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۵۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز وتر میں کیا پڑھنا چاہیئے اور یہ بھی عرض کیا کہ بعض لوگ تینوں رکعتوں میں سورۂ قل ھواللہ احد پڑھنے کی روایت بیان کرتے ہیں اور (پہلی دو رکعت شفع میں) معوذتین اور تیسری میں قل ھواللہ احد پڑھنے کی روایت بھی پیش کرتے ہیں؟ فرمایا: تم معوذتین اور قل ھو اللہ احد والی روایت پر عمل کرو۔ (ایضاً)

۶۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وتر کی تین رکعتوں میں تم ان کے درمیان (ایک سلام کا) فاصلہ رکھو۔ اور سب میں قل ھواللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

۷۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ (امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ نے) مجھ سے فرمایا کہ وتر کی تینوں رکعتوں میں قل ھواللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدۃ الحذاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز وتر میں معوذتین اور قل ھواللہ احد پڑھے اس سے کہا جاتا ہے اے بندۂ خدا! تجھے خوشخبری ہو کہ خدا نے تیری نماز وتر قبول کر لی ہے۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ آدمی نماز شفع کی پہلی رکعت میں حمد اور اس کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں حمد اور اس کے بعد قل اعوذ برب الناس پڑھے۔ (مصباح المتہجد)

۱۰۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تین رکعتوں میں نو سورتیں پڑھا کرتے تھے پہلی رکعت

میں (حمد کے بعد) الھاکم التکاثر، انا انزلناہ اوراذا زلزلت الارض اور دوسری میں الحمد۔ اس کے بعد و العصر، اذا جاء نصر اللہ اور انا اعطیناک الکوثر. اور آخری ایک رکعت میں (حمد کے بعد) قل یا ایھا الکافرون، وتبت یدا ابی لھب اور جاء نصر اللہ اور قل ھو اللہ احد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اعداد الفرائض اور ان کے نوافل میں (باب ۱۳ و ۱۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور ان حدیثوں میں جو بظاہر معمولی سا اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ تخییر پر مبنی ہے (کہ نماز گزار کو اختیار ہے کہ ان سورتوں میں سے جسے چاہے اختیار کرے) اور چاہے تو سب کو جمع کر دے جیسا کہ اس سلسلہ کی یعقوب بن یقطین والی حدیث نمبر ۵ سے ظاہر ہے۔

باب ۵۷

نماز کی ابتداء میں قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے تکبیرۃ الاحرام کے بعد دعائے توجہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ پھر شیطان سے پناہ مانگو بعد ازاں سورۂ فاتحہ پڑھو۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو نجران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے کئی دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی وہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے اور جب نماز جہری نہیں ہوتی تھی تب بھی وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو جہر سے پڑھتے تھے اور باقی سب نماز اخفات سے پڑھتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ مگر سورۂ فاتحہ پڑھنی بھول گیا تو؟ فرمایا: وہ کہے: ﴿اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ پھر جب تک رکوع میں نہیں چلا گیا۔ سورۂ فاتحہ پڑھے (اور پھر رکوع کرے)۔ (التہذیب)

۴۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے پہلے اعوذ باللہ بالجہر پڑھا پھر بسم اللہ بالجہر پڑھی۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو آپؑ نے جہر سے اعوذ باللہ اس طرح پڑھا ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ يَحْضُرُوْنِ﴾۔(قرب الاسناد)

۶۔ جناب شہید اولؒ نے بروایت ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ آپؐ قرأت سے پہلے پڑھا کرتے تھے: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾۔(کتاب الذکریٰ)

۷۔ معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استعاذہ کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ فرمایا: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾۔(ایضاً)

باب ۵۸
اعوذ باللہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فرات بن احنف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ لو تو پھر پروا نہ کرو کہ اعوذ باللہ پڑھی ہے یا نہ؟ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تام وتمام اور مختصر ترین نماز پڑھتے تھے اور وہ جب نماز شروع کرتے تھے تو پڑھتے تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸، از تکبیرۃ الاحرام میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب ۱۴، از قرأت قرآن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۵۹
گنگے آدمی کے لئے قرأت وتشہد اور تمام اذکار میں صرف زبان کو حرکت دینا، دل میں گرہ دینا (نیت کرنا) اور انگلی ہلانا کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گنگے آدمی کا (حج میں) لبیک کہنے، اور نماز میں تشہد پڑھنے اور قرأت قرآن کرنے کے لئے صرف زبان کو حرکت دینا اور انگلی سے اشارہ کرنا کافی ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تم ایک عجمی کو احرام باندھے ہوئے دیکھو گے اس سے اس طرح (فصیح قرأت کا) مطالبہ نہیں کیا جاسکتا جس طرح ایک فصیح و بلیغ عالم (عربی) سے کیا جاتا ہے اسی طرح گونگا آدمی بھی نماز کی قرأت اور تشہد میں بمنزلہ عجمی محرم کے ہے کہ اس سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا (اور نہ ہی توقع کی جاسکتی ہے) جس کا مطالبہ ایک فصیح و عقلمند متکلم سے کیا جاتا ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۶۰

نماز نافلہ میں کچھ قرأت کا مؤخر کرنا اور سلام پھیرنے کے بعد اس کا بجالانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ اپنی کتاب السرائر کے آخر میں کتاب جامع احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ارادہ تھا کہ ایک سو آیت یا اس سے بھی کچھ زیادہ نماز نافلہ میں پڑھے گا۔ مگر اسے اندیشہ دامنگیر ہوا کہ شاید وہ کمزوری محسوس کرے آیا وہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جس طرح چاہے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرے۔ اس کے بعد وہ جو کچھ پڑھنا چاہتا تھا وہ بیٹھ کر پڑھ لے۔ اسے اس قرأت کا قائم مقام سمجھا جائے گا جو کچھ اس سے نماز کی حالت میں کھڑے ہو کر پڑھنا تھا۔ اور اگر وہ سلام کے بعد کلام کرنا چاہے تو وہ بھی کر سکتا ہے اور قرأت بھی کر سکتا ہے۔ (السرائر، قرب الاسناد)

باب ۶۱

مستحبی نماز کی ہر رکعت میں سورۂ توحید، قدر اور آیت الکرسی کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسن عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مستحبی نماز کی ہر رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ احد، انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے تو گویا خدا نے تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کے لئے عمل خیر کا دروازہ کھول دیا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اس کی طرح یا اس سے بڑھ کر عمل بجالائے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۳، ۲۴ و ۵۴ اور ۵۶ میں) ایسی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں جو سورۂ توحید و قدر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۲

اگر وقت وسیع ہو تو نماز تہجد وغیرہ میں طویل سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی رات کسی نماز میں ایک سو آیت پڑھے تو خداوند عالم اسے پوری رات کی دعا وقنوت کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص بغیر نماز کے دوسو آیت پڑھے تو بروز قیامت (اس کے خلاف) احتجاج نہیں کرے گا۔۔۔ اور جو شخص شب و روز کی تمام نمازوں میں پانچ سو آیت پڑھے گا۔ تو خداوند عالم اس کے لئے لوح محفوظ میں، ایک قنطار نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک قنطار بارہ سو (۱۲۰۰) اوقیہ کا نام ہے۔ اور ایک اوقیہ کوہ احد سے بڑا ہے۔ (الاصول من الکافی، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن اسماعیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص قرآن پڑھتے ہوئے ساری رات جاگ کر گزارے؟ (اس کے لئے کیا اجر وثواب ہے؟) فرمایا: جو شخص رات کا صرف دسواں حصہ اخلاص اور محض طلبِ ثواب کی خاطر نماز پڑھنے میں گزارے اسے خوشخبری دو کہ خداوند عالم اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے لئے اتنا ثواب لکھو جس قدر اس رات میں دانے پھوٹے ہیں اور درخت اور پتے اگے ہیں اور ہر سر کنڈے کے برابر، کھجور کی ہر شاخ کے برابر اور ہر چراگاہ کے برابر۔ اور جو شخص رات کا نواں حصہ عبادتِ خدا میں بسر کرے خدا اس کی دس دعائیں قبول کرتا ہے اور بروز قیامت اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ اور جو شخص رات کا آٹھواں حصہ نماز خدا پڑھنے میں گزارے خدا اسے ایک صابر اور صادق النیّہ شہید کے برابر اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اس کے گھر والوں کے متعلق اس کی سفارش قبول کرے گا۔ اور جو شخص رات کا ساتواں حصہ نماز پڑھنے میں گزارے تو وہ بروز قیامت جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کی رات کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور امن وامان کے ساتھ پل صراط سے گزر جائے گا۔ اور جو شخص رات کا چھٹا حصہ نماز گزاری میں گزارے وہ توبہ کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور اس کے تمام (اگلے پچھلے گناہ) معاف ہو جائیں گے۔ اور جو شخص رات کا پانچواں حصہ نماز وعبادت میں گزار دے وہ (جنت میں) خلیل خدا کے قبہ میں ان کا مقابلہ کرے گا۔ اور جو شخص رات کا چوتھا حصہ نماز پڑھنے میں گزار دے وہ حور وخلعت پانے والوں میں پہلے درجہ میں ہوگا۔ اور تیز وتند ہوا کی مانند پل صراط سے گزر جائے گا اور بغیر حساب وکتاب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص رات کا تیسرا حصہ نماز پڑھنے میں بسر کرے تو خدا اسے وہ بلند مرتبہ عطا فرمائے گا کہ ہر فرشتہ اس پر رشک کرے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے جی چاہے داخل ہو جا۔ اور جو شخص آدھی رات نماز پڑھنے

میں گزارے تو خدا اسے اس قدر اجر وثواب عطا فرمائے گا کہ اگر اسے زمین کے برابر ستر ہزار مرتبہ سونا دیا جائے تو اس کے اجر کی برابری نہیں کر سکے گا۔ اور وہ خدا کی بارگاہ میں اس شخص سے افضل متصور ہوگا جو اولاد اسماعیل سے ستر غلاموں کو آزاد کرے۔ اور جو شخص رات کے دو ثلث (دو تہائی) دعا و عبادت میں جاگ کر گزار دے تو خدا اسے عالج نامی ٹیلہ کی ریت کے ذروں کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا جس میں سے ہر ایک نیکی کوہ احد سے دس گنا بڑی ہوگی۔۔۔ اور جو شخص پوری رات خدا کی کتاب کی تلاوت کرنے، رکوع وسجود کرنے اور اس کی یاد کرنے میں گزار دے تو خدا اسے اس قدر اجر وثواب عطا فرمائے گا کہ اس میں سے کم ترین ثواب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا کہ گویا آج شکم مادر سے متولد ہوا ہے۔ اور خدا اپنی تمام مخلوق کی تعداد کے مطابق اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھے گا۔ اور اتنے ہی اس کے درجے بلند کرے گا۔ اور اس کی قبر میں نور روشن کرے گا۔ اور اس کے دل و دماغ سے گناہ وعصیان اور حسد کے جذبہ کو دور کر دے گا۔ اور اسے فشار قبر سے بچا لیا جائے گا۔ اور اسے جہنم سے برأت کا پروانہ دیا جائے گا۔ اور امن والے لوگوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ اور خداوند عالم اپنے فرشتوں سے فرمائے گا: اے میرے فرشتو! میرے اس بندہ کی طرف دیکھو جس نے میری خوشنودی کی خاطر ساری رات جاگ کر گزار دی۔ اسے فردوس بریں میں داخل کرو۔ اس کے لئے وہاں ایک ہزار شہر ہے اور ہر ہر شہر میں وہ سب کچھ موجود ہے۔ جسے تمام نفس چاہتے ہیں اور جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور وہ کچھ ہے جو کسی کے دل و دماغ میں گزرا بھی نہیں ہے اور کرامت و بزرگی، اور قرب ومنزلت ان سب کے علاوہ ہے۔

(الفقیہ، الامالی، ثواب الاعمال، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۳ و ۵۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۳ و ۶۴، ۶۵، اور ۶۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۳

شب جمعہ میں نماز شب کے اندر جو کچھ پڑھنا مستحب ہے اس کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم شب جمعہ میں نماز شب پڑھنا چاہو تو اس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد قل ھو اللہ احد، اور دوسری میں حمد اور قل یا ایھا الکافرون، تیسری میں حمد و الم سجدہ، اور چوتھی میں حمد اور یا ایھا المدثر۔ پانچویں میں حمد وحم السجدہ اور چھٹی میں حمد وسورۂ الملک، ساتویں میں حمد ویٰسین اور آٹھویں میں حمد اور سورۂ واقعہ پڑھو۔۔۔ بعد ازاں نماز وتر میں معوذتین (نماز شفع میں) اور قل ھو اللہ (آخری ایک وتر میں) پڑھو۔ (المصباح للطوسیؒ)

باب ۶۴

سورۂ دخان، قٓ، الممتحنہ، الصف، نون، الحاقہ، نوح، المزمل، الانفطار، انشقاق، الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، والتین، التکاثر، ارأیت، الکوثر اور سورۂ نصر کا فرائض ونوافل میں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ دخان کو اپنے فرائض ونوافل میں پڑھے، خداوند عالم اسے بروز قیامت ان لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا جو امن و امان میں ہوں گے۔۔۔ اور اسے عرش کے سایہ کے تلے جگہ دے گا اور اس کا حساب بالکل آسان لے گا۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ نیز ابوحمزہ الثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض ونوافل میں سورۂ قٓ کی تلاوت پر مداومت کرے تو ایک تو خدا اس کا رزق وسیع کرے گا۔ دوسرا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ اور تیسرا اس کا حساب بآسانی لے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ الثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ ممتحنہ کی فرائض ونوافل میں تلاوت کرے گا تو خدا اسے مؤمن ممتحن بنائے گا۔ اور اس کی آنکھوں کو منور کرے گا اور اسے کبھی فقر و فاقہ اور دیوانگی میں مبتلا نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ صف پڑھے اور اپنے فرائض ونوافل میں اس کے پڑھنے پر مداومت کرے خدا اسے اپنے ملائکہ اور انبیاء المرسلین کی صف میں کھڑا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن میمون الصائغ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ ن والقلم کی کسی نمازِ فریضہ یا نافلہ میں تلاوت کرے، خدا اسے فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے گا۔ اور جب مرے گا تو اسے فشارِ قبر سے محفوظ رکھے گا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ الحاقہ کی بکثرت تلاوت کرو۔ کیونکہ فرائض ونوافل میں اس کی قرأت کرنا خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے کا حصہ ہے۔ اور یہ سورہ حضرت امیر علیہ السلام اور معاویہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اور اس کے پڑھنے والے کا ایمان کبھی سلب نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حسین بن ہاشم اپنے والد (ہاشم) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے وہ سورۂ نوح کی تلاوت ترک نہ کرے کیونکہ جو شخص اخلاص کے ساتھ

نماز فریضہ یا نافلہ میں اس کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اسے ابرار و اخیار کے مکان (جنت الفردوس) میں داخل کرے گا اور اسے تین جنتیں عطا فرمائے گا۔ علاوہ جنت کرامت کے اور اس کی دو سو باکرہ حور العین اور چار ہزار غیر باکرہ سے شادی فرمائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص سورۂ مزمل نماز عشاء میں پڑھے یا رات کے آخری حصہ میں (نماز شب میں) تو رات اور دن سورۂ مزمل کے ساتھ اس کے گواہ ہوں گے۔ اور خدا اسے جب تک زندہ رکھے گا تو پاک و پاکیزہ اور جب اسے موت دے گا تو پاک و پاکیزہ۔ (ایضاً)

۹۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص سورۂ اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت کی تلاوت کرے اور اپنی نماز فریضہ و نافلہ میں انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے تو اسے خدا (کے قرب) سے کوئی مانع روک نہیں سکے گا۔ اور خدا برابر اس پر اپنی نگاہ لطف و کرم رکھے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ یا نافلہ میں سورۂ سبح اسم ربک الاعلی پڑھے تو بروز قیامت اسے کہا جائے گا کہ جنت کے (آٹھ دروازوں میں سے) جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ یا نافلہ میں سورۂ ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھنے پر مداومت کرے خدا اسے دنیا و آخرت میں اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا۔ اور بروز قیامت اسے عذاب جہنم سے امن و امان عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ فجر کو اپنے فرائض و نوافل میں پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سورہ ہے۔ جو شخص اس کی تلاوت کیا کرے گا وہ قیامت کے دن جنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ہوگا۔ ان کے درجہ میں ہوگا۔ بے شک خدا غالب اور حکیم ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ شعیب عرقوفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص الہاکم التکاثر کو کسی نماز فریضہ میں پڑھے گا تو خدا اس کے لئے سو شہید کا ثواب لکھے گا اور جو اسے کسی نافلہ میں پڑھے تو خدا اس کے لئے پچاس شہید کا ثواب لکھے گا اور اس کی نماز فریضہ کے ساتھ ملائکہ کی چالیس صفیں نماز پڑھیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۱۵۔ عمرو بن ثابت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض یا نوافل میں سورۂ ارأیت الذی یکذب بالدین کی تلاوت کرے گا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن کے خدا صوم و صلوٰۃ کو قبول کرتا ہے اور اس

سے زندگانی دنیا میں جو کچھ (گناہ) سرزد ہوں گے ان کا اس سے حساب نہیں لے گا۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض و نوافل میں سورۂ الکوثر پڑھا کرے گا۔ تو بروزِ قیامت خدا اسے کوثر پلائے گا اور شجرۂ طوبیٰ کے تنے کے پاس بیٹھ کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ (ایضاً)

۱۷۔ کرام الخثعمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ اذا جاء نصر اللہ و الفتح کو نماز فریضہ یا نافلہ میں پڑھے گا تو خدا اس کو اس کے تمام دشمنوں پر فتح و فیروزی عطا فرمائے گا۔ اور وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہمراہ ایسا نامہ اعمال ہوگا جو (اس کے حق میں) بولے گا۔ اور خدا اسے اس طرح قبر کے خوف سے نجات دے گا کہ اس کے لئے پل صراط، آتش دوزخ اور جہنم کی گرم سانس سے امان ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن جس چیز کے پاس سے گزرے گا وہ اسے جنت کی بشارت دے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور دنیا میں اس کے لئے خیر و برکت کے وہ دروازے کھولے جائیں گے جن کی اس نے کبھی خواہش بھی نہ کی ہوگی اور نہ ہی کبھی اس کے دل و دماغ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ (ایضاً)

باب ۶۵

حوامیم، سورۂ رحمان، زلزلہ اور سورۂ عصر کے نوافل میں پڑھنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حوامیم قرآن کی خوشبو ہیں۔ پس جب تم ان کی قرأت کرو تو خدا کی حمد و ثنا کرو اور ان کے یاد کرنے اور تلاوت کرنے پر خدا کا بہت بہت شکر ادا کرو۔ (فرمایا) جب کوئی بندہ حوامیم کی تلاوت کرتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی خوشبو نکلتی ہے جو مشک اذفر اور عنبر سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور خداوند عالم ان کے قاری پر اور اس کے پڑوسیوں پر، دوستوں اور جاننے پہچاننے والوں پر اور اس کے ہر مخصوص دوست یا قرابتدار پر رحم و کرم فرماتا ہے۔ اور بروزِ قیامت اس کے لئے عرش، کرسی اور خدا کے مقرب بارگاہ فرشتے بھی طلب مغفرت کرینگے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ رحمان کی تلاوت کرنے اور جاگ کر اس کے پڑھنے کو ترک نہ کرو۔ کیونکہ یہ سورہ منافقوں کے دل میں قرار نہیں پکڑتی۔ اور بروزِ قیامت یہ سورہ ایک خوبصورت ترین آدمی کی شکل میں بڑی خوشبو کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور ایسی جگہ پر کھڑی ہوگی کہ اس سے بڑھ کر کوئی مخلوق (محل عظمت) میں خدا سے زیادہ قریب نہیں ہوگی۔ خدا اس سے سوال کرے گا کہ کون شخص زندگانی دنیا میں کھڑے ہو کر (نماز میں) تیری

تلاوت کرتا تھا اور کون تیری ہمیشہ تلاوت کرتا تھا۔ وہ کہے گی: یا رب! فلاں اور فلاں! اس وقت ان لوگوں کے چہرے سفید ہو جائیں گے اور خدا ان کو حکم دے گا کہ تم جس شخص کی چاہو شفاعت و سفارش کرو۔ پس وہ جس جس کی سفارش کریں گے خدا ان سے فرمائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں چاہو رہائش اختیار کرو۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن معبد اپنے والد (معبد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ اذا زلزلت الارض کی تلاوت سے ملول خاطر نہ ہوا کرو کیونکہ جو شخص نماز نافلہ میں اس کی تلاوت کیا کرے گا تو خدا کبھی اسے زلزلہ کی آفت میں مبتلا نہیں کرے گا اور نہ کبھی وہ اس کی وجہ سے مرے گا، نہ اس پر آسمانی بجلی گرے گی اور نہ ہی دنیا کی آفات و بلیات میں سے کسی آفت میں تا دم مرگ مبتلا ہوگا اور جب مرے گا تو خدا اس کے لئے داخلہ جنت کا حکم دیتے ہوئے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! میں نے تیرے لئے جنت مباح قرار دے دی ہے۔ اس میں جہاں تیرا جی چاہے تو قیام کر سکتا ہے تیرے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ یہی سابقہ روایت حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے اصول کافی میں درج کی ہے اور اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ پھر ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرینگے اور اسے بڑھ چڑھ کر جنت میں داخل کریں گے۔ (الاصول)

۵۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ والعصر کی اپنے نوافل میں تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اسے اس حالت میں محشور فرمائے گا کہ اس کا چہرہ چمکدار، دانت مسکراتے ہوئے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہاں تک کہ جنت الفردوس میں داخل ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

باب ۶۶

نماز ہائے فریضہ میں سورۂ الحدید، المجادلہ، التغابن، والطلاق، التحریم، المدثر، والمطففین، البروج، البلد، القدر، الطارق، الھمزہ، الجحد اور سورۂ توحید کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ میں سورۂ حدید اور مجادلہ کے پڑھنے پر مداومت کرے تو جب وہ مرے گا تو خدا کبھی اسے عذاب نہیں کرے گا۔ اور وہ کبھی اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال میں کوئی برائی نہیں دیکھے گا اور نہ ہی اپنے بدن میں کوئی محتاجی دیکھے گا۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ میں سورۂ تغابن کی تلاوت کرے گا۔ تو یہ سورہ بروز قیامت اس کی سفارش کرے گی اور اس (خدا) کی بارگاہ میں اس کی شاہد عادل ہوگی اور وہ اس کی

شہادت کو نافذ کرے گا اور پھر جب تک وہ جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا وہ اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوگی۔

(ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض، میں سورۂ الطلاق اور التحریم کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے اس بات سے پناہ دے گا کہ وہ ان لوگوں سے ہو جو بروز قیامت خوف و ہراس میں ہوں گے یا محزون و مکروب ہوں گے اور اسے دوزخ میں داخل ہونے کی معافی دی جائے گی اور ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرنے اور ان پر مداومت کرنے کی وجہ سے خدا اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کیونکہ یہ دونوں سورتیں بالخصوص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نمازِ فریضہ میں سورۂ مدثر کی تلاوت کرے گا تو خدا پر لازم ہے کہ اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کے درجہ میں ٹھہرائے۔ اور اسے دارِ دنیا میں کبھی شقاوت و بدبختی اس کے قریب نہ پھٹکنے پائے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۵۔ صفوان جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ میں سورۂ ویل للمطففین پڑھے گا تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کو آتش جہنم سے اس طرح امان نامہ عطا فرمائے گا کہ نہ دوزخ کی آگ اسے دیکھے گی اور نہ یہ اسے دیکھے گا، نہ اسے پل صراط سے گزرنا پڑے گا اور نہ ہی قیامت کے دن اس کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض میں سورۂ و السماء ذات البروج کی تلاوت کرے گا تو چونکہ یہ نبیوں کی سورہ ہے تو اس کا حشر و نشر اور قیام نبیوں، رسولوں اور خدا کے نیک بندوں کے ساتھ ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ معلی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی نماز ہائے فریضہ میں سورۂ السماء والطارق کی تلاوت کیا کرے گا تو قیامت کے دن اسے خدا کے نزدیک عز و جاہ اور منزلت حاصل ہوگی اور وہ جنت میں نبیوں کے رفیقوں اور ساتھیوں میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۸۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ میں جس شخص کی قرأت سورۂ لا اقسم بھذا البلد ہوگی۔ تو دنیا میں یہ مشہور ہوگا کہ وہ صالحین میں سے ہے اور آخرت میں یہ مشہور ہوگا کہ خدا کی بارگاہ میں اس کا مقام بلند ہے اور قیامت کے دن انبیاء، شہداء اور صلحاء کے رفقاء میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۹۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فرائض میں سے کسی نماز فریضہ

میں سورۂ انا انزلناہ کی تلاوت کرے گا۔ اسے ایک منادی ندا دے گا کہ اے بندۂ خدا! خدا نے تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں لہٰذا اب تو از سر نو عمل کا آغاز کر۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے فرائض میں سورۂ ویل لکل همزه کی تلاوت کرے گا۔ تو فقر و فاقہ اس سے دور ہوگا۔ اور اس کا رزق کھچ کر آئے گا اور اس سے بری موت دور کی جائے گی۔ (ایضاً)

۱۱۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ قل یا ایها الکافرون اور سورۂ قل ھو اللہ احد کو اپنے فرائض میں سے کسی فریضہ میں پڑھے گا تو خدا اسے، اس کے والدین کو اور اس کی اولاد کو بخش دے گا۔ اور اگر وہ شقی و بد بخت بھی ہوا تو اشقیاء کے دیوان سے اس کا نام کاٹ کر اس کا نام سعداء کے دیوان میں درج کیا جائے گا۔ اور خدا اسے جب تک زندہ رکھے گا تو سعید و خوش بخت بنا کر اور جب وفات دے گا تو شہید بنا کر اور جب بروز قیامت محشور فرمائے گا تو شہید و سعید بنا کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۱۶ و ۲۳ و ۴۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔ (اور کچھ اس کے بعد باب ۷۰ میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۶۷

قرأت (حمد و سورہ)، اذکار و تشہد کا بغیر عربی کے صرف ترجمہ کافی نہیں ہے اور حتی الامکان ان کا عربی میں سیکھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حجال سے اور وہ بواسطہ ایک شخص کے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ان سے خدا کے اس فرمان کے متعلق سوال کیا کہ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾ کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: عربی تمام زبانوں کی وضاحت کرتی ہے مگر کوئی زبان اس کی وضاحت نہیں کر سکتی۔ (الاصول)

۲۔ جناب شیخ عبد اللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ "تم ایک عجمی احرام باندھنے والے کو دیکھو گے کہ اس سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا جو کہ ایک فصیح عالم (عربیت) سے کیا جا سکتا ہے اسی طرح گونگے آدمی سے بھی نماز کی قرأت اور تشہد وغیرہ میں اس چیز کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا جو کہ ایک عاقل اور فصیح متکلم سے کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی بمنزلہ عجمی محرم کے ہے۔ اور اگر کوئی عالم، متکلم فصیح اپنے فرض منصبی کو جو اسے ادا کرنا چاہیئے تھا (کہ فصیح و بلیغ اور صحیح عربی میں پڑھے) اسے

ترک کر کے نبطیت اور فارسیت میں ادا کرنے لگ جائے تو اس کی تادیب کی جائے گی تاکہ وہ اپنے علم وعقل کے مطابق عمل کرے۔ اور اگر کوئی ایسا شخص جو عجمی محرم (احرام باندھنے والے) شخص کی مانند نہ ہو اور وہ (اپنا شرعی فریضہ و وظیفہ ترک کر کے) گونگے اور عجمی کی مانند عمل کرنے لگ جائے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ کوئی شخص کارِ خیر کرنے والا نہیں رہے گا اور نہ ہی جاہل و عالم کے درمیان کوئی فرق رہ جائے گا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱و۳۰، از قرأت قرآن میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

نمازِ فریضہ وغیرہ میں ایک آیت کی تکرار کرنا اور (خوفِ خدا سے) گریہ کرنا جائز ہے اور نمازِ نافلہ میں تو پورے سورہ کا اعادہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب آیت مبارکہ ﴿مالک یوم الدین﴾ پڑھتے تھے تو اس قدر اس کی تکرار کرتے تھے کہ قریب تھا کہ ان کی جان جسم سے نکل جائے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ سعد بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے غلام سلیم نے ذکر کیا ہے کہ اس کے پاس سوائے سورہ یٰسین کے اور کچھ نہیں[1] ہے۔ اور جب وہ رات کے وقت نماز تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے تو اسے جو کچھ یاد ہے جب وہ سب ختم ہو جائے تو آیا پھر اسی کا اعادہ کر سکتا ہے جو پہلے پڑھ چکا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو نماز پڑھ رہا ہے اور ایک ایسی آیت کے پاس سے گزرتا ہے (اس کی تلاوت کرتا ہے) جس میں ڈرایا گیا ہے۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس آیت کو بار بار پڑھے اور (خوفِ خدا اور خوف آخرت سے) روئے؟ فرمایا: جس قدر چاہے قرآن کی تکرار کرے اور اگر رونا آئے تو کوئی حرج نہیں ہے بے شک روئے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱و۲۹ از قرأت قرآن میں) رونے کے جواز پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] یعنی بڑی اور لمبی سورتوں میں سے صرف یہی سورہ یاد ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶۹

سورۂ حمد و توحید کو شروع کر کے ان سے عدول جائز نہیں ہے ہاں البتہ سورۂ جمعہ و منافقون کی طرف ان کے مخصوص مقامات پر عدول کیا جا سکتا ہے۔ مگر نصف سے تجاوز کرنے سے پہلے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص چاہتا تھا کہ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ پڑھے مگر (سبقت لسانی سے) سورۂ قل ھو اللہ احد شروع کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: وہ سورۂ جمعہ کی طرف عدول کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم کوئی اور سورہ پڑھنا چاہتے تھے مگر سورۂ قل ھو اللہ احد شروع کر دی تو پھر اسے ہی جاری رکھو۔ مگر یہ کہ جمعہ کا دن ہو (اور جمعہ کی یا ظہر کی نماز) تو پھر تم (اسے چھوڑ کر) سورۂ جمعہ اور منافقون کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ (التہذیب)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پڑھنا تو کوئی اور سورہ چاہتا تھا مگر شروع کوئی اور کر دی تو؟ فرمایا: وہ اس سورہ کی طرف عدول کر سکتا ہے جسے وہ پڑھنا چاہتا تھا۔ مگر یہ کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھنی شروع کر دی ہو؟ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص نماز جمعہ پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ سورۂ جمعہ پڑھے مگر (سبقت لسانی سے) سورۂ قل ھو اللہ احد شروع کر دی تو؟ فرمایا: اس صورت میں سورۂ جمعہ کی طرف عدول کر سکتا ہے! (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز جمعہ میں کیا پڑھنا چاہیئے؟ فرمایا: سورۂ جمعہ اور منافقون۔ (نیز فرمایا) اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور سورہ شروع کر دو۔ اگرچہ وہ قل ھو اللہ احد ہی کیوں نہ ہو۔ تو اسے ترک کر کے سورۂ جمعہ کی طرف عدول کر سکتے ہو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷۰

جمعہ کے دن نماز ظہرین اور نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون کا پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرأت میں کوئی معین چیز نہیں ہے سوائے روز جمعہ کے کہ اس دن سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنی چاہیئے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ (بروز جمعہ) اگر سفر میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے (سورۂ) جمعہ کے ساتھ مؤمنین کو نوازا ہے اور انہیں عزت بخشی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (کی قرأت) کو سنت قرار دیا ہے تاکہ ان کے لئے بشارت ہو۔ اور سورۂ منافقون کو اس لئے مقرر کیا ہے تاکہ منافقین کے لئے زجر و توبیخ کا باعث ہو۔ ان دونوں سورتوں کی تلاوت کو (بروز جمعہ) ترک نہیں کرنا چاہیئے اور جو شخص جان بوجھ کر ان کو ترک کرے گا۔ اس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ (ایضاً والتہذیب)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جمعہ کے دن سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا قرأت کے سلسلہ میں کوئی چیز مقرر ہے؟ فرمایا: نہ! سوائے روزِ جمعہ کے کہ اس دن سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنی چاہیئے۔ (التہذیب)

۶۔ سلیمان بن خالد ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ نماز جمعہ میں کیا پڑھا جائے؟ فرمایا: پہلی رکعت میں (حمد کے بعد) سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون۔ (ایضاً)

۷۔ عبد الملک الاحول اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون نہ پڑھے تو اس کی نماز جمعہ ہی (کامل) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود عبد اللہ بن ابو رافع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھا کرتے تھے۔ (الامالی)

۹۔ یہی روایت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی اسی طرح مروی ہے کہ آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رجاء بن ابی الضحاک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام تمام فریضہ نمازوں میں سے پہلی میں سورۂ انا انزلناہ اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھتے تھے۔ سوائے روز جمعہ کی نماز صبح اور ظہر و عصر کے کہ ان تینوں نمازوں میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری سورۂ منافقون پڑھتے تھے اور شب جمعہ نماز عشاء میں پہلی رکعت میں سوائے سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۱۱۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیری باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا کہ شب جمعہ (نماز عشاء میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور اسکی نماز صبح میں پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں قل ھو اللہ۔ اور نماز جمعہ میں پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھی جائے۔ اور پہلی رکعت میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۱ میں اور کچھ اس کے خلاف باب ۷۲ میں) ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۱

سورۂ جمعہ اور منافقون کا جمعہ کے دن پڑھنا واجب عینی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علی بن یقطین سے اور وہ اپنے والد (علی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز جمعہ میں عمداً سورۂ جمعہ نہیں پڑھتا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جمعہ کے دن میں سفر میں ان دو رکعتوں میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تمہیں جلدی ہو تو نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون کے علاوہ کسی اور سورہ کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب و الفقیہ)

۴۔ یحییٰ الازرق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز جمعہ میں سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور قل ھو اللہ پڑھی ہے تو؟ فرمایا: بس کافی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ اور منافقون کو چھوڑ کر دوسری سورتیں پڑھنے کے متعلق رخصت وارد ہوئی ہے۔ (الفقیہ)

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ رخصت صرف بیمار، جلد باز اور مسافر کے لئے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۲

اس نماز جمعہ اور ظہر کا اعادہ کرنا مستحب ہے جسے بغیر سورۂ جمعہ و منافقون کے پڑھا جائے یا اس نماز کی نیت نفل کی طرف پھیر دی جائے تو دو رکعت نافلہ مکمل کر کے پھر نماز فریضہ کو ان سورتوں کے ساتھ پڑھا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سفر یا حضر میں نماز جمعہ سورۂ جمعہ اور منافقون کے بغیر پڑھے وہ نماز کا اعادہ کرے (اور سورۂ جمعہ و منافقون پڑھے)۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ صباح بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے چاہا کہ (ظہر جمعہ میں) سورۂ جمعہ پڑھے مگر اس نے سورۂ قل ھو اللہ احد شروع کر دی؟ فرمایا: اسے (نفل سمجھ کر) دو رکعت مکمل کرے اور پھر نماز کو از سر نو پڑھے (جس میں سورۂ جمعہ پڑھے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اس (اعادہ) کو استحباب پر محمول کیا ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے۔

باب ۷۳

جمعہ کے دن نماز جمعہ اور ظہر میں جہر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمران حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جمعہ کے دن چار رکعت (نماز ظہر) پڑھتا ہے۔ آیا قرأت میں جہر کرے؟ فرمایا: ہاں! اور دعائے قنوت (صرف) دوسری رکعت میں پڑھے۔(الفقیہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے (ایک حدیث کے ضمن میں) روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز جمعہ کے بارے میں فرمایا اس میں قرأت جہر سے کی جائے گی۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے دریافت کیا کہ جب میں بروز جمعہ نماز (ظہر) فرادیٰ پڑھوں تو آیا قرأت میں جہر کروں؟ فرمایا: ہاں! اور جمعہ کے دن سورۂ جمعہ اور منافقون کی تلاوت کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن یزید سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خطیب دو خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھے اور قرأت میں جہر کرے۔ (التہذیب)

۵۔ عبدالرحمٰن عزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم اس وقت نماز جمعہ میں شامل ہو جبکہ پیشنماز ایک رکعت پہلے پڑھ چکا۔ تو تم اس کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کرو۔ اور اس میں جہر کرو۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ سفر میں نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھو۔ مگر بغیر خطبہ کے۔ اور قرأت میں جہر کرو۔ میں نے عرض کیا: ہمارے جہر کرنے پر اعتراض کیا جاتا ہے؟ فرمایا: جہر کرو (اور اعتراض کی کوئی پرواہ نہ کرو)۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہم جمعہ کے دن سفر میں نماز ظہر کس طرح پڑھیں؟ فرمایا: سفر میں دو رکعت پڑھو۔ اور اس میں قرأت بالجہر کرو۔ (ایضاً)

۸۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا جمعہ کے دن سفر میں نماز باجماعت کس طرح پڑھی جائے؟ فرمایا: اسی طرح پڑھی جائے جس طرح جمعہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں پڑھی جاتی ہے! مگر پیشنماز اس میں جہر نہ کرے۔ کیونکہ جہر صرف اس نماز (جمعہ) میں کیا جاتا ہے جس میں خطبہ پڑھا جائے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے خوف و تقیہ پر محمول کیا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے دن جہر کی جو تاکید تھا: جمعہ میں ہے وہ نماز ظہر میں نہیں ہے۔

۹۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز عیدین اور نماز جمعہ (جمعہ کے دن نماز ظہر) فرادیٰ پڑھتا ہے آیا قرأت میں جہر کرے؟ فرمایا: صرف پیشنماز جہر کرے! (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ ابھی اوپر معلوم ہو چکی ہے (کہ بقول شیخ طوسیؒ خوف و تقیہ پر محمول ہے یا بقول مؤلف جمعہ میں مؤکد اور ظہر میں غیر مؤکد ہے)۔

باب ۴۷

نماز وغیرہ میں سات متواتر اور (آئمہؑ سے) مروی قرأت کے مطابق قرأت کرنا واجب ہے۔ شاذ و نادر قرأت کے مطابق قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سالم بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں قرآن کے چند حروف اس قرأت کے خلاف پڑھے جس طرح عام لوگ پڑھتے تھے جبکہ میں بھی سن رہا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اس قرأت سے باز رہو اور اس طرح پڑھو جس طرح عام لوگ پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تشریف لائیں۔ جب وہ آئیں گے تو قرآن کو اس کی حد کے مطابق پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ باہر نکالیں گے جو حضرت علی علیہ السلام نے (تنزیل کے مطابق) مرتب کیا تھا[۱]۔

۲۔ محمد بن سلیمان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں! ہم (آپ کی بارگاہ میں) کچھ آیات (قرأت کے اعتبار سے) اس طرح سنتے ہیں جو ہمارے (مصاحف میں) اس طرح نہیں ہیں۔ اور ہم اس طرح عمدگی سے پڑھ بھی نہیں سکتے جس طرح آپؑ کی جانب سے ہم تک پہنچتی ہیں تو کیا اس طرح ہم گنہگار ہوں گے؟ فرمایا: نہ! (پھر فرمایا) قرآن اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے پڑھا ہے۔ پس عنقریب وہ (امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) آئے گا جو تمہیں پڑھائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ سفیان بن السمط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ترتیل قرآن کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں پڑھایا گیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد بن فرقد اور معلّٰی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر ابن مسعودؓ ہماری قرأت کے مطابق نہیں پڑھتے تو وہ گمراہ ہیں۔ پھر فرمایا: اور ہم ابی (بن کعب) کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ جہاں قاریوں میں

---

[۱] ہم نے احسن الفوائد اور تفسیر فیضان الرحمٰن کے مقدمہ میں ثابت کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا جمع و ترتیب دادہ قرآن صرف دو باتوں میں دوسرے جمع شدہ قرآنوں سے ممتاز تھا (۱) ایک یہ کہ وہ ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا گیا تھا۔ (۲) دوسرے اس میں جا بجا تفسیری توضیحات بھی تھیں ورنہ محوری طور پر وہ اسی موجودہ قرآن کی مانند تھا۔ لہٰذا اس سے تحریف کا احتمال پیدا نہ کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اختلاف ہو وہاں مروی ہے کہ کسی ایک کے مطابق قرأت کی جاسکتی ہے۔ (مجمع البیان)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی سے اور وہ اپنے والد (عبداللہ) سے اور وہ اپنے آباء علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے پاس خداوند عالم کی طرف سے آنے والا آیا، اور آ کر کہا کہ خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ قرآن کو ایک حرف (ایک قرأت) پر پڑھو! میں نے عرض کیا: پروردگار! میری امت کے لئے اور وسعت پیدا کر! تب اس نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ سات[1] حروف (قرأت پر) پڑھو۔ (الخصال)

---

[1] **اس نظریہ کا ابطال**:۔ مگر ہماری روایات معتبرہ میں اس نظریہ کا رد کیا گیا ہے اور یہ تصریح کی گئی ہے کہ قرآن ایک ہی حرف پر نازل ہوا ہے۔ چنانچہ صحیحہ فضیل بن یسار میں وارد ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ آپؑ نے یہ سن کر فرمایا: دشمنانِ خدا جھوٹ کہتے ہیں بلکہ قرآن ایک ہی حرف پر اترا ہے اور بروایت جناب زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: ﴿**ان القرآن واحد نزل من عند واحد ولکن الاختلاف یجیئ من قبل الرواة**﴾ قرآن ایک ہے اور ایک ہی ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن اس میں جو اختلاف (الفاظ) پایا جاتا ہے یہ راویوں اور قاریوں کی طرف سے ہے اور یہی نظریہ ہمارے علمائے اعلام میں مشہور و معروف ہے۔ شیخ الطائفہ شیخ طوسیؒ قدس سرہ القدوسی مقدمہ تبیان میں فرماتے ہیں: ﴿**واعلموا ان المعروف من مذهب اصحابنا و الشائع من اخبارهم و روایاتهم ان القرآن نزل بحرف واحد علی نبیٍّ واحدٍ**﴾ جاننا چاہیئے کہ ہمارے علماء کا مشہور نظریہ جس پر ان کی مشہور روایات دلالت کرتی ہیں۔ یہ ہے کہ قرآن ایک حرف پر اور ایک ہی نبیؐ پر نازل ہوا ہے۔ ویسے قرآن کے اقسام کا ہفتگانہ یا اس سے کم و بیش ہونا یا اس کے سات یا اس سے بھی زائد بطون کا ہونا دوسری روایات سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس قسم کی روایات مقدمہ تفسیر موسوم مرآۃ العقول و مرآۃ اور تفسیر برہان میں موجود ہیں واللہ العالم بحقائق الامور۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ابواب قرأت قرآن اگرچہ نماز میں نہ ہو

(اس سلسلہ میں کل اکاون (۵۱) ابواب ہیں)

باب ۱

قرآن مجید کا پڑھنا اور پڑھانا واجب کفائی اور مستحب عینی ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد خفاف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے سعد! قرآن پڑھو کیونکہ قرآن بروزِ قیامت بہترین شکل وصورت میں آئے گا۔۔۔ یہاں تک کہ بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہوگا! خدا اس سے خطاب کرکے فرمائے گا: اے زمین میں میری حجت! اور میرا کلام صادق و ناطق! سر بلند کر اور مانگ کہ تجھے عطا کیا جائے گا۔ اور سفارش کر کہ تیری سفارش قبول کی جائے گی! بتا تو نے میرے بندوں کو کس طرح پایا ہے؟ تب قرآن کہے گا! کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے مجھے محفوظ کیا اور میری اس طرح حفاظت کی کہ کچھ ضائع نہیں ہونے دیا! اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے مجھے ضائع کیا، میرے حق کو نہیں سمجھا، مجھے جھٹلایا حالانکہ میں تیری تمام مخلوق پر تیری حجت تھا۔ اس وقت خدا فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال اور اپنی بلندیٔ مکان (و رفعت شان) کی قسم! میں آج تیری ہی وجہ سے ثواب بھی بہترین دوں گا، ورعذاب بھی سخت ترین کروں گا۔۔۔۔۔۔ اس وقت قرآن ہمارے شیعوں میں سے ایک (مخلص) شیعہ کے پاس جائے گا اور اس سے کہے گا کہ تو تو مجھے نہیں پہچانتا! میں وہ قرآن ہوں (جس کی خاطر) تو رات کو جاگتا تھا (اور میری تلاوت کرتا تھا) اور اپنے عیش وعشرت کو مکدر کرتا تھا! چنانچہ قرآن اسے اپنے ہمراہ لے کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور کہے گا: پروردگار! یہ تیرا وہ بندہ ہے جو میری وجہ سے تکلیف اٹھاتا تھا، اور (میری تلاوت پر) مواظبت کرتا تھا۔۔۔ میری وجہ سے (لوگوں سے) دشمنی کرتا تھا اور میری ہی وجہ سے محبت ونفرت کرتا تھا! چنانچہ خداوند عالم فرمائے گا کہ میرے

اس بندہ کو میری جنت میں داخل کرو۔۔۔ اور اسے جنت کے حلوں سے ایک حلہ پہناؤ۔ او: اس کے سر پر تاج رکھو جب بندۂ مؤمن کے ساتھ یہ سب کچھ سلوک کرلیا جائے گا تو پھر اسے قرآن پر پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اے قرآن جو سلوک تیرے دوست سے کیا گیا ہے آیا تو اس سے مطمئن ہے؟ اس پر قرآن کہے گا: پروردگار! میں اسے کم سمجھتا ہوں! تو اسے مزید خیر وخوبی عطا فرما! تب خداوند عالم فرمائے گا: کہ مجھے اپنی عزت وجلال اور رفعت محل و مکان کی قسم کہ میں اسے اور اس جیسے آدمی کو اس کے علاوہ آج مزید پانچ عطیوں سے نوازوں گا! (۱) ایسی جوانی دوں گا جس میں بڑھاپا نہیں ہوگا۔ (۲) ایسی صحت دوں گا جس کے ساتھ بیماری نہیں ہوگی۔ (۳) ایسی تونگری دوں گا جس کے ہمراہ فقر و فاقہ نہیں ہوگا۔ (۴) ایسی فرحت و انبساط دوں گا جس کے ہمراہ کوئی حزن و ملال نہیں ہوگا۔ (۵) اور ایسی ابدی زندگی دوں گا جس کے ساتھ موت کا کھٹکا نہیں ہوگا۔ الحدیث۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ جابر (بن یزید جعفیؒ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن قیامت کے دن بہترین صورت میں آئے گا اور بارگاہ رب العزت میں پہنچ کر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! فلاں بن فلاں کو دار دنیا میں میں نے گرمی میں پیاسا رکھا۔ اور اس کو رات میں جگایا (دن کو روزہ رکھا اور رات عبادت میں بسر کی) اور فلاں بن فلاں کو نہ میں نے گرمی میں پیاسا رکھا اور نہ ہی اسے رات میں جگایا! پس پروردگار عالم قرآن کو حکم دے گا کہ ان کو جنت میں ان کے منازل و مقامات پر داخل کر۔ چنانچہ آگے آگے قرآن ہوگا اور پیچھے پیچھے وہ اہل ایمان! پس قرآن مؤمن سے کہے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا! پس مؤمن قرآن پڑھتا جائے گا اور درجوں کو طے کرتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر شخص اپنی اس منزل پر پہنچ جائے گا جو اس کے لئے مقرر ہے۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ایک مؤمن فرزند آدم کو مقام حساب میں لایا جائے گا۔ اس وقت قرآن بہترین شکل وصورت کے ساتھ اس کے آگے آجائے گا اور آکر کہے گا: میرے پروردگار! میں قرآن ہوں اور یہ تیرا بندۂ مؤمن! یہ اپنے جان کو میری تلاوت کرکے تھکاتا تھا! اور راتوں میں مجھے ترتیل سے پڑھتا تھا اور جب نماز تہجد پڑھتا تھا تو (میری تلاوت کرکے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے! پروردگار! آج اسے اسی طرح راضی وخوش کر جس طرح اس نے مجھے (دنیا میں) خوش کیا تھا! پس عزیز و جبار فرمائے گا: میرا بندہ! دایاں ہاتھ پھیلا (وہ پھیلائے گا اور خدا) اسے اپنی رضوان سے بھر دے گا۔ اور اس کے بائیں ہاتھ کو اپنی رحمت سے بھر دے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: یہ جنت ہے جو تیرے لئے مباح ہے۔ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا! پس جب بھی وہ ایک آیت پڑھے گا تو ایک درجہ اوپر چڑھ جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ سلیم الفراء ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کو چاہیئے کہ اس

وقت تک نہ مرے جب تک پہلے قرآن نہ پڑھ لے۔یا (کم از کم) اس کے پڑھنے میں مشغول ہو۔(ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن عمار سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اس دل کو عذاب نہیں دے گا جو قرآن کو یاد کرے گا۔(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۶۔ نعمان بن سعد حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو پہلے خود قرآن پڑھتے ہیں اور پھر دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔(ایضاً)

۷۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپؑ نے ایک خطبہ میں فرمایا: قرآن پڑھو۔شفاء حاصل کرو کیونکہ یہ شفاءِ صدور ہے۔اس کی تلاوت عمدہ طریقہ پر کرو کہ یہ احسن القصص ہے کیونکہ وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ اس حیران وسرگردان شخص کی مانند ہے جسے اپنی جہالت سے افاقہ نہیں ہوتا بلکہ اس پر خدا کی حجت عظیم ہے اور حسرت زیادہ لازم! اور وہ خدا کی بارگاہ میں زیادہ قابل ملامت ہے۔(نہج البلاغہ)

۸۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ معاذ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، فرما رہے تھے کہ جو شخص بھی اپنی اولاد کو قرآن پڑھائے گا تو خدا بروزِ قیامت اس کے والدین کو تاج شاہی پہنائے گا اور انہیں جنت کے ایسے دو حلّے زیب بدن کرائے گا کہ ان جیسے حلّے کسی نے دیکھے بھی نہ ہوں گے (مجمع البیان)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: اہل قرآن ہی اہل خدا اور اس کے خواص ہیں۔(ایضاً)

۱۰۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: قرأت قرآن افضل ترین عبادت ہے۔(ایضاً)

۱۱۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: قرآن ایسی تونگری ہے جس کے علاوہ کوئی تونگری نہیں ہے اور اس کے بعد کوئی فقر وفاقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۲۔ نیز فرمایا: میری امت کے اشراف وہ ہیں جو حامل قرآن ہیں اور راتوں کو جاگتے ہیں۔(ایضاً)

۱۳۔ نیز فرمایا: یہ قرآن خدا کا دسترخوان ہے جس قدر ہو سکتا ہے۔خدا کے دسترخوان کو پڑھو (سیکھو) یہ قرآن خدا کی محکم رسی ہے۔یہ نور مبین ہے اور یہ شفاء نافع ہے جو اس سے تمسک کرتا ہے یہ اسے بچاتا ہے اور جو اس کی اتباع کرتا ہے وہ اسے نجات دلاتا ہے۔(ایضاً)

۱۴۔ فرمایا: جو شخص قرآن کی اس قدر تلاوت کرے کہ اسے حفظ ہو جائے تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا اور اسے اس کے اہل خانوادہ میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت وسفارش کرنے کا حق دے گا جن پر آتش جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

(الفقیہ)

۱۵۔ نیز فرمایا: جو دنیا میں حامل قرآن ہیں وہی بروزِ قیامت اہل جنت کے ارباب معرفت ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۶۔ نیز آپ نے فرمایا: جب کوئی معلم قرآن بچے سے کہتا ہے کہو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور بچہ کہتا ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو خداوند عالم اس بچہ اور اس کے والدین کے لئے اور اس معلم کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اسکے بعد (باب ۲ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۷ و ۲۳ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

قرآن مجید کا اکرام واحترام کرنا واجب ہے اور اس کی توہین کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن غالب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم (میدان محشر میں) اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو اچانک ایک ایسا خوبصورت شخص وارد محشر ہوگا جس جیسا کوئی خوبصورت شخص نہیں دیکھا گیا ہوگا۔ پس جب اہل ایمان اسے دیکھیں گے جبکہ وہ درحقیقت قرآن ہوگا تو وہ کہیں گے کہ یہ ہم میں سے ہے مگر یہ ان تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے جو ہم نے دیکھے ہیں۔ جب ان تک پہنچے گا تو ان سے آگے گزر جائے گا۔۔۔ یہاں تک کہ وہ عرش الٰہی کی دائیں جانب جا کھڑا ہوگا۔ تب خداوند عالم اس سے فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت وجلالت اور بلندیٔ مقام کی قسم! میں آج کے دن اس کا ضرور اکرام کروں گا جس نے (دارِ دنیا میں) تیرا اکرام کیا تھا اور اس کی ضرور اہانت کروں گا جس نے تیری اہانت کی تھی۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروزِ قیامت سب لوگوں سے پہلے میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا۔ اس کے بعد قرآن حاضر ہوگا۔ پھر میری اہل بیتؑ اور ان کے بعد میری امت پیش ہوگی اور میں اپنی امت سے پوچھوں گا کہ تم نے خدا کی کتاب اور میری اہل بیتؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور پھر گمان کرتا ہے کہ خدا نے کسی کو اس سے بہتر نعمت عطا کی ہے۔ تو اس نے اس چیز (قرآن) کو حقیر سمجھا ہے جسے خدا عظیم سمجھتا ہے۔ اور اس نے (دنیا) کو عظیم سمجھا ہے جسے خدا حقیر سمجھتا ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، اور باب ۱، از قبلہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۸ و ۲۳ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

قرآن کے مطالب و معانی میں، اس کے امثال میں، وعدہ و وعید میں اور دیگر عبرت اثر اور نصیحت حاصل کرنے کے مقامات میں غور وفکر کرنا اور جنت وجہنم والی آیات کے پاس سے گزرتے وقت جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس قرآن میں ہدایت کے منارے اور اندھیروں کے چراغ ہیں۔ پس نگاہ کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنی نگاہ کو جولان دے اور اس سے روشنی حاصل کرنے کے لئے اپنی آنکھ کو کھولے۔ کیونکہ غور وفکر کرنا ایک بابصیرت آدمی کے دل کی اسی طرح زندگی ہے جس طرح روشنی حاصل کرنے والا اندھیروں میں نور سے راہنمائی حاصل کرکے چلتا ہے۔(الاصول من الکافی)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قاریٔ قرآن کو چاہیئے کہ قرآن پڑھتے وقت جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرے جس میں (کسی اچھی چیز کا) سوال کیا گیا ہو یا (خدا کے عذاب سے) ڈرایا گیا ہو۔ تو جن چیزوں کی اسے آرزو ہے ان میں سے بہترین چیز (جنت) اور عافیت کا سوال کرے اور آتش دوزخ اور عذابِ خدا سے پناہ مانگے۔(الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تم پر فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح جمع ہو جائیں تو تم دامن قرآن کو لازم پکڑو کیونکہ یہ مقبول الشفاعہ سفارشی ہے اور اپنے (مؤکل کے حق میں) ایسا جھگڑالو (وکیل) ہے جس کی تصدیق کی جاتی ہے جو اسے اپنا پیشرو بنائے گا وہ اسے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا۔ جو اسے پس پشت ڈالے گا یہ اسے جہنم میں ہانک کرلے جائے گا۔ یہ ایسا راہنما ہے جو بہترین راستہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں (احکام کی) تفصیل ہے، بیان ہے، تحصیل ہے اور یہ وہ فیصلہ کن کلام ہے جس میں کوئی مذاق نہیں ہے۔ اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ اس کا ظاہر حکم ہے اور باطن علم ہے۔ اس کا ظاہر خوشنما ہے اور باطن عمیق و گہرا ہے اس کے لئے ستارے ہیں اور ستاروں کے اوپر ستارے ہیں، اس کے عجائبات شمار نہیں ہو سکتے اور اس کے غرائب کہنہ نہیں ہوتے۔ یہ ہدایت کا چراغ اور حکمت و دانائی کا منارہ ہے اور یہ ہر اس شخص کے لئے دلیل معرفت ہے۔ جو صفت کی معرفت رکھتا ہے پس نگاہ بصیرت کو جولان دینے والے کو چاہیئے کہ نگاہ کو جولان دے اور صفت کی اصل تک اپنی نگاہ پہنچائے تاکہ ہلاکت سے بچ جائے اور پھنسنے کے مقام سے گلوخلاصی حاصل کرلے کیونکہ غور و

فکر کرنا با بصیرت آدمی کے دل و دماغ کے لئے اسی طرح زندگانی کا باعث ہے جس طرح روشنی حاصل کرنے والا آدمی اندھیروں میں نور سے چلتا ہے۔ پس تم پر لازم ہے کہ احسن طریقہ پر گلو خلاصی کراؤ۔۔۔ اور ہرگز دیر و درنگ نہ فرماؤ۔ (الاصول)

۴۔ میمون القداح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے تعجب ہے کہ میں کس طرح بوڑھا ہوتا ہوں جبکہ میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابو بکر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! بڑھاپا بہت جلد کیوں آپ کی طرف آ گیا ہے؟ فرمایا: مجھے سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا ہے (یعنی قیامت کے اہوال واحوال نے)۔ (الامالی، الخصال)

۶۔ عبدالرحمٰن بن کثیر الہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل کلام کے ضمن میں جو متقین کے اوصاف کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، فرمایا کہ وہ رات کے وقت قدموں کو باہم ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بڑی ترتیل کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے حزن و ملال کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر روتے ہوئے اور (اپنے زخموں پر کراہتے ہوئے) قرآن سے اپنے حزنوں کی سوزش و تپش کو برافروختہ کرتے ہیں جب کسی ایسی آیت سے گزرتے ہیں جس میں خوف خدا و حشر دلایا گیا ہو اُدھر اپنے دلوں کے کانوں کو اور نگاہوں کو متوجہ کرتے ہیں جس سے ان کے چمڑے کانپتے ہیں۔ اور دل دہل جاتے ہیں۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اہل جہنم کی چیخ و پکار ان کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا رہی ہے۔ اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتے ہیں جس میں (رحمت ایزدی اور ثواب جنت کی) بشارت دی گئی ہے تو اس میں طمع و لالچ کی وجہ سے ادھر رجحان کرتے ہیں اور ان کے نفوس شوق کی وجہ سے اُدھر متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ جنت اور اس کی نعمتیں ان کی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ (الامالی)

۷۔ ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیا میں تمہیں حقیقی فقیہ اور دینی معرفت رکھنے والے شخص کی خبر نہ دوں؟ فرمایا: جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے، جوان کو خدا کے عذاب سے مأمون نہ کرے جوان کو روح و رحمت ایزدی سے مایوس نہ کرے، خدا کی نافرمانی کرنے کی رخصت نہ دے اور قرآن سے بے رغبتی کر کے کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ آگاہ ہو جاؤ! اس علم میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جس میں فہم و فراست نہ ہو۔ آگاہ باشید اس قرأت میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جس میں تدبر و تفکر نہ ہو اور آگاہ باشید! اس

عبادت میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے جس میں تفقہ اور معرفت نہ ہو۔ (معانی الاخبار، الاصول)

۸۔ شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرو جس میں جنت کا ذکر ہو تو خدا سے جنت کا سوال کرو اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرو جس میں جہنم کی آگ کا تذکرہ ہو تو خدا سے اس کی پناہ مانگو۔ (مجمع البیان)

باب ۴

اہل قرآن کو کمزور سمجھنا اور ان کی اہانت کرنا حرام ہے اور ان کا اکرام واحترام واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل قرآن نبیوں اور رسولوں کے سوا آدمیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں پس تم اہل قرآن کے حقوق کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ ان کو خدائے غالب و جبار کی بارگاہ میں بڑی منزلت حاصل ہے۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عباسؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کے اشراف لوگ حاملانِ قرآن اور راتوں کو جاگ کر خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔

(الفقیہ، معانی الاخبار)

۳۔ ابوسعید خدریؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ حامل قرآن ہیں یہ جنتی لوگوں میں سے زیادہ معرفت والے ہوں گے۔ (الخصال، معانی الاخبار، الاصول)

۴۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملانِ قرآن رحمت خداوندی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کو نور خدا اوڑھایا جاتا ہے۔ یہ کلام خدا کے معلم ہیں۔ مقرب بارگاہ خدا ہیں۔ جو ان سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت کرتا ہے وہ خدا سے عداوت کرتا ہے جو شخص کان لگا کر قرآن سنتا ہے خدا اس سے بلاء دنیا کو دور کرتا ہے اور جو اس کی تلاوت کرتا ہے اس سے بلاءِ آخرت کو دور کرتا ہے (پھر فرمایا) مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایک آیت کو سننے والا جبکہ اس کے مطابق عقیدہ بھی رکھتا ہو (اور عمل بھی کرتا ہو) اجر وثواب کے اعتبار سے اس شخص سے بڑھ کر ہے جس کے پاس "ثبیر" نامی پہاڑ کے برابر سونا ہو جسے وہ راہِ خدا میں خرچ کر دے اور قرآن مجید کی ایک آیت کی اس کا عقیدہ رکھتے ہوئے تلاوت کرنے والے شخص کیلئے عرش سے لے کر فرش تک ہر چیز سے افضل اجر وثواب ہے۔ (تفسیر العسکریؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

قرآن کا یاد کرنا اور اس کے پڑھنے اور یاد کرنے میں زحمت و مشقت کا برداشت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرآن کا حافظ ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے وہ خدا کے کریم و نیک سفیروں (فرشتوں) کے ہمراہ ہوگا۔

(الاصول، ثواب الاعمال، الامالی)

۲۔ یہی راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص حافظہ کی کمی کی وجہ سے بڑی زحمت و مشقت کے ساتھ قرآن یاد کرے خدا اسے دوہرا اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ صباح بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص پر قرآن (کا حفظ کرنا) شاق ہوا سے دوہرا ثواب عطا کیا جائے گا اور جس پر آسان ہوگا وہ اولین (پہلے نیک لوگوں) کے ہمراہ ہوگا۔ (ایضاً) بروایتے، فرمایا: وہ نیکوکار لوگوں میں سے شمار ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جوانی میں قرآن پڑھنا اور پڑھانا اور اس کی بہت تلاوت کرنا اور اس کی دیکھ بھال کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منہال قصاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جوانی میں قرآن پڑھے تو قرآن اس کے گوشت و پوست اور خون کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے اور اسے خداوند عالم فرشتوں کے ہمراہ قرار دیتا ہے اور بروز قیامت قرآن اس کے اور (عذاب خدا) کے درمیان حائل ہو جائے گا۔ اور بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا۔ پروردگار! ہر عامل کو اپنے عمل کا ثواب مل گیا ہے! سوائے مجھ پر عمل کرنے والے کے! لہٰذا تو اسے بہترین عطیہ سے نواز! تب خداوند عالم اسے جنت الفردوس کے حلوں میں سے دو حلّے پہنائے گا۔ اور اس کے سر پر عزت و کرامت کا تاج رکھا جائے گا۔ پھر قرآن سے کہا جائے گا کہ آیا اس شخص کے بارے میں ہم نے آپ کو

راضی کر دیا ہے؟ قرآن عرض کرے گا: پروردگار! میں تو اس سے اعلیٰ اجر وثواب کی توقع رکھتا تھا! فرمایا: پس امان اس کے دائیں ہاتھ میں اور جنت میں ہمیشگی کا پروانہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پھر اسے جنت میں داخل کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ چڑھتا جا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: کیا اب ہم نے تمہیں تمہاری آرزو تک پہنچا کر خوش کر دیا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! فرمایا: اور جو شخص بکثرت قرآن پڑھے اور حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے بمشکل اس کی دیکھ بھال کرے خدا اسے یہ اجر وثواب دوگنا عطا فرمائے گا۔ (الاصول وثواب الاعمال)

۲۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جس شخص کو قرآن اور ایمان دونوں عطا کئے جائیں اس کی مثال اس سیب جیسی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور ذائقہ بھی عمدہ۔ اور جس کو نہ قرآن دیا جائے اور نہ ایمان اس کی مثال حنظل جیسی ہے جس کا ذائقہ ہے تو کڑوا ہے اور خوشبو سرے سے ہے ہی نہیں۔ (الاصول)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جو قاریٔ قرآن ہے وہی ایسا غنی ہے جس کے بعد فقر نہیں ہے اور اگر (یہ دولت) نہیں ہے تو پھر اور کوئی غنا (تونگری) نہیں ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اہل قرآن ہی اہل جنت کے بامعرفت لوگ ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۳و۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اولاد کو قرآن مجید پڑھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھو۔ کیونکہ قرآن بروز قیامت اپنے قاری کے پاس ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں آئے گا مگر اس کا رنگ زرد ہوگا اور آ کر اس سے کہے گا: میں وہ قرآن ہوں جس کی خاطر تو رات کو بیدار رہتا تھا اور گرمیوں میں پیاسا رہتا تھا اور اپنا لعاب دہن خشک کرتا تھا اور آنسو بہاتا تھا۔۔۔۔۔ پس آج تجھے خوشخبری ہو! پس اس کے سر پر تاج رکھا جائے گا اور (جہنم سے) امان نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں اور جنت میں ہمیشگی کا پروانہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور اسے جنت کے دو حلّے پہنائے جائیں گے۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں

پر چڑھتا جا اور اگر اس کے والدین مؤمن ہوں گے تو انہیں بھی دو دو حلّے پہنائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے بیٹے کو قرآن پڑھانے کا صلہ ہے۔ (الاصول من الکافی)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض اوقات خداوند عالم اہل زمین پر اپنے گناہوں کی وجہ سے (عمومی) عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرنا چاہتا لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ کچھ بوڑھے لوگ مسجدوں کی طرف جا رہے ہیں اور کچھ بچے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں تو ان پر رحم کرتے ہوئے عذاب کو مؤخر کر دیتا ہے۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

حامل قرآن پر ہمیشہ خشوع وخضوع اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنا اور تواضع وفروتنی وحلم و بردباری اور قناعت پر عمل کرنا مستحب ہے اور اس پر اخلاص اور تعظیم قرآن واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب لوگوں سے بڑھ کر ظاہر و باطن میں خشوع وخضوع کرنے کا مستحق حامل قرآن ہے اور ظاہر و باطن میں سب لوگوں سے بڑھ کر صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے کا حقدار بھی حامل قرآن ہے پھر آپؐ نے بآواز بلند فرمایا: اے حامل قرآن! تواضع وفروتنی کر۔ اس سے خدا تجھے بلند کرے گا۔ حامل قرآن ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھ ورنہ خدا تجھے ذلیل کر دے گا۔ اے حامل قرآن! قرآن کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زینت دے۔ خدا تجھے اس سے زینت دے گا۔ اور لوگوں کے لئے اس سے اپنے آپ کو مزین نہ کر ورنہ اس کی وجہ سے خدا تجھے عیب دار بنا دے گا (پھر فرمایا) جو شخص قرآن ختم کرتا ہے گویا اس کے دونوں پہلوؤں میں نبوت سمیٹ دی جاتی ہے (فرق صرف اس قدر ہے کہ) اس کی طرف وحی نہیں ہوتی۔ جو شخص قرآن جمع کرے (حفظ کرے) اور قرآن کا احترام اور پاس و لحاظ بھی کرے تو یہ شخص ہرگز اس شخص کے ساتھ جاہلانہ سلوک نہیں کرے گا جو اس سے جہالت آمیز سلوک کرے گا۔ اور یہ اس شخص پر قہر وغضب نہیں کرے گا۔ جو اس پر قہر وغضب کرے گا اور یہ اس سے ہرگز کینہ نہیں رکھے گا جو اس سے کینہ رکھے گا بلکہ یہ اس سے عفو وصفح اور درگزر کرے گا اور قرآن کی تعظیم کرتے ہوئے حلم و بردباری سے کام لے کر اسے معاف کر دے گا۔ اور جس شخص کو قرآن کی دولت دی جائے اور پھر بھی وہ یہ خیال کرے کہ کسی اور شخص کو اس سے بڑھ کر دولت دی گئی ہے

تو اس شخص نے اس چیز (مال و متاع دنیا) کو بڑا سمجھا ہے جسے خدا حقیر سمجھتا ہے اور اس (قرآن کو) حقیر سمجھا ہے جسے خدا عظیم سمجھتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ یعقوب الاحمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کچھ لوگ محض اس لئے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تا کہ انہیں قاریٔ قرآن کہا جائے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو صرف اس لئے قرآن پڑھتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کمائیں۔ ان میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے (ہاں البتہ) کچھ ایسے لوگ ہیں جو محض اس لئے اس کی تلاوت کرتے ہیں تا کہ اس سے اپنی نماز میں اور اپنے شب و روز میں فائدہ اٹھائیں (انہی میں خیر و خوبی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ عیسیٰ بن ہشام اس شخص سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی۔ اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن کے قاری تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ قاری ہے جس نے قرأت کو اپنی پونجی بنا رکھا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے بادشاہوں سے مال حاصل کرتا ہے اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ (۲) دوسرا وہ قاری ہے جس نے قرآن کے حرفوں کی تو حفاظت کی ہے مگر اس کے حدود و احکام کو ضائع کر دیا ہے۔ (۳) تیسرا وہ قاری ہے جس نے قرآن کے دوا دارو کو اپنے دل کی بیماری پر رکھا (اس لئے) رات کو (عبادتِ خدا میں) جاگا۔ اور دن کو (روزہ رکھ کر) پیاسا رہا۔ مسجدوں میں ذکر خدا کیا اور رختِ خواب سے کنارہ کیا۔ ایسے (تیسری قسم کے) لوگوں کے وجود سے خدا (دنیا سے) بلاء و مصیبت کو دور کرتا ہے۔ اور انہی کی برکت سے خدا دشمنوں سے انتقام لیتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے یمن و برکت سے آسمان سے بارش برساتا ہے۔ خدا کی قسم! ایسے لوگ قرآن کے قاریوں میں کبریتِ احمر سے بھی کمتر ہیں۔

(الاصول، الامالی، الخصال)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص قرآن کی تلاوت کرے اور اس پر (اس کے ذریعہ سے) حرام پیئے (یا کھائے) یا قرآن پر دنیا کی محبت اور اس کی زیب و زینت کو ترجیح دے وہ خدا کی ناراضی کا مستوجب قرار پاتا ہے مگر یہ کہ توبہ کر لے (پھر فرمایا) آگاہ ہو جاؤ کہ جو ایسا شخص توبہ کے بغیر مر جائے تو خدا بروز قیامت اس سے جھگڑا کرے گا اور اسے لاجواب کرے گا۔ (اور پھر دوزخ کے حوالہ کر دے گا)۔ (الفقیہ)

۵۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن کے قاری تین قسم کے ہیں (۱) ایک وہ قاری ہے جو اس لئے قرأت کرتا ہے تا کہ بادشاہوں (اور سرمایہ داروں) سے مال و دولت حاصل کرے اور لوگوں پر اپنی

کبریائی اور بڑائی ظاہر کرے یہ جہنمی ہے۔ (۲) دوسرا وہ قاری ہے جس نے قرآن کے حروف کی تو حفاظت کی ہے مگر اس کے حدود و قیود کو ضائع کر دیا ہے یہ بھی دوزخی ہے۔ (۳) تیسرا قاری وہ ہے جس نے قرآن کی اس طرح قرأت کی ہے کہ اس (قرأت) کو اپنی ٹوپی کے نیچے چھپا رکھا ہے پس وہ اس کے محکم پر عمل کرتا ہے، متشابہ پر ایمان رکھتا ہے اس کے فرائض کو ادا کرتا ہے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہے۔ پس یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کو خداوند عالم گمراہ کن فتنوں سے نجات عطا کرتا ہے۔ اور وہ جنتی ہے۔ اور وہ جس شخص کی چاہے گا سفارش کرے گا (اور اسے جنت میں لے جائے گا)۔ (الخصال)

۶۔ اسماعیل بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اگر یہ سدھر جائیں تو ساری امت سدھر جاتی ہے اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ساری امت بگڑ جاتی ہے۔ عرض کیا گیا: وہ دو گروہ کون ہیں؟ فرمایا: (۱) ایک امراء۔ (۲) اور دوسرا قرّاء۔ (اور بروایتے فرمایا: علماء)۔ (امالی)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قران اس لئے پڑھے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کا مال کھائے تو وہ قیامت کے میدان میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈیوں کے سوا کوئی گوشت نہیں ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: جو شخص قرآن پڑھے مگر اس پر عمل نہ کرے اور اس پر دنیا کی محبت اور اس کی زیب و زینت کو ترجیح دے وہ ایک تو خدا کی ناراضی کا مستوجب قرار پائے گا۔ دوسرا وہ (جہنم کے اس طبقہ میں ہوگا) جہاں یہود و نصاریٰ ہوں گے۔ جنہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اور جو شخص قرآن کی اس لئے تلاوت کرے تاکہ لوگوں کو قرآن سنائے اور دولت کمائے۔ تو وہ اس حالت میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرہ پر ہڈیوں کے سوا کوئی گوشت نہ ہوگا۔ اور قرآن اس کی گردن پر اس زور سے مارا جائے گا کہ وہ واصل جہنم ہو جائے گا اور اس میں گرنے والوں کے ساتھ گر جائے گا، اور جو شخص قرآن پڑھے مگر اس پر عمل نہ کرے تو خدا اسے اندھا محشور کرے گا۔ وہ عرض کرے گا: بار الٰہا! تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے جبکہ میں (دنیا میں) آنکھوں والا تھا! خدا فرمائے گا: تیرے پاس میری آیات (نشانیاں) آئی تھیں مگر تو نے انہیں بھلا دیا تھا آج اس طرح تو بھی بھلا دیا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں جھونک دو۔ چنانچہ ایسا کیا جائے گا، اور جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے اور دینی معرفت کے حاصل کرنے کے لئے قرآن کی تلاوت کرے تو اسے تمام ملائکہ اور انبیاء و مرسلین کے اجر و ثواب کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا اور جو شخص ریاء و سمعہ (اور لوگوں کو دکھانے اور ان کی مدح و ثنا سننے) کے لئے قرآن کی تلاوت کرے تاکہ اس کے

ذریعہ سے بے وقوف لوگوں سے جھگڑا کرے، علماء سے فخر و مباہات کرے اور دنیا حاصل کرے تو بروزِ قیامت خدا اس کی ہڈیاں توڑ دے گا اور دوزخ میں اس سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں کرے گا اور اس پر خدا کے غیظ و غضب کی شدت کے باعث اسے ہر قسم کے عذاب و عقاب سے معذب کیا جائے گا۔ اور جو شخص قرآن سیکھے اور اس کے پڑھنے میں تواضع و فروتنی کرے اور ثواب اخروی کی خاطر بندگانِ خدا کو پڑھائے تو جنت میں اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب نہیں عطا کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی شخص عظیم المنزلہ ہوگا اور جنت کا کوئی بلند و بالا اور نفیس و قیمتی درجہ ایسا نہ ہوگا جس میں سے بڑا حصہ اس کا نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ ورّامؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کی وجہ سے ہر روز جہنمی لوگ ستر ہزار بار فریاد کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! یہ عذاب کس کے لئے ہے؟ فرمایا: جو اہل قرآن میں سے شراب پئے اور نماز نہ پڑھے۔ (مجموعہ شیخ ورّامؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جو شخص بخوشی اسلام میں داخل ہو اور کھلم کھلا قرآن پڑھے اسے ہر سال بیت المال سے دوسو دینار دیئے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الاشہب النخعی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بخوشی اسلام میں داخل ہو اور کھلم کھلا قرآن کی قرأت کرے تو اسے ہر سال مسلمانوں کے بیت المال سے دوسو طلائی دینار دیئے جائیں گے۔ اور اگر اسے دنیا میں اس سے محروم کیا گیا تو پھر وہ قیامت کے دن جب کہ وہ اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا، پوری طرح وصول کرے گا۔ (الخصال، مجمع البیان)

باب ۱۰

عورتوں کو سورۂ نور اور چرخہ کاتنے کی تعلیم دینا مستحب ہے اور سورۂ یوسف اور لکھنے کی تعلیم نہیں دینی چاہیئے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتوں کو اونچے غرفوں

(بالائی منزلوں) میں نہ ٹھہراؤ (جس سے ان کی ہر کس و مہ پر نگاہ پڑے) اور ان کو لکھنے کی تعلیم نہ دو۔ اور نہ ہی سورۂ یوسف (تفسیر و تشریح کے ساتھ) ان کو پڑھاؤ۔ ہاں البتہ ان کو چرخہ کاتنا اور سورۂ نور (تفسیر و تشریح کے ساتھ) سکھاؤ[1]۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں باب النکاح میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

نماز وغیرہ ہر حال میں قرآن کا بکثرت پڑھنا اور اس کا شروع کرنا اور ختم کرنا اور اس کی قرأت کو توجہ سے سننا اور تمام مستحبات پر اسے ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تم پر ہر حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا لازم ہے۔ (الروضہ)

۲۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا عمل افضل الاعمال ہے؟ فرمایا: ﴿حال مرتحل﴾۔ عرض کیا: "حال مرتحل" کیا ہے؟ فرمایا: قرآن کو شروع کرنا اور پھر اسے ختم کرنا کہ آدمی جب بھی اس کی ابتداء پر آئے تو وہاں سے اس کی انتہاء کی طرف کوچ کر جائے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خداوند عالم (علم قرآن) عطا فرمائے اور پھر وہ یہ خیال کرے کہ خدا نے اس سے بہتر کسی کو کچھ عطا کیا ہے تو اس نے عظیم (قرآن) کو حقیر اور حقیر کو عظیم سمجھا ہے۔ (الاصول، معانی الاخبار)

۳۔ حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ ایک حدیث کے ضمن میں فرما رہے تھے کہ جنت کے درجات قرآنی آیات کی تعداد کے برابر ہیں اس لئے قاریٔ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا۔ چنانچہ وہ قرآن پڑھتا جائے گا اور اوپر چڑھتا جائے گا۔ (الاصول)

۴۔ عبداللہ بن سلیمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کرے تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ایک ایک حرف کے عوض سو سو نیکیاں درج کرتا ہے اور جو نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں ہر ہر حرف کے عوض پچاس پچاس نیکیاں درج کرتا ہے اور جو شخص نماز کے علاوہ

---

[1] اس حکم و ممانعت کی وجہ اس قدر واضح ہے کہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے چونکہ سورۂ نور میں زانی و زانیہ کی سخت سزا کا تذکرہ موجود ہے اس سزا کے خوف سے، نیز چرخہ وغیرہ کاتنے کی مصروفیات کی وجہ سے زنا کاری سے باز رہیگی اور سورۂ یوسف میں چونکہ زلیخا و یوسفؑ کے عشق و عاشقی کی داستان مذکور ہے لہٰذا اس سورہ کی زیادہ تشریح نہ کی جائے تاکہ دل و دماغ میں عشق و عاشقی کی آتش فروزاں نہ ہو جائے اور لکھنا اس لئے نہ سکھایا جائے کہ عورت گھر میں بیٹھ کر اپنے دوستوں کو خطوط نہ لکھ سکے بہرحال یہ حکم استحبابی اور نہی تنزیہی ہے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اس کی تلاوت کرے تو اس کے لئے ہر حرف کے عوض دس دس نیکیاں درج کرتا ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۵۔ بشیر بن غالب اسدی حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں درج کرتا ہے اور اگر نماز کے علاوہ تلاوت کرتا ہے تو پھر ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور اگر قلبی توجہ سے قرآن کی تلاوت سنے تو ہر حرف کے عوض ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر رات کو قرآن ختم کرلے تو صبح تک فرشتے اس پر درود پڑھتے ہیں اور اس کی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے اور یہ (ختم قرآن) اس کے لئے زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس سے بہتر ہے۔ راوی نے عرض کیا: یہ تو اس شخص کا ثواب ہے جو پورے قرآن کی تلاوت کرے۔ تو جو (پورا قرآن) نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اے اسدی! خدا جواد و کریم ہے۔ جب ایسا شخص وہ کچھ پڑھے جو کچھ اس کے پاس ہے تو اسے بھی خدا یہی ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ یہی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بایں الفاظ مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص خود پڑھے بغیر صرف توجہ سے قرآن کا ایک حرف سنے تو خدا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور جو شخص بغیر نماز کے دیکھ کر قرآن کی تلاوت کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ہر ہر حرف کے عوض ایک ایک نیکی لکھتا ہے، ایک ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جو شخص اس کا ایک ظاہری حرف سیکھے تو خدا اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس برائیاں مٹاتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے (پھر) فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ ہر آیت کے عوض بلکہ ہر ہر حرف جیسے با، تا، وغیرہ کے عوض ایسا کرتا ہے۔ پھر فرمایا: جو شخص بیٹھ کر نماز میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو خداوند عالم اس کے لئے پچاس نیکیاں لکھتا ہے، پچاس برائیاں مٹاتا ہے اور اس کے پچاس درجے بلند کرتا ہے اور جو شخص کھڑا ہو کر نماز میں قرآن کے ایک حرف کی تلاوت کرے تو خداوند عالم اس کے لئے سو نیکیاں درج کرتا ہے، سو برائیاں مٹاتا ہے اور سو درجے بلند کرتا ہے اور جو شخص قرآن مجید ختم کرے اس کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے! خواہ دیر سے ہو یا سویرے سے! راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! یہ تب ہے جب پورا قرآن ختم کرے؟ فرمایا: ہاں جب پورا قرآن ختم کرے!

(ایضاً)

۷۔ اسی سابقہ سلسلۂ سند سے بروایت منصور (بن حازم) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجدؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھ کر وہاں ختم کرے جہاں تک وہ جانتا ہے (تو خدا اس کی ایک دعا ضرور قبول کرتا ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ عمرو بن ابو المقدام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص بھی کھڑے ہو کر نماز میں قرآن کی تلاوت کرے اسے ہر حرف کے عوض سو نیکیاں اور جو

بیٹھ کر نماز میں ایک حرف پڑھے۔ اسے ہر حرف کے عوض پچاس نیکیاں اور جو نماز کے علاوہ پڑھے اسے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (الروضہ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! تمام مردوں میں سے بہتر مرد کون ہے؟ فرمایا: حال مرتحل! عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! حال مرتحل کون اور کیا ہے؟ فرمایا: (قرآن) شروع کرنے والا اور ختم کرنے والا! یعنی جو شخص قرآن کی تلاوت کرے اور اسے ختم کرے تو اس کی بارگاہِ خدا میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (ثواب الاعمال، مجازات نبویہؐ)

۱۰۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تم پر قرآن کی تلاوت کرنا لازم ہے۔ کیونکہ جنت کے درجات بقدر آیاتِ قرآنی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو قاریٔ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا! پس جب وہ ایک آیت پڑھے گا تو ایک درجہ اوپر چڑھ جائے گا۔ (الامالی)

۱۱۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی رات نماز میں سو آیت کی تلاوت کرے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں پوری رات نماز خدا میں کھڑے ہو کر گزارنے کا ثواب لکھ دیتا ہے اور جو شخص کسی رات نمازِ شب کے علاوہ تلاوت کرے تو خدا اس کے لئے لوح محفوظ میں بطور ثواب ایک قنطار نیکیاں لکھتا ہے اور ایک قنطار بارہ سو اوقیہ وزن کا نام ہے جبکہ ایک اوقیہ کوہِ احد سے بڑا ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۲۔ انس (بن مالکؓ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (روزانہ) قرآن کریم کی ایک سو آیت پڑھے وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا۔ اور جو شخص دو سو آیتیں پڑھتا ہے وہ اطاعت گزاروں میں سے لکھا جاتا ہے اور جو شخص تین سو آیتیں پڑھتا ہے تو قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا۔ (جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ یہاں پڑھنے سے مراد قرآن کا حفظ کرنا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: ﴿قرأ الغلام القرآن﴾ کہ نوجوان نے قرآن پڑھا ہے یعنی حفظ کیا[1] ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار اپنے اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے، اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو کچھ عرشِ الٰہی کے خزانوں

---

[1] بظاہر اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں نہ اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر باقی رکھا جائے؟ جیسا کہ دوسرے علماء نے رکھا ہے اور جیسا کہ اس باب کے عنوان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس سے قرآن مجید کا سمجھ کر پڑھنا مراد ہے۔ علاوہ بریں یہ سوچنا پڑے گا کہ اگر پڑھنے سے مراد یاد کرنا ہے تو پھر کون ہے جو روزانہ تین سو آیتیں یاد کر سکے؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں ہے ان سب سے اشرف واعلیٰ سورۂ فاتحہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! جو شخص آل محمد علیہم السلام کی ولایت کا عقیدہ رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کرے تو خدا اسے ہر حرف کے عوض ایک ایسی نیکی عطا فرمائے گا جو اس شخص کے لئے دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور جو شخص سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے والے شخص کی تلاوت کو توجہ سے سنے تو اسے بھی قاری کے برابر اجر وثواب ملے گا۔ پس چاہیئے کہ تم اس خیر وخوبی کو بکثرت بجالاؤ۔ (عیون الاخبار)

۱۴۔ عبداللہ بن عمرو بن ابی المقدام اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے اس کے نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ وہ ہیں جو کمزور ہیں (کم کھانے کی وجہ سے) روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے لب خشک ہیں، وہ نمازیں بہت پڑھتے ہیں اور تلاوت قرآن بہت کرتے ہیں، جب عام لوگ خوش ہوتے ہیں تو وہ (فکر آخرت میں) محزون ومکروب ہوتے ہیں۔ (صفات الشیعہ)

۱۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل ترین عبادت تلاوت قرآن ہے۔ (مجمع البیان)

۱۶۔ یہی بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ بالتحقیق یہ قرآن خدا کی رسی ہے اور یہ نور مبین ہے اور شفاءِ نافع ہے۔ پس تم اس کی تلاوت کرو۔ کیونکہ خداوند عالم تمہیں اس کی تلاوت پر ہر حرف کے عوض دس نیکیاں بطور اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ آگاہ باشید کہ میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" (ایک حرف ہے جس پر) دس نیکیاں ملیں گی۔ بلکہ الف پر دس، لام پر دس اور میم پر دس نیکیاں ملیں گی۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: (بروز قیامت) حامل قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا۔ اور آج اسے اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح دار دنیا میں پڑھتا تھا کیونکہ تیری آخری منزل وہاں ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کی قرأت کرتا ہے تو گویا اس کے دو پہلوؤں میں نبوت ودیعت کر دی گئی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس کی طرف وحی نہیں آتی۔ (ایضاً)

۱۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جبکہ آنحضرتؐ کو بخار تھا! کہا: یا رسول اللہ! آپؐ کو کس قدر سخت بخار ہے؟ فرمایا: اس سخت بخار نے بھی مجھے اس رات تیس سورتوں کی تلاوت سے نہیں روکا۔ جن میں سے سات طولانی سورتیں بھی ہیں۔ عمر نے کہا: یا رسول اللہؐ! جب آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں تو پھر آپؐ (عبادت میں) اس قدر جدوجہد کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا میں بندۂ شاکر بن کے نہ رہوں؟ (امالی فرزند شیخ طوسی علیہ الرحمہ)

۲۰۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کی تلاوت میری دعا و پکار سے باز رکھے۔ میں اس کو شکر گزاروں کا بہترین ثواب عطا کرتا ہوں۔ (عدۃ الداعی)

۲۱۔ جناب شیخ احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: یا علیؑ! ہر حالت میں تم پر قرآن کی تلاوت کرنا لازم ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، باب ۱۳، از مسواک، باب ۵۳، از مواقیت اور یہاں باب ۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

تلاوت قرآن کو اس طرح ترک کرنا جو اس کے بھول جانے پر منتج ہو جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب احمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میں نے قرآن پڑھا (حفظ کیا) تھا۔ مگر وہ مجھ سے چھوٹ گیا (بھول گیا)۔ آپؑ بارگاہ خدا میں دعا فرمائیں کہ خدا مجھے پڑھائے (یاد کرائے)۔ راوی کا بیان ہے کہ امامؑ یہ کلام سن کر گھبرا گئے اور پھر فرمایا: خدا تجھے اور ہم سب کو قرآن پڑھائے۔ جبکہ ہم قریباً دس آدمی تھے۔ پھر فرمایا: ایک سورہ کچھ عرصہ تک آدمی کے پاس ہوتی ہے (جو اس کی تلاوت کرتا ہے) پھر اسے ترک کر دیتا ہے (اس کی تلاوت نہیں کرتا) حتیٰ کہ وہ اسے بھول جاتی ہیں) تو وہ سورہ بروز قیامت بہترین شکل و صورت میں اس آدمی کے پاس آئے گی اور اسے سلام کرے گی! وہ پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی کہ میں فلاں فلاں سورہ ہوں۔ اگر تو برابر مجھ سے متمسک رہتا تو آج میں تجھے اس منزل و مقام پر پہنچاتی۔ پھر فرمایا: تم پر قرآن کے ساتھ تمسک لازم ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قرآن مجید کی کسی سورہ کو (یاد کرکے) فراموش کر دے وہ بہترین شکل میں متشکل ہو کر اور جنت کے بلند درجہ سے اس کے سامنے حاضر ہو گی۔ جب وہ اسے دیکھے گا تو کہے گا: تو کون ہے؟ تو کتنی قدر خوبصورت ہے؟ کاش کہ تو میرے لئے ہوتی! وہ کہے گی: کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں فلاں سورہ ہوں۔ اگر تو نے مجھے فراموش نہ کر دیا ہوتا تو آج میں تجھے اسی بلند درجہ تک ضرور بلند کرتی۔

(الاصول، عقاب الاعمال، المحاسن)

۳۔ یعقوب احمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر بہت سا قرضہ

ہے اور اس کی وجہ سے مجھے اس قدر پریشانی لاحق ہے کہ اندیشہ ہے کہ قرآن مجھ سے نہ چھوٹ جائے (فراموش نہ ہو جائے)۔ امامؑ نے دو بار فرمایا: ﴿القرآن القرآن﴾۔ قرآن کا خیال رکھنا۔ قرآن کا خیال کرنا۔ قرآن کی ایک سورہ بروز قیامت آئے گی اور جنت میں ہزار درجے بلند ہو کر اس (فراموش گزار) شخص سے کہے گی کہ اگر تو نے مجھے یاد رکھا ہوتا تو آج میں تجھے یہاں اس مقام تک پہنچاتی۔ (الاصول)

۴۔ یعقوب احمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! مجھے اس قدر ہم و غم لاحق ہوئے کہ خیر و خوبی (دعا و مناجات اور تلاوت وغیرہ میں سے) بہت سی چیزیں مجھ سے چھوٹ گئیں حتیٰ کہ قرآن کا ایک حصہ فراموش ہو گیا۔ یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے قرآن (کی فراموشی) کا تذکرہ کیا تو امامؑ گھبرا گئے۔ پھر فرمایا کہ انسان قرآن کی کسی سورہ کو بھول جاتا ہے تو وہی سورہ بروز قیامت جنت کے بعض درجوں سے اس پر جھانکے گی اور کہے گی: السلام علیکم! وہ کہے گا: وعلیک السلام! تو کون ہے؟ وہ کہے گی کہ میں فلاں فلاں سورہ ہوں جسے تو نے ضائع کر دیا تھا اور ترک کر دیا تھا۔ آگاہ باش! اگر تو مجھے فراموش نہ کرتا تو میں آج تجھے اس درجہ تک پہنچاتی۔ پھر امامؑ نے اپنی انگشتِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تم پر تمسک بالقرآن لازم ہے۔ اسے (خلوص سے) پڑھو۔ کیونکہ کچھ لوگ ایسے (ریاکار) بھی ہوتے ہیں جو اس لئے قرآن پڑھتے ہیں تاکہ کہا جائے کہ فلاں قرآن کا قاری ہے۔ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف اچھی آواز سے پڑھنے کی خاطر اسے پڑھتے ہیں تاکہ کہا جائے کہ فلاں بڑی اچھی آواز والا ہے۔ اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ ہاں اور کچھ ایسے (مخلص) بھی ہوتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور شب و روز (نمازوں میں) اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کسے اس بات کا علم ہے اور کسے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جب کوئی شخص قرآن کی کسی سورہ کو جانتا ہو (اسے یاد ہو اور اسے پڑھتا بھی ہو) پھر اسے بھلا دے اور ترک کر دے اور (پھر خوش قسمتی سے) جنت میں داخل بھی ہو جائے تو وہ سورہ بہترین شکل و صورت میں اوپر سے جھانک کر اس سے کہے گی: آیا مجھے پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں! وہ کہے گی: میں فلاں فلاں سورہ ہوں جسے تو نے ترک کر دیا اور مجھ پر عمل نہ کیا۔ بخدا اگر تو (مجھے نہ بھلاتا) اور مجھ پر عمل کرتا تو آج میں تجھے اس درجہ تک پہنچاتی اور ہاتھ سے اوپر کی طرف اشارہ کرے گی۔ (ایضاً)

۶۔ سعید بن عبداللہ الاعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قرآن پڑھتا ہے (حفظ کرتا ہے) پھر بھول جاتا ہے۔ پھر پڑھتا ہے (حفظ کرتا ہے) پھر بھول جاتا ہے آیا اس میں اس کے لئے کوئی مضائقہ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی اپنی تفریط وکوتاہی کے بغیر (صرف حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے) فراموش کر بیٹھے اور اس کا سبب اس کی سہل انگیزی اور عمدی ترک نہ ہو۔۔۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص قرآن کو پڑھ کر (عمداً) پھر سے بھلا دے تو وہ اس حالت میں بارگاہ خدا میں حاضر ہوگا کہ اس کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہوں گے اور ہر ہر (فراموش شدہ) آیت کے عوض خدا اس پر ایک ایک سانپ مسلط کرے گا۔ جو اس کے جہنم میں ڈالے جانے تک اس کے ساتھ رہے گا (اسے ڈستا رہے گا) مگر یہ کہ خدا اس کی مغفرت فرمادے۔ (عقاب الاعمال)

باب ۱۳

قرآن کی تلاوت کے لئے طہارت کرنا مستحب ہے اور جنب، حائض اور نفساء کے لئے (ہاتھ لگائے بغیر) سوائے سور عزائم کے باقی قرآن کا پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوتا ہوں کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ لہٰذا اٹھ کر پیشاب کرتا ہوں اور استنجا کر کے اور ہاتھ دھو کر پھر قرآن مجید پڑھنے لگتا ہوں تو؟ فرمایا: نہ (ایسا نہ کر) جب تک نماز والا وضو نہ کر لے۔ (قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ کوئی بندہ جب تک طہارت (وضو یا غسل) نہ کرے اس وقت تک طہارت کے بغیر قرآن نہ پڑھے۔ (الخصال)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلی معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھے اسے ہر حرف کے عوض سو نیکیاں اور جو بیٹھ کر پڑھے اسے پچاس اور جو نماز کے علاوہ پڑھے مگر باطہارت پڑھے اسے پچیس اور جو بغیر طہارت کے پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں (پھر فرمایا) میں یہ نہیں کہتا کہ "الـمر" (ایک حرف ہے لہٰذا) اس پر صرف دس نیکیاں ملیں گی۔ بلکہ الف پر دس، لام پر دس، میم پر دس اور راء پر دس (یہ کل ہوئیں چالیس نیکیاں)۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان والے باقی مطالب پر دلالت کرنے والی حدیثیں اپنے مقام پر (ج ۱، باب ۱۲، از وضوء باب ۱۹، از جنابت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

تلاوت کرتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اپنی (طرف منسوب) تفسیر میں فرمایا: وہ چیز کہ جس کی طرف خداوند عالم نے تمہیں قرآن کی تلاوت کے وقت بلایا ہے وہ ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ﴾ ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام اس (استعاذہ کے) معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اعوذ باللہ یعنی میں خدا کی حفاظت میں آتا ہوں۔۔۔۔۔ استعاذہ وہ ہے جس کا خدا نے اپنے بندوں کو قرآن کی تلاوت کرتے وقت حکم دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾۔ پس جو شخص اپنے آپ کو ادب خداوندی سے مؤدب بنائے گا وہ اسے دائمی فوز و فلاح تک پہنچائے گی۔ پھر امامؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ شیطانوں کا شر و ضرر تم تک نہ پہنچے تو جب صبح کرو تو یہ پڑھو: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (تفسیر العسکریؑ)

۲۔ جناب محمد ابن مسعود العیاشی اپنی تفسیر میں بروایت حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ آیا ہر سورہ کو شروع کرتے وقت شیطان سے پناہ مانگنی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں شیطان الرجیم سے پناہ مانگو۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۷، از قرأت میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

ہر روز (کم از کم) پچاس آیتوں کا یا اس سے زائد مقدار کا پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن خدائے رحمان کا عہد و پیمان ہے اپنے بندوں کے نام لہٰذا ایک مسلمان آدمی کو چاہیئے کہ وہ (روزانہ) اس کے عہد و پیمان پر نگاہ ڈالے اور روزانہ (کم از کم) اس کی پچاس آیتیں پڑھے۔ (الاصول)

۲۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قرآن کی آیات خزانے ہیں پس جب بھی کسی خزانہ کا تالا کھولو تو دیکھو اس کے اندر کیا ہے؟ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کو چاہیئے کہ جب صبح کرے تو (نماز صبح کے) تعقیبات میں قرآن مجید کی (کم از کم) پچاس آیتوں کی تلاوت کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد جہاد نفس میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

گھر میں قرآن پڑھنا مستحب ہے اور گھر کو نماز، قرأتِ قرآن اور ذکرِ خدا سے خالی رکھنا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ مسجدوں میں قرآن کی تلاوت کی جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس مکان میں کوئی مسلمان رہتا ہو اور وہ قرآن کی تلاوت کرے وہ اہل آسمان کو یوں (چمکتا ہوا) نظر آتا ہے جس طرح اہل زمین کو آسمان پر کوئی چمکتا ہوا ستارہ نظر آتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ میمون بن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جائے اور خدا کا ذکر کیا جائے اس کی برکت میں اضافہ ہوتا ہے وہاں فرشتے آتے ہیں اور شیطان اسے چھوڑ جاتے ہیں اور وہ آسمان والوں کے لئے اسی طرح چمکتا ہے جس طرح ستارے زمین والوں کے لئے چمکتے ہیں اور وہ گھر جس میں نہ قرآن کی تلاوت کی جائے اور نہ ہی ذکر خدا کیا جائے۔ اس کی برکت کم ہو جاتی ہے وہاں شیطان آجاتے ہیں اور فرشتے چلے جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ یہی راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو جمع کرتے تھے اور طلوع آفتاب تک ہمیں ذکر خدا کرنے کا حکم دیتے تھے اور ہم میں سے جو قرآن پڑھنا جانتا تھا اسے قرآن پڑھنے کا اور جو قرآن پڑھنا نہیں جانتا تھا اسے ذکر خدا کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے تھے کہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جائے اور ذکر خدا کیا جائے اس کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ لیث ابن سلیم مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے گھروں کو قرآن کی تلاوت کرکے منور اور روشن کرو۔ اور ان کو یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح قبرستان نہ بناؤ۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کلیسوں اور عبادت خانوں میں تو نمازیں پڑھیں مگر اپنے گھروں کو بالکل معطل کر دیا۔ حالانکہ جب کسی گھر میں قرآن کی بکثرت تلاوت

کی جائے تو اس کی خیر وخوبی زیادہ ہوتی ہے۔ افراد خانہ میں وسعت ہوتی ہے اور وہ گھر آسمان والوں کے لئے اس طرح چمکتا ہے جس طرح آسمان کے ستارے زمین والوں کے لئے چمکتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن (کی تلاوت) کا کچھ حصہ اپنے گھر والوں کے لئے بھی مقرر کرو۔ (سارا قرآن صرف مساجد و معابد ہی میں نہ پڑھا کرو) کیونکہ جب کسی گھر میں قرآن پڑھا جائے تو وہ گھر والوں کے لئے آسائش کا باعث بن جاتا ہے، اس کی خیر وخوبی بڑھ جاتی ہے اور اس کے رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جب اس میں قرآن کی تلاوت نہ کی جائے تو پھر گھر والوں پر تنگی ہوتی ہے، اس کی خیر وخوبی کم ہو جاتی ہے اور اس کے رہائشیوں میں کمی واقع ہونے لگ جاتی ہے۔ (عدۃ الداعی)

جناب شیخ محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی باسناد خود ابو ہارون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حسن بن الحسین (حسنی سید زادہ) کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ پس جب ان کو حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے میرے مخلصانہ مراسم کا علم ہوا تو مجھے اپنے گھر سے نکال دیا۔ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ فلاں نے تجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: مجھے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ تم اس گھر میں قرآن کی بکثرت تلاوت کرتے تھے اور جب کسی گھر میں کتابِ خدا کی تلاوت کی جائے تو اس گھر سے آسمان کی طرف نور بلند ہوتا ہے اور وہ گھر دوسرے تمام گھروں سے ممتاز ہو کر پہچانا جاتا ہے۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶۹، از احکام مساجد میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔ اور آخری حکم (مساجد میں تلاوتِ قرآن کرنا) یہ قبل ازیں احکام مساجد میں گزر چکا ہے۔

باب ۱۷

رات کے وقت کچھ قرآن پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک تاجر اور کاروباری آدمی کو جو (سارا دن) اپنے بازار (اور کاروبار) میں مشغول رہتا ہے کیا امر مانع ہے کہ جب لوٹ کر اپنے گھر آئے تو اس وقت تک نہ سوئے جب تک قرآن مجید کی ایک سورہ نہ پڑھ لے۔ چنانچہ اگر وہ ایسا کرے گا تو ہر ہر آیت کے عوض جسے وہ پڑھے گا دس دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائینگی۔ اور دس دس برائیاں مٹا دی،

جائیگی۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رات میں دس آیتیں پڑھے وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا۔ اور جو پچاس آیتیں پڑھے وہ خدا کا ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ایک سو آیت پڑھے وہ خضوع کے ساتھ عبادت گزاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو دو سو آیت پڑھے وہ خدا سے ڈرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جو تین سو آیت پڑھے وہ (بروز قیامت) کامیاب ہونے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو پانچ سو آیت پڑھے وہ (عبادت خدا میں) جدوجہد کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جو ایک ہزار آیت پڑھے اس کے لئے (ثواب کا) ایک قنطار لکھا جاتا ہے اور ایک قنطار پندرہ ہزار (اور بروایتے پچاس ہزار) مثقال سونے کو کہتے ہیں اور ایک مثقال چوبیس قیراط کا ہوتا ہے اور ایک چھوٹا سا قیراط کوہ احد کے برابر ہوتا ہے اور بڑا قیراط ہر اس چیز سے بڑا ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (الاصول، الامالی، ثواب الاعمال، معانی الاخبار)

باب ۱۸

مکہ میں قرآن ختم کرنا اور ماہِ رمضان المبارک میں بہت زیادہ تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکہ میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یا اس سے کم تر مدت میں یا اس سے زیادہ مدت میں قرآن مجید ختم کرے بشرطیکہ ختم بروز جمعہ کرے تو خدا اس کو اس قدر اجر و ثواب اور نیکیاں عطا فرمائے گا کہ جو دنیا کے پہلے جمعہ سے لے کر اس کے آخری جمعہ تک کی گئی ہوں گی اور اگر ہفتہ کے دوسرے دنوں میں بھی ختم کرے گا تو بھی اسی طرح ہوگا (کہ دنیا کے پہلے اس دن سے لے کر اس کے آخری اس دن تک)۔ (الاصول، الامالی، ثواب الاعمال)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک موسم ربیع ہوتا ہے اور قرآن کا موسم ربیع ماہ رمضان المبارک ہے۔ (الاصول، الامالی، ثواب الاعمال، معانی الاخبار، المقنعہ)

باب ۱۹

اگرچہ آدمی کو قرآن زبانی یاد ہو تاہم دیکھ کر پڑھنا مستحب ہے اور قرآن پر نگاہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن یزید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دیکھ کر قرآن پڑھے وہ اپنی بینائی سے نفع اندوز ہوگا (اس کی بینائی تیز ہوگی) اور اس کے ماں

باپ کے عذاب میں تخفیف ہوگی اگرچہ کافر بھی ہوں۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز شیطان پر شاق نہیں گزرتی۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے قرآن زبانی ازبر ہے۔ تو آیا اسے زبانی پڑھوں تو افضل ہے یا دیکھ کر پڑھنا؟ فرمایا: بلکہ مصحف میں نگاہ کر کے پڑھ یہ افضل ہے! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ قرآن پر نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

(الاصول)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ (۱) حضرت علی علیہ السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ (۲) والدین کی طرف پیار و محبت کی نگاہ کرنا عبادت ہے۔ (۳) قرآن کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔ (۴) اور کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ خانہ کعبہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ اور بغیر پڑھے صرف قرآن مجید پر نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

گھر میں قرآن مجید رکھنا اور وہ بھی لٹکا کر مستحب ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا مکروہ ہے اور قرآن کی خرید و فروخت، اور اس کی لکھائی اور پڑھائی پر اجرت لینے اور سونے سے اس کی آرائش اور کتابت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ گھر میں قرآن مجید موجود ہو جس کے ذریعہ سے خدا شیطانوں کو (اس گھر سے) دور بھگائے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو بروز قیامت بارگاہ خدا میں شکایت کریں گی (۱) وہ ویران مسجد جس میں اس مقام کے لوگ نماز نہ پڑھیں۔ (۲) وہ عالم دین جو جاہلوں میں گھرا ہوا ہو (جس کی وہ قدر نہ کریں اور اس سے مسائل دریافت نہ کریں)۔ (۳) وہ قرآن جسے گھر میں لٹکایا گیا ہو جو

گرد و غبار میں اٹا ہوا ہو مگر گھر والے اس کی تلاوت نہ کریں۔ (الاصول، الخصال)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستحب ہے کہ گھر میں قرآن لٹکایا جائے جس کے ذریعہ سے شیطانوں سے اپنی حفاظت کی جائے اور مستحب یہ ہے کہ اس کی تلاوت ترک نہ کی جائے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳۰، از احتضار میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب التجارہ (ج ۶۔ باب ۲۹ و ۳۱ و ۳۲ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور پڑھنے میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا کہ فرماتا ہے: ﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (کہ قرآن کو ترتیل سے پڑھو) کہ ترتیل کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: جناب امیر علیہ السلام نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ حروف کو خوب واضح طور پر ادا کرو۔ اور شعر و شاعری کی طرح جلد جلد نہ پڑھو اور نہ ہی ریت کے ذروں کی مانند اسے بالکل بکھیرو۔ بلکہ اس کے ذریعہ سے سخت دلوں کو کھٹکاؤ۔ اور پڑھتے وقت تمہارا عزم (جلدی) سورہ کے آخری حصہ تک پہنچنا نہ ہو۔ (الاصول)

۲۔ سلیم الفراء بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن کو واضح طور پر پڑھو کیونکہ یہ عربی ہے (جس کے معنی ظاہر کرنا اور صاف بولنے کے ہیں)۔

۳۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ قل ھو اللہ احد کو ایک ہی سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ بروایت ابی بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ کے متعلق فرمایا: ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اور پڑھتے وقت اپنی آواز کو حسین بناؤ۔ (مجمع البیان)

۵۔ جناب ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کرتے وقت ہر آیت کو دوسری آیت سے الگ کر کے پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ و ۱۹ و ۴۶، از قرائت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

قرآن کی اس طرح حزن کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے کہ گویا کسی انسان سے خطاب کر رہا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن حزن کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ لہٰذا تم بھی اسے حزن کے ساتھ پڑھو۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ جب میری بارگاہ میں آؤ تو اس ذلیل فقیر کی طرح کھڑے ہو (جو کسی امیر کبیر کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے) اور جب توراۃ کو پڑھو تو وہ مجھے حزین آواز کے ساتھ سناؤ۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بڑھ کر اپنی ذات کے بارے میں ڈرنے والا اور لوگوں کے معاملہ میں امید رکھنے والا نہیں دیکھا۔ اور ان کی تلاوت اسی طرح حزن و ملال کے ساتھ ہوتی تھی کہ گویا کسی انسان سے خطاب کر رہے ہیں۔ (ایضاً)

باب ۲۳

آہستہ اور بآواز بلند تلاوت کرنا جائز ہے ویسے آہستگی کو اختیار کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کو بآواز بلند پڑھے۔ وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو شمشیر بکف ہو کر راہ خدا میں جہاد کرے۔ اور جو اسے آہستہ آواز سے پڑھے وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو راہِ خدا میں اپنے خون میں لتھڑا ہوا ہو۔ اور جو اسے دس مرتبہ پڑھے تو یہ تلاوت اس کے قریباً ایک ہزار گناہوں پر پانی پھیر دے گی۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ جناب محمد بن ادریس حلی محمد بن علی بن محبوب کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی دعا و پکار اور تلاوت بیکار ہے۔ جب تک بآواز بلند نہ ہو تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ

السلام سب لوگوں سے بڑھ کر عمدہ آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور وہ بھی اس قدر بلند آواز کے ساتھ کہ جسے سب اہل خانہ سنتے تھے۔ اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی سب لوگوں سے بڑھ کر اچھی آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور جب رات کو (نمازِ شب کے لئے) اٹھتے تھے اور با آواز بلند قرأت کرتے تھے تو سقے راہ گیر آپ کی آواز سن کر رک جاتے تھے اور آپؑ کی تلاوت سنتے[1] تھے۔ (سرائر ابن ادریس)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذر غفاریؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! (چند مقامات پر آواز آہستہ کرو) (۱) جنازوں کے پاس۔ (۲) جنگ و جدال کے وقت۔ (۳) اور تلاوت قرآن کے وقت۔ (آمالی فرزند شیخ طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں سابقہ ابواب میں (بالخصوص باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

قرآن پڑھنے میں غنا و سرود حرام ہے۔ ہاں وہ اچھی آواز جو غنا کے زمرہ میں نہ آئے اس سے پڑھنا مستحب ہے اور آواز بلند کرنے میں میانہ روی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن کو عربوں کی آواز اور ان کے لہجہ میں پڑھو۔ خبردار! اسے فاسقوں، فاجروں اور گناہ کبیرہ کرنے والوں (گانے بجانے والوں) کے لہجہ میں نہ پڑھنا کیونکہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو غنا[2] نوحہ اور رہبانیت کے لہجہ میں پڑھیں گے۔ قرآن ان لوگوں کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اُن کے دل ٹیڑھے ہونگے، اور ان کے دل بھی ٹیڑھے ہوں گے جن کو ان کی یہ روش پسند ہوگی۔

(الاصول، تفسیر مجمع البیان، کشکول شیخ بہائیؒ)

۱۔ اس سے کوئی کوتاہ اندیش شخص یہ خیال نہ کرے کہ غنا کے ساتھ قرآن پڑھنا جائز ہے۔ (العیاذ باللہ) کیونکہ ارباب علم و دانش جانتے ہیں کہ ہر اچھی آواز غنا و سرود نہیں ہوتی بلکہ غنا آواز کی ایک مخصوص کیفیت کا نام ہے جسے اہل فن ہی بہتر سمجھتے ہیں جس کی فرد جلی موجودہ دور میں فلمی طرزیں ہیں لہٰذا ان طرزوں میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے اور اس موضوع کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کیلئے خواہش مند حضرات ہمارے رسالہ "اصلاح المجالس والمحافل" کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ سابقہ باب کی حدیث نمبر ۲ کے حاشیہ پر اس موضوع کی مختصری تشریح کر دی گئی ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ ہر اچھی آواز غنا نہیں ہے اور جو غنا ہے اس کی حرمت زنا کی طرح ذاتی ہے جو قابل تخصیص نہیں ہے۔ مزید تفصیلات ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ، ج ۲ کے مکاسب محرمہ میں دیکھی جا سکتی ہیں واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ علی بن محمد النوفلی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اچھی آواز کا تذکرہ ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن کی اس طرح تلاوت کرتے تھے کہ بعض اوقات راہ گیران کی آواز کی عمدگی (اور حزن وملال) سے متأثر ہو کر غش کھا کر گر پڑتے تھے۔ (الاصول)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن عقبہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن پڑھنے میں سب لوگوں سے زیادہ خوش آواز تھے۔ جب آپؑ (درونِ خانہ تلاوت کر رہے ہوتے تھے اور) دروازہ کے پاس سے سقاء گزرتے تھے تو آپؑ کی تلاوت سننے کے لئے دروازہ پر رک جاتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تو شیطان میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ تو ریاکاری کی خاطر اہل خانہ اور دوسرے لوگوں کو سناتا ہے؟ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! قرأت میں درمیانہ روی اختیار کرو۔ اہل خانہ کو سناؤ۔ اور قرآن پڑھتے وقت آواز کو پھیرو۔ کیونکہ خداوند عالم اس اچھی آواز کو پسند کرتا ہے جسے پھیرا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر یہاں 'ترلجیع الصوت'' (آواز کے پھیرنے) سے مراد غنا ہے تو پھر تو یہ روایت محمول بر تقیہ ہے کیونکہ یہ پہلی مستند حدیث اور اس جیسی متواتر حدیثوں کے معارض ومخالف ہے۔ (جو غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں)۔ اور ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ آواز ہو جو غنا وسرود کی حد تک نہ پہنچے۔ (واللہ العالم)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن عبداللہ التمیمی سے اور وہ اپنے باپ (عبداللہؒ) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی (اچھی) آوازوں سے قرآن مجید کو خوبصورت بناؤ کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ دارم بن قبیصہ نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے بھی یہی حدیث روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اچھی آواز سے قرآن پڑھنا اخلاق میں بھی جس قدر خدا چاہے اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ منصف مزاج ارباب ذوق پر یہ چیز مخفی مستور نہیں ہے کہ ہر اچھی آواز مستلزم غنا نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس اچھی آواز کو اس سے مقید کرنا ضروری ہے کہ وہ غنا کی حد تک نہ پہنچے۔ (ورنہ حرام ہو جائے گی)۔

باب ۲۵

قرآن پڑھنے اور سننے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے اندر رقت اور خوف وخشیہ الٰہی کا اظہار کرے ہاں البتہ بے ہوشی وغیرہ کا اظہار نہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب قرآن کا تذکرہ کرتے ہیں یا ان کے سامنے اس کا تذکرہ کیا جائے تو ان میں سے کچھ لوگ اس طرح بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں تو انہیں احساس نہ ہوگا! امامؑ نے (از راہ تعجب) فرمایا: سبحان اللہ! یہ (حرکت) شیطان کی طرف سے ہے! ان کی اس صفت سے تعریف نہیں کی گئی (یا انہیں اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا) بلکہ جس چیز کی خدا نے تعریف کی ہے وہ نرمی، رقت قلبی، آنسو بہانا اور خوف وخشیۂ الٰہی کا اظہار کرنا ہے[1]۔ (الاصول، الامالی)

باب ۲۶

وہ کونسی تلاوتِ قرآن ہے جسے توجہ سے سننا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں فرماتے ہیں کہ "کہا گیا ہے کہ وہ رقت جس میں توجہ سے قرآن سننے کا حکم دیا گیا ہے ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ﴾ اس سے مراد نماز (با جماعت) میں پڑھا جانے والا قرآن ہے اور وہ بھی اس پیشنماز کے پیچھے جس کی اقتداء کی جاتی ہو۔ (شرعاً جائز ہو) جبکہ اس کی قرأت کی آواز سنی جائے۔ یہ تفسیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ نماز وغیرہ میں خاموشی سے قرآن سننا واجب ہے۔ (ایضاً)

فاضل طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے (تفسیر تبیان میں) فرمایا ہے کہ یہ تفسیر بطور استحباب کے ہے کہ نماز وغیرہ میں سننا چاہیئے مگر جس قرأت کا سننا واجب ہے تو وہ صرف حالت نماز میں ہے۔

۳۔ ابو کہمس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ابن کوّا (منافق) نے حضرت امیر علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے یہ آیت پڑھی: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

---

[1] لہٰذا یہ نیم بے ہوشی جسے صوفیوں کی اصطلاح میں "حال" کہا جاتا ہے۔ یہ سب شیطان کا حال ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ سچ ہے ؏

کل من فی الوجود یطلب صیداً انما الاختلاف فی الشبکات (احقر مترجم عفی عنہ)

الْخٰسِرِيْنَ﴾ تو جناب امیر علیہ السلام اسے سننے کے لئے خاموش ہو گئے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص قرآن پڑھتا ہے آیا جس شخص کے کانوں میں اس کی آواز پہنچ جائے اس پر خاموشی اور توجہ سے اسے سننا واجب ہے؟ فرمایا: ہاں! جب تمہارے پاس قرآن پڑھا جائے تو تم پر خاموشی اور توجہ سے اس کا سننا واجب ہے۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز فریضہ میں قرآن پڑھا جائے یعنی پیشنماز پڑھے تو مقتدیوں پر توجہ اور خاموشی سے سننا واجب ہے تاکہ ان پر رحم و کرم کیا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ یہی زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب بھی نماز وغیرہ میں قرآن پڑھا جائے تو خاموشی واجب ہے اور جب تمہارے روبرو قرآن پڑھا جائے تو تم پر خاموشی اور کان لگا کر سننا واجب[1] ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (ج ۴، باب ۳۱) باب الجماعۃ میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

ہر ماہ میں ایک بار یا ہر ہفتہ میں ایک بار یا ہر پانچ دن میں ایک بار یا ہر تین دن میں ایک بار یا ہر رات میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا مستحب ہے مگر ترتیل کے ساتھ اور جب جنت و جہنم والی آیتوں کے پاس سے گزرے تو جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے اور ماہ رمضان میں ختم قرآن کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں ایک رات میں پورا قرآن ختم کروں؟ فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ ایک ماہ سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے۔ (الاصول، الاقبال)

۲۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنی مدت میں قرآن ختم کروں؟ فرمایا: پانچ دن میں۔ یا سات دن میں۔ (پھر فرمایا) مگر میرے پاس ایک ایسا قرآن ہے جو چودہ حصوں

---

[1] حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ یہ (نماز وغیرہ کی تعمیم) بطور مستحب مؤکد کے ہے جسے لفظ وجوب سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ تحقیقی قول یہی ہے کہ یہ خاموشی اور توجہ سے سننا صرف نماز باجماعت میں ہے۔ انہی شرائط کے ساتھ جن کا تذکرہ اس باب کی پہلی حدیث کے ضمن میں کر دیا گیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پر تقسیم ہے (یعنی چودہ دن میں ختم ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! کیا میں پورا قرآن ایک رات میں ختم کروں؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: دو راتوں میں؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ جب وہ چھ راتوں تک پہنچ گئے تو پھر فرمایا: ہاں! پھر فرمایا: اے ابومحمد! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اصحاب جو تم سے پہلے تھے وہ ایک ماہ یا اس سے کچھ کم مدت میں قرآن ختم کیا کرتے تھے کیونکہ قرآن جلدی جلدی نہیں پڑھا جاتا۔ بلکہ ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھا جاتا ہے اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرو جس میں جہنم کا تذکرہ ہو تو وہاں ٹھہر جاؤ اور جہنم سے خدا کی پناہ مانگو![1] ابوبصیر نے عرض کیا: دو راتوں میں؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: تین راتوں میں؟ امامؑ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) ماہِ رمضان کے ساتھ کوئی اور مہینہ برابری نہیں کر سکتا۔ اس کا خصوصی حق اور احترام ہے۔ جس قدر ہو سکے اس میں نماز (زیادہ) پڑھو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رجاء بن ابوالضحاک سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام بوقت شب رختِ خواب پر قرآن کی بہت تلاوت کرتے تھے اور جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتے تھے جس میں جنت یا جہنم کا ذکر ہوتا تھا تو رو پڑتے تھے اور رو کر خدا سے جنت کا سوال کرتے تھے اور جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ ابراہیم بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور ان کے پاس اس کا علم نہ ہو۔۔۔ اور نہ ہی میں نے ان سے بڑھ کر ان کے دور تک سابقہ زمانہ کے حالات و واقعات کا کوئی عالم دیکھا ہے۔ مامون عباسی ان کا امتحان لینے کے لئے مختلف سوالات کرتا رہتا تھا اور وہ ان کا (صحیح) جواب دیتے تھے اور امام کا تمام کلام، اور ان کے تمام جوابات، اور ان کی مثالیں قرآن سے ماخوذ ہوتی تھیں۔ اور امامؑ ہر تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو اس سے کمتر مدت میں بھی ختم کر سکتا ہوں۔ مگر میرا طریقۂ قرأت یہ ہے کہ میں جس آیت کے پاس سے گزرتا ہوں اس میں غور و فکر کرتا ہوں کہ وہ کس چیز کے متعلق نازل ہوئی ہے اور کس وقت نازل ہوئی ہے۔ اس لئے میں تین دن میں ختم کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ خداوند عالم کے اس ارشاد ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تلاوت کا حق ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جنت و جہنم کے تذکرہ کے وقت آدمی رک جائے پھر جنت کا خدا سے سوال کرے اور جہنم سے اس کی پناہ مانگے۔ (مجمع البیان)

---

[1] دوسری روایت میں ہے کہ جب جنت والی آیت کے پاس سے گزرو تو خدا سے جنت کا سوال کرو۔ (الاصول)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤسؒ وھب بن حفص سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی کتنی مدت میں قرآن ختم کرے؟ فرمایا: چھ دن یا اس سے زائد عرصہ میں! عرض کیا: ماہِ رمضان میں کتنے دنوں میں؟ فرمایا: تین دنوں میں یا اس سے زائد دنوں میں۔ (الاقبال)

باب ۲۸

تلاوت قرآن کا ثواب سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام اور زندہ و مردہ اہل ایمان کو ہدیہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے والد نے آپؑ کے جد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے ہر رات ایک قرآن ختم کرنے کے متعلق سوال کیا تھا؟ تو آپؑ کے جد امجد نے ان سے کہا تھا: ہر شب میں؟؟ میرے والد نے کہا کہ بلکہ ماہِ رمضان کی ہر شب میں! اس پر آپؑ کے جد نے فرمایا: اچھا ماہِ رمضان میں! اس پر میرے باپ نے عرض کیا: ہاں۔ اس پر آپؑ کے جد نے فرمایا: اس میں جس قدر ہوسکتا ہے پڑھ۔ علی بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ میرے والد اس مقدس مہینہ میں چالیس ختم قرآن کیا کرتے تھے اور ان کے بعد میں بھی اتنے ہی قرآن ختم کیا کرتا تھا بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ اور کبھی اس سے کچھ کم! جس قدر فراغت اور مشغولیت اور نشاط و کسالت ہوتی (اس کے مطابق کم و بیش ختم کرتا تھا) اور جب عید الفطر کا دن ہوتا تھا تو ایک ختم قرآن کا ثواب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور ایک حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام، ایک حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں اور ایک ایک ختم دوسرے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی بارگاہ میں یہاں تک کہ نوبت آپؑ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) تک پہنچی تو ایک ختم آپؑ کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں تو اس کارِ خیر کا مجھے کیا اجر و ثواب ملے گا؟ فرمایا: اس کا تمہیں یہ اجر ملے گا کہ تم بروزِ قیامت انہی ذواتِ قادسہؑ کے ہمراہ ہوگے۔ راوی نے (خوش ہوکر) عرض کیا: اللہ اکبر! مجھے اس کا یہ صلہ ملے گا؟ امامؑ نے تین بار فرمایا: ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔

(الاصول، المقنعہ، الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳۴، از دفن) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

قرآن مجید سنتے وقت رونا یا رونے کی شکل بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے چند جوانوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: میں تمہارے سامنے قرآن پڑھنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جو قرآن سن کر رو پڑے گا اس کے لئے جنت ہے! چنانچہ آپؐ نے سورۂ زمر کی آخری آیتیں پڑھیں جو اس آیت سے شروع ہوتی ہیں ﴿وَ سِيقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا﴾ تا آخر سورہ۔ چنانچہ یہ سن کر سب جوان رو پڑے سوائے ایک جوان کے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے رونے کی کوشش تو بہت کی ہے مگر میری آنکھوں میں آنسو نہیں آئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ایک بار پھر ان آیتوں کا اعادہ کرتا ہوں۔ پس جو شخص رونے کی شکل بنائے گا اس کے لئے بھی جنت ہے چنانچہ پھر سب جوان رو پڑے سوائے اس جوان کے جس نے صرف رونے کی شکل بنائی (اور کوشش کی)۔ اس طرح وہ سب جوان جنت میں داخلہ کے مستحق قرار پائے۔ (الامالی، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

قرآن کے اعراب (زیر، زبر اور پیش) کا سیکھنا واجب ہے اور جب ممکن نہ ہو تو پھر غلط پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن سیکھو اس کی صحیح عربیت کے ساتھ۔ خبردار اس میں غلطی نہ کرنا یعنی بے جا ھمزہ نہ پڑھنا سوائے اصلی ھمزہ کے جیسے ارشاد قدرت ﴿اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ﴾ اور ارشاد ایزدی ﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ﴾ اور ارشاد خداوندی ﴿فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا﴾ ان کے علاوہ باقی ہر ھمزہ قرآن میں زیادتی ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ اسلمی (سلیمان) اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عربی سیکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس سے وہ اپنی مخلوق سے بات کرتا ہے اور اسی سے اس نے گزشتگان سے بات چیت کی ہے۔ (الخصال)

۳۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی دو شخص اپنے حسب (ذاتی کردار و رفتار) اور دین و دیانت میں برابر ہوتے ہیں تو ان میں سے خدا کے نزدیک افضل وہ ہوگا جو زیادہ ادیب ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: کسی مجلس و محفل میں تو اس کی فضیلت کا اندازہ لگالوں گا مگر خدا کے نزدیک اس کی فضیلت کا کس طرح

پتہ چلے گا؟ فرمایا: قرآن کی اس طرح تلاوت کرنے سے جس طرح وہ نازل ہوا ہے۔ اور دعا میں اعرابی غلطی نہ کرنے سے! کیونکہ غلط دعا بلند نہیں کی جاتی۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت کا ایک عجمی (جو عربی کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتا) وہ قرآن کو اپنے عجمی لہجہ میں پڑھتا ہے۔ مگر ملائکہ اس کو عربی (فصیح) میں بلند کرتے ہیں۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے گونگے کی قرأت (باب ۵۹، از قرأت میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

سورۂ اخلاص کو بکثرت پڑھنا اور شب و روز میں ایک ہزار بار اس کی تکرار کرنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک بار سورۂ اخلاص پڑھتا ہے اسے برکت عطا کی جاتی ہے اور جو دو بار پڑھتا ہے تو اسے اور اس کے اہل و عیال کو بھی برکت دی جاتی ہے اور جو تین بار پڑھتا ہے تو اسے اور اس کے پڑوسیوں کو بھی برکت دی جاتی ہے۔ اور جو بارہ (۱۲) بار پڑھتا ہے تو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں بارہ قصر تعمیر کرتا ہے اور کراماً کاتبین کہتے ہیں ہمیں لے چلو تا کہ ہم فلاں بھائی کے محلات دیکھیں۔ اور جو سو بار پڑھتا ہے اس کے پچیس سال کے گناہ سوائے خونِ (ناحق) اور لوگوں کے مال والے گناہوں کے (باقی سب) معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو شخص اسے چار سو بار پڑھتا ہے تو اسے ایسے چار سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جنہوں نے اپنے گھوڑے پے کر دیئے ہوں اور ان کا خونِ ناحق بہایا گیا ہو۔ اور جو شخص شب و روز میں ایک ہزار بار پڑھے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنی جگہ نہیں دیکھ لے گا۔ یا اسے دکھا نہیں دی جائے گی۔

(الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سعد بن معاذؓ کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: اس نماز میں ستر ہزار فرشتے بھی شامل ہوئے ہیں جن میں جناب جبرئیل بھی داخل ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا: اے جبرئیلؑ! یہ شخص تم فرشتوں کی نماز کا کس طرح مستحق قرار پایا؟ انہوں نے کہا: اس وجہ سے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے، پیدل، سوار جاتے اور آتے (الغرض ہر وقت) سورۂ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کرتا تھا۔

(الاصول، الامالی، ثواب الاعمال، التوحید)

۳۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے، والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ قل هو الله احد قرآن کے ایک ثلث (تہائی) کے برابر ہے اور سورۂ قل یا ایها الکافرون ربع قرآن (چوتھائی) کے برابر ہے۔ (الاصول)

۴۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے مفضل! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور قل هو الله احد اپنے دائیں، بائیں، اپنے آگے پیچھے اور اپنے اوپر اور نیچے پڑھ کر تمام لوگوں کے شر سے محفوظ ہو جاؤ۔ اور جب کسی جابر بادشاہ کے پاس جاؤ تو جب اس پر نگاہ پڑے تو اس سورہ کی تین بار تلاوت کرو اور اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرلو۔ اور جب تک وہاں سے باہر نہ نکل جاؤ انہیں نہ کھولو۔ (اس کے شر سے محفوظ رہو گے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے جناب سلمانؓ (محمدیؓ) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص ایک بار سورۂ قل هو الله پڑھے اس نے گویا قرآن کا ایک ثلث (تہائی حصہ) پڑھا ہے اور جو اسے دو بار پڑھے تو اس نے گویا قرآن کے دو ثلث پڑھے ہیں اور جو تین بار پڑھے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے پورا قرآن ختم کیا ہے۔ (الامالی، معانی الاخبار)

۶۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو پورا ایک جمعہ (یعنی ایک ہفتہ) گزر جائے اور وہ اس دوران سورۂ قل هو الله احد نہ پڑھے اور پھر مر جائے تو وہ ابولہب کے دین پر مرے گا۔

(ثواب الاعمال، عقاب الاعمال، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اور اس قسم کی سخت وعید و تہدید والی حدیثیں اس شخص پر محمول ہیں جو اس سورہ کو سبک سمجھ کر یا اس کی فضیلت کا انکار کرتے ہوئے اس کی تلاوت نہ کرے۔

۷۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص بیمار ہو جائے یا اسے کوئی سختی لاحق ہو اور وہ اس بیماری و سختی میں سورۂ قل هو الله احد نہ پڑھے اور پھر وہ اسی بیماری و سختی میں مر جائے تو وہ جہنمی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک شخص سے فرما رہے تھے: کیا تم دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! پوچھا: کیوں؟ عرض کیا: تا کہ سورۂ توحید کی تلاوت کروں! امامؑ اس کا یہ کلام سن کر خاموش ہو گئے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے حفص! جو شخص ہمارے دوستوں اور شیعوں میں سے اس حال میں مر جائے کہ اچھی طرح قرآن نہ پڑھ سکتا ہو۔ تو اسے قبر میں قرآن پڑھایا جائے

گا تا کہ خدا اس کے ذریعہ سے اس کے درجات کو بلند کرے کیونکہ جنت کے درجے قرآنی آیات کی تعداد کے برابر ہیں چنانچہ قاریٔ قرآن سے کہا جائے گا: قرآں پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کو تین دن گزر جائیں اور وہ اس دوران میں سورۂ قل ھواللہ نہ پڑھے تو اس بے توفیق کے گلے سے ایمان والی رسی نکال لی جاتی ہے اور اگر ان تین دنوں میں مر جائے تو خدائے بزرگ و برتر کا کافر و منکر ہو کر مرتا ہے۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۱۰۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صرف ایک بار سورۂ قل ھواللہ احد پڑھے تو گویا اس نے قرآن، توراۃ، انجیل اور زبور کا ایک ایک ثلث پڑھ لیا ہے۔ (کتاب التوحید)

۱۱۔ عبداللہ بن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ ہر رات قرآن کا ایک ثلث پڑھو۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ فرمایا: سورۂ قل ھواللہ قرآن کا ثلث ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں اور قرأت کے مختلف ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ و ۳۴ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

سوتے وقت مسبّحات (یعنی وہ سورتیں جو سبح اسم ربک سے شروع ہوتی ہیں) کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سونے سے پہلے مسبّحات پڑھا کرے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک قائم آل محمدؐ کے زمانہ کو نہیں پالے گا اور اگر (بالفرض) اس سے پہلے مر گیا تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار (بحار الانوار) میں ہوگا۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

باب ۳۳

سوتے وقت سورۂ قل ھواللہ احد کا سو بار یا پچاس بار یا (کم از کم) گیارہ بار پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابواُسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بستر خواب پر لیٹتے وقت سو بار سورۂ قل ھواللہ احد پڑھے تو خدا اس

کے گزشتہ پچاس سال کے گناہ معاف کر دے گا۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن طلحہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص بستر خواب پر لیٹ کر سورۂ قل ھو اللہ احد ایک سو بار پڑھے تو خدا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الاصول، التوحید، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قیس بن ربیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رختِ خواب پر جا کر گیارہ بار سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے اس کا گھر بھی محفوظ رہے گا اور اس کے اردگرد کے چند اور گھر بھی محفوظ رہینگے۔ (ثواب الاعمال)

باب ۳۴

سوتے وقت معوذتین تین بار، قل یا ایھا الکافرون اور انا انزلناہ گیارہ بار اور سورۂ الھاکم التکاثر کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص بچپن سے ہر بار باقاعدہ سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو تین تین بار اور قل ھو اللہ احد کو سو بار اور اگر سو بار نہ پڑھ سکے تو پچاس بار پڑھے تو خدا اس سے جنون اور بچوں کی دیگر بیماریاں جیسے پیاس اور معدہ کی خرابی دور رکھے گا اور بڑھاپے تک اس کا دوران خون ٹھیک رہے گا۔ جب تک وہ اسے پابندی سے پڑھتا رہے گا۔ لہٰذا اگر اس نے اس بات کی پابندی کی یا اس سے پابندی کرائی گئی تو وہ اپنی وفات کے دن تک ان آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن مُسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بستر خواب پر لیٹ کر سورۂ قل یا ایھا الکافرون اور سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو خداوند عالم اس کے لئے شرک سے برأت لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ درست حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ الھاکم التکاثر پڑھے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

(الاصول، ثواب الاعمال، المصباح للطوسیؒ)

۴۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: مستحب ہے کہ انسان سوتے وقت گیارہ بار سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تلاوت کرے۔ (المصباح)

باب ۳۵

سوتے وقت سورۂ کہف کے آخری حصہ کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن عبداللہ بن جذاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ کہف کا آخری حصہ پڑھ کر سوئے تو جس وقت چاہے گا اسی وقت بیدار ہو جائے گا۔

(الاصول، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص سوتے وقت پڑھے: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ تو اس کے لئے مسجد الحرام تک ایک نور ساطع ہوتا ہے اور اس نور کو وہ ملائکہ پُر کرتے ہیں جو صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ہلال سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ پڑھے ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ تا آخر سورۂ (کہف)، تو اس کی خواب گاہ سے لے کر مسجد الحرام تک ایک نور ساطع ہوگا اور جس کا بیت اللہ تک نور ساطع ہوگا تو یقیناً اس کے لئے بیت المقدس تک بھی نور ساطع ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

باب ۳۶

سورۂ انعام کا بکثرت پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن ابوحمزہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام سورۂ انعام یکبارگی نازل ہوئی تھی۔ اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی تو اس کی تعظیم وتکریم کی خاطر ستر ہزار فرشتوں نے اس کی مشایعت کی تھی کیونکہ اس میں اسم جلالہ (اللہ) ستر مقامات پر وارد ہے۔ (فرمایا) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس کی تلاوت میں کیا اجر وثواب ہے تو وہ اس کی تلاوت کبھی ترک نہ کرتے۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

باب ۳۷

سورۂ الحمد کو مکرر پڑھنا اور تکلیف ودرد کے مقام پر ستر بار پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جس میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: اگر سورۂ حمد کسی مردہ پر ستر بار پڑھی جائے اور اس میں روح عود کر آئے تو یہ امر باعث تعجب نہ ہوگا۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن فضل مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبھی سورۂ فاتحہ ستر بار کسی درد کے مقام پر نہیں پڑھی گئی مگر یہ کہ اسے آرام آ گیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سلمہ بن محرز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس (بیمار) شخص کو سورۂ فاتحہ شفا نہ دے سکے تو پھر اسے کوئی بھی چیز شفا نہیں دے سکتی۔ (ایضاً)

۴۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کبھی سستی، نظر بد یا درد سر کی شکایت ہوتی تو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر سورۂ حمد اور معوذتین کی تلاوت کرتے اور پھر ہاتھ اپنے منہ پر مل لیتے تھے اس سے ان کی تکلیف رفع ہو جاتی تھی۔ (طب الائمہ)

۵۔ سلمہ بن محرز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ توحید شفاء نہ دے تو پھر اسے کوئی شی شفا نہیں دے سکتی۔ فرمایا: ہر تکلیف ان دو سورتوں کی برکت سے دور ہو سکتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن فضل ائمہ علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جس درد و الم پر سورۂ فاتحہ ستر بار پڑھی جائے اسے باذن خدا آرام آ جاتا ہے، ور اگر چاہو تو اسے آزماؤ اور اس میں شک و شبہ نہ کرو۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصوری سے اور وہ اپنے باپ، چچا سے اور وہ امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو کوئی تکلیف لاحق ہو وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سات بار سورۂ حمد پڑھے اگر اس سے اس تکلیف کا ازالہ ہو جائے تو فبہا۔ ورنہ ستر بار پڑھے۔ (فرمایا) اس طرح میں اس کی صحت و عافیت کا ضامن ہوں۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ محمد بن مسعود عیاشی کی تفسیر کے حوالہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے جناب جابرؓ سے فرمایا: اے جابر! کیا میں تجھے وہ افضل ترین سورہ نہ پڑھاؤں جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل کی ہے؟ جابر نے عرض کیا: ہاں ضرور! پس آنحضرتؐ نے ان کو سورۂ حمد پڑھائی اور فرمایا: اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے سوائے سام کے اور سام سے مراد موت ہے۔ (مجمع البیان)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ عرش الٰہی میں ہے ان سب سے اشرف و اعلیٰ سورۂ فاتحہ ہے پھر آنحضرتؐ نے اس کا ثواب عظیم اور اجر جزیل بیان فرمایا۔ (ایضاً)

باب ۳۸

باب قرآن سے استخارہ کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے ہاں اس سے فال نکالنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یسع قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں اور اس میں خدا سے طلبِ خیر بھی کرتا ہوں مگر کسی شق پر رائے مستقر نہیں ہوتی تو؟ فرمایا: قرآن مجید کو کھولو اور اس کی پہلی سطر پر نگاہ کرو۔ وہاں جو کچھ (امر یا نہی) نظر آئے اس کے مطابق عمل کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ بعض رجال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرآن سے فال نہ نکالو۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ استخارہ سے مراد خدا سے طلب خیر کرنا ہے اور دو کاموں میں سے ایک کام کو دوسرے پر ترجیح دینے کا طریقۂ کار معلوم کرنا ہے۔ بعد ازیں استخارہ کی حدیثوں میں یہ بات بیان کی جائے گی کہ قرآن سے استخارہ کرنا مستحب ہے۔ اور فال کیا ہے؟ کسی معاملہ کا انجام معلوم کرنا کہ کیا ہوگا یا کسی غائب شخص کے حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ یہ بات ممنوع ہے۔ (کیونکہ قرآن کوئی فال نامہ کی کتاب نہیں ہے۔ یہ تو کتاب ہدایت ہے)۔

باب ۳۹

شب و روز میں سورۂ ملک کا بکثرت پڑھنا اور اسے یاد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ ملک کا ایک نام ''مانعہ'' بھی ہے جو عذابِ قبر سے منع کرتی ہے۔ اس کا نام توراۃ میں سورۃ الملک ہے جو شخص رات میں اس کی تلاوت کرے گا تو اس نے گویا بہت عمل خیر کیا۔ اور وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے گا۔ پھر فرمایا: اور میں نماز عشاء کے بعد (وتیرہ میں) بیٹھ کر اور اسے پڑھ کر رکوع کرتا ہوں اور میرے والد ماجد شب و روز میں اس کی تلاوت کیا کرتے تھے جو شخص یہ سورہ پڑھا کرے گا تو جب نکیرین اس کی قبر میں پائنتی کی طرف سے داخل ہوں گے تو اس کے پاؤں کہیں گے کہ تمہیں ہم پر کوئی کنٹرول نہیں ہے کیونکہ یہ شخص ہم پر کھڑا ہو کر شب و روز میں سورۃ الملک کی تلاوت کرتا تھا۔ اور جب اس کے شکم کی طرف سے آئیں گے تو وہ ان سے کہے گا، کہ تمہیں مجھ پر کوئی قابو نہیں ہے۔ کیونکہ اس شخص نے میرے اندر سورۂ ملک داخل کی تھی اور جب اس کی زبان کے پاس جائیں گے تو وہ ان سے کہے گی کہ تمہیں مجھ پر کوئی سبیل نہیں ہے کیونکہ یہ

شخص ہر دن اور ہر رات مجھ سے سورۂ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سونے سے پہلے نماز فریضہ (مغرب یا عشاء) میں سورۃ الملک پڑھے تو وہ صبح تک خدا کی امان میں رہے گا اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونے تک خدا کی امان میں رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

قرآن کا لکھنا اور شفا کی خاطر اسے دھو کر وہ پانی پینا جائز ہے۔ ہاں اس کا تھوک سے لکھنا اور اس سے مٹانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نُباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جبکہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میرے پیٹ میں زرد پانی ہے۔ آیا اس کی شفایابی کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ درہم و دینار خرچ کیے بغیر اپنے پیٹ پر آیۃ الکرسی لکھ۔ پھر اسے (پانی سے) دھو اور وہ پانی پی۔ اور اسے اپنے پیٹ میں ذخیرہ کر۔ باذن اللہ شفایاب ہو جائے گا۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مناہی میں قرآن کے تھوک سے لکھنے اور اس سے مٹانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

وہ تعویذ، افسوں اور منتر جبکہ قرآن سے ہو یا ذکر خدا سے یا ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہو تو جائز ہے ان کے علاوہ کسی نامعلوم اور مجہول چیز کا تعویذ وغیرہ جائز نہیں ہے اور قرآن، ذکر اور دعا کے تعویذ کا باندھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بچھو، سانپ، مجنون اور اس مسحور (جس پر جادو کیا گیا ہو) کے تعویذ کے بارے میں سوال کیا جو سخت تکلیف میں ہو؟ فرمایا: اے پسر سنان! ہر وہ تعویذ، افسوں اور منتر جو قرآن سے ماخوذ ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (پھر

فرمایا) جس کو قرآن شفا نہ دے اسے خدا شفا نہ دے آیا ان عوارض میں قرآن سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾، نیز اس کے متعلق خدا فرماتا ہے: ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ تم ہم سے سوال کرو ہم تمہیں تعلیم دیں گے۔ اور ہم تمہیں ہر بیماری اور ہر درد کے ازالہ کے لئے قرآنی طریقۂ کار سے آگاہ کریں گے۔

(طب الائمہ)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نظر بد، بخار، دانت کے درد اور ہر ڈنگ والی چیز کے لئے تعویذ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ آدمی کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے! اور اپنے منتر اور تعویذ میں کوئی ایسی چیز داخل نہ کرے جس کا مفہوم اسے معلوم نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ہم ان منتروں کو بطور تعویذ استعمال کریں؟ فرمایا: صرف قرآن کے ساتھ! دوسرے نہ! پھر فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے تعویذات اور منتر شرک ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہت سے تعویذات شرک کی قسم سے ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بیمار پر کوئی تعویذ یا قرآن کا کچھ حصہ (کوئی آیت وغیرہ) باندھنا چاہیئے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ قوارع قرآنی فائدہ دیتے ہیں۔ ان کو استعمال میں لاؤ۔ (ایضاً)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو کوئی تکلیف ہوتی ہے، اس کی صحت کے لئے کچھ قرآن لکھا جاتا ہے تو آیا اسے اس پر باندھا جا سکتا ہے؟ یا اسے دھو کر وہ پانی اسے پلایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی تعویذ لکھ کر بچہ یا عورت پر باندھا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ہم قرآن سے یا افسوں میں سے اپنے بچوں اور عورتوں پر باندھ سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں جبکہ وہ تعویذ کسی چمڑے (وغیرہ) میں بنا ہو تو اسے حائض بھی ہاتھ لگا سکتی ہے۔ اور اگر چمڑے (وغیرہ) میں بند نہ ہو تو پھر حائض اسے ہاتھ نہ لگائے۔ (ایضاً)

۹۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مریض پر قرآنی آیات یا تعویذ لکھ کر باندھا جاسکتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہم بعض اوقات جنب ہو جاتے ہیں تو؟ فرمایا: مؤمن نجس نہیں ہوتا۔ البتہ جب وہ تعویذ چمڑے میں بند نہ ہو تو پھر عورت نہ پہنے مگر مرد اور بچہ کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے کو نظر بد لگائی۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا: اس کے لئے کسی منتر کرنے والے شخص کو بلاؤ۔ (جو کوئی علاج کرے)۔ (قرب الاسناد)

۱۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام سے تعویذ کے متعلق پوچھا گیا کہ آیا بچوں پر باندھا جاسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہو تو باندھو بشرطیکہ اس میں ذکر خدا ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا بیمار کو داغ دیا جاسکتا ہے؟ یا اس کے لئے افسوں کرایا جاسکتا ہے؟ فرمایا: جب آدمی ایسے الفاظ پڑھ کر دم کرے جن کا مفہوم وہ جانتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے احتضار (ج ۱، باب ۱۴) اور حیض (باب ۳۷) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ و ۵۱ وغیرہ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

چار سُوَرِ عزائم یعنی حم السجدہ، الم السجدہ، والنجم اور سورۂ اقرأ میں سجدہ واجب ہے اور اس سجدہ میں طہارت شرط نہیں ہے اور سجدہ کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے پہلے نہیں۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ان سورِ عزائم میں سے وہ آیات پڑھو جن میں سجدہ واجب ہے تو سجدہ سے پہلے تکبیر نہ کہو، بلکہ سجدہ سے سر اٹھا کر کہو اور وہ سورِ عزائم چار ہیں: حم السجدہ، وتنزیل السجدہ، والنجم، واقرأ باسم ربک۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورِ عزائم پڑھی جائیں اور تم سن لو تو پھر سجدہ کرو۔ اگرچہ تم باوضو نہ بھی ہو بلکہ اگرچہ جنب بھی ہو اور چاہے عورت بھی (بوجہ حیض و نفاس) ان دنوں میں نماز نہ پڑھتی ہو اور باقی قرآنی (سجدوں) کے متعلق تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو کرو اور چاہو تو نہ کرو۔ (ایضاً والتہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آیت سجدہ کی تلاوت کرو تو سجدہ کرو اور جب تک اس سے سر نہ اٹھاؤ تکبیر نہ کہو۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک پیشنماز نے (نماز میں) آیت سجدہ کی تلاوت کی۔ اور سجدہ کرنے سے پہلے اس سے حدث سرزد ہو گیا۔ اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ کسی اور (اہل) شخص کو آگے کرے جو تشہد پڑھے اور سجدہ کرکے (لوگوں کو نماز مکمل کرائے) اور وہ لوٹ جائے اس طرح ان لوگوں کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ (ایضاً وقرب الاسناد)

۵۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ نوادر احمد بن محمد بن ابی نصر سے بروایت ولید بن صبیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں کہ جس کے سامنے کوئی شخص آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور وہ باوضو نہ ہو؟ فرمایا: کہ وہ (طہارت کے بغیر ہی) سجدہ کرے۔ (السرائر)

۶۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس حالت میں آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے کہ وہ باوضو نہیں ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ سورِ عزائم (واجبی سجدوں والی سورتوں) میں سے ہے تو پھر اسی حالت میں سجدہ کرے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ فصلت میں سجدہ ارشاد خداوندی ﴿ان کنتم تعبدون﴾ کے پاس ہے۔ (مجمع البیان)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: سورِ عزائم چار ہیں (۱) الم تنزیل۔ (۲) حم السجدہ۔ (۳) والنجم۔ (۴) اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ ان کے علاوہ پورے قرآن میں جو سجدے ہیں وہ صرف سنت ہیں فرض نہیں ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الحیض (ج ۱، باب ۳۶) اور قرأت (باب ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ اور ۴۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

سجدۂ تلاوت صرف پڑھنے والے اور توجہ سے سننے والے پر واجب ہے ہاں البتہ جس کے کانوں میں اتفاقاً آواز پڑ جائے اس کے لئے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیت سجدہ پڑھی جا رہی تھی کہ ایک شخص کے کانوں میں اتفاقاً آواز پڑ گئی تو؟ فرمایا: جب تک کان لگا کر توجہ سے نہ سنے (یا پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز نہ پڑھ رہا ہو) صرف کان پڑی آواز کی بنا پر سجدہ نہ کرے۔ اگر کوئی شخص ایک طرف نماز پڑھ رہا ہو اور تم دوسری طرف! (اور وہ آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور تمہارے کان میں اس کی آواز پڑ جائے تو) تم اس کان پڑی آواز پر سجدہ نہ کرو۔ (یعنی تم پر سجدہ کرنا واجب نہیں ہے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں نہی (سجدہ نہ کرو) وجوب کی نفی پر محمول ہے کہ یہاں سجدہ کرنا واجب نہیں ہے۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ایسے وقت میں آیتِ سجدہ کی آواز سنتا ہے۔ جب نماز پڑھنا درست نہیں ہے (بلکہ مکروہ ہے) جیسے غروبِ آفتاب سے پہلے یا طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد تو؟ فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے۔۔۔ نیز آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص (تقیۃً) ایسے لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہا ہے جن کی وہ اقتداء نہیں کرتا۔ اس لئے وہ اپنی نماز فرادیٰ پڑھ رہا ہے اور بعض اوقات وہ لوگ سورِ عزائم میں سے کوئی آیت (سجدہ) کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدہ نہیں کرتے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے (اس لئے کہ اس نے کان لگا کر توجہ سے آیت سجدہ نہیں سنی ہے)۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز با جماعت پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے تو وہ شخص کیا کرے؟ فرمایا: اپنے سر سے اشارہ کرے (اشارہ سے سجدہ کرے)۔

(بحار الانوار)

۴۔ نیز یہی بزرگوار انہی امام علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نمازِ (نافلہ) پڑھ رہا ہے کہ سورۂ سجدہ کا آخری حصہ (جہاں آیت سجدہ ہے) کی تلاوت کی جاتی ہے تو؟ فرمایا: جب سورِ عزائم میں سے کوئی آیت (سجدہ) سنے تو وہیں سجدہ کرے اور پھر کھڑا ہو کر نماز تمام کرے۔ مگر یہ کہ نماز فریضہ پڑھ رہا ہو اور یہ صورت حال پیش آ جائے تو پھر صرف سر سے اشارہ کرے وبس۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۴ و ۴۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ نیز اس سے پہلے کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سامع پر سجدہ واجب ہے تو پھر یا تو وجوب سے مراد استحباب لیا جائے گا یا پھر سامع سے مراد مستمع (کان لگا کر سننے والا) لیا جائے گا۔

باب ۴۴

چار سورِ عزائم کے علاوہ باقی تمام سجدے پڑھنے اور توجہ یا بلاتوجہ سننے والے کے لئے مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب خدا کی کسی نعمت کو یاد کرتے تھے تو سجدہ کرتے تھے۔ جب قرآن کی کوئی آیت سجدہ پڑھتے تھے تو سجدہ کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) مشہور ہو گیا۔ (علل الشرائع)

۲۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ بحوالہ نوادر احمد بن محمد بن ابونصر محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص وہ سورہ پڑھتا ہے جس میں سجدہ ہے مگر وہ سجدہ کرنا بھول جاتا ہے اور رکوع اور دونوں سجدے کرنے کے بعد یاد آتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ عزائم میں سے ہے تو پھر سجدہ کرے۔ اور عزائم چار ہیں: الم تنزیل، الم السجدہ، و النجم اور اقرأ باسمک ربک الذی خلق۔ (پھر فرمایا) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو یہ بات پسند تھی کہ ہر اس سورہ کے پڑھنے پر سجدہ کریں جس میں (مستحبی) سجدہ ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

اگر آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا جائے تو پڑھنے والا اور باتوجہ سننے والے پر اتنی بار ہی سجدہ کرنا واجب ہوگا اگرچہ ایک ہی نشست میں ایسا ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سُورِ عزائم (وہ چار سورتیں جن میں واجبی سجدے ہیں) پڑھ رہا ہے اس لئے ایک ہی نشست میں آیت سجدہ کی کئی بار تکرار کرتا ہے تو؟ فرمایا: سننے والے پر اور پڑھنے والے پر ہر بار سجدہ کرنا واجب ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض عام اور مطلق حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

سجدۂ تلاوت میں منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور مطلقاً (سجدہ سے پہلے یا بعد) تکبیر کہنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ الحذاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص واجبی سجدہ کرے تو سجدہ میں یہ دعا پڑھے ﴿سَجَدْتُ لَکَ تَعَبُّدًا وَ رِقًّا لاَ مُسْتَکْبِرًا وَلاَ مُسْتَنْکِفًا وَلاَ مُسْتَعْظِمًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ خَائِفٌ مُسْتَجِیْرٌ﴾۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ سور عزائم کے سجدہ میں یہ دعا پڑھی جائے: ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اِیْمَانًا وَ تَصْدِیْقًا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ عُبُوْدِیَۃً وَرِقًّا سَجَدْتُ لَکَ یَا رَبِّ تَعَبُّدًا وِ رِقًّا لاَ مُسْتَنْکِفًا وَلاَ مُسْتَکْبِرًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ خَائِفٌ مُسْتَجِیْرٌ﴾۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے بروایت عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ جب کوئی شخص واجبی سجدہ والی آیت پڑھے تو کیا کرے؟ فرمایا: جب اس سجدہ میں جاؤ یا اس سے سر اٹھاؤ تو تکبیر (واجب) نہیں ہے۔ ہاں البتہ سجدہ میں جاؤ تو وہی کچھ پڑھو جو (عام) سجدہ میں پڑھتے ہو۔

(السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو روایتوں کے درمیان جمع کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تخییر پر محمول کیا جائے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ وہ مخصوص دعا پڑھے (جو اوپر مذکور ہے) یا عام ذکر سجود کرے بعد ازیں سجدہ کے بیان میں ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس سجدہ میں مطلق ذکر کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۷

وہ مقامات جہاں قرآن کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جنہیں قرآن نہیں پڑھنا چاہیے (۱) رکوع کرنے والا۔ (۲) سجدہ کرنے والا۔ (۳) پاخانہ پھرنے والا۔ (۴) حمام کرنے والا۔ (۵) جنب۔

(۶) نفساء۔ (۷) اور حائض۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت بطورِ کراہت ہے بطور حرمت نہیں ہے کیونکہ جنب، حائض اور نفساء سوائے سور عزائم کے باقی قرآن (ہاتھ لگائے بغیر) پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جب آدمی نے تہمند باندھا ہو تو حمام میں بھی پڑھ سکتا ہے اور رکوع و سجود میں اس لئے قرآن نہیں پڑھا جاتا کہ ان کا ذکر مخصوص ہے۔ سوائے بعض نماز ہائے حاجت کے (کہ ان کے رکوع و سجود میں بھی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے) ہاں البتہ پاخانہ میں قرآن پڑھنے سے اجتناب لازم ہے۔

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۱، باب ۷، از احکام خلوۃ، باب ۱۵، از آداب حمام باب ۱۹، از جنابت و باب ۳۸ از حیض میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد رکوع (باب ۶) میں ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

سورۂ مبارکہ یٰسین کو بکثرت پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک قلب (دل) ہوتا ہے اور قرآن کا قلب سورۂ یٰسین ہے جو شخص رات کے وقت سونے سے پہلے یا دن میں رات داخل ہونے سے پہلے اس کی تلاوت کرے تو وہ دن پھر شام تک محفوظ اور مرزوق لوگوں میں سے ہوگا، اور جو رات کے وقت سونے سے پہلے اس کی تلاوت کرے تو خداوند عالم ایک لاکھ فرشتے اس کے ہمراہ موکل کر دیتا ہے جو (صبح تک) ہر شیطان رجیم اور ہر آفتِ (عظیم) سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اگر اس دن میں مر جائے تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (یہ حدیث بہت طویل ہے جو عظیم اجر و ثواب پر مشتمل ہے)۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ جابر جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پوری زندگی میں صرف ایک بار سورۂ یٰسین پڑھے تو خدا اسے دنیا و آخرت اور آسمان کی تمام مخلوق میں سے ہر ہر مخلوق کی تعداد کے مطابق دو دو ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور اتنی ہی برائیاں مٹاتا ہے اور اسے کبھی نہ فقر و فاقہ لاحق ہوگا اور نہ ہی کبھی مقروض ہوگا۔ نہ اس پر دیوار گرے گی۔ نہ کوئی مشقت لاحق ہوگی۔ اور نہ ہی اسے جنون و جذام اور وسواس لاحق ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوگا جو اسے ضرر و زیاں پہنچائے۔ نیز خدا اس پر سکرات موت اور اس کی ہولناکیوں کو آسان فرمائے گا اور خدا اس کی روح قبض کرنے کا متولی ہوگا۔ اور خدا اس کے رزق میں وسعت دے گا اور بروز قیامت اپنے دربار میں حاضری کے وقت اس کی خوشی اور آخرت کے ثواب پر اس کی رضامندی کا ضامن ہوگا۔ اور خدا اپنے ان تمام فرشتوں کو جو آسمان و زمین میں

ہیں حکم دے گا کہ میں فلاں بندہ سے راضی ہوں لہٰذا تم اس کے لئے مغفرت طلب کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ (اوران میں سے کچھ اس سے پہلے ج ۱، باب ۴۱، از احتضار میں گزر چکی ہیں)۔

باب ۴۹

سوار اپنی سواری پر بوقت ضرورت جدھر بھی اس کا منہ ہو سجدہ کرسکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سواری پر سوار ہے اور آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے تو؟ فرمایا: جدھر سواری کا رخ ہو اُدھر ہی منہ کر کے سجدہ کرے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے تھے جبکہ مدینہ کی طرف آرہے ہوتے تھے (جو قبلہ سے قریباً مشرق کی طرف ہے)۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (تم جدھر بھی منہ کرو اُدھر خدا کی ذات موجود ہے)۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۰

قرآن ہمراہ لے کر دشمن کی سرزمین کی طرف جانا مکروہ ہے اور کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عمر سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن ہمراہ لے کر سفر کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ تاکہ کہیں دشمن قرآن کی بے حرمتی نہ کرے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو توہین قرآن کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ کافر کے ہاتھ اسے فروخت کرنا بھی اس کی توہین ہے اور قرآن ہمراہ لے کر دشمن کی سرزمین میں جانا بھی قرآن کو توہین کے لئے پیش کرنے کے مترادف ہے۔

باب ۵۱

قرآن مجید کی ایک ایک سورہ کا پڑھنا مستحب ہے
(اور ان کے پڑھنے کے ترتیب وار نام بنام ثواب ہیں)

(اس باب میں کل بیالیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ البقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کرے وہ بروز قیامت اس طرح میدان محشر میں آئے گا کہ یہ دو سورتیں دو بادلوں کی مانند اس کے سر پر سایہ فگن ہوں گی۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ عمرو ابن جمیع مرفوعاً حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں اور آیت الکرسی مع دو آیتوں کے تا (هم فيها خالدون) اور اس سورہ کی آخری تین آیتیں پڑھے۔ تو اپنی جان اور اپنے مال میں کوئی ناپسندیدہ امر نہیں دیکھے گا، نہ شیطان اس کے قریب آئے گا اور نہ ہی وہ قرآن کو فراموش کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر خمیس کو سورۂ مائدہ کی تلاوت کرے اس کا ایمان کبھی ظلم سے آلودہ اور مخلوط نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ کبھی شرک میں مبتلا ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر ماہ (ایک بار) سورۂ انفال اور سورۂ برأت کی تلاوت کرے اس کے اندر کبھی نفاق داخل نہیں ہوگا اور وہ حضرت امیر علیہ السلام کے شیعوں میں شامل ہوگا۔ (ایضاً)

۵۔ فضیل رسان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ یونس کی ہر دو یا تین ماہ میں ایک بار تلاوت کرے اس کے بارے میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ جاہلوں میں سے شمار ہو۔ (بلکہ) وہ بروز قیامت مقربان بارگاہ خدا میں سے ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر دن یا ہر رات سورۂ یوسف کی تلاوت کرے گا۔ خداوند عالم اسے بروز حشر اس طرح محشور فرمائے گا کہ اس کا حسن و جمال حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال کی مانند ہوگا۔ اور اسے بروز قیامت کوئی جزع فزع لاحق نہیں ہوگی اور وہ خدا کے برگزیدہ نیک بندوں میں سے ہوگا نیز فرمایا: یہ سورہ توراہ میں بھی لکھی ہوئی تھی۔ (ایضاً)

۷۔ حسین بن ابوالعلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بکثرت سورۂ رعد کی تلاوت کرے تو خداوند عالم اسے صاعقۂ آسمانی میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اگرچہ ناصبی ہی کیوں نہ ہو اور اگر مومن ہو تو پھر تو حساب

کتاب کے بغیر جنت میں داخل کیا جائے گا اور اپنے اعزا و اقارب میں سے جن جن کو جانتا ہوگا ان کی شفاعت و سفارش بھی کر سکے گا۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ نحل کی ہر ماہ تلاوت کرے گا تو اسے دنیا میں قرض سے نجات عطا فرمائی جائے گی اور اس کے علاوہ ستر قسم کی ایسی بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھا جائے گا جن میں سے آسان ترین مصیبت جنون، جذام اور برص ہے اور اس کی آرام گاہ جنت عدن ہوگی جو عام جنت کے وسط میں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ مریمؑ کی تلاوت پر مداومت کرے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کی برکت سے وہ کچھ حاصل نہیں کرے گا جو اسے اپنی ذات، مال اور اولاد کے بارے میں بے نیاز کر دے گا۔ اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے حواریوں میں سے ہوگا۔ اور اسے آخرت میں اس قدر سلطنت عطا کی جائے گی جس قدر حضرت سلیمان بن داؤدؑ کو دنیا میں عطا کی گئی تھی۔ (ایضاً)

۱۰۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ طٰہٰ کی تلاوت ترک نہ کرو کیونکہ خدا اس سورہ سے محبت کرتا ہے اور جو اس کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اس سے بھی محبت کرتا ہے اور جو اس پر مداومت کرے گا تو خدا بروز قیامت اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور اس شخص نے اسلام کے اندر رہ کر جو کچھ کیا ہوگا خدا اس کا محاسبہ نہیں کرے گا اور اسے آخرت میں اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ فضیل رسان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ انبیاء سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرے وہ ان لوگوں میں سے ہوگا۔ جو جنات النعیم میں تمام انبیاء و مرسلین کے رفیق ہوں گے اور دنیوی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ہیبت و وقار سے رہے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ علی بن سورہ (سودہ) اپنے باپ (سورہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر تین دن میں ایک بار سورۂ حج کی تلاوت کرے تو وہ سال ختم نہیں ہوگا کہ یہ پہلے حج بیت اللہ سے مشرف ہو جائے گا اور اگر وہ اس سفر میں مر گیا جو جنت میں داخل ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: اگرچہ مخالف حق بھی ہو؟ فرمایا: اس کے عذاب میں بھی تخفیف کی جائے گی۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ نور کی تلاوت کر کے اپنے اپنے مالوں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی عورتوں کو گناہ سے بچاؤ۔ کیونکہ جو شخص ہر روز یا ہر شب اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت پر مداومت کرتا ہے اس کی وفات تک اس کے قریبی قرابت داروں میں سے کوئی زنا کا ارتکاب نہیں کرے

گا۔ اور جب مرے گا تو ستر ہزار فرشتے قبر تک اس کی مشایعت کریں گے جو سب کے سب اس کے قبر میں داخل ہونے تک اس کے لئے دعا و استغفار کرتے رہیں گے۔ (ایضاً)

۱۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے ان سے فرمایا: اے فرزند عمار! سورۂ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ کی تلاوت ترک نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص ہر شب اس کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے کبھی عذاب نہیں کرے گا اور نہ اس کا محاسبہ کرے گا اور اس کی منزل فردوس اعلیٰ ہوگی۔ (ایضاً)

۱۵۔ عمرو بن جبیر العرزمی اپنے والد (جبیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر رات سورۂ لقمان کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اس کی حفاظت کے لئے ملائکہ مقرر کرے گا جو صبح تک شیطان اور اس کے لشکر سے اس کی حفاظت کریں گے اور جب دن کے وقت اس کی تلاوت کرے گا تو یہ فرشتے شام تک شیطان اور اس کے انصار و اعوان سے اس کی حفاظت کریں گے۔ (ایضاً)

۱۶۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ احزاب کو زیادہ پڑھتا ہوگا وہ بروزِ قیامت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ازواج کے جوار میں ہوگا۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابن اذینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حمدین یعنی سورۂ حمد سبا اور سورۂ حمد فاطر کی رات کے وقت تلاوت کرے تو وہ ساری رات خدا کی حفظ و امان میں رہے گا اور جو دن میں ان کی تلاوت کرے گا تو اسے سارے دن میں کوئی ناپسندیدہ امر درپیش نہیں آئے گا۔ اور خدا اسے دنیا و آخرت کی ہر وہ خیر و خوبی عطا فرمائے گا جو کبھی اس کے دل و دماغ میں پیدا بھی نہیں ہوئی ہوگی۔ (ایضاً)

۱۸۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ زمر کی تلاوت کرے اور زبان سے اسے نرم کرے (یعنی وہ ترتیل سے پڑھے یا اسے بوسیدہ کرے یعنی بکثرت پڑھے) تو خدا اس کو دنیا و آخرت کا شرف عطا فرمائے گا اور مال و منال اور خاندان و قبیلہ کے بغیر اسے وہ عزت و عظمت عطا فرمائے گا کہ جو اسے دیکھے گا وہ اس سے ڈرے گا اور اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا اور جنت میں اس کے لئے ایک ہزار شہر بنائے گا۔ (اس حدیث میں بہت ثواب وارد ہے)۔ (ایضاً)

۱۹۔ ابوالصباح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر رات سورۂ حم مؤمن کی تلاوت کرے تو خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا اور اس کے لئے کلمۂ تقویٰ لازم قرار دے گا۔ اور آخرت کو اس کے لئے دنیا سے بہتر بنائے گا۔ (ایضاً)

۲۰۔ ذریح محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ حم السجدہ کی تلاوت کرے گا تو

قیامت کے دن تا حدِ نگاہ خدا اسے نور و سرور عطا فرمائے گا اور دنیا میں قابل ستائش اور لائق رشک زندگی گزارے گا۔ (ایضاً)

۲۱۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ حم عسق کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم بروز قیامت اسے اس طرح محشور فرمائے گا کہ اس کا چہرہ برف کی طرح (سفید و نورانی) یا سورج کی مانند (چمکدار) ہوگا یہاں تک کہ بارگاہ رب العزت میں کھڑا ہوگا پھر اسے خطاب ہوگا: اے میرا بندہ! تو نے سورۂ حم عسق کی تلاوت پر مداومت کی تھی۔ (بالآخر فرشتوں کو حکم دے گا کہ) اسے جنت میں داخل کرو۔ (ایضاً)

۲۲۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ حم الزخرف کی تلاوت پر مداومت کرے تو خدا قبر میں اسے کیڑوں مکوڑوں سے اور فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔ یہاں تک کہ جب بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگا تو یہی سورہ آکر اسے جنت میں داخل کرے گی۔ (ایضاً)

۲۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ جاثیہ کی تلاوت کرے گا تو اس کا ثواب یہ ہوگا کہ وہ کبھی آتش دوزخ کو آنکھوں سے نہیں دیکھے گا اور نہ ہی دوزخیوں کی چیخ و پکار کو سنے گا اور وہ (جنت میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا۔ (ایضاً)

۲۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ الذین کفروا (سورۂ محمدؐ) کی تلاوت کرے گا وہ نہ کبھی گناہ کرے گا اور نہ ہی دین کے بارے میں کبھی اسے شک لاحق ہوگا۔ اور نہ ہی خدا کبھی اسے فقر و فاقہ اور جابر بادشاہ کے خوف میں مبتلا کرے گا۔ (ایضاً)

۲۵۔ عبداللہ بن بکیر اپنے والد (بکیر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ انا فتحنا کی تلاوت کرکے اپنے مالوں، عورتوں اور اپنی مملوکہ (کنیزوں اور دوسری چیزوں) کی تلف ہونے سے حفاظت کرو کیونکہ جب کوئی شخص اس کی تلاوت پر مداومت کرتا ہوگا تو قیامت کے دن (منجانب اللہ) ایک منادی اسے اس قدر بلند آواز سے ندا کرے گا کہ جسے تمام خلائق سنیں گے کہ تو میرے مخلص بندوں میں سے ہے لہٰذا اسے (جنت میں) صالحین کے ساتھ شامل کردو۔ (ایضاً)

۲۶۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو سورۂ حجرات کی ہر رات یا ہر دن تلاوت کرے گا وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی زیارت کرنے والوں میں سے شمار ہوگا۔ (ایضاً)

۲۷۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات یا دن میں سورۂ والذاریات کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کی معیشت کی اصلاح کردے گا یعنی اسے رزق وسیع عطا فرمائے گا اور قبر میں اسے ایک ایسا نور

عطا فرمائے گا جو چراغ کی مانند قیامت تک روشن رہے گا۔ (ایضاً)

۲۸۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ طور کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی خیر و خوبی کو یکجا کر دے گا۔ (ایضاً)

۲۹۔ یزید بن خلیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز یا ہر رات سورۂ والنجم کی تلاوت پر مداومت کرے گا تو وہ لوگوں میں قابل تعریف زندگی گزارے گا۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور وہ لوگوں کا محبوب القلوب بن جائے گا۔ (ایضاً)

۳۰۔ یزید بن خلیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ اقتربت الساعہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کو اس حال میں قبر سے برآمد کرے گا کہ وہ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا۔ (ایضاً)

۳۱۔ ابی بن کعب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ حشر کی تلاوت کرے گا تو جنت، دوزخ، عرش، کرسی، حجب، ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں، ہوا و فضا، پرندے، درخت، پہاڑ، آفتاب و ماہتاب اور فرشتے (الغرض تمام مخلوقات) اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اگر اس دن میں یا اس رات میں اس کا انتقال ہو گیا تو وہ شہید متصور ہوگا۔ (ایضاً)

۳۲۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورۂ سأل سائل کو بکثرت پڑھو کیونکہ جو شخص اس کی بکثرت تلاوت کرے گا تو خدا اس سے اس کے کسی گناہ کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اور اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنت میں ٹھہرائے گا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۳۳۔ حسان (حنان) بن سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ قل اوحی الی کی بکثرت تلاوت کرے گا تو اسے دنیوی زندگی میں جن (وانس) کی نظر بد یا جادو یا لوگوں کے مکر و فریب سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا۔ اور کہے گا: پروردگارا! میں اس (رفاقت) کا کوئی بدل نہیں چاہتا۔ اور نہ ہی یہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا چاہتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۴۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ لا اقسم کی تلاوت پر مداومت کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو خدا اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محشور فرمائے گا اور بہترین شکل و صورت کے ساتھ قبر سے باہر آئے گا۔ آنحضرتؐ اسے جنت کی خوشخبری دیں گے اور ہنستے مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ ہوں گے یہاں کہ وہ پل صراط اور میزان کی منزل کو عبور کر جائے گا (یعنی داخل فردوس بریں ہو جائے گا)۔ (ایضاً)

۳۵۔ حسین بن عمر الزمانی اپنے والد (عمر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص

سورۂ والمرسلات عرفاً کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تعارف کرائے گا اور جو شخص سورۂ عم یتسائلون کی تلاوت کرے گا بشرطیکہ بلا ناغہ ہر روز پڑھے تو سال کے ختم ہونے سے پہلے خدا اسے حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جو شخص سورۂ والنازعات کی تلاوت کرے گا تو وہ سیراب ہوکر مرے گا اور سیراب ہی محشور ہوگا۔ اور جب جنت میں داخل ہوگا تو سیراب ہی ہوگا۔ (ایضاً)

۳۶۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ عبس وتولّی اور سورۂ واذا الشمس کوّرت کی تلاوت کرے گا تو وہ جنت میں خدا کے سایۂ رحمت وکرامت میں ہوگا اور یہ بات خدا کے لئے کچھ بڑی نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۳۷۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ والشمس وضحٰہا، واللیل اذا یغشٰی، والضحٰی اور الم نشرح کی شب وروز میں تلاوت کرے گا تو وہاں موجود ہر شئی اور ہر وہ چیز جسے زمین اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہے اس کے حق میں گواہی دے گی اور خداوند عالم ان سے فرمائے گا کہ میں اپنے بندہ کے حق میں تمہاری شہادت کو قبول کرتا ہوں اور اسے نافذ کرتا ہوں۔ لے جاؤ میرے بندہ کو، میری جنات میں سے اس جنت میں جسے وہ پسند کرے اور اسے وہ جگہ عطا کرو۔ یہ اس پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ میری رحمت کا تقاضا ہے اور میرا فضل وکرم ہے پس میرے بندہ کو یہ مبارک اور گوارا ہو۔ (ایضاً)

۳۸۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دن یا رات میں سورۂ اقرأ باسم ربک پڑھے اور پھر اس شب یا روز میں مرجائے تو اس کی موت شہادت کی موت ہوگی، خدا اسے شہید مبعوث کرے گا اور شہید ہی زندہ کرے گا اور وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے شمشیر بکف ہوکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ (کفار سے) جہاد کیا۔ (ایضاً)

۳۹۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ لم یکن الذین کی تلاوت کرے گا تو وہ شرک سے بری الذمہ ہو جائے گا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں داخل ہو جائے گا اور خدا اسے مؤمن محشور فرمائے گا اور اس کا حساب وکتاب بآسانی لے گا۔ (ایضاً)

۴۰۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ والعادیات کی تلاوت پر مداومت کرے گا تو خداوند عالم بروز قیامت اسے حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ محشور فرمائے گا اور وہ ان کے رفقاء میں سے شمار ہوگا۔ (ایضاً)

۴۱۔ عمرو بن ثابت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو سورۂ القارعہ کو بکثرت پڑھے گا تو خدا اسے

(دنیا میں) دجال پر ایمان لانے کے فتنہ و آزمائش سے محفوظ رکھے گا اور آخرت میں جہنم کی گرمی سے مامون فرمائے گا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۴۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سورۂ لایلاف قریش کو بکثرت پڑھے گا تو خدا اسے بروز قیامت جنت کی سواریوں میں سے ایک سواری پر محشور فرمائے گا۔ یہاں تک کہ اسے نورانی دسترخوان پر بٹھائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱۰، از آداب حمام و باب ۴۱، از احتضار و باب ۲، از اذان و باب ۴۵، از قرأت وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو باقی سورتوں کی تلاوت۔ کے مستحب ہونے پر اجمالاً یا تفصیلاً دلالت کرتی ہیں اور اس سلسلہ میں بکثرت حدیثیں مروی ہیں جو تفسیر مجمع البیان وغیرہ میں مذکور و مسطور ہیں۔

ابوابِ قنوت

(اس سلسلہ میں کل تیئس (۲۳) ابواب ہیں)

باب ۱
ہر نماز میں خواہ وہ جہری ہو یا اخفاتی، فرض ہو یا نافلہ، دعائے قنوت کا پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعائے قنوت تمام نمازوں میں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعائے قنوت ہر دو رکعتوں میں ہے۔ خواہ نافلہ ہو اور خواہ فریضہ۔ (ایضاً)

۳۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی دن تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ وہ جہری اور غیر جہری تمام نمازوں میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۴۔ فضل بن شاذان روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا: قنوت سنت واجبہ ہے۔ صبح، ظہر و عصر اور مغرب و عشاء میں۔ (عیون الاخبار)

۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے دعاءِ (توجہ) اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد قنوت اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اسے پسند تھا کہ اپنے پروردگار کے لئے اپنے قیام و عبادت کو حمد و ثنا، تقدیس اور رغبت و رہبت سے شروع کرے اور اسی طریقہ سے ختم

کرے اور دعائے قنوت کو طول دے تا کہ اگر کوئی نماز باجماعت میں شامل ہونا چاہئے تو رکوع میں شامل ہو جائے۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۶۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا: ''قنوت تمام نمازوں میں دوسری رکعت کے اندر رکوع سے پہلے اور قرأت کے بعد سنت واجبہ ہے۔ (الخصال)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا قنوت تمام نماز ہائے پنجگانہ میں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ان سب میں قنوت پڑھو۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا؟ فرمایا: جہری نماز میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے (یعنی زیادہ تاکید ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قنوت کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: ہر فریضہ و نافلہ میں ہے۔ (الفروع)

۹۔ حارث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھو نماز خواہ فریضہ ہو یا نافلہ۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قنوت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: وہ ان نمازوں میں ہے جن میں جہر کیا جاتا ہے! راوی نے عرض کیا کہ میں نے یہی سوال آپ کے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے کیا تھا۔ انہوں نے تو فرمایا تھا کہ قنوت تمام نماز ہائے پنجگانہ میں ہے۔ (یہ سن کر امامؑ نے) فرمایا: خدا میرے والد ماجد پر رحمت نازل فرمائے۔ میرے والد کے اصحاب (خلوص نیت سے) سوال کرتے تھے اور وہ ان کو حقیقی جواب دیتے تھے مگر میرے پاس لوگ شک کی حالت میں آتے ہیں اس لئے میں تقیہ کے ساتھ جواب دیتا ہوں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ وھب بن عبد ربہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بے رغبتی سے (سبک سمجھ کر) قنوت ترک کر دے اس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ (الفروع)

۱۲۔ قبل ازیں باب القبلہ حدیث نمبر ۱ میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جب زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نماز کے فرائض کے بارے میں سوال کیا؟ تو امامؑ نے فرمایا: (۱) وقت۔ (۲) طہارت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) توجہ۔ (۵) رکوع۔ (۶) سجود۔ (۷) اور دعا۔ (یعنی دعائے قنوت)۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو بعض فقہاء دعائے قنوت کو واجب جانتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں مگر اکثر

فقہاء نے اسے مستحب مؤکد پر محمول کیا ہے یا اس بات پر کہ دعا سے یہاں دعائے قنوت مراد نہیں ہے بلکہ قرأت یا اذکار واجبہ مراد ہیں کیونکہ ان میں بھی مفہوم دعا موجود ہے نیز بعد ازیں بھی بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائینگی جو قنوت کے استحباب پر اور وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جہری نماز میں، وتر اور نماز جمعہ میں قنوت مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے قنوت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر وہ نماز جس میں قرأت بالجہر پڑھی جاتی ہے اس میں قنوت ہے۔

(التہذیب)

۲۔ وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دعاء قنوت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: نماز جمعہ، نماز مغرب و عشاء، وتر اور نماز صبح میں قنوت ہے کہ جو شخص بے رغبتی کی وجہ سے قنوت کو ترک کر دے اس کی نماز نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اس بات (دعاءِ قنوت) کا تذکرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ نماز کہ جس میں قنوت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے وہ جہری نماز ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سعد بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا قنوت تمام نمازوں میں ہے یا صرف ان میں جن میں جہر کیا جاتا ہے؟ فرمایا: قنوت صرف نماز صبح، جمعہ، وتر اور نماز مغرب میں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں کن نمازوں میں قنوت پڑھوں؟ فرمایا: صرف صبح میں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو نماز صبح میں شدتِ استحباب پر۔ یا تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام، ابوبکر، عمر، ابن عباس سب کے سب نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے اور عثمان بھی نماز صبح میں پڑھتے تھے[1]۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

---

[1] یہ روایت اہل خلاف کی ہے لہٰذا ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ہر نماز میں خواہ فریضہ ہو یا نافلہ حتیٰ کہ نماز شفع میں بھی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے سوائے نمازِ جمعہ کے (کہ اس میں رکوع کے بعد ہے)

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت ہر نماز میں دوسری رکعت کے اندر رکوع سے پہلے ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت نماز مغرب میں دوسری رکعت میں ہے اور عشاء و صبح میں بھی ایسا ہی ہے مگر وتر میں تیسری رکعت میں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قنوت جو مستحب مؤکد ہے جسے بہت طول دینا بھی مستحب ہے وہ تیسری رکعت میں ہے ورنہ دوسری رکعت میں بھی مستحب ہے اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے عدد الفرائض و النوافل میں گزر چکی ہیں۔

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ قنوت کس نماز میں ہے؟ فرمایا: ہر وہ نماز جس میں قرأت بالجہر کی جاتی ہے اس میں قنوت (مؤکد) ہے۔ اور یہ قنوت رکوع سے پہلے اور قرأت کے بعد ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسماعیل جعفی و معمر بن یحییٰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت رکوع سے پہلے ہے اور اگر چاہو تو اس کے بعد بھی پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ قنوت جو وتر اور نماز فجر اور دیگر جہری نمازوں میں ہے وہ رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ فرمایا: رکوع سے پہلے اور قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ (الفروع)

۶۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی قنوت کو نہیں جانتا مگر اسی کو جو رکوع سے پہلے ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ قنوت جو نماز فجر اور وتر میں ہے وہ ہے کہاں؟ فرمایا: رکوع سے پہلے ہے۔

(عیون الاخبار)

۸۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھا کہ ہر قنوت قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے ہوتا ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں اس قسم کی بعض حدیثیں (یہاں باب ا، اور باب ۱۳و۱۴، از اعداد الفرائض میں) گزر چکی ہیں اور نماز جمعہ میں قنوت پر دلالت کرنے والی حدیثیں نماز جمعہ میں بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

قنوت واجب نہیں ہے اور تقیہ وغیرہ کی وجہ سے اسے ترک کیا جا سکتا ہے)

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام قنوت کے متعلق فرماتے تھے کہ چاہو تو پڑھو اور چاہو تو نہ پڑھو۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اور جب تقیہ کا مقام ہو تو پھر نہ پڑھو۔ اور میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ التہذیب)

۲۔ عبد الملک بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ فرمایا: نہ پہلے ہے اور نہ بعد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ تقیہ پر یا عدم وجوب پر محمول ہے۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بھی ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں قنوت رکوع سے پہلے اور دوسری میں رکوع کے بعد ہے اور بروزِ جمعہ نماز ظہر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جمعہ کے قنوت کے متعلق فرما رہے تھے کہ اگر پیشنماز ہے (کہ نماز جمعہ پڑھا رہا ہے) تو قنوت پہلی رکعت میں (رکوع سے پہلے) پڑھے اور اگر نماز ظہر (فرادیٰ) چار رکعت پڑھ رہا ہے تو پھر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن (نماز جمعہ میں) قنوت پہلی رکعت میں ہے قرأت کے بعد (اور رکوع سے پہلے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص جمعہ چار رکعت (ظہر) پڑھتا ہے آیا اس میں جہر کرے؟ فرمایا: ہاں۔ اور قنوت دوسری رکعت میں (رکوع سے پہلے) پڑھے۔ (الفقیہ)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز جمعہ میں پیشنماز کو دو قنوت پڑھنے چاہئیں۔ ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے۔ اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔ اور جو تنہا (ظہر) پڑھے تو اسے ایک قنوت پڑھنا چاہیئے۔ دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں جمعہ کے دن قنوت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس سلسلہ میں تم میرے ایلچی ہو۔ (لوگوں کو بتاؤ کہ) جب تم جماعت کے ساتھ (نماز جمعہ) پڑھو تو قنوت پہلی رکعت میں ہے (رکوع سے پہلے) اور جب فرادیٰ (ظہر) پڑھو تو پھر دوسری رکعت میں ہے (رکوع سے پہلے)۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۶۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن (نماز جمعہ میں) قنوت پہلی رکعت میں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے نماز جمعہ میں قنوت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: پیشنماز پر (جو نماز جمعہ پڑھائے) دو قنوت ہیں۔ ایک پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر اور رکوع سے پہلے اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور سجدہ سے پہلے اور جب آدمی فرادیٰ نماز (ظہر) پڑھے تو ایک قنوت دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھے اور چاہے تو نہ پڑھے۔ (التہذیب)

۸۔ عبد الملک بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز جمعہ میں قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ہے؟ فرمایا: نہ پہلے ہے اور نہ بعد میں!

(ایضاً والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس کی تین تاویلیں کی ہیں (۱) یہ وجوب کی نفی پر محمول ہے (۲) اس میں کوئی دعا متعین نہیں ہے۔ (۳) یہ تقیہ پر محمول ہے۔

۹۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (پیشنماز کو

چاہیئے کہ) دو خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھے، قرأت میں جہر کرے اور دونوں رکعتوں میں دو قنوت رکوع سے پہلے پڑھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ جمعہ میں قنوت کے بارے میں سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا! فرمایا: دوسری رکعت میں ہے! سائل نے کہا: بعض اصحاب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ آپؑ نے اس سے یہ فرمایا ہے کہ پہلی رکعت میں ہے؟ فرمایا: آخری میں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (جب یہ سوال و جواب ہو رہا تھا تو) وہاں بہت سے (اپنے اور بیگانے) لوگ موجود تھے! جب لوگ قدرے بے دھیان ہوئے تو امامؑ نے (چپکے سے) مجھ سے فرمایا: ہر قنوت رکوع سے پہلے ہوتا ہے سوائے نماز جمعہ کے (کہ اس میں دو قنوت ہیں) ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ و باب ۷۰، از قرأت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

قنوت میں (دعا کی بجائے) صرف پانچ بار یا تین بار تسبیح پڑھنا یا تین بار بسم اللہ پڑھنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کم ترین قنوت کیا ہے؟ فرمایا: پانچ مرتبہ تسبیح پڑھنا (سبحان اللہ کہنا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت میں ٹھہر ٹھہر کر صرف پانچ بار سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابو بکر بن ابو سماک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت میں صرف تین بار سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن محمد بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں قنوت کے بارے میں سوال کیا تھا (کہ اس میں کیا پڑھا جائے؟) امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جب کوئی سخت مجبوری ہو تو پھر ہاتھ اٹھائے بغیر صرف تین بار پڑھو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ (ایضاً)

باب ۷

قنوت میں منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کل باسنادِ خود سعد بن ابی خلف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قنوت میں یہ دعا پڑھنا کافی ہے: ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے جمعہ کے دن کے باقی تمام دنوں میں قنوت کے اندر یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِوُلْدِیْ وَ اَھْلِ بَیْتِیْ وَ اِخْوَانِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْکَ الْیَقِیْنَ وَ الْعَفْوَ وَ الْمُعَافَاۃَ وَ الرَّحْمَۃَ وَ الْمَغْفِرَۃَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ﴾۔(الفقیہ)

۳۔ ابوبکر بن ابوسماک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی جب آپؑ دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہوئے تو قرأت کے برابر جہر کرتے ہوئے (قنوت میں) یہ دعا پڑھی: ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔(ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن پہلی رکعت کے اندر قنوت میں یہ دعا پڑھو: ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (وَآلِہٖ) کَمَا ھَدَیْتَنَا بِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (وَآلِہٖ) کَمَا اَکْرَمْتَنَا بِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ اخْتَرْتَہٗ لِدِیْنِکَ وَ خَلَقْتَہٗ لِجَنَّتِکَ اَللّٰھُمَّ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ﴾۔(التہذیب والفروع)

۵۔ ابوبکر بن ابوسماک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ وتر کے قنوت میں یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ﴾۔اور فرمایا: قنوت میں صرف تین بار سبحان اللہ کہنا بھی کافی ہے۔(التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن حفص مروزی سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمازِ جمعہ کے قنوت میں (کلماتِ فرج کے اندر) یہ نہ کہو: ﴿وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ﴾۔(مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قنوت کی دعائیں بہت زیادہ ہیں۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

نمازِ فریضہ کے قنوت میں دعا پڑھنا اور نمازِ وتر کے قنوت میں استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: وتر کا قنوت کیا ہے؟ استغفار! (اور نماز فریضہ کا قنوت دعا ہے)۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

قنوت کے اندر ہر وہ (جائز) دعا مانگنا جائز ہے جو زبان پر جاری ہو جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ قنوت میں کیا دعا پڑھنی چاہیئے؟ فرمایا: جو دعا خدا تمہاری زبان پر جاری کر دے اور میں اس سلسلہ میں کوئی متعین چیز نہیں جانتا۔ (کہ جسے ترک کرنا جائز نہ ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا وتر کے قنوت میں کوئی مخصوص دعا ہے؟ فرمایا: نہ! ہاں البتہ خدا کی حمد و ثنا کر اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیج اور اپنے بڑے گناہ کے لئے خدا سے مغفرت طلب کر۔ پھر فرمایا: ہر گناہ بڑا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی معین و مقرر دعا نہیں ہے۔ (۱) نماز جنازہ میں۔ (۲) قنوت میں۔ (۳) مقام مستجار میں۔ (۴) صفا۔ (۵) اور مروہ میں۔ (۶) وقوفِ عرفات میں۔ (۷) اور دو رکعت نماز طواف میں۔

(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

نماز وتر کے قنوت میں ستر یا اس سے بھی زائد بار استغفار کرنا، سات بار دوزخ سے پناہ مانگنا تین سو بار العفوا العفو پڑھنا اور اپنی ذات کے لئے دعا مانگنے سے پہلے مؤمنین کے لئے دعا مانگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن ابو یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز وتر (کے قنوت) میں ستر بار استغفار پڑھو۔(الفقیہ)

۲و۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی نماز وتر (کے قنوت میں) ستر بار کہے: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ﴾۔ اور پورا ایک سال اس پر مواظبت کرے تو خدا اسے ان لوگوں میں سے شمار کرے گا جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں اور خدا کی جانب سے اس کے لئے بخشش واجب ہو جاتی ہے۔(الفقیہ)

ثواب الاعمال اور الخصال میں بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ "کھڑے ہو کر استغفار پڑھے"۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر میں ستر بار استغفار پڑھتے تھے اور سات بار یہ دعا پڑھتے تھے ﴿هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ﴾۔(الفقیہ)

۵۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سحر کے وقت وتر میں تین سو مرتبہ ﴿اَلْعَفْوَا اَلْعَفْوَا﴾ کہتے تھے۔ (ایضاً)

۶۔ معروف بن خربوذ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وتر کے قنوت میں یہ دعا پڑھو۔ اور پھر ایک طویل دعا ذکر فرمائی ہے۔ اور ستر بار استغفار کرو۔(ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد خداوندی ﴿وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (کہ مؤمن وہ ہیں جو سحری کے وقت طلب مغفرت کرتے ہیں) کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے آخر شب میں وتر کے اندر ستر بار استغفار پڑھنا مراد ہے۔ (التہذیب وعلل الشرائع)

۸۔ منصور (بن حازم) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: وتر میں ستر بار استغفار کیا کرو۔ (التہذیب والفروع)

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ صبح سحری کے

وقت استغفار کرنے والوں سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر میں ستر بار استغفار کیا کرتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ میں) اجمالاً و باب ۱۳، از اعداد الفرائض میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب الدعا نمبر ۴۳ و ۴۵ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اپنی ذات کے لئے دعا مانگنے سے پہلے مؤمنین کے لئے اور چالیس اہل ایمان کے لئے دعا مانگنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

نماز وتر (کے قنوت میں) مستحب یہ ہے کہ بایاں ہاتھ (دعا کے لئے) بلند کیا جائے اور دائیں ہاتھ سے اذکار شمار کیئے جائیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بنانی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز وتر میں ستر بار استغفار کرو۔ بائیں ہاتھ کو بلند کرو اور دائیں ہاتھ سے استغفار کو شمار کرو۔ (الفقیہ وعلل الشرائع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص میرے پاس سے گزرا جبکہ میں نماز میں بایاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا! اس نے مجھ سے کہا: اے بندۂ خدا! دائیں ہاتھ سے! میں نے اس سے کہا: اے بندۂ خدا! خدا کا حق جس طرح اس ہاتھ پر ہے اسی طرح اس ہاتھ پر بھی ہے۔ (الاصول من الکافی)

باب ۱۲

دعائے قنوت میں مقام تقیہ کے علاوہ ہاتھوں کا منہ کے بالمقابل تک بلند کرنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے اور ہاتھ بلند کرتے وقت تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ نماز وتر (کے قنوت میں) اپنے منہ کے بالمقابل ہاتھوں کو بلند کرو اور اگر چاہو تو کپڑے کے نیچے ہی رکھو۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں

قنوت پڑھوں اور میرے پیچھے مخالف لوگ موجود ہوں تو؟ فرمایا: صرف تمہارا ہاتھوں کو اس طرح اٹھانا جیسے کہ تم رکوع کرنا چاہتے ہو، کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن محمد سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں قنوت کے بارے میں سوال کیا تھا؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ جب کوئی سخت مجبوری ہو تو ہاتھوں کو بلند نہ کرو اور صرف تین بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ میں دعا کے لئے ہاتھوں کو اتنا بلند نہ کرو کہ سر سے بھی زیادہ بلند ہو جائیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ محمد بن مسلم، زرارہ اور حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿تبتّل﴾ سے مراد نماز میں ہاتھوں کا بلند کرنا ہے۔ (مجمع البیان)

۶۔ فرماتے ہیں کہ ابوبصیر کی روایت میں یوں وارد ہے کہ ﴿تبتّل﴾ سے مراد خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانا اور تضرع وزاری کرنا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے تکبیرۃ الاحرام کے بیان میں (باب ۹، از تکبیر میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو دعائے قنوت کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت تکبیر کہنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

دعائے قنوت میں دشمن کا نام لے کر اس کے خلاف بددعا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ وتر (کے قنوت میں) دشمن کے برخلاف دعا کرو۔ اور اگر چاہو تو اس کا نام بھی لو۔۔۔ اور (اپنے لئے) استغفار کرو۔ (التہذیب والفقیہ)

۲۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ نے محمد بن علی بن محبوبؒ کی کتاب سے بروایت عبداللہ بن ہلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث نقل کی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگوں کا اور ان کے باپوں اور ان کے قبیلوں کا نام لے کر نماز کے دعائے قنوت میں بددعا کی ہے اور آپؐ کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے بھی اپنے دشمن کے خلاف یہی روش اپنائی ہے۔ (السرائر)

۳۔ جناب شیخ کشی نے باسناد خود ابراہیم بن عقبہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ ان ''ممطورہ'' (باراں رسیدہ کتوں) کو جانتے ہیں۔ آیا میں نماز میں ان کے برخلاف دعا کر سکتا ہوں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں دعائے قنوت میں ان کے برخلاف دعا کرو۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (ہمارے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ) وہ لوگ جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل نہیں تھے یعنی ''واقفیہ فرقہ'' وہ شیعوں میں ''ممطورہ'' کے نام سے پہچانے جاتے تھے یعنی وہ ''کتے جن پر بارش برسی ہو'' (اور اس طرح وہ نجس تر ہو گئے ہوں) اس لئے کہ وہ ان لوگوں سے سخت اجتناب کرتے تھے۔

باب ۱۴

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا دعائے قنوت وغیرہ میں ذکر کرنا اور اجمالاً ان کا نام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں نماز میں ائمہ علیہم السلام کا نام لوں؟ فرمایا: ہاں مگر اجمالاً[1]۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز جمعہ کے قنوت میں اس طرح درود پڑھا: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِمَّنْ خَلَقْتَهٗ لِدِيْنِكَ وَ مِمَّنْ خَلَقْتَهٗ لِجَنَّتِكَ﴾۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آیا میں ائمہ کا نام لوں؟ فرمایا: ہاں مجملاً نام لو۔ (التہذیب)

باب ۱۵

جو شخص دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جائے اس کیلئے نماز یا قنوت کی قضا کرنا واجب نہیں ہے ہاں البتہ اگر رکوع کیلئے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچے ہوں تو پلٹ کر قنوت پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سہل سے اور وہ اپنے باپ سہل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

---

[1] جیسے ''ائمہ اہل بیت'' یا ''ائمۃ المؤمنین'' یا ''اولیاء اللہ'' یا ''حجج اللہ'' یا ''خلفاء رسول اللہ'' وغیرہ الغرض ایسے صفاتی نام جس میں سب ائمہ داخل ہو جائیں۔ ان حدیثوں سے بعض بے توفیق حضرات تشہد میں شہادت ثالثہ کے جواز پر استدلال کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ حقیقت روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ان حدیثوں کا اس موضوع سے کوئی ربط و تعلق ہی نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص نماز فریضہ میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے تو؟ فرمایا: اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص وتر وغیرہ میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے (پھر) فرمایا: ہاں اگر رکوع کے لئے جھک رہا ہو اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے پہلے یاد آ جائے تو پھر سیدھا کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھ کر رکوع کرے اور اگر ہاتھ گھٹنوں پر رکھ چکا ہو تو پھر نماز کو جاری رکھے اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جائے! تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے ہاں البتہ اسے عمداً ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۶ و ۱۸ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قنوت کی قضا کرنا مستحب ہے اور ان حدیثوں سے واضح ہے کہ یہ قضا واجب نہیں ہے لہٰذا ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی منافات نہیں ہے۔

باب ۱۶

اگر کوئی شخص دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائے اور نماز سے فراغت کے بعد یاد آئے اگرچہ راستہ میں یاد آئے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ روبقبلہ ہو کر اس کی قضا کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول گیا اور اسے (نماز کے بعد) راستہ طے کرتے ہوئے یاد آیا تو؟ فرمایا: وہیں روبقبلہ ہو کر پڑھ لے۔ پھر فرمایا: میں کسی بھی شخص کے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے روگردانی کرے یا اسے ترک کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ مسئلہ بیان کیا گیا کہ ایک شخص قنوت پڑھنا بھول گیا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نماز سے لوٹ جانے کے بعد جبکہ بیٹھا ہوا ہو تو قنوت پڑھے (قضا کرے)۔ (التہذیب والاستبصار)

باب ۱۷

جو شخص بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہو اس کے لئے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور کافی بھی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نماز صبح کی دوسری رکعت میں پیشنماز کے ساتھ آکر شامل ہوتا ہے اب پیشنماز (کی چونکہ دوسری رکعت ہے اس لئے وہ تو) دعاءِ قنوت پڑھتا ہے۔ آیا یہ شخص بھی اس کے ساتھ قنوت پڑھے؟ فرمایا: ہاں اور یہی قنوت اس کے لئے کافی ہے (دوسری رکعت میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے)۔ (التہذیب)

باب ۱۸

جو شخص قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع کے بعد یاد آئے تو اس کے لئے اس کی قضا (وہیں) مستحب ہے اور نماز وتر و صبح کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قنوت پڑھنا بھول جاتا ہے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جاتا ہے تو؟ فرمایا: رکوع سے سر اٹھا کر پڑھ لے۔ اور اگر پھر بھی یاد نہ آئے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیبین)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جب رکوع میں چلا گیا تو اسے یاد آیا کہ اس نے قنوت نہیں پڑھا تو؟ فرمایا: رکوع سے سر اٹھا کر قنوت پڑھ لے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص قنوت پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ رکوع میں چلا گیا آیا بعد میں پڑھے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس نفی کو نفی وجوب پر محمول کیا ہے اور یہ بھی احتمال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ تقیہ پر محمول ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز وتر میں قنوت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: رکوع سے پہلے ہے! سائل نے عرض کیا: اگر پہلے پڑھنا بھول جاؤں تو آیا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے وتر اور نماز صبح میں اس لئے ایسا

کرنے کی ممانعت فرمائی ہے کہ اہل خلاف ان دونوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں۔ مگر دوسری نمازوں میں ایسا کرنا (رکوع کے بعد قنوت پڑھنا) اس لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ جمہور اہل خلاف ان نمازوں میں قنوت پڑھنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔

۵۔ علی بن جعفرؒ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص قنوت پڑھنا بھول جاتا ہے یہاں تک کہ رکوع میں چلا جاتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اس کی نماز مکمل ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے (یعنی قنوت کی قضا واجب نہیں ہے)۔ (بحار الانوار)

باب ۱۹

ضرورت کے تحت عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بھی قنوت پڑھنا جائز ہے اور اس میں انسان ہر (جائز) دعا مانگ سکتا ہے اور قنوت وغیرہ میں خوف خدا سے رونا یا رونے کی شکل بنانا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص نماز میں ہر قسم کا کلام کرکے اپنے پروردگار سے دعا و مناجات کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی نماز فریضہ میں ہر قسم کا کلام کرکے خدا سے دعا و مناجات کرنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر چیز مطلق اور جائز ہے جب تک اس کی ممانعت وارد نہ ہو۔ (ایضاً)

۴۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جس کے ذریعہ تم خدا سے مناجات کرو وہ وہ کلام نہیں ہے[1]۔ (جس کے کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں اور قرأت۔ کے باب ۶۷ و ۶۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد قواطع نماز (باب ۵) میں بیان کی جائیں گی نیز بکا و تباکی نیز عجمی کیلئے عربی کے علاوہ دوسری زبان میں

---

[1] انصاف یہ ہے کہ ان حدیثوں میں سے کوئی حدیث بھی بالصراحت عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں نماز میں دعا و پکار کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی۔۔۔ اس لئے احتیاط واجب اس میں ہے کہ بنا بر مشہور صرف عربی زبان میں دعا کرنے پر اکتفا کی جائے ہاں ضرورت اور اضطرار کی بات اور ہے کیونکہ ﴿الضرورات تبیح المحذورات﴾ ضرورتیں تو حرام کو بھی حلال بنا دیتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

قنوت پڑھنے کے جواز پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

دعائے قنوت میں جہر و اخفات ہر دو جائز ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آدمی تشہد، رکوع، سجود اور قنوت (کے اذکار) میں جہر کر سکتا ہے؟ فرمایا: چاہے تو جہر کرے اور چاہے تو نہ کرے (یعنی اسے اختیار ہے)۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

باب ۲۱

سوائے ماموم کے باقی ہر شخص کے لئے جہری یا غیر جہری نماز میں قنوت میں جہر کرنا (بآواز بلند پڑھنا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم کا قنوت جہری ہوتا ہے۔ (الفقیہ، السرائر)

۲۔ ابوبکر بن ابوسال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز فجر پڑھی تو آپ جب دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہوئے تو (دعائے قنوت میں) قرأت کے برابر جہر کرتے ہوئے یہ دعا پڑھی ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔ (الفقیہ)

باب ۲۲

قنوت کو طول دینا بالخصوص وتر کے قنوت کو مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جو شخص دنیا میں قنوت کو زیادہ طول دے گا بروز قیامت موقف (حساب میں) اس کی راحت بھی سب سے زیادہ طویل ہوگی۔

(الفقیہ وثواب الاعمال)

۲۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اولؒ) تحریر فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے فرمایا: افضل نماز وہ ہے جس کا قنوت طویل ہو۔ (کتاب الذکریٰ)

۳۔ نیز شہید اول فرماتے ہیں کہ علی بن اسماعیل میثمی اپنی کتاب میں باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جمعہ کے دن نماز صبح میں سورۂ جمعہ اور اخلاص کی تلاوت کرو۔ اور (نماز جمعہ کی) دوسری رکعت میں اتنا ہی قنوت پڑھو جتنا پہلی رکعت میں پڑھا تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: وہ قنوت جو ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہیں اور جو طویل دعاؤں پر مشتمل ہیں وہ بکثرت ہیں۔

باب ۲۳

نماز فریضہ کے قنوت میں (دعا کے بعد) ہاتھوں کا سر اور منہ پر پھیرنا مکروہ ہے جبکہ شب و روز کے نوافل میں ایسا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آدمی جب نماز فریضہ کی دعاء قنوت سے فارغ ہو تو آیا اسے منہ اور سینہ پر ہاتھ پھیرنا چاہئے؟ اس حدیث کی وجہ سے کہ جس میں وارد ہے کہ خدا کی ذات اس سے بہت اجل وارفع ہے کہ اپنے بندہ کے (پھیلے ہوئے) ہاتھوں کو خالی واپس لوٹائے بلکہ وہ انہیں اپنی رحمت سے بھر دیتا ہے! یا ایسا نہیں کرنا چاہئے؟ کیونکہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ یہ نماز میں عمل (جدید) ہے (جو کہ ممنوع ہے)؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ نماز فریضہ کے قنوت میں ہاتھوں کا سر اور منہ پر پھیرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس میں معمول یہ ہے کہ جب نماز گزار دعاءِ قنوت سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سینہ کے اوپر سے نہایت آہستگی کے ساتھ گھٹنوں تک نیچے لے جائے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے اور وہ روایت (ہاتھوں کو خالی نہ لوٹانے والی) صحیح ہے مگر وہ شب و روز کے نوافل کے بارے میں ہے نہ کہ فرائض کے بارے میں۔ لہٰذا نوافل میں اس پر عمل کرنا افضل ہے۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ حدیث دعا کے باب ۱۴ میں بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابوابِ رکوع

(اس سلسلہ میں کل اٹھائیس باب ہیں)

باب ۱
رکوع کرنے کی کیفیت اور اس کے دیگر بعض احکام

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رکوع کرنے کا ارادہ کرو تو سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کہو: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پھر رکوع کرو۔ اور اس میں پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اَنْتَ رَبِّي خَشَعَ لَكَ قَلْبِي وَ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي وَ مُخِّي وَ عَصَبِي وَ عِظَامِي وَمَا اَقَلَّتْهُ قَدَمَايَ غَيْرَ مُسْتَنْكِفٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٍ وَلَا مُسْتَحْسِرٍ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ﴾ (یہ آخری تسبیح) تین بار ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کو صف بستہ رکھو اور ان کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ رکھو اور اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر خوب دبا کر رکھو۔ اور دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو اور اپنی انگلیاں گھٹنوں کی آنکھوں تک پہنچاؤ۔ اور گھٹنوں پر انگلیاں کھول کر رکھو۔ اپنی پشت سیدھی رکھو اور گردن کو دراز کرو۔ اور اس وقت تمہاری نگاہ دونوں قدموں کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اور پھر سیدھے کھڑے ہو کر ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَهْلَ الْجَبَرُوْتِ وَ الْكِبْرِيَا وَ الْعَظَمَةُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ یہ ذکر بآواز بلند پڑھو۔ پھر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہو اور سجدہ میں گر جاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸، از اعداد الفرائض و باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آنے والے ابواب میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

رکوع وسجود میں جاتے اور ان سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رکوع وسجود کرنا چاہو تو رفع یدین کرو (دونوں ہاتھ بلند کرکے) تکبیر کہو اور پھر رکوع وسجود کرو۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب آپؑ رکوع میں جاتے یا اس سے سر بلند کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے (اور تکبیر کہتے تھے) اور جب سجدہ کرنا چاہتے یا اس سے سر اٹھاتے یا دوسرا سجدہ کرنا چاہتے تھے تب بھی ہاتھ بلند کرتے تھے (اور تب تکبیر کہتے تھے)۔(التہذیب)

۳۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو رکوع وسجود کے لئے جھکتے وقت اور رکوع وسجود سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتا تھا۔فرمایا: یہی عبودیت ہے۔(ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا نماز کی زینت ہے۔(ایضاً)

۵۔ قبل ازیں (تکبیر کے باب ۵ میں) یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نماز ہائے پنجگانہ میں کل (واجبی اور مستحبی) تکبیریں پچانویں (۹۵) ہیں۔

۶۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر چار رکعتی نماز میں اکیس، مغرب میں سولہ، فجر میں گیارہ اور قنوت کی پانچ تکبیریں ہیں۔

۷۔ بعد ازیں (باب ۱۳، از سجود میں) بروایت محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یہ حدیث ذکر کی کہ فرمایا: نمازی جب بھی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو تو اسے تکبیر کہنی چاہیے۔

۸۔ جناب شہید اولؒ بحوالہ کتاب حسین بن سعید حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تکبیر کہتے وقت رفع یدین کرنا ہی عبودیت ہے۔(کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵، از تکبیر میں) اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

رکوع وسجود میں واجبی ذکر کی ادائیگی تک طمانیت (آرام وسکون) واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس اثناء میں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر اس نے نہ رکوع مکمل کیا اور نہ سجود۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس نے نماز نہیں پڑھی بلکہ کوے کی طرح ٹھونگے مارے ہیں۔ اگر یہ شخص مر جائے اور اس کے نامۂ اعمال میں یہی نماز درج ہو تو یہ میرے دین پر نہیں مرے گا۔

(الفروع، التہذیب، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا میں اور باب ۲، از مواقیت اور باب ا، از افعال نماز میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

رکوع اور سجود میں ذکر کرنا واجب ہے اور ایک بار تسبیح کرنا کافی ہے مگر تین اور سات یا اس سے زائد بار مستحب ہے اور اس ذکر کے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رکوع وسجود میں تسبیح پڑھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ﴾ اور سجدہ میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھو۔ فرض ایک بار ہے اور تین بار سنت ہے مگر فضیلت سات بار میں ہے۔

(التہذیب)

۲۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ رکوع وسجود میں کیا ذکر کرنا کافی ہے؟ فرمایا: ٹھہر ٹھہر کر تین بار تسبیح (سبحان اللہ) پڑھنا۔ اور مکمل ایک تسبیح بھی کافی ہے۔(ایضاً)

۳۔ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ رکوع وسجود میں کس قدر تسبیح کافی ہے؟ فرمایا: تین بار اور ایک بار بھی کافی ہے۔ جبکہ بھرپور طریقہ سے پیشانی زمین پر رکھی جائے۔(ایضاً)

۴۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ رکوع وسجود (کے ذکر) کی حد کیا ہے؟ فرمایا: رکوع میں تین بار ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ﴾ اور سجدہ میں تین بار ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ

﴿الْاَعْلٰى وَ بِحَمْدِهٖ﴾ پڑھنا۔ فرمایا: جو شخص ان میں سے ایک تسبیح کم کرے گا۔ اس کی نماز کا ایک ثلث کم ہو جائے گا اور جو دو بار کم کرے گا اس کی نماز کے دو ثلث کم ہو جائیں گے اور جو بالکل تسبیح نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہے۔
(ایضاً والفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (ذکر رکوع وسجود کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ رکوع وسجود میں تسبیح کئی علل واسباب کی وجہ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ منجملہ ان کے ایک وجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے خشوع وخضوع اور تعبد وتورّع اور عجز ونیاز کے ساتھ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کرتے ہوئے اس کی تسبیح وتقدیس اور تعظیم وتمجید بجالائے اور اپنے خالق ورازق کا شکر ادا کرے اور تسبیح وتحمید کو اس طرح بروئے کار لائے جس طرح تکبیر وتہلیل کو عمل میں لایا ہے۔ اور تاکہ اس کا دل ودماغ یادِ خدا میں مشغول ہو جائے اور اس کی فکر اور اس کی خواہشات کا مرکز غیر اللہ نہ ہو۔ (عیون الاخبار وعلل الشرائع)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بیمار آدمی کے لئے رکوع وسجود میں کس قدر تسبیح کافی ہے؟ فرمایا: ایک تسبیح۔
(الفروع)

۷۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص انتہائی جلدی میں ہو اس کے لئے نماز نافلہ میں کیا کافی ہے؟ فرمایا: قرأت کی جگہ تین بار تسبیح۔ اور رکوع وسجود میں ایک ایک بار۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۱، از افعال نماز اور باب ۲۹، از قرأت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۶ و ۷ و ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

رکوع وسجود میں تین بار تسبیح پڑھنا مستحب مؤکد ہے اور اس سے کم تر پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن ابی سیار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے لئے ذکر رکوع وسجود کے سلسلہ میں تین بار ٹھہر ٹھہر کر تسبیح پڑھنا یا اس کی مقدار کے مطابق (ذکر خدا) کرنا کافی ہے لیکن اس کے لئے یہ روا نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنے میں کوئی کرامت ہے کہ (تین بار) کہے: ﴿سبّح سبّح سبّح﴾۔ (التہذیب والسرائر)

۲۔ معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مختصر ترین تسبیح جو نماز میں کافی ہے وہ کیا ہے؟

فرمایا: آرام سے (تین بار) ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ﴾ پڑھنا۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ آیا رکوع وسجود کے متعلق قرآن میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿یا ایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا﴾ (اے ایمان والو! رکوع اور سجود کرو)۔ پھر عرض کیا: رکوع وسجود کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ رکوع میں (اور اسی طرح سجود میں) کافی ہے وہ تین بار تسبیح پڑھنا ہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے لئے نماز میں تین بار تسبیح پڑھنے یا اس کی مقدار کے مطابق (ذکر خدا) سے کم تر جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ داؤد ابزاری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حالت سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھنا ہے اور وہ اس طرح کہ جلدی جلدی نہ پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ رکوع وسجود میں کم از کم کس قدر تسبیح لازم ہے؟ فرمایا: تین بار۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں اور سجدۂ شکر کے باب ۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

رکوع وسجود میں تسبیح کی تکرار کرنا اور جس قدر ہو سکے اس کو طول دینا مستحب ہے حتیٰ کہ پیشنماز کے لئے بھی جبکہ احتمال ہو کہ مقتدی طوالت چاہتے ہیں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے رکوع وسجود میں ان کی تسبیحات کو شمار کیا جو ساٹھ تھیں۔

(التہذیب، الفروع)

۲۔ حمزہ بن حمران اور حسن بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبکہ آپؑ کے پاس کچھ لوگ موجود تھے۔ امامؑ نے ان کو نماز عصر باجماعت پڑھائی اور ہم پہلے پڑھ چکے تھے ہم نے رکوع میں ان کی تسبیح کو شمار کیا تو چونتیس یا تینتیس عدد تھی جو یہ تھی: ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ ان دو راویوں میں سے ایک راوی نے اپنی روایت میں اس کے ساتھ ﴿وَ بِحَمْدِہٖ﴾ بھی نقل کیا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، السرائر، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ وحضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ اور برنطی وغیرہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مقتدی اس طوالت کی طاقت رکھتے ہوں اور چاہتے بھی ہوں (ورنہ پیشنماز کے لئے مختصر ذکر کرنا افضل ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ (تاویل) اس لئے ضروری ہے کہ مروی ہے کہ پیشنماز کے لئے افضل یہ ہے کہ تسبیح مختصر کرے اور مقتدیوں میں سے کمزور ترین آدمی کی نماز کے مطابق نماز پڑھائے۔ (الفروع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے رکوع و سجود کے متعلق سوال کیا کہ آیا ان کے بارے میں قرآن میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا: ہاں۔۔۔ فرمایا: جو شخص رکوع و سجود کو طول دینے کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ حسب طاقت انہیں طول دے۔ اور (بقدر وسعت طاقت) خدا کی تسبیح، تقدیس، اس کی حمد و ثنا اور دعا و پکار اور تضرع و زاری کرے۔ کیونکہ انسان سجدہ میں سب سے زیادہ خدا کے قریب ہوتا ہے۔ ہاں البتہ پیشنماز جب لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے طول نہیں دینا چاہیئے! کیونکہ لوگوں میں کمزور بھی ہوتے ہیں اور حاجت مند و ضرورت مند بھی، چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو مختصر پڑھاتے تھے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کی مؤمن کو تعلیم دی جائے تو یہ اس کے لئے طول عمر اور دوام نعمت کا باعث بنتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ وہ چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا: (۱) نماز کے رکوع و سجود کو طول دینا۔ (۲) دستر خوان پر بیٹھنے کو طول دینا۔ (۳) اور اپنے قرابتداروں سے نیکی اور اچھائی کرنا۔ (الفروع)

۶۔ سعید بن جناح بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر ان کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ نے از خود فرمایا کہ جو شخص رکوع و سجود کو تام و تمام کرے گا اسے قبر میں وحشت نہیں ہوگی۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۷۔ جناب احمد بن محمد بن البرقیؒ باسناد خود ابو اُسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم پر تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا لازم ہے۔۔۔۔۔ اور تم پر رکوع و سجود کو طول دینا لازم ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اپنے رکوع و سجود کو طول دیتا ہے تو شیطان پیچھے سے با آواز بلند کہتا ہے: ہائے افسوس کہ ان لوگوں نے تو اطاعت کی۔ مگر میں نے نافرمانی کی۔۔۔ انہوں نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ (المحاسن)

۸۔ جناب شیخ علی بن ابراہیم قمی باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا نے ابلیس کو جو کچھ عطا کیا (جیسے طول عمر اور لوگوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کرنے کی آزادی وغیرہ) اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: ابلیس نے ایک کام ایسا کیا تھا کہ جس کی سپاس گزاری کے طور پر خدا نے اسے یہ

سب کچھ عطا کیا! راوی نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں! وہ کام کیا تھا؟ فرمایا: اس نے آسمان میں دو رکعت نماز چار ہزار سال کی مدت میں پڑھی تھی۔ (تفسیر قمیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ اور باب ۲۳، از سجود میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷
رکوع و سجود میں مطلق ذکر خدا کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا رکوع و سجود میں تسبیح کی بجائے یہ کہنا کافی ہے: **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ**؟ فرمایا: ہاں یہ سب ذکر خدا ہے۔ (التہذیب، السرائر، الفروع)

۲۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آیا رکوع و سجود میں تسبیح کی بجائے میں یہ کہہ سکتا ہوں: **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ**؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۵ و ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸
رکوع و سجود میں قرأت (قرآن) نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (چند چیزوں سے) منع فرمایا ہے۔ فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ تمہیں (براہِ راست) منع فرمایا (۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے۔ (۲) قسی کپڑے پہننے سے۔ (۳) سرخ رنگ کے کپڑے سے۔ (۴) ملاحف[1] مقدمہ سے۔ (۵) اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے۔

(خصال، معانی الاخبار)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قسی کپڑے مصر سے لائے جاتے تھے جن میں ریشم کی آمیزش ہوتی تھی۔

---

[1] یہ ملحف کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اوڑھنے کا کپڑا، تہ بند، بستر کی چادر، کمبل اور لحاف۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ ابوعبید القاسم بن سلام ان سلسلہ ہائے سند سے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل ہیں روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے رکوع و سجود میں قرآن کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے جہاں تک رکوع کا تعلق ہے تو اس میں تو خدا کی عظمت و جلالت بیان کرو۔ اور جہاں تک سجود کا تعلق ہے تو اس میں زیادہ سے زیادہ دعا مانگو کیونکہ یہ (سجدہ) اس قابل ہے کہ اس میں تمہاری دعا قبول کی جائے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ قبل ازیں (باب ۳۰، از قرأت میں) یہ حدیث بروایت عمار از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام گزر چکی ہے جس میں امامؑ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص قرأت میں قرآن کا کوئی حرف بھول جاتا ہے اور وہ اسے رکوع میں یاد آتا ہے آیا جائز ہے کہ اسے رکوع میں پڑھے؟ فرمایا: نہ! ہاں البتہ جب سجدہ کرے تو اسے پڑھے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے: سجود سے فارغ ہو کر وہ حرف پڑھے! یا ذکر سجود کر چکنے کے بعد اس کے پڑھنے کی رخصت پر محمول ہے۔ نیز قبل ازیں قرأت قرآن اور سونے کی انگوٹھی کے بیان میں اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رکوع و سجود میں قرآن کی تلاوت نہیں ہے بلکہ ان میں صرف خدا کی مدح و ثنا اور دعا ہے پس تم دعا و سوال سے پہلے مدح و ثنا سے ابتداء کرو اور اس کے بعد سوال کرو۔ (قرب الاسناد)

۵۔ جناب علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص وہ سورہ چھوڑ کر جسے وہ پہلے پڑھا کرتا تھا کوئی اور سورہ پڑھ لے تو آیا رکوع یا سجود میں اس سورہ کی تلاوت کر سکتا ہے؟ فرمایا: سجدہ میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر رکوع میں ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ نماز نافلہ پر محمول ہے کہ اس کے سجدہ قرأت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

باب ۹

رکوع اور سجود کے واجب ہونے کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے تین ثلث ہیں۔ ایک تہائی طہارت، ایک تہائی رکوع اور ایک تہائی سجود ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے رکوع و سجود کو فرض کیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خدا نے نماز میں رکوع و سجود کو فرض قرار دیا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تو رکوع و سجود کو (قرآن میں) فرض کیا ہے اور قرأت سنت ہے (یعنی اس کا وجوب بطریق سنت معلوم ہوا ہے)۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز میں فرض چیزیں کیا کیا ہیں؟ فرمایا: (۱) وقت۔ (۲) طہارت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) توجہ۔ (۵) رکوع۔ (۶) سجود۔ (۷) دعا۔ راوی نے عرض کیا: ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ؟ فرمایا: وہ فریضہ میں سنت ہے۔ (التہذیب)

۶۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: تمہاری نماز کا پہلا (بڑا فریضہ) رکوع ہے۔ (ایضاً)

۷۔ قبل ازیں (باب ۵ میں) سماعہ کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ انہوں نے امامؑ سے سوال کیا کہ آیا رکوع و سجود کے متعلق قرآن میں کچھ نازل ہوا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ آیت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ارۡكَعُوۡا وَاسۡجُدُوۡا﴾۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ و ۵ اور اس سے پہلے ج ۱ باب ۹، از نماز جنازہ و باب ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ از لباس مصلی اور باب ۱، از افعال نماز وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اگر عمداً یا سہواً رکوع ترک ہو جائے یہاں تک کہ آدمی سجدہ میں چلا جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رکوع کرنا بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سجدہ میں چلا جاتا ہے اور کھڑا ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: از سر نو نماز پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رکوع کرنا بھول گیا تو؟ فرمایا: پھر نماز پڑھے تاکہ ہر چیز کو اس کے محل و مقام پر رکھ سکے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو یقین ہو جائے کہ اس نے نماز کی ایک رکعت ترک کر دی ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اسے دو سجدے کرنے کے بعد یاد آئے کہ وہ رکوع ترک کر آیا ہے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کا اعادہ نہ کیا جائے مگر پانچ چیزوں کی وجہ سے۔ (۱) طہارت۔ (۲) وقت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) رکوع۔ (۵) رکوع و سجود۔ (التہذیب والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور وہ نافلہ پر محمول ہیں۔

باب ۱۱

جس شخص سے نماز نافلہ میں رکوع ترک ہو جائے اور دونوں سجدوں کے بعد یاد آئے تو ان سجدوں کو نظر انداز کر کے رکوع بجا لائے اور اگر نماز سے فراغت کے بعد یاد آئے تو ایک رکعت کی قضا کرے اور سجدہ سہو بجا لائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حکم بن حکیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی نماز میں سے ایک رکعت یا ایک سجدہ یا کوئی چیز بھول جاتا ہے اور بعد ازاں اسے یاد آتی ہے تو؟ فرمایا: اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ راوی نے عرض کیا آیا نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو سجدہ کرنے کے بعد شک پڑ گیا کہ شاید اس نے رکوع نہیں کیا تو؟ (شک کا تو کوئی اعتبار نہیں ہاں البتہ) اگر اس کو اس کا یقین ہو جائے تو پھر ان دونوں سجدوں کو ساقط کر دے جن کی کوئی رکعت (بوجہ رکوع کے نہ ہونے کے) نہیں ہے اور رکوع کر کے پھر سجدہ ادا کرے اور نماز تمام کرے اور اگر نماز سے فراغت کے بعد یہ (ترک رکوع کا) یقین ہو تو ایک رکعت نماز پڑھے اور دو سجدۂ سہو ادا کرے مزید اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ، السرائر)

۳۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز کی ایک رکعت بھول گیا اور فراغت کے بعد یاد آیا کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو؟ فرمایا: کھڑا ہو کر رکوع بجالائے اور دو سجدۂ سہو ادا کرے۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں نماز نافلہ پر محمول ہیں (ورنہ واجبی نماز میں ایسا نہیں کیا جا سکتا) اور بعض حدیثیں اس صورت پر محمول ہیں کہ جب کوئی شخص پوری رکعت بھول جائے۔۔۔۔۔ مگر اکثر اصحاب نے ان کی مخالفت کی ہے اور شکیات کی دوسری حدیثوں پر عمل کیا ہے جو اکثر و اضح و اوثق اور احوط ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنا اشہر ہے۔

باب ۱۲

جب آدمی ابھی سجدہ میں نہ گیا ہو اور رکوع کرنے میں شک پڑ جائے یا اس کا بجالانا بھول جائے تو اس پر واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں) عرض کیا کہ ایک شخص کو قیام کی حالت میں شک پڑ جائے کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: وہ رکوع کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو شک پڑ گیا جبکہ وہ ابھی کھڑا تھا کہ آیا اس نے رکوع کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: (پہلے) رکوع (اور اس کے بعد) سجود بجالائے۔ (ایضاً والفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں نماز کی کسی چیز میں جیسے رکوع، سجود یا تکبیر میں شک پڑ جائے اور پھر یاد آ جائے (کہ یہ چیزیں ترک ہو گئی ہیں) تو اس چیز کو بجالاؤ جو فوت ہوئی ہے! (التہذیب)

۴۔ ابوبصیر مرادی اور حلبی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نہیں جانتا کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہ وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ رکوع بجالائے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اگر سجدہ کے بعد رکوع میں شک پڑ جائے تو اس سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ ہی رکوع کی طرف رجوع کرنا (اور اسے بجالانا واجب ہے)۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سجدہ کر رہا ہوتا ہوں کہ مجھے شک پڑ جاتا ہے کہ آیا میں نے رکوع کیا تھا یا نہ؟ فرمایا: (اس شک کی پروانہ کرو) اور نماز کو جاری رکھو۔ (التہذیب والاستبصار)

دوسری روایت میں وارد ہے کہ یوں سمجھو کہ تم نے رکوع کیا ہے۔ (ایضاً)

۲۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پوری طرح کھڑا ہو جاتا ہوں اور شک پڑ جاتا ہے کہ آیا رکوع کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: یوں سمجھو کہ تم نے رکوع کیا ہے اور نماز میں مشغول رہو۔۔۔ یہ (شک) شیطان کی طرف سے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی دونوں سجدے کر کے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا ہو تو یہ شک چونکہ بعد از تجاوز محل ہے اور دوسری حالت میں داخل ہونے کے بعد لاحق ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ نیز اسے کثیر السہو پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ اسماعیل بن جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو سجدہ میں جا کر رکوع میں شک پڑ جائے (کہ کیا ہے یا نہ؟) تو وہ (اس کی پروانہ کرے) اور نماز میں مشغول رہے۔ اور اگر کھڑا ہو جانے کے بعد سجدہ میں شک پڑ جائے (کہ کیا ہے یا نہ؟) تو بھی نماز کو جاری رکھے۔ (الغرض) ہر وہ چیز جس سے آدمی تجاوز کر کے دوسرے فعل میں داخل ہو جائے تو (اس شک کی پروانہ کی جائے) اور نماز کو جاری رکھا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص سجدہ کرنے کے لئے جھک رہا تھا کہ شک پڑ گیا کہ رکوع کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: یوں سمجھے کہ کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے سجدہ کرنے کے بعد شک پڑ جائے کہ آیا اس نے رکوع کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: نماز میں مشغول رہے اور جب تک رکوع کے ترک ہو جانے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس شک کی کوئی پروانہ کرے۔

(الفقیہ، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (خلل نماز، باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

رکوع کی زیادتی سے اگرچہ سہواً ہو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر سہواً ایک سجدہ ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کو یقین ہو جائے کہ اس نے واجبی نماز میں ایک رکعت زیادہ پڑھ دی ہے تو اس نماز کی پروانہ کرے اور نماز کا از سر نو اعادہ کرے جبکہ اُس زیادتی کا یقین ہو۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے یاد آیا کہ اس نے ایک سجدہ زائد ادا کیا ہے تو؟ فرمایا: اس کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہ کرے ہاں ایک پوری رکعت کی (کمی یا بیشی کی) وجہ سے اعادہ کرے۔(التہذیب والفقیہ)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو شک لاحق ہوا کہ اس نے دو سجدے ادا کئے ہیں یا ایک؟ لہٰذا اس نے ایک اور سجدہ ادا کیا۔ جب یہ سجدہ کر چکا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس نے یہ سجدہ زائد کیا ہے (وہ پہلے دو سجدے ادا کر چکا تھا) تو؟ فرمایا: نہ۔ بخدا ایک سجدہ کی زیادتی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا: ایک سجدہ کی زیادتی (یا کمی) کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہ کرے۔ ہاں البتہ ایک رکعت (کی کمی یا زیادتی) کی وجہ سے اعادہ کرے۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹، از خلل، باب ۱۵، از سجود میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۱۵

اگر سہواً ذکر رکوع و سجود ترک ہو جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہاں البتہ اگر یہ دونوں یا ان میں سے ایک ذکر کو عمداً ترک کیا جائے تو اسے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے رکوع کیا مگر اس میں بھول کر تسبیح نہیں پڑھی؟ فرمایا: اس کی نماز درست ہے۔(التہذیب)

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رکوع و سجود میں تسبیح پڑھنا بھول گیا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اس سے پہلے (باب ۴ میں) ابوبکر حضرمی از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: رکوع و سجود میں تین تین بار تسبیح پڑھو۔ پس جو شخص ایک بار تسبیح کم کرے اس کی نماز کا ایک ثلث کم ہو جاتا ہے جو دو بار کم کرے اس کے دو ثلث کم ہو جاتے ہیں اور جو سرے سے نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۵ و ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (خلل باب ۲۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

رکوع سے سر اٹھانا اور آرام سے سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز میں پشت سیدھی نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو پشت کو سیدھا کرو کیونکہ جو شخص اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز ہی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ قبل ازیں (باب ۱، از افعال نماز میں) بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہیں جس میں امامؑ فرماتے ہیں: جب رکوع سے سر بلند کرو تو اپنی پشت کو اس طرح سیدھا کرو کہ تمہارے مفاصل (جوڑ) اپنی جگہ پر لوٹ جائیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب او باب ۸، از اعداد الفرائض و باب ۱، از افعال نماز وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھنا مستحب ہے اور اس کے علاوہ اس وقت کیا پڑھنا چاہیئے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے سوال کیا کہ جب پیشنماز ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہے تو مقتدی کو کیا کہنا چاہیے؟ فرمایا: آہستگی سے کہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔ (الفروع)

۲۔ مفضل (ابن عمر) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی جامع دعا تعلیم دیں! فرمایا: خدا کی حمد وثنا کر۔ اگر ایسا کرے گا تو کوئی ایسا نمازی نہیں ہوگا جو ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہہ کر تیرے لئے دعا نہیں کرے گا۔ (الاصول من الکافی)

۳۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اولؒ) بحوالہ کتاب حسین بن سعید ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْعَظَمَةِ وَ الْجَبَرُوْتِ﴾۔ (کتاب الذکریٰ)

۴۔ نیز شہید اولؒ بیان کرتے ہیں: بسند صحیح محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیشنماز ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہے تو مقتدی کہے ﴿ربنا لک الحمد﴾۔ اور اگر نمازی تنہا ہو خواہ امام ہو یا ماموم تو پھر اس مقام پر کہے ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں اور افعال نماز کے باب ا میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۸

مرد کے لئے بغیر افراط کے رکوع میں قدرے زیادہ جھکنا اور اس حال میں ہاتھوں کا پروں کی مانند بنانا مستحب ہے مگر عورت کے لئے ایسا کرنا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو رکوع کرتے ہوئے دیکھا جو ان تمام لوگوں سے زیادہ جھک کر رکوع کر رہے تھے جن کو میں نے رکوع کرتے ہوئے دیکھا تھا اور جب رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو (پرندہ کے) پَر کی مانند بناتے تھے۔ (الفروع، عیون الاخبار)

۲۔ قبل ازیں (باب ا، از افعال نماز میں) بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے۔ فرمایا: عورت جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہو تو دونوں قدم ملا کر رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینہ (پستانوں) پر رکھے۔ اور جب رکوع میں جائے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے رانوں کے اوپر سے اپنے گھٹنوں پر رکھے۔ تا کہ اس طرح زیادہ نہ جھکے کہ اس

کے سرین بلند ہو جائیں۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ قاسم بن سلام سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص نماز میں اس طرح ذبح ہو جس طرح گدھا ذبح کیا جاتا ہے (جناب شیخ فرماتے ہیں کہ) اس کے معنی یہ ہیں کہ اس طرح سر نہ جھکائے کہ وہ اس کی پشت سے زیادہ نیچے جھکا ہوا نظر آئے (بلکہ سر پشت کے برابر ہو)۔ (معانی الاخبار)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رکوع کرتے تھے تو نہ سر کو (پشت سے) نیچے جھکاتے تھے اور نہ ہی باقی جسم سے اوپر اٹھاتے تھے (بلکہ اس کے برابر رکھتے تھے)۔ (ایضاً)

۵۔ دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یوں وارد ہے کہ آپؐ جب رکوع میں جاتے تھے تو (اس طرح کمر جھکاتے تھے کہ) اگر ان کی پشت مقدس پر پانی انڈیلا جاتا تو وہیں قرار پکڑ جاتا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کے رکوع و سجود میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی (کامل) نماز نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

سر اور کاندھوں کو بہت نیچے جھکانا مکروہ ہے ہاں گردن کا دراز کرنا اور پشت کو برابر رکھنا اور گھٹنوں کو پیچھے دبانا اور دونوں قدموں کے درمیان نگاہ کرنا اور پاؤں کے درمیان ایک بالشت یا چار انگشت کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام) نے مجھے مدینہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ میں نے سر بہت نیچے جھکایا ہوا اور بدن پھیلایا ہوا تھا۔ امامؑ نے مجھے پیغام بھیجا کہ ایسا نہ کیا کر۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے خیر الخلائق کے ابن عم! آپؑ رکوع میں گردن کیوں دراز کرتے ہیں؟ فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے کہ میں خدا پر ایمان لایا ہوں اگرچہ اس سلسلہ میں میری گردن بھی اڑا دی جائے (تو یہ بھی حاضر ہے)۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ محمد بن مکی علیہ الرحمہ اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

حضرت امیر علیہ السلام رکوع کرتے وقت اس طرح اعتدال کے ساتھ جھکتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ اگر ان کی پشت پر پانی ڈالا جائے تو وہ وہیں ٹھہر جائے گا اور آپؑ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ سر اور کاندھوں کو رکوع میں بہت نیچے جھکائیں۔ بلکہ وہ اعتدال سے کام لیتے تھے۔ (کتاب الذکریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا و ۱۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

رکوع و سجود میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا ہے اور رکوع یا سجود میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتا ہے اور وہ اسی حالت میں ان پر درود بھیجتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بمنزلہ تکبیر و تسبیح کے ہے۔ اور اس پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (جب آدمی درود پڑھتا ہے) تو اٹھارہ فرشتے دوڑتے ہیں کہ کون پہلے پہنچتا ہے؟ (اور لکھتا ہے)۔ (التہذیب والفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں سجدہ کی حالت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں وہ مثل سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے ہے! (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ اپنے باپ (ابوحمزہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے رکوع و سجود اور قیام میں کہے: ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ تو خدا اس کے لئے رکوع و سجود اور قیام کے برابر ثواب درج کرتا ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

(نوٹ) ثواب الاعمال میں ﴿صَلَّى اللّٰهُ﴾ کی بجائے ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ وارد ہے۔

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی تم (نماز میں) خدا و رسول کا ذکر کرو۔ تو وہ بھی نماز میں سے شمار ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

مستحب ہے کہ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ پڑھا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن عامر جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ﴾ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اسے اپنے رکوع میں قرار دو اور جب سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اسے اپنے سجود میں قرار دو۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس وجہ سے رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ﴾ اور سجود میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ﴾ پڑھا جاتا ہے؟ فرمایا: اے ہشام! جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا اور آپؐ نے وہاں نماز پڑھی اور وہاں اپنے پروردگار کی عظمت و جلالت کے جو مناظر دیکھے تھے جب ان کو یاد کیا تو ان کے بند ہائے بدن کانپنے لگے اور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور کہنا شروع کیا ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ﴾ اور جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے اور پہلے مقام سے بھی بلند تر مقام کا مشاہدہ کیا تو سجدے میں گر گئے اور یہ کہنا شروع کیا: ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ﴾ جب اسے سات بار پڑھا تو وہ رعب و دہشت دور ہوگئی۔ اس لئے (رکوع و سجود میں) اس تسبیح کا پڑھنا سنت قرار پا گیا۔

(علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۴ میں اور افعال نماز کے باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا رکھنا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اور جب سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر پھیلا کر رکھو اور جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو لقمہ کی طرح

بنا کر اپنے گھٹنوں کے اندر داخل کرو۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا رکوع میں انگلیوں کا کھلا رکھنا سنت ہے؟ فرمایا: جو چاہے ایسا کرے اور جو چاہے ایسا نہ کرے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (افعال نماز باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

رکوع وسجود میں بوقت ضرورت ہاتھوں کا اٹھانا اور پھر اپنی جگہ پر لوٹانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رکوع یا سجود کی حالت میں (ہاتھ سے) اپنے بدن کے بعض حصے کو کھجلنا چاہتا ہے تو آیا رکوع وسجود سے ہاتھ اٹھا کر بدن کو کھجل سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اس کے لئے رکنا شاق ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر نماز سے فراغت تک صبر کر سکے تو یہ افضل ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۴

ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے واجب ہیں سوائے نماز کسوف وخسوف کے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز کسوف (سورج گرہن) کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس میں سجدہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس میں رکوع ہے اور جس نماز میں بھی رکوع ہو اس میں سجدہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اس میں چار سجدے اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کیونکہ ہر وہ (دو رکعت) نماز جس کے سجدے چار سے کم ہوں وہ نماز نہیں ہے کیونکہ ہر نماز میں کم از کم چار سجدے فرض ہیں۔ (الفقیہ)

۲۔ علل الشرائع وعیون الاخبار میں بھی یہ روایت مذکور ہے اور ان میں یہ اضافہ بھی ہے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے اسی لئے فرض ہیں کہ رکوع قیام کی حالت میں ہوتا ہے اور سجدہ قعود کی حالت میں۔ اور قعود والے کی نماز قیام والے کی نماز کا نصف ہوتی ہے۔ اس لئے سجدے دو مقرر کئے گئے تا کہ وہ ایک رکوع کے برابر ہو سکیں۔ اور ان میں کوئی کمی بیشی نہ رہے کیونکہ نماز نام ہی رکوع وسجود کا ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۳۔ جناب شیخ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ پہلے سجدہ کا مفہوم کیا ہے؟ فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے: ﴿اللھم منھا خلقتنا﴾ (اے اللہ! تو نے ہمیں اس (زمین) سے پیدا کیا ہے) اور اس سے سر اٹھانے کی تاویل یہ ہے کہ ﴿ومنھا اخرجتنا﴾ (کہ تو نے ہی ہمیں اس (زمین) سے نکالا ہے)۔ اور دوسرے سجدہ کی تاویل یہ ہے کہ ﴿و الیھا تعیدنا﴾ (اور پھر تو ہمیں اسی (زمین) کی طرف لوٹائے گا)۔ اور اس سے سر اٹھانے کی تاویل یہ ہے کہ ﴿ومنھا تخرجنا تارۃً اخریٰ﴾ (کہ تو پھر (بروز قیامت) اس سے ہمیں اٹھائے گا)۔ (الفقیہ، العلل)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ دو رکعت نماز میں سجدے چار کیوں ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ قیام والی ایک رکعت نماز قعود والی دو رکعت نماز کے برابر ہوتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲، اور افعال نماز باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱، سجود ۱۴ و ۱۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

رکوع و سجود کے اذکار میں جہر و اخفات ہر دو جائز ہیں ہاں البتہ پیشنماز کے لئے جہر مستحب اور ماموم کے لئے مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی تشہد، ذکر رکوع و سجود اور قنوت میں جہر کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر چاہے تو جہر کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ (التہذیب، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے قنوت وغیرہ (باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (تشہد و جماعت کے باب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۶

رکوع و سجود کو طول دینا اور بقدر قرأت یا اس سے بھی زیادہ دیر تک ان میں دعا پڑھنا مستحب ہے اور قرأت کو طول دینے کی بجائے رکوع و سجود کو طول دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز نافلہ کی) ہر رکعت میں پندرہ آیتیں پڑھا کرتے تھے اور ان کا رکوع ان کے

قیام کے برابر اور ان کا سجدہ ان کے رکوع کے برابر ہوتا تھا اور ان کا رکوع وسجود سے سر اٹھانا برابر ہوتا تھا۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن وھب ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت اٹھتے تھے اور چار رکعت نماز پڑھتے تھے ان کا رکوع بقدر ان کی قرأت کے اور سجود بقدر رکوع کے ہوتا تھا وہ رکوع (اس قدر طویل) کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ وہ کب سر بلند کریں گے؟ اور سجود (اس قدر طویل) کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ کب سر اٹھائیں گے؟ (ایضاً)

۳۔ جناب ابن ادریس حلی حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ سے نقل کرتے ہوئے برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا نماز میں قرأت کو طول دینا افضل ہے یا رکوع وسجود کو طول دینا؟ فرمایا: نماز میں رکوع وسجود کو طول دینا افضل ہے! (پھر فرمایا) آیا تم یہ ارشاد خداوندی نہیں سنتے کہ فرماتا ہے: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (قرآن اس قدر پڑھو جس قدر میسّر ہو اور نماز کو قائم کرو)۔ فرمایا: خدا نے نماز کو قائم کرنے سے رکوع وسجود کو طول دینا مراد لیا ہے۔ پھر سوال کیا کہ آیا بکثرت قرأت کرنا افضل ہے یا بکثرت دعا کرنا؟ فرمایا: بکثرت دعا کرنا افضل ہے۔ آیا تم خدا کا یہ کلام نہیں سنتے جو اس نے اپنے نبیؐ سے فرمایا: ﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّىْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ﴾ (کہہ دو کہ اگر تمہاری دعا و پکار نہ ہو۔ تو میرا پروردگار تمہاری پرواہ ہی نہ کرے)۔

(السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶، اور باب ۵۹، از مواقیت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جب پیشنماز (رکوع میں) یہ محسوس کرے کہ کوئی شخص جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے عادی رکوع سے دو برابر رکوع کو طول دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث وارد ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مروک بن عبید سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک قبیلہ کا پیشنماز ہوں اور میں ان کو نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں کہ رکوع کی حالت میں ان کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ محسوس کرتا ہوں (کہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑے ہوئے آ رہے ہیں) تو؟ فرمایا: اپنے عام عادی رکوع کے دو برابر تک صبر کرو۔ پس اگر وہ (کھڑکھڑاہٹ) ختم ہو جائے (وہ لوگ جماعت میں شامل ہو جائیں) تو فبہا ورنہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد باب الجماعہ میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

رکوع میں اس قدر جھکنا واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ان کا اُن پر رکھنا اور دائیں ہتھیلی کا پہلے دائیں گھٹنے پر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رکوع کرو تو اپنے قدموں کو صف بستہ کرو اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر دبا کر رکھو اور دائیں ہتھیلی دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو۔ اور انگلیوں کے سروں کو گھٹنے کی آنکھ تک پہنچاؤ۔ پس اگر رکوع میں تمہاری انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو یہ تمہارے لئے کافی ہے مگر مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر دبا کر رکھو۔ (الفروع)

۲۔ جناب محقق حلیؒ نے المعتبر اور علامہ حلیؒ نے المنتہیٰ میں معاویہ بن وھب، محمد بن مسلم اور حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ اپنی انگلیوں کے سروں کو گھٹنوں کی آنکھوں تک پہنچاؤ۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱، اور افعال نماز باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

ابوابِ سجود

(اس سلسلہ میں کل اٹھائیس باب ہیں)

باب ۱

مرد کے لئے مستحب ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے اور اٹھتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اٹھائے مگر ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب سجدہ میں جاتے تھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اور جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے اٹھاتے تھے۔(التہذیبین)

۲۔ محمد بن مسلم نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ آیا مرد نماز میں (سجدہ میں جھکتے وقت) گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے؟ فرمایا: ہاں!۔(ایضاً)

۳۔ عبد الرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب آدمی رکوع کرے اور اس سے سر اٹھائے تو (سجدہ میں جاتے ہوئے) آیا پہلے ہاتھ زمین پر رکھے یا گھٹنے؟ فرمایا: جس سے ابتداء کرے وہی مقبول ہے اور اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی نماز میں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے ضرورت پر محمول کیا ہے مگر اقرب یہ ہے کہ یہ وجوب کی نفی پر محمول ہے (کہ

ہاتھوں کا گھٹنوں سے پہلے) زمین پر رکھنا واجب نہیں ہے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ سلمی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ کیوں زمین پر رکھے جاتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ ہاتھ نماز کی کنجی ہیں۔(الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ یہ حکم مرد کے ساتھ مخصوص ہے اور عورت کے لئے اس کا برعکس مستحب ہے۔

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی آدمی پہلی دو رکعتوں یا آخری دو رکعتوں میں اٹھنا چاہے تو کیا کرے؟ آیا اپنے گھٹنے اور ہاتھ زمین پر رکھے اور پھر اٹھے یا کس طرح کرے؟ فرمایا: جس طرح چاہے رکھے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ا، از افعال نماز میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ حکم مرد کے ساتھ مخصوص ہے اور عورت کے لئے اس کے برعکس کرنا مستحب ہے۔

باب ۲

سجدہ کے اندر اور دو سجدوں کے درمیان منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے اور ذکر رکوع و سجود میں جہر و اخفات جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سجدہ کرو تو تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَ بِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ أَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ پھر تین بار کہو: ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَ بِحَمْدِهِ﴾ جب سجدہ سے سر اٹھاؤ تو دو سجدوں کے درمیان پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ اجِرْنِيْ وَادْفَعْ عَنِّيْ (وَ عَافِنِيْ) إِنِّيْ لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو عبیدہ الحذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: ﴿اَسْئَلُكَ بِحَقِّ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ إِلَّا بَدَّلْتَ سَيِّئَاتِيْ حَسَنَاتٍ وَ

حَاسَبْتَنِي حِسَابًا يَسِيرًا ﴾ پھر دوسرے سجدہ میں یہ دعا پڑھی: ﴿اَسْئَلُکَ بِحَقِّ حَبِيْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ إِلَّا كَفَيْتَنِي مُؤْنَةَ الدُّنْيَا وَ كُلَّ هَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ ﴾ اور تیسرے سجدہ میں یہ دعا پڑھی: ﴿اَسْئَلُکَ بِحَقِّ حَبِيْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ لَمَّا غَفَرْتَ لِيَ الْكَثِيْرَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ الْقَلِيْلَ وَ قَبِلْتَ مِنْ عَمَلِيَ الْيَسِيْرَ ﴾۔ پھر چوتھے سجدہ میں یہ دعا پڑھی: ﴿اَسْئَلُکَ بِحَقِّ حَبِيْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ لَمَّا اَدْخَلْتَنِي الْجَنَّةَ وَ جَعَلْتَنِي مِنْ سُكَّانِهَا وَلَمَّا نَجَّيْتَنِي مِنْ سَفَعَاتِ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ﴾۔ (الفروع)

۳۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب حالات سے زیادہ بندہ اپنے پروردگار کے اس وقت قریب تر ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں دعا کرتا ہے پس تم سجدہ میں کیا پڑھتے ہو؟ عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ مجھے کوئی دعا تعلیم دیں جو پڑھوں! فرمایا: پڑھو ﴿يَا رَبَّ الْاَرْبَابِ وَ يَا مَلِكَ الْمُلُوْكِ وَ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ وَ يَا جَبَّارَ الْجَبَابِرَةِ وَ يَا اِلٰهَ الْاٰلِهَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ بِيْ كَذَا وَ كَذَا ﴾ (یہاں اپنی حاجت ذکر کرو) پھر پڑھو: ﴿فَاِنِّيْ عَبْدُکَ نَاصِيَتِيْ فِيْ قَبْضَتِکَ (بِيَدِکَ) ﴾ پھر جو چاہو دعا کرو۔ اور اس سے سوال کرو۔ وہ بڑا جواد و کریم ہے اور اس کے لئے کوئی چیز بھی بڑی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کو سجدہ میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ حَقًّا حَقًّا سَجَدْتُ لَکَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَ رِقًّا اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَمَلِيْ ضَعِيْفٌ فَضَاعِفْهُ لِيْ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَ تُبْ عَلَيَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۶۹، از احکام مساجد، باب ۱، از افعال نماز، باب ۲۰، از قنوت و باب ۲۵، رکوع میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ (سجدہ کے علاوہ) رکوع و قنوت کا جہر و اخفات سے پڑھنا جائز ہے۔

باب ۳

مرد کے لئے سجدہ میں تجافی مستحب ہے یعنی (اعضاء سبعہ کے سوا) بدن کا کوئی حصہ زمین پر نہ رکھے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص الاعور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام جب سجدہ کرتے تھے تو اس طرح کوکھیں پھیلا کر کرتے تھے جس طرح دبلا پتلا اونٹ کوکھیں پھیلا کر

بیٹھتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت سجدہ کرے تو اپنے بازوؤں کو پھیلا دے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے (اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت سجدہ کرے تو وہ سکڑ جائے اور جب مرد سجدہ کرے تو وہ پھیل جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حریز ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (نماز میں) منہ پر کپڑا نہ لپیٹو، نہ ہی سکڑو، نہ بطور اقعا قدموں پر بیٹھو اور نہ ہی (سجدہ میں) بازوؤں کو پھیلاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ جوہری نے صحاح میں لکھا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: عورت جب نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ جب بیٹھے اور سجدہ کرے تو سکڑ کر بیٹھے۔ (اور مرد کی طرح کھیں پھیلا کر نہ بیٹھے۔ (صحاح جوہریؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

اعضاء سبعہ یعنی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر سجدہ کرنا واجب ہے اور ناک کا خاک پر رگڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مصادف (مضارب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ سجدہ صرف پیشانی پر ہے۔ ناک پر سجدہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سجدہ سات ہڈیوں پر واجب ہے (۱) پیشانی پر۔ (۲، ۳) دونوں ہتھیلیوں پر۔ (۴، ۵) دونوں گھٹنوں پر۔ (۶، ۷) پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر اور ناک کو بھی خاک پر رگڑو ہاں البتہ واجب یہی اعضاء سبعہ ہیں لیکن ناک کو خاک پر رگڑنا سنت ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نماز میں کنکریوں کو جمع کرنا اور جوڑنا مکروہ جانتے تھے اور جہاں بال اگتے ہیں اس جگہ پر سجدہ کرنا بھی مکروہ جانتے تھے۔

(ایضاً)

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے

ہیں وہ نماز کافی نہیں ہے جس میں ناک کو اس چیز پر نہ رکھا جائے جس پر پیشانی کو رکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے (یعنی ناک کا خاک پر نہ رکھنا مکروہ ہے مگر) رکھنا فرض نہیں ہے۔

۵۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سجدہ کی حالت میں اس طرح دیکھا کہ انہوں نے اپنے دونوں پاؤں زمین سے اٹھائے ہوئے تھے اور ان کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر تھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کسی ضرورت پر محمول کیا ہے اور بعض نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے مستحبی سجدہ جیسے سجدۂ شکر وغیرہ پر محمول کیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس بات پر محمول کیا جائے کہ انگوٹھوں کے سوا باقی پاؤں اٹھائے ہوئے تھے۔ (واللہ العالم)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے۔ شاید ایسا کرنے سے خدا بروز قیامت اس سے ہتھکڑیوں کو دور کر دے۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی روایت کرتے ہیں کہ معتصم عباسی نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ کے بارے میں سوال کیا (کہ یہاں مساجد سے کیا مراد ہے؟) فرمایا: ان سے مراد وہ اعضاء سبعہ ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے سجدہ کے بعض احکام رکوع اور کیفیت نماز کی بحث میں (باب ۸، از اعداد الفرائض، باب ۱۴، از ما یصح السجود علیہ، باب ۱، از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (جہاد النفس میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد اپنی بائیں جانب پر زور دے کر باطمینان بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الحمید بن عواض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو پوری طرح اطمینان سے بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب وہ دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو بیٹھے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام نے اسے نفی وجوب پر محمول کیا ہے اور تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اٹھنا چاہو تو پہلے آرام سے بیٹھو اور پھر اٹھو۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز میں بیٹھو تو اپنی دائیں جانب نہ بیٹھو بلکہ بائیں جانب بیٹھو۔ (ایضاً)

۵۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام جب سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو پہلے مطمئن ہو کر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ سے پہلے ابوبکر و عمر گزرے ہیں وہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو سیدھے قدموں پر کھڑے ہو جاتے تھے جس طرح اونٹ کھڑا ہوتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جو اہل جور و جفا ہوتے ہیں۔ اس طرح اطمینان سے بیٹھ کر اٹھنا نماز کی توقیر و تعظیم میں سے ہے۔ (ایضاً)

۶۔ رحیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں دیکھتا ہوں کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں اور پہلی اور تیسری رکعت کے سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں تو پہلے آپ سیدھے بیٹھتے ہیں پھر کھڑے ہوتے ہیں تو آیا ہم بھی اسی طرح کریں جس طرح آپ کرتے ہیں؟ فرمایا: تم اُدھر نگاہ نہ کرو کہ میں کیا کرتا ہوں تم اس طرح کرو جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ ایسا کرنے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کا آخری حصہ ایسا کرنے کے وجوب کی نفی کرتا ہے نیز اس میں تقیہ کا بھی احتمال ہے۔

باب ۶

دو سجدوں کے درمیان اور ان کے بعد بطور اقعاء بیٹھنا مکروہ ہے مگر ہے جائز۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: دو سجدوں کے درمیان بطور اقعاء نہ بیٹھو۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار، ابن مسلم اور حلبی سب بیان کرتے ہیں کہ دو سجدوں کے درمیان اس طرح ایڑیوں پر نہ بیٹھو جس طرح کتا

(ایڑیوں کے اوپر) بیٹھتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ عبیداللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو سجدوں کے درمیان بطور اقعاء بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ سعید بن عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسجد الحرام میں نماز پڑھتا ہوں اور چونکہ وہاں تری ہے اس لئے میں اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتا ہوں؟ فرمایا: اپنی سرینوں پر بیٹھو اگرچہ گیلی مٹی میں بھی ہو۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حریز سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منہ پر کپڑا نہ لپیٹو، سکڑ کے نہ بیٹھو اور اپنے قدموں پر بطور اقعاء نہ بیٹھو۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو سجدوں کے درمیان اور پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان اور تیسری و چوتھی رکعت کے درمیان بطور اقعاء بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب امام تمہیں کسی جگہ پر بٹھائے جہاں بیٹھنا واجب ہو تو بطور تجافی بیٹھو (اس طرح بیٹھو جس طرح کوئی اٹھنے کے لئے پر تول رہا ہو) اور کسی علت کے بغیر تشہد کے مقام پر بطور اقعاء بیٹھنا جائز نہیں ہے (سخت مکروہ ہے) کیونکہ جو شخص بطور "اقعاء" بیٹھتا ہے وہ (زمین پر) نہیں بیٹھتا بلکہ اس کے لئے جسم کا بعض حصہ دوسرے بعض پر بیٹھتا ہے اور اقعاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی سرینوں کو اپنی کھڑی ہوئی ایڑیوں پر رکھ دے ہاں البتہ کھانا کھاتے وقت اس طرح بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات اس طرح بیٹھ کر کھانا کھایا ہے۔ (معانی الاخبار)

باب ۷

نماز میں مقام سجدہ وغیرہ پر پھونک مارنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے نیز تعویذات پر اور کھانے پینے کی چیزوں پر بھی پھونک مارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کل باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص سجدہ والی جگہ پر پھونک مار سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

نماز میں مقام سجدہ پر پھونک مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے) جب تک ایسا کر کے کسی دوسرے شخص کو اذیت نہ پہنچائے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ اسحاق بن عمار ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک جگہ پر گرد و غبار موجود ہے آیا جب میں وہاں سجدہ کروں تو وہاں پھونک مار سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ یہ پھونک مارنا اس اندیشہ کے تحت مکروہ ہے کہ اس سے کسی ایسے شخص کو اذیت نہ پہنچے جو اس کے پہلو میں نماز پڑھ رہا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں کھانے، پینے اور سجدہ کے مقام پر پھونک مارنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حسین بن زید اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے امت (محمدیہؐ) خدا نے چوبیس خصلتوں کو مکروہ قرار دیا ہے اور تمہیں ان کی ممانعت کی ہے۔۔۔ان میں سے ایک نماز کی حالت میں پھونک مارنا بھی ہے۔

(آمالی، الفقیہ، الخصال)

۷۔ حبیب بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منتروں پر طعام پر اور سجدہ کی جگہ پر پھونک مارنا مکروہ ہے۔ (الخصال)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: مومن کو چاہیئے کہ رو بقبلہ ہو کر نہ تھوکے اور اگر بھول کر ایسا کرے تو خدا سے مغفرت طلب کرے (پھر فرمایا) آدمی کو چاہیئے کہ اپنی جائے سجدہ پر، اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں پر اور تعویذ گنڈا پر پھونک نہ مارے[1]۔ (ایضاً)

---

[1] حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ الحدود و التعزیرات میں لکھا ہے: "قرآن و دعائے کہ برائے مطلبے بخوانند خوب است اما نہ دمند برہان کہ دران دغرغۂ جادو می شود" "یعنی قرآن اور دعا کو جس مطلب کے لئے پڑھا جائے خوب ہے مگر منہ سے پھونک نہ ماریں کہ اس سے جادو کا اندیشہ ہوتا ہے"۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸

جو شخص اپنی پیشانی ناہموار زمین میں کسی ایسی جگہ پر رکھے جہاں سجدہ جائز نہیں ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ کسی اور مناسب جگہ کی طرف پیشانی کو کھینچے اور اگر پیشانی اچھی طرح نہ جم سکے تو جائز ہے کہ اسے تھوڑا سا اٹھا کر پھر رکھے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم (نماز میں اپنی) پیشانی کسی ٹیلہ پر رکھ بیٹھو تو وہاں سے سر نہ اٹھاؤ البتہ پیشانی کھینچ کر ہموار زمین کی طرف لے جاؤ۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حسین بن حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سجدہ میں پیشانی رکھتا ہوں مگر وہ کسی سخت پتھر یا کسی بلند ٹیلہ پر پڑ جاتی ہے۔ تو آیا اسے کسی ہموار جگہ کی طرف گھسیٹ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں پیشانی اوپر اٹھائے بغیر اُدھر کھینچ سکتے ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کنکریوں پر سجدہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی پیشانی زمین پر جمتی نہیں ہے تو؟ فرمایا: سر بلند نہ کرے ہاں البتہ پیشانی کو وہاں سے گھسیٹے تو کنکریوں کو پیشانی سے دور کر دے تاکہ پیشانی زمین پر جم جائے۔ (ایضاً وقرب الاسناد)

۴۔ حسین بن حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص سجدہ کرتا ہے اور اس کی پیشانی کنکریوں پر جا پڑتی ہے (یا کسی بلند جگہ پر) تو؟ فرمایا: سر کو اٹھا کر (مناسب جگہ پر رکھے)۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اضطرار پر محمول کیا ہے جبکہ سر اٹھائے بغیر مطلب برآوری نہ ہو سکتی ہو۔

۵۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابیطالب الطبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک نماز گزار اندھیرے میں نماز شب پڑھ رہا تھا تو جب سجدہ میں گیا تو غلطی سے اس نے اپنی پیشانی اونی کپڑے یا چمڑے پر رکھ دی اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو اسے مصلیٰ مل گیا۔ آیا اس سجدہ کی پرواہ کرے یا نہ؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جب تک بالکل اٹھ کر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک صرف سجدہ گاہ کی تلاش میں معمولی سا سر اٹھانے کی وجہ سے اس پر کچھ عائد نہیں ہوتا۔

(الاحتجاج، غیبۃ طوسیؒ)

باب ۹

سر کے بالوں کے اگنے سے لے کر ابروؤں تک اس قدر پیشانی کا سجدہ گاہ پر رکھنا کافی ہے کہ اس پر سجدہ کا نام صادق آ جائے مگر مستحب ہے کہ پوری پیشانی یا بقدر ایک درہم کے پیشانی زمین پر رکھی جائے اور اگر عمامہ یا ٹوپی درمیان میں حائل ہو تو اس پر سجدہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سجدہ کرتا ہے جبکہ اس کے سر پر عمامہ یا ٹوپی ہے تو؟ فرمایا: سر کے بالوں کے اگنے سے لے کر اس کے ابروؤں تک اگر پیشانی کا کچھ حصہ بھی زمین کے اوپر لگ جائے تو اس کے لئے کافی ہے۔(التہذیب والفقیہ)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ سجدہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: بالوں کے اگنے سے لے کر ابروؤں تک (پیشانی کا) جس قدر حصہ سجدہ گاہ پر رکھ دو وہ کافی ہے۔(التہذیب)

۳۔ برید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشانی سے لے کر ناک (کے بالائی حصہ) تک اس میں سے جس قدر بھی زمین کو لگ جائے وہ کافی ہے۔ ہاں البتہ پوری پیشانی پر سجدہ کرنا افضل ہے۔(التہذیبین)

۴۔ مروان بن مسلم اور عمار ساباطی (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: بالوں کے اگنے سے لے کر ناک کے (بالائی) سرے تک سجدہ گاہ ہے۔ اس میں سے جتنی مقدار زمین کو لگ جائے کافی ہے۔

(التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بالوں کے اگنے سے لے کر دونوں ابروؤں تک تمام پیشانی سجدہ گاہ ہے لہٰذا اس میں سے جتنی مقدار بھی زمین کو لگ جائے بقدر ایک درہم کے ہو یا انگلی کے کنارے کے برابر وہی کافی ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے "مایسجد علیه" (کے باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

مقامِ سجدہ کا کھڑے ہونے اور ہاتھ رکھنے کے مقام کے (بلندی و پستی میں) برابر ہونا مستحب ہے اور جائے سجدہ کا ان مقامات سے بلندتر ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا سجدہ گزار کا مقام سجدہ اس کے کھڑا ہونے کے مقام سے بلند تر ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ اس کے برابر ہونا چاہیئے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص مسجد میں اپنی سجدہ کی جگہ کو بلند کر سکتا ہے؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنی پیشانی کو ایسی جگہ پر رکھوں جو میرے قدم گاہ کے برابر ہو۔ (التہذیب)

۳۔ اسماعیل بن مسلم شعیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (سجدہ میں) دونوں ہاتھوں کو وہاں رکھو جہاں پیشانی کو رکھتے ہو کیونکہ جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے اسی طرح ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص تنہا نماز پڑھتا ہے اور اس کا مقام سجود اس کے قیام کے مقام سے پست تر ہوتا ہے تو؟ فرمایا: جب فرادیٰ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جائے سجدہ کا کھڑے ہونے کی جگہ سے بقدر ایک اینٹ کے بلند یا پست ہونا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میں بلند جگہ پر سجدہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا: جب تمہاری پیشانی والی جگہ تمہارے بدن والی جگہ سے بقدر ایک اینٹ بلند ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایک بیمار شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بستر پر کھڑا ہو کر سجدہ زمین پر کرے؟ فرمایا: اگر بستر بقدر ایک اینٹ کے موٹا ہو یا اس سے کچھ کم تو پھر درست ہے کہ اس پر کھڑے ہو کر (بقدر ایک اینٹ پست) زمین پر سجدہ کرے اور اگر بستر اس سے زیادہ موٹا ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث میں بلند زمین پر سجدہ کرنے کے متعلق یوں وارد ہے کہ اگر تمہاری پیشانی والی جگہ تمہارے قدموں والی جگہ سے بقدر ایک اینٹ بلند ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۱۲

جس آدمی کی پیشانی پر کوئی پھوڑا وغیرہ ہو اس پر واجب ہے کہ چھوٹا سا گڑھا کھودے (تاکہ پھوڑا اس کے اندر چلا جائے اور) پیشانی کا سالم حصہ زمین پر لگ جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر پیشانی کی ایک جانب پر سجدہ کرنا واجب ہے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر اپنی ٹھوڑی پر سجدہ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مصادف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میری (پیشانی پر) دمل نکل آیا اس لئے میں پیشانی کی ایک جانب پر سجدہ کرتا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب اس کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس دمل کی وجہ سے (سیدھا) سجدہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں پیشانی کے ایک کنارے پر سجدہ کرتا ہوں؟ فرمایا: ایسا نہ کر۔ بلکہ زمین میں ایک گڑھا کھود تاکہ دمل اس میں چلا جائے۔ اور پیشانی کا سالم حصہ زمین پر لگ جائے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ علی بن محمد باسناد خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کی پیشانی پر کوئی ایسی تکلیف ہے کہ وہ اس کے اوپر سجدہ نہیں کر سکتا تو؟ فرمایا: اپنی ٹھوڑی زمین پر رکھ دے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا﴾ (کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ ایسا کرنا اس وقت جائز ہے جب مذکورہ بالا طریقہ پر گڑھا کھودنا ممکن نہ ہو۔

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان زخم ہے جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہیں کر سکتا تو؟ فرمایا: بالوں کے اگنے سے لے کر (ابرووں تک) کسی مقام پر سجدہ کرے! اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر اپنے دائیں ابرو پر کرے اور اگر اس پر بھی نہ کر سکے تو پھر بائیں ابرو پر کرے! اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر اپنی ٹھوڑی پر کرے۔ راوی نے (از راہِ تعجب) کہا: ٹھوڑی پر؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) آیا تم خدا کی کتاب نہیں پڑھتے جہاں وہ فرماتا ہے: ﴿يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا﴾ (کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں)۔ (تفسیر قمیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں یہ بات گزر چکی ہے کہ پیشانی کی ایک جانب پر سجدہ کرنا کافی ہے۔

باب ۱۳

سجدہ یا تشہد سے اٹھتے وقت بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ وَ اَرْکَعُ وَاَسْجُدُ کہنا مستحب ہے یا اس کی بجائے تکبیر کہہ دے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سجدہ سے سر اٹھاؤ (اور اٹھنا چاہو) تو کہو: ﴿اللھم ربی بحولک و قوتک اقوم و اقعد﴾ اور اگر چاہو اس کے ساتھ یہ بھی کہو: ﴿و ارکع و اسجد﴾۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آدمی سجدہ کر کے کھڑا ہونے لگے تو کہے ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلی دو رکعتیں پڑھ کر تشہد پڑھو اور پھر (تیسری یا چوتھی رکعت کیلئے) اٹھنا چاہو تو کہو: ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾۔ (التہذیب والفروع)

۴۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام جب پہلی دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تھے تو پڑھتے تھے ﴿بحولک و قوتک اقوم و اقعد﴾۔ (التہذیب)

۵۔ ابو بکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلی رکعتوں سے اٹھنے لگو۔ (بروایت فروع کافی فرمایا: جب رکعت سے اٹھنے لگو) تو اپنی ہتھیلیوں پر ٹیک لگاؤ اور کہو: ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے۔ (التہذیب والفروع)

۶۔ جناب شیخ ابن ادریس محمد بن علی بن محبوب کی کتاب سے بسند خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سجدہ کر کے اٹھنے لگو تو کہو: ﴿اللھم بحولک و قوتک اقوم و اقعد و ارکع و اسجد﴾۔ (السرائر)

۷۔ سعد الجلاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام ہر رکعت میں فرقۂ قدریہ سے برأت ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری نے حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ بعض فقہاء مجھ سے پوچھتے ہیں کہ نماز گزار

جب دوسری رکعت کا تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا چاہے تو آیا اس کے لئے تکبیر کہنا واجب ہے؟ کیونکہ بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے تکبیر واجب نہیں ہے بلکہ ﴿بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾ کہنا کافی ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اس سلسلہ میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب نماز گزار (نماز میں) ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو تو اس پر تکبیر کہنا لازم ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے اور تکبیر کہہ کر بیٹھ جائے اور پھر اٹھنا چاہے تو اس قیام کے وقت تکبیر نہیں ہے اور پہلے تشہد کے بعد (تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوتے وقت بھی) یہی صورت حال ہے۔ اور تم من باب التسلیم ان حدیثوں میں سے جس پر بھی عمل کرلو۔۔۔ درست ہوگا۔ (الاحتجاج، الغیبہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں کیفیت نماز (باب ۱، از افعال نماز میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

جو شخص سجدہ کرنا بھول جائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو پلٹ کر اس کا بجالانا واجب ہے اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو پھر نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو دوسرا سجدہ کرنا بھول جائے اور قیام کی حالت میں اسے یاد آئے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا تو؟ فرمایا: جب تک رکوع میں چلا نہیں گیا سجدہ بجالائے اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یہ بات یاد آئے تو نماز کو جاری رکھے اور سلام پھیر کر اس کی قضا کرے۔ امامؑ نے فرمایا: اگر سجدہ میں جانے کے بعد رکوع میں شک کرے (کہ کیا ہے یا نہ؟) یا رکوع میں جانے کے بعد سجدہ میں شک کرے تو (تدارک کے محل سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے) نماز کو جاری رکھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عمار (ساباطی) ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو ایک سجدہ کرنا بھول گیا تھا اور کھڑا ہونے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا تو وہ کیا کرے؟ امامؑ نے فرمایا: نماز کو جاری رکھے اور جب تک سلام نہ پھیر لے سجدہ نہ کرے۔ ہاں جب سلام پھیر چکے تو پھر جس طرح سجدہ فوت ہوا ہے ایسا ہی سجدہ بجالائے۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر یاد ہی سلام کے بعد آئے تو؟ فرمایا: جب بھی یاد آئے اس کی قضا بجالائے۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دو رکعت نماز

پڑھتا ہے اور دوسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آتا ہے کہ اس نے پہلی رکعت میں سجدہ ترک کر دیا ہے تو؟ فرمایا: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی آدمی سے پہلی رکعت میں سجدہ ترک ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ایک ہے یا دو؟ تو از سر نو نماز پڑھے تاکہ دو سجدوں کا یقین ہو جائے اور اگر یہ صورت حال تیسری یا چوتھی رکعت میں پیش آئے یعنی ایک سجدہ چھوٹ جائے جبکہ رکوع کرنے کا یقین ہو تو اس سجدہ کا اعادہ کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: شاید مراد یہ ہے کہ اسے پہلی دو رکعتوں میں شک پڑ جائے (کہ پہلی ہے یا دوسری؟) جبکہ ایک سجدہ بھی ترک کیا ہو تو وہ از سر نو نماز پڑھے گا۔ اور جب یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ایک ہے یا دو؟ سے مراد یہ ہے کہ رکعتوں میں شک پڑ جائے نہ کہ سجدوں میں؟ اس طرح جمع بین الاحادیث ہو جاتی ہے۔

۴۔ ابوبصیر (مرادی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک سجدہ ادا کرنا بھول گیا اور اسے قیام کی حالت میں یاد آیا تو؟ فرمایا: جب تک رکوع میں نہیں گیا تو جب بھی یاد آئے اسے بجالائے! اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو نماز میں مشغول رہے، ہاں البتہ جب سلام پھیر چکے تو اس کی قضا کرے۔ اور اس پر (سجدہ) سہو نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ سہو کی حد سے خارج ہے۔ اس شخص کو فوت شدہ سجدہ یاد آ گیا ہے اور اس کی قضا بھی کر دی ہے۔

۵۔ معلیٰ بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے (ان کے بچپن میں) سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی نماز میں سجدہ کرنا بھول جائے تو؟ فرمایا کہ اگر اسے رکوع سے پہلے یاد آ جائے تو اسے بجالائے۔ اور اپنی نماز کو جاری رکھے پھر سلام کے بعد دو سجدۂ سہو ادا کرے اور اگر رکوع کے بعد یاد آئے تو پھر نماز کا اعادہ کرے پھر فرمایا کہ پہلی دو رکعتیں اور آخری دو رکعتیں اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب دونوں سجدے بھول جائیں (ورنہ ایک سجدہ کا یہ حکم نہیں ہے)۔

۶۔ محمد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسری رکعت میں دوسرا سجدہ ادا کرنا بھول جاتا ہے یا اس کی بجا آوری میں اسے شک پڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ شاید تم نے اپنا چہرہ زمین پر صرف ایک بار رکھا ہے تو جب سلام پھیر چکو تو ایک سجدہ کی قضا کرو اور ایک بار اپنا چہرہ زمین پر رکھو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جب سجدہ بھول جانے کا یقین ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے اور اگر شک ہو تو مستحب ہے

اور دو سجدۂ سہو کا واجب نہ ہونا شک والی صورت کے ساتھ مخصوص ہے اور جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شک والی صورت کے ساتھ مخصوص ہے۔

۷۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود جعفر بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک امامؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو تشہد پڑھتے وقت یاد آیا کہ اس نے پہلی دو رکعتوں میں صرف ایک سجدہ کیا ہے تو؟ فرمایا: پہلے سجدہ کرے پھر (تیسری) رکعت کے لئے کھڑا ہو؟ اگر یہی بات اسے دوسرے تشہد میں سلام سے پہلے یاد آئے تو؟ فرمایا: پہلے وہ سجدہ کرے پھر سلام پھیرے۔ بعد ازاں دو سجدۂ سہو بجالائے۔ (المحاسن للبرقی)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو رکوع میں یاد آتا ہے کہ اس کے ذمہ ایک سجدہ واجب الاداء ہے تو وہ اس کی قضا کس طرح کرے؟ فرمایا: نماز میں مشغول رہے ہاں جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ایک سجدہ بجالائے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ اسی سلسلۂ سند سے انہی جناب سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز فریضہ کے آخری سجدہ میں ہو اور (اسے یاد آئے کہ وہ پہلی رکعتوں میں) کوئی سجدہ بھول آیا ہے تو؟ فرمایا: سلام کے بعد سجدہ بجالائے اور نافلہ کا بھی یہی حکم ہے! (ایضاً)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اسکے بعد (باب ۲۳، از خلل در نماز میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جس شخص کو سجدہ بجالانے میں شک پڑ جائے اور ہنوز اس کا محل باقی ہو تو اس پر اس کی بجا آوری واجب ہے اور قیام کے بعد شک پڑے تو نماز میں مشغول رہے اور اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو سہو ہو گیا اب اسے معلوم نہیں ہے کہ اس نے ایک سجدہ کیا یا دو؟ فرمایا: دوسرا سجدہ کرے۔ اور نماز ختم کرنے کے بعد اس پر کوئی سجدۂ سہو نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا جسے شک پڑ گیا تھا کہ آیا اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو؟ فرمایا: ایک اور سجدہ کرے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ دو سجدے مکمل کئے ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: اگر سجدہ کر چکنے کے بعد رکوع میں شک کرے کہ کیا ہے یا نہ؟ تو

نماز میں مشغول رہے! اور اگر کھڑا ہونے کے بعد سجدہ میں شک کرے تو نماز کو جاری رکھے۔ (پھر فرمایا) ہر وہ چیز جس کا محل گزر جائے اور آدمی دوسرے فعل میں داخل ہو جائے اور پھر اس میں شک پڑے تو نماز کو جاری رکھے (اور اس شک کی پروا نہ کرے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے سجدہ سے سر اٹھایا اور ابھی پوری طرح سیدھا ہو کر بیٹھا بھی نہ تھا کہ اسے شک پڑ گیا کہ اسے شک پڑ گیا کہ آیا اس نے سجدہ کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: وہ سجدہ کرلے۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص نے سجدہ سے سر اٹھایا اور ابھی پوری طرح کھڑا نہیں ہوا تھا کہ اسے شک پڑ گیا کہ آیا اس نے سجدہ کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: وہ سجدہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: بعد ازیں (باب ۲۳ از خلل نماز میں) کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو بظاہر اس موضوع کے منافی ہیں۔ نیز وہاں بتایا جائے گا کہ وہ سہو کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ اور باب ۴۲، از وضو میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

جب محل تدارک سے تجاوز کر جانے کے بعد سجدہ کرنے میں شک پڑ جائے تو سلام پھیرنے کے بعد اس کی قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص سجدہ کرنا بھول جائے اور بعد میں یقین ہو جائے کہ نہیں کیا تو سلام سے پہلے جب بیٹھے تو سجدہ کرے اور اگر کرنے (یا نہ کرنے میں) شک ہو تو پھر سلام پھیر کر سجدہ کرے اور مختصر تشہد پڑھے اور (تشہد کے بغیر) صرف ٹھونگا نہ مارے کیونکہ ٹھونگا مارنا کوے کا کام ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی (عدم وجوب کی) بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور اس میں جو سلام سے پہلے سجدہ کرنے کا تذکرہ ہے تو اس کی چند تاویلیں ممکن ہیں (۱) یہ محمول بر تقیہ ہے۔ (۲) یہ نماز نافلہ پر محمول ہے۔ (۳) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ مشکوک سجدہ آخری رکعت کا ہو۔ (۴) یا سلام سے مراد وہ سلام ہے جس کے بعد کلام وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔

باب ۱۷

فریضہ و نافلہ نماز کے سجدہ میں دنیا و آخرت کے لئے دعا کرنا اور اپنی حاجت کا نام اور جس کے لئے دعا کی جائے اس کا نام لینا جائز ہے ہاں البتہ امور دنیا کے لئے دعا کرنا مکروہ ہے اور اس دعا کا بیان جو نافلۂ مغرب کے آخری سجدہ میں پڑھی جاتی ہے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مکہ کے راستہ میں ہمیں ابوبصیر نے نماز پڑھائی جبکہ اس کے شتربان کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی انہوں نے نماز کے سجدہ میں کہا: ﴿اللھم ردّ علی فلان ناقتہ﴾۔محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔تو ان کو یہ واقعہ سنایا۔امامؑ نے سن کر فرمایا: آیا اس نے ایسا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! پھر فرمایا: آیا اس نے ایسا کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔اس پر امامؑ خاموش ہو گئے! میں نے عرض کیا: آیا میں اس نماز کا اعادہ کروں؟ فرمایا: نہ! (التہذیب والفروع)

۲۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا میں سجدہ کی حالت میں کوئی دعا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔دنیا و آخرت کے لئے دعا کرو کیونکہ خدا دنیا و آخرت کا پروردگار ہے۔(ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مال کے تلف ہو جانے اور اپنے اوپر وارد شدہ دوسرے مصائب کی شکایت کی۔امامؑ نے فرمایا: سجدہ کی حالت میں لازماً دعا کرو کیونکہ بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے! عرض کیا: آیا نماز فریضہ میں بھی دعا کر سکتا ہوں اور اپنی حاجت کا نام بھی لے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا ہے! اور کچھ لوگوں کے خلاف ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر بددعا کی ہے۔اور آپؐ کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے بھی ایسا کیا ہے۔(الفروع،السرائر)

۴۔ زید شحام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے سجدہ میں وسعت رزق کے لئے یہ دعا پڑھا کرو: ﴿یَا خَیرَ الْمَسْئُولِینَ وَ یَا خَیرَ الْمُعْطِینَ اُرْزُقْنِی وَ ارْزُقْ عِیَالِی مِنْ فَضْلِکَ فَاِنَّکَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیمِ﴾۔(الاصول)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ایک شخص نماز میں یہ کہے: ﴿اَللّٰھُمَّ رُدَّ عَلَیَّ مَالِی وَ وُلْدِی﴾ تو آیا یہ کام اس کی نماز کو باطل کر دے گا؟ فرمایا: اگر ایسا نہ کرے (دنیوی امور کے متعلق خدا سے دعا نہ کرے) تو یہ بات مجھے زیادہ

پسند ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الدعا (باب ۵۵ میں، باب ۱۳، از قواطع نماز اور باب ۴۶ از نماز جمعہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

اگر سجدہ کرنے کے بعد پیشانی پر خاک لگ جائے تو اس کا جھاڑنا اور سجدہ کرتے وقت سنگریزوں کا برابر کرنا اور اگر پیشانی سے چمٹ جائیں تو ان کو اتار کر زمین پر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر نماز پڑھتے وقت پیشانی پر خاک لگ جائے تو آیا اس کا پونچھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایسا کرتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان سنگریزوں کو برابر کر رہے تھے۔ (ایضاً، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن بجیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو پیشانی سے (لگی ہوئی) کنکریاں ہاتھ سے پکڑ کر زمین پر رکھ دیتے تھے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے کنکروں کو ہموار کر لیتے تھے۔ (الفروع)

۵۔ جناب شیخ ابن ادریس حلی کتاب جامع بزنطی سے نقل کرتے ہوئے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز کی حالت میں سلام پھیرنے سے پہلے پیشانی سے خاک صاف کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (السرائر، قرب الاسناد)

باب ۱۹

سجدہ سے اٹھتے وقت کھلی ہتھیلیوں پر نہ کہ بند ہاتھ پر اعتماد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب

آدمی سجدہ کرے اور پھر اٹھنا چاہے تو ہاتھوں کو بند کر کے زمین پر نہ رکھے بلکہ ہتھیلیوں کو پھیلا دے اور سرینوں کو زمین پر نہ رکھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب سجدہ کرو تو دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر پھیلا دو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱، از افعال نماز میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

جو شخص رکوع و سجود کے لئے جھکنے سے عاجز ہو اسے اشارہ کرنا کافی ہے اور اگر ممکن ہو تو سجدہ گاہ کو اٹھا کر اس پر سجدہ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابوزیاد الکرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بوڑھا شخص ہے جو نہ خود اٹھ کر بیت الخلاء جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے لئے رکوع و سجود کے لئے جھکنا ممکن ہے تو؟ فرمایا: وہ صرف سر سے اشارہ کر دے اور اگر کوئی شخص اس کے لئے سجدہ گاہ کو بلند کر سکے تو اس پر سجدہ کرے ورنہ رو بقبلہ ہو کر سر سے اشارہ کرے۔ (التہذیب)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرے یا اسے جائے سجدہ میسر نہ ہو تو آیا وہ نماز فریضہ و نافلہ میں صرف اشارہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر صورت حال یہی ہو تو پھر ہر قسم کی نماز میں صرف سر کا اشارہ کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ لیث المرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ زوال کے وقت ایک شخص کی نکسیر پھوٹ پڑی جو ساری رات جاری رہی (وہ کس طرح نماز پڑھے؟) فرمایا: وہ ہر نماز کے وقت صرف سر سے اشارہ کرے! پھر اس شخص کے بارے میں یہی سوال کیا جسے مسلسل اسہال آ رہے ہوں؟ فرمایا: وہ بھی سر کے اشارہ سے نماز پڑھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵، از ما یسجد علیہ و باب ۱، از قیام و باب ۵، از مکان مصلی میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

سجدہ میں پیشانی اور دیگر اعضاء کو قدرے جما کر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی بھی شخص کے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اس کی پیشانی کو ایسا صاف دیکھوں کہ اس پر سجدہ کا کوئی بھی نشان نہ ہو۔ (ایضاً)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ میرے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے تمام اعضاء سجدہ پر سجدہ کے نشانات موجود تھے اسی لئے ان کو "سجاد" کہا جاتا تھا۔ (علل الشرائع)

۳۔ ابوعلی محمد بن اسماعیل بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اعضاء سجدہ پر گھٹے پڑ گئے تھے جنہیں آپؑ سال میں دو بار کاٹتے تھے کل پانچ گٹھے تھے اسی وجہ سے ان کو "ذو الثفنات" کہا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن الفضل اپنے والد (فضل) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ایک سیاہ فام غلام ہاتھ میں قینچی لئے ہوئے ہے اور بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے جو گوشت امامؑ کی پیشانی اور ناک کے کنارے پر بہت سخت ہوگیا تھا اسے کاٹ رہا ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷، از مایسجد علیہ و باب ۱، از افعال نماز و باب ۱۸ یہاں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

تسبیح وغیرہ شمار کرنے کے لئے سجدہ میں انگلیوں کو حرکت دینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ جب سجدہ میں جاتے تھے تو یکے بعد دیگرے تین انگلیوں کو حرکت دیتے تھے یعنی ان سے تسبیح کو شمار کرتے تھے اور پھر سر بلند کرتے تھے۔ (الفروع، عیون الاخبار)

باب ۲۳

جس قدر ممکن ہو سجدہ کو طول دینا، بکثرت سجدہ کرنا اور اس میں تسبیح و ذکر کا زیادہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے اور اسے طول دیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے ہائے افسوس ان لوگوں نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی۔ انہوں نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض حجروں کی اصلاح کرنے میں مشغول تھے کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ کام میں نہ کر دوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہیں ٹھہر جا! چنانچہ جب آنحضرتؐ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو اس سے فرمایا: تیری کیا خواہش ہے؟ عرض کیا: جنت چاہتا ہوں۔ یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو سر جھکا لیا، پھر فرمایا: ہاں! (مل جائے گی)۔ پھر جب وہ آدمی جانے لگا تو اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا! طویل سجدہ کر کے ہماری مدد کرنا۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالحمید بن ابو العلا بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کا کافی دیر تک انتظار کیا مگر ان کا سجدہ طویل ہی ہوتا چلا گیا۔ میں اٹھا اور اٹھ کر چند رکعت نماز پڑھی۔ مگر امامؑ ہنوز سجدہ میں ہی پڑے تھے۔ میں نے آپؑ کے غلام سے دریافت کیا کہ آپؑ نے کب سجدہ میں سر رکھا؟ اس نے کہا: تمہارے یہاں آنے سے کچھ پہلے! امامؑ نے جب میرا کلام سنا تو سجدہ سے سر بلند کیا۔ (الروضہ)

۴۔ زیاد قندی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے (اس کے ایک خط کے جواب میں) اسے لکھا کہ جب نماز پڑھو تو سجدہ کو طول[1] دو۔ (الفروع)

۵۔ وشا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ سب سے زیادہ اس وقت اپنے

---

[1] **(زندان سے رہائی کا عمل)** یہ پوری حدیث اس طرح ہے کہ زیاد موصوف کو مال میں غبن کرنے کے الزام میں بغداد میں قید کر دیا گیا تھا۔ اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے کوئی عمل بتائیں جس سے خدا مجھے رہائی عطا فرمائے۔ امامؑ نے اسے لکھا۔ جب نماز پڑھو تو سجدہ کو طول دو۔ پھر بقدر ایک سانس اس جملہ کی تکرار کرو، کہو: ﴿یَا اَحَدُ یَا مَنْ لَا اَحد (حدّ) لَهٗ﴾۔ بعد ازاں بقدر ایک سانس یہ ہو: ﴿یَا مَنْ لَا یَزِیْدُهٗ کَثْرَۃُ الدُّعَاءِ اِلَّا جُوْدًا وَ کَرَمًا﴾۔ پھر پڑھو: ﴿یَا رَبَّ الْاَرْبَابِ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ الَّذِیْ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْکَ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ﴾۔ زیاد کا بیان ہے کہ میں نے یہ عمل کیا اور اس کی برکت سے خدا نے میری مشکل آسان کی اور مجھے رہائی مل گئی۔ (الفروع)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پروردگار کے قریب ہوتا ہے جب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (سجدہ کر اور خدا کے نزدیک ہو جا)۔ (الفروع، الفقیہ، العیون)

۶۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کوفہ کے بعض باغات میں گھومتے ہوئے دیکھا پھر ایک کھجور کے پاس پہنچ کر وضو کیا پھر رکوع و سجود کیا میں نے شمار کیا کہ انہوں نے سجدہ میں پانچ سو دفعہ تسبیح پڑھی پھر (اٹھے اور) کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر بہت سی دعائیں پڑھیں۔ پھر مجھ سے فرمایا: اے حفص! یہی وہ کھجور ہے جس کے بارے میں خدا نے جناب مریمؑ سے فرمایا تھا: ﴿وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ کہ کھجور کی شاخ کو ہلاؤ۔ وہ تم پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گی۔ (الروضہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن علی الوشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ سجدہ کرتے ہوئے سو جائے تو خدا (فخریہ طور پر) فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کی روح قبض کر لی ہے مگر وہ میری اطاعت میں ہے۔ (عیون الاخبار)

۸۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بندہ لمبا سجدہ کرے اور وہ بھی ایسی جگہ جہاں (خدا کے سوا) اسے کوئی نہ دیکھ رہا ہو تو شیطان کہتا ہے: ہائے افسوس! انہوں نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی۔ انہوں نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔ (ثواب الاعمال، المحاسن، المقنع)

۹۔ کلیب صیداوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک سجدہ کرتا ہے اس سے اس کی ایک خطا معاف ہو جاتی ہے اور ایک نیکی درج ہو جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۰۔ حضرت امیر علیہ السلام حدیث اربعماۃ میں فرماتے ہیں کہ تھوڑے گناہوں کو معمولی نہ سمجھو کیونکہ انہیں شمار کیا جاتا ہے اور بالآخر تھوڑے زیادہ بن جاتے ہیں اور سجدہ طویل کیا کرو کیونکہ کوئی عمل شیطان پر اس سے بڑھ کر سخت نہیں ہے کہ وہ فرزند آدمؑ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے چونکہ اسے بھی سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر وہ نافرمانی کر کے ہلاک ہو گیا اور اس (فرزند آدمؑ) کو سجدہ کا حکم دیا گیا اور وہ اطاعت کر کے نجات پا گیا۔ (الخصال)

۱۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابومحمد! تم پر لازم ہے کہ طویل سجدہ کرو۔ کیونکہ یہ توابین کی سنت ہے۔ (علل الشرائع)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) دن میں نماز پڑھتے تھے اور جب سجدہ کرتے تھے تو اسے اس قدر طول

دیتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ آپ شاید سو گئے ہیں۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ جناب سید بن طاؤس علیہ الرحمہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ایک بار آپؑ جنگل کی طرف نکل گئے۔ اور ان کا غلام بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ امام درشت قسم کے پتھر پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر رہے ہیں۔ غلام نے شمار کیا کہ امامؑ نے اس حالت میں ایک ہزار بار تسبیح پڑھی: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَ رِقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَ صِدْقًا﴾ اس کے بعد سر اٹھایا۔ (الملہوف علیٰ قتلی الطفوف)

۱۴۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ الراوندی باسناد خود عامر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو انہیں حکم دیا کہ بدست خود کھیتی باڑی کریں اور جنت کی (مفت) نعمتوں کے بعد اپنی محنت سے کھانا کھائیں۔ چنانچہ آدمؑ جنت کی مفارقت پر دو سو سال تک روتے رہے پھر سجدہ کیا اور تین شب و روز تک سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ (قصص الانبیاء)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۲ و ۲۱ اور باب ۲۹ از تکفین، باب ۳۲ از اعداد الفرائض، باب ۵۹ از مواقیت، باب ۲ از افعال نماز اور باب ۲۶ از رکوع میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد سجدۂ شکر وغیرہ کے بیان میں ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

سجدہ کے لئے تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سجدہ کرو تو تکبیر کہو اور ساتھ یہ بھی کہو ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ﴾۔ (الفروع)

۲۔ معلّی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب سجدہ کرنے کے لئے جھکتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از افعال نماز و باب ۲ از رکوع) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

دو سجدوں کے درمیان ہاتھوں کا زمین سے نہ اٹھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جامع بزنطی کے حوالہ سے بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سجدہ کرتا ہے پھر (جب اس سے سر اٹھاتا ہے تو) ہاتھوں کو زمین سے نہیں اٹھاتا بلکہ اسی حالت میں دوسرے سجدے میں چلا جاتا ہے آیا ایسا کرنا درست ہے؟ فرمایا: یہ نماز میں نقص ہے۔

(السرائر، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ کراہت صرف اس صورت پر محمول ہے کہ جب ایسا کرنا پوری طرح سر بلند کرنے اور دو سجدوں کے درمیان طمانیت کے ساتھ بیٹھنے کے منافی نہ ہو ورنہ جائز نہ ہوگا۔

باب ۲۶

سجدہ میں ہتھیلیوں کا زمین پر لگانا مستحب ہے واجب نہیں ہے البتہ پیشانی کا اس چیز پر رکھنا واجب ہے جس پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر لگائے۔ شاید اس کی برکت سے بروز قیامت اس سے ہاتھوں کے باندھے جانے والی مصیبت دور ہو جائے۔(ثواب الاعمال، علل الشرائع)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱، افعال نماز میں) بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ جب سجدہ کرنا چاہو تو سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھو اور اگر ان کے نیچے کوئی کپڑا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ان کو براہِ راست زمین پر رکھو تو افضل ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ از افعال نماز میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ کس چیز پر سجدہ جائز ہے اس کا تذکرہ اس سے پہلے (باب ۱، ما یسجد علیہ) میں کیا جا چکا ہے۔

باب ۲۷

غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کے احکام۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے کہ اچانک آپ کے پاس سے ایک اونٹ گزرا اور آپ کے قریب آ کر زمین پر سینہ ٹیک کر بیٹھ گیا۔ اور منہ سے جھاگ بہانے لگا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جب اس اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا ہے تو ہم تو اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا: نہ۔ بلکہ خدا کو سجدہ کرو۔ پھر فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی مخلوق کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(بصائر الدرجات)

۲۔ جناب سعد بن عبداللہ نے بھی یہی روایت اپنی (مختصر بصائر الدرجات میں) نقل کی ہے۔ اس میں اس ''ارشاد نبویؐ'' کہ ''خدا کو سجدہ کرو'' کے بعد یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا: یہ اونٹ اپنے مالکوں کی شکایت کرتا ہے۔۔۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ عمر نے کہا: آپؐ یہ فرماتے ہیں؟ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (مختصر البصائر، الفروع، الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابیطالب الطبرسی باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین عرب پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا: ہم ان کے ذریعہ سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعضوں نے جواب میں یہ کہا کہ جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے ان کو سجدہ کیا۔ تو فرشتوں کی نسبت ہم آدمؑ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار تھے۔ مگر ہم (بوجہ وہاں موجود نہ ہونے کے) ایسا نہ کر سکے تو اب ہم ان کی صورت بنا کر اسے سجدہ کرتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ سے ہمیں خدا کا اسی طرح تقرب حاصل ہو جائے جس طرح فرشتوں نے حاصل کیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح تمہارے خیال کے مطابق تمہیں مکہ (خانۂ کعبہ) کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور تم نے ایسا کیا۔ مگر تم نے مکہ کے علاوہ مختلف مقامات پر محراب بنا لئے اور ادھر منہ کر کے سجدہ کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم صحیح راستہ بھول گئے ہو اور گمراہ ہو گئے ہو۔۔۔۔۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ جب تم لوگوں نے ان حضرات کی صورتیں بنا کر جو خود خدا کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کی پرستش شروع کر دی اور ان کو سجدہ کرنے لگے۔ اور ان کی نمازیں پڑھتے ہوئے اپنے مقدس

چہرے خاک پر رکھنے لگے۔ تو تم نے رب العالمین کی عبادت کے لئے باقی کیا چھوڑا؟ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ وہ ذات جس کی تعظیم وتکریم اور عبادت لازم ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کے بندوں کو اس کے برابر نہ ٹھہرایا جائے! کیا تم غور نہیں کرتے کہ جب تم ایک بہت بڑے بادشاہ کو تعظیم وتکریم میں اس کے غلاموں کے برابر ٹھہراؤ تو کیا ایسا کرنے میں اس بڑے (بادشاہ) کی سبکی اور توہین نہیں ہوگی؟ جس طرح کہ چھوٹے کی (بے جا) بڑائی و کبریائی ہوئی؟ مشرکین عرب نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے! تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ جب تم اللہ کی تعظیم وتکریم صرف اس کے بعض مطیع ومنقاد بندوں کی صورتوں کی تعظیم کے برابر کرتے ہو (کہ اس کو بھی سجدہ اور ان کو بھی سجدہ) تو کیا اس طرح تم خدا کی سبکی نہیں کرتے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ جب خدا نے فرشتوں کو سجدہ آدمؑ کا حکم دیا تھا تو ان کی اسی صورت ومورت کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا جو غیر خدا ہے (بلکہ اسے قبلہ بنا کر اپنی ذات کو سجدہ کرایا تھا) لہٰذا تمہیں اپنی عبادت کا اس پر قیاس کرنے کا کوئی حق نہیں ہے! تمہیں کیا معلوم کہ خدا تمہارے اس فعل کو ناپسند کرتا ہو؟ کیونکہ اس نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا! پھر فرمایا: تم غور کر کے مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی شخص کسی خاص دن میں تمہیں اپنے گھر میں داخل ہونے کا حکم دے! (اور تم داخل بھی ہو) تو تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اس خاص دن کے بعد اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں گھس جاؤ؟ یا اس کے اس گھر جیسے کسی اور گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ؟ سب نے کہا: نہیں! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے ملک میں اس کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا کوئی تصرف نہ کیا جائے! تو تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور اس نے تمہیں کب حکم دیا تھا کہ ان صورتوں اور مورتوں کو سجدہ کرو[1]۔ (الاحتجاج)

۴۔ ایک طویل حدیث میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ مذکور ہے کہ ایک زندیق نے آنجنابؑ سے سوال کیا۔ آیا غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ اس نے کہا: تو پھر خدا نے کس طرح فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں؟ فرمایا: جو شخص کسی کو خدا کے حکم سے سجدہ کرے گا وہ دراصل خدا ہی کو سجدہ کرے گا پس وہ سجدہ دراصل خدا کو تھا کیونکہ اس کے حکم سے تھا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ ارشاد خداوندی کہ ﴿وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا﴾ (کہ جناب یوسفؑ کے والدین اور ان کے بھائی ان کی خاطر سجدہ ریز ہو گئے) کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کا یہ سجدہ خدا کے لئے سجدۂ شکر تھا جس طرح خدا کے نیک بندے نئی نعمتیں ملنے پر اس کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں۔ بنا بریں ﴿لَهٗ﴾ میں واحد غائب کی ضمیر کا مرجع خدا تعالیٰ

---

[1] قطع نظر قرآن وحدیث سے دوسرے شرعی دلائل کے عقلی طور پر کسی بھی مخلوق کو کسی قسم کا سجدہ کرنے کی حرمت پر اس سے زیادہ جامع اور ٹھوس دلیل کا انسانی عقل تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس موضوع کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب احسن الفوائد اور اصلاح الرسوم کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾۔

ہے نہ جناب یوسفؑ! یعنی ان لوگوں نے (جناب یوسفؑ کو زندہ اور مصر کا بادشاہ دیکھ کر) اس نعمت پر ان کی طرف رخ کر کے خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا جیسے کہا جاتا ہے ﴿صلی للقبلہ﴾ کہ فلاں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے خدا کے لئے نماز پڑھی ہے! یہ تفسیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

۶۔ جناب علی بن ابراہیم باسناد خود یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ موسیٰ بن محمد نے ان سے کچھ مسائل دریافت کئے۔ اور انہوں نے یہ مسائل جواب کی خاطر حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے۔ منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ جناب یعقوب اور ان کی اولاد کے متعلق بتاؤ جو کہ نبی تھے! آیا انہوں نے جناب یوسفؑ کو سجدہ کیا تھا؟ امامؑ نے فرمایا: جناب یعقوبؑ اور ان کی اولاد کا سجدہ یوسفؑ کے لئے نہیں تھا بلکہ وہ طاعت خداوندی میں تھا۔ ہاں البتہ یوسفؑ کے لئے تحیہ تھا جس طرح ملائکہ کا سجدۂ آدمؑ، آدمؑ کے لئے نہیں تھا خدا کی اطاعت تھا اور آدمؑ کے لئے تحیہ تھا۔ تو جناب یعقوبؑ اور ان کے بیٹوں نے جن میں خود جناب یوسفؑ بھی شامل تھے۔ بطور شکرانہ نعمت خدا کی بارگاہ میں سجدہ ادا کیا تھا کہ خدا نے ان کو یکجا کر دیا۔ (اور جدائی کے بعد باہم ملا دیا)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جناب یوسفؑ اس وقت سجدۂ شکر میں کہہ رہے ہیں: ﴿رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ ...... الایة﴾ (اے پروردگار! تیرا شکر کہ تو نے مجھے ملک عطا کیا ہے)۔ (تفسیر قمی)

۷۔ تفسیر (منسوب) بامام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ آنجنابؑ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ فرشتوں کا سجدہ حضرت آدمؑ کے لئے نہیں تھا بلکہ ان کو قبلہ بنا کر اور ان کی طرف منہ کرا کر خدا کو سجدہ کرایا گیا تھا۔ اور اس طرح ان کی تعظیم وتکریم کا اظہار کیا گیا تھا پھر فرمایا: خدا کے سوا کسی مخلوق کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔ اور خدا کی طرح اس کی تعظیم وتکریم کرے (پھر فرمایا) اور اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو میں اپنے کمزور شیعوں اور پیروکاروں کو حکم دیتا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو سجدہ کریں۔۔۔ جو کہ پیغمبر اسلامؐ کے علوم لوگوں تک پہنچانے کے وسیلہ ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں۔ (تفسیر عسکری۔ الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سجدۂ تلاوت کے احکام اس سے پہلے قرأت قرآن (باب ۴۲ میں) گزر چکے ہیں اور سجدۂ شکر کے احکام اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی حرمت کا بیان اس کے بعد (ج ۵ باب ۳۵ از مزار میں) کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

اگر ایک رکعت میں سے دو سجدے کم ہو جائیں یا زیادہ تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کا اعادہ نہ کیا جائے مگر پانچ چیزوں کی وجہ سے (۱) طہارت۔(۲) وقت۔(۳) قبلہ۔(۴) رکوع۔(۵) اور سجدہ۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے تین ثلث ہیں (۱) ایک ثلث طہارت۔(۲) ایک ثلث رکوع۔(۳) اور ایک ثلث سجود۔(الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۹ از خلل) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تشہّد کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چودہ (۱۴) باب ہیں)

باب ۱

تشہد کے لئے بیٹھنا واجب ہے اور بائیں جانب پر زور دے کر بیٹھنا اور دایاں پاؤں بائیں پر رکھنا مستحب ہے لیکن عورت دونوں رانوں کو ملا کر (اکڑوں) بیٹھے گی اور بطور اقعاء بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حریز بن عبداللہ کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دونوں سجدوں کے درمیان بطور اقعاء بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ تشہد کے موقع پر بطور اقعاء نہیں بیٹھنا چاہیئے۔تشہد میں بیٹھنا ضروری ہے مگر جو اقعاء ہے وہ بیٹھنا ہی نہیں ہے۔(السرائر)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامینؑ علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ عورت نماز میں کس طرح بیٹھے؟ فرمایا: اپنے دونوں رانوں کو باہم ملا کر (اکڑوں) بیٹھے۔(التہذیب)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز میں بیٹھو تو اپنی دائیں جانب پر نہ بیٹھو بلکہ اپنی بائیں جانب پر زور دے کر بیٹھو۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے خیر الخلائق کے عم زاد! تشہد میں دائیں پاؤں کے اٹھانے اور بائیں پاؤں کے زمین پر جمانے کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے کہ ﴿اَللّٰھُمَّ اَمِتِ الْبَاطِلَ وَ اَقِمِ الْحَقَّ﴾ (اے اللہ! باطل کو موت دے اور حق کو قائم فرما)۔

(الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱، از افعال نماز باب ۱، از قیام اور باب ۶، از سجود میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد مختلف ابواب میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

تقیہ وغیرہ کی سخت ضرورت کے تحت کھڑے ہو کر بھی تشہد پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن محمد البرقی ؒ باسناد خود عبد اللہ بن حبیب بن جندب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز مغرب ان لوگوں (مخالفین) کے ساتھ (تقیۃً) پڑھتا ہوں۔ بعد ازاں اس کا اعادہ کرتا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ میری نگرانی نہ کریں تو؟ فرمایا: جب تیسری رکعت پڑھ چکو تو اپنی سرینیں زمین پر جما کر رکھو۔ پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اور کھڑے ہو کر تشہد پڑھو۔ اور رکوع و سجود کرو (الغرض اپنی پوری نماز مغرب فرادیٰ پڑھو) مگر وہ خیال کریں گے کہ تم نماز نافلہ پڑھ رہے ہو۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۵ از مکان مصلیٰ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص کیچڑ میں نماز پڑھ رہا ہو وہ کھڑا ہو کر تشہد پڑھ سکتا ہے اور بعد ازیں تقیہ کی حدیثوں میں ایسی حدیثیں ذکر کی جائینگی جو اپنے عموم و اطلاق کی بنا پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

تشہد کی کیفیت اور اس کے بعض احکام کا بیان

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن عمرو الاحول سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پہلی دو رکعت میں تشہد یوں ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ﴾۔(التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دوسری رکعت میں تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھو تو کہو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّكَ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ وَ

اِرْفَعْ دَرَجَتَهٗ ﴾ پھر دو یا تین بار خدا کی حمد کرو (یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو) پھر اٹھ کھڑے ہو۔ اور پھر جب چوتھی رکعت کے تشہد کے لئے بیٹھو تو کہو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّكَ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ الطَّاهِرَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ الْغَادِيَاتُ الرَّائِحَاتُ السَّابِغَاتُ النَّاعِمَاتُ لِلّٰهِ مَا طَابَ وَ زَكٰى وَ طَهُرَ وَ خَلُصَ وَ صَفٰى فَلِلّٰهِ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَامْنُنْ عَلَيَّ بِالْجَنَّةِ وَ عَافِنِيْ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴾ پھر کہو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ. اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰى محمد بن عبد الله خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ﴾ پھر سلام پھیرو۔ (یعنی کہو: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ)۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز نافلہ میں تشہد نماز فریضہ کے (طویل) تشہد کا صرف بعض حصہ ہے (یعنی مختصر ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (تشہد میں) آدمی کے اس قول کا ﴿التحیات للہ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب ہے ﴿الملک للہ﴾۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں تشہد میں یہ پڑھ سکتا ہوں کہ مَا طَابَ فَلِلّٰهِ وَمَا خَبُثَ فَلِغَيْرِ اللّٰهِ؟ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تشہد دو رکعت کے بعد اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ جس طرح رکوع و سجود سے پہلے اذان، دعا اور قرأت مقرر کی گئی ہے اسی طرح تشہد، تحیہ اور دعا رکوع و سجود کے بعد مقرر کئے گئے ہیں۔ (عیون الاخبار۔ علل الشرائع)

۷۔ عبداللہ بن الفضل الہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز گزار کے تشہد میں اس کہنے کا مفہوم کیا ہے؟ ﴿لِلّٰه ما طاب و طهر و ما خبث فلغيره﴾ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ پاک و پاکیزہ سے مراد کسب حلال اور خبیث ونجس سے مراد ربا و سود ہے۔ (معانی الاخبار)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی آدمی پہلی دو رکعتوں کا تشہد پڑھ کر اٹھنا چاہے تو کس طرح ہاتھ زمین پر رکھے اور پھر اٹھے یا کیا کرے؟ فرمایا: جس طرح بھی کرے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کیفیت نماز (باب از افعال نماز میں) تشہد کے احکام گزر چکے ہیں۔ نیز تشہد میں جہر و اخفات کے جائز ہونے اور عربی پر قدرت رکھتے ہوئے ترجمہ پر اکتفا کے ناجائز ہونے کا تذکرہ بھی (باب ۶۷ از قرأت میں) کیا جا چکا ہے۔ اور بعد ازیں ذکر کیا جائے گا کہ دو رکعتی نماز میں ایک تشہد ہے اور تین اور چار رکعتی نماز میں دو تشہد واجب ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

تشہد میں صرف دو شہادتیں (توحید و رسالت) واجب ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں کیا کہنا کافی ہے؟ فرمایا: یہ کہو ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾۔ پھر عرض کیا: اور آخری دو رکعتوں کے تشہد میں کیا کہنا کافی ہے؟ فرمایا: دو شہادتوں کا اقرار۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ فضیل، محمد بن مسلم اور زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز گزار اور (تشہد کی) دو

شہادتوں سے فارغ ہو جائے تو اس کی نماز مکمل ہے۔ لہٰذا اگر اسے کسی معاملہ میں جلدی ہو تو سلام پھیر کر جا سکتا ہے۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں اس بات پر محمول ہیں کہ شہادتین کے علاوہ تشہد کے جو اجزاء ہیں جو ابو بصیر والی حدیث وغیرہ میں مذکور ہیں وہ مستحب ہیں اور ہاں جہاں تک تشہد میں محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام کا تعلق ہے تو اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا کہ وہ واجب ہے۔

۳۔ احمد بن محمد بن ابونصر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں آیا چوتھی رکعت کے تشہد میں وہی کچھ (شہادتین) کافی ہے۔ جو دوسری (رکعت کے تشہد میں) کافی ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(التہذیبین)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نمازوں کے تشہد کے بارے میں عرض کیا؟ فرمایا: دو بار! عرض کیا: کس طرح دو بار؟ فرمایا: جب صحیح طریقہ پر بیٹھ جاؤ تو کہو: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ پھر (سلام پھیر کر) نماز سے فارغ ہو سکتے ہو۔ راوی نے عرض کیا: بندہ کا یہ کہنا ﴿التحیات للّٰہ و الطیبات و الصلوات للّٰہ﴾ یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ایک لطیف دعا ہے جس کے ذریعہ سے بندہ اپنے خدا سے لطف کی درخواست کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں تشہد جفت ہے (دو شہادتیں ہیں)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سورہ بن کلیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کم از کم تشہد کس قدر ہے؟ فرمایا: دو شہادتیں [1]۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیثیں سابقہ اور لاحقہ حدیثوں کے ساتھ مل کر دو شہادتوں کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بات درود و سلام کے وجوب کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان سے غرض تو صرف شہادت کے وجوب کا تذکرہ کرنا ہے (اور

---

[1] قارئین کرام نے بچشم خود ان ابواب کی تمام حدیثیں ملاحظہ کر لی ہیں اور سب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ تشہد میں صرف تین چیزیں واجب ہیں (۱) شہادت توحید۔ (۲) شہادت رسالت۔ (۳) اور درود شریف۔۔۔۔۔ ہاں البتہ بعض دوسرے اذکار بھی منقول ہیں مگر وہ بالاتفاق مستحب ہیں، واجب نہیں ہیں۔ تو ان حقائق کے بعد تشہد میں شہادت ثالثہ کے جواز کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے جو نہ واجب ہے اور نہ مستحب اور نہ قرآن ہے اور نہ دعا اور نہ ہی براہِ راست ذکر خدا۔ یہی وجہ ہے کہ جن جہال و ضلال نے مداخلت فی الدین کرتے ہوئے آج پندرہویں صدی میں جو نیا تشہد وضع کیا ہے اس کے ردِ عمل کے طور پر فقہاء و مجتہدین اسے حرام اور مبطل نماز قرار دے رہے ہیں مزید تفصیلات کے خواہشمند ہماری فقہی کتاب "قوانین الشریعہ" کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ظاہر ہے کہ درود شہادت نہیں ہے) نیز یہ بھی احتمال ہے کہ درود کا ذکر تقیۃً ترک کر دیا گیا ہو یا اس وجہ سے کہ اس کا وجوب تو سب کو معلوم ہی ہے۔ (واللہ اعلم)

باب ۵

تشہد سے پہلے خدا کی حمد وثنا بیان کرنا اور تشہد سے پہلے اور اس کے بعد منقولہ یا غیر منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن حبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تشہد اور قنوت میں کیا (دعا) پڑھوں؟ فرمایا: جو کچھ تمہیں معلوم ہے اس میں سے جو احسن واولیٰ ہے وہ پڑھو۔ (پھر فرمایا) اگر کوئی مخصوص ومتعین چیز ہوتی تو لوگ ہلاک ہو جاتے[۱]۔ (التہذیب والفروع)

۲۔ حبیب الخثعمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی تشہد کے لئے بیٹھے اور خدا کی حمد وثنا کر لے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ تشہد میں اقرار شہادتین واجب ہے۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن حبیب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تشہد کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جس طرح عام لوگ کہتے ہیں تم بھی کہو پھر فرمایا اگر اس کے لئے کوئی مخصوص چیز لوگوں پر واجب ہوتی تو وہ ہلاک ہو جاتے سوائے اس کے نہیں کہ لوگ وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے معلومات میں سے آسان ترین ہوتا ہے۔ پس جب تم خدا کی حمد وثنا کر لو تو تمہارے لئے کافی ہے۔ (الفروع، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کی وجہ ابھی اوپر بیان ہو چکی ہے اور جناب شہید اول نے بھی اسے تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ اکثر عامہ کے نظریہ کے موافق ہے۔

---

[۱] بموجب کلمۃ حق یراد بہا الباطل بعض ضال ومضل قسم کے لوگ ان حدیثوں کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ تشہد میں کوئی چیز واجب نہیں ہے بلکہ یہ نماز گزار کی مرضی پر منحصر ہے کہ جو چاہے پڑھے۔۔۔ اور پھر اس کے ڈانڈے شہادتِ ثالثہ سے جا ملاتے ہیں۔۔۔ حالانکہ یہ بات سابقہ ابواب کی روشنی میں اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ تشہد میں شہادتین اور درود شریف واجب ہیں پھر ان حدیثوں کا کیا مطلب ہے؟ ظاہر ہے کہ ان سے مستحبی ذکر واذکار مراد ہیں جیسا کہ اوپر باب ۳ کی حدیثوں سے واضح وآشکار ہے کہ مستحبی اجزاء کم وبیش بہت سارے منقول ہیں لہٰذا کوئی خاص ذکر متعین نہیں ہے بلکہ ہر احسن واولیٰ ذکر ودعا سے خدا کی حمد وثنا کی جا سکتی ہے اور اگر کوئی خاص مستحبی اجزاء لازم ہوتے جیسے ابوبصیر والی روایت میں مذکور ہیں اور بے چارے عوام یاد نہ کر سکتے تو ہلاک ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶

پیشنماز کے لئے تشہد اور دیگر تمام اذکار میں جہر کرنا مستحب ہے اور مقتدی کے لئے جہر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کو تشہد سنائے (جہر کرے) مگر وہ لوگ اسے کوئی چیز نہ سنائیں (اخفات کریں)۔

(التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کو چاہیئے کہ وہ جو کچھ بھی پڑھے وہ اپنے پچھلے لوگوں (مقتدیوں) کو سنائے۔ اور مقتدی کو نہیں چاہیئے کہ وہ جو کچھ پڑھتا ہے وہ پیشنماز کو سنائے۔(التہذیب)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب آپ تشہد کے آخر میں پہنچے تو آپؑ نے اس قدر آواز بلند کی کہ ہمیں سنائی دی۔ اور جب آپؑ پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا کہ آیا پیشنماز کو چاہیئے کہ اسی طرح مقتدیوں کو تشہد سنائے؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

باب ۷

اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ تیسری رکعت کے رکوع میں چلا جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی البتہ سلام کے بعد اس کی قضا اور سجدۂ سہو واجب ہے ہاں البتہ اگر عمداً اسے ترک کیا جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کا اعادہ نہ کیا جائے سوائے پانچ چیزوں کے (۱) طہارت۔ (۲) وقت۔ (۳) قبلہ۔ (۴) رکوع۔ (۵) اور سجود۔ پھر فرمایا: قرأت سنت ہے اور تشہد سنت ہے اور کوئی سنت فریضہ کو باطل نہیں کرتی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ محمد (بن مسلم) امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز سے فارغ ہو گیا مگر تشہد پڑھنا بھول گیا تھا۔ فرمایا: اگر اس جگہ کے قریب ہو جہاں نماز پڑھی تھی تو وہاں جا کر تشہد (بطور قضا) پڑھے ورنہ کوئی پاک جگہ تلاش کرکے وہاں تشہد پڑھے اور فرمایا: تشہد نماز میں سنت ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سنت سے یہاں مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب بطریق سنت معلوم ہوا ہے نہ کہ قرآن سے، ورنہ ظاہر ہے کہ تشہد بالاتفاق واجب ہے (اور اصطلاحی معنی میں سنت نہیں ہے)۔

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنا (تشہد پڑھنا) بھول جائے تو؟ فرمایا: اگر (تیسری رکعت کے) رکوع سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے) اور اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو نماز کو تمام کرے اور سلام پھیر کر (تشہد کی قضا کرے اور کلام) کرنے سے پہلے) دو سجدۂ سہو ادا کرے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے تو؟ فرمایا: دو سجدے (سہو کے) ادا کرے جن میں تشہد پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص نماز میں تشہد پڑھنا بھول جائے مگر اسے اتنا یاد آئے کہ اس نے صرف بسم اللہ پڑھی تھی تو اس کی نماز درست ہے۔ اور اگر اس کا کچھ حصہ بھی پڑھنا یاد نہ آئے تو؟ پھر نماز کا اعادہ کرے! (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یوں توجیہہ کی ہے کہ اس کی نماز درست ہے یعنی صرف تشہد کی قضا کرے گا اور جب کچھ بھی پڑھنا یاد نہ ہو یعنی عمداً تشہد ترک کیا ہو تو پھر نماز کا اعادہ کرے گا۔

۶۔ جناب شیخ عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص تشہد پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ سلام پھیر بیٹھا اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر سلام سے پہلے یاد آ جائے تو تشہد پڑھے اور اگر (سلام کے بعد یاد آئے) تو پھر دو سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر اسے یاد آئے کہ اس نے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ یا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھی تھی تو پھر کافی ہے اور اگر کچھ بھی نہیں پڑھا یہاں تک کہ سلام پھیر دیا تو پھر نماز کا اعادہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بھی وہی تاویل کی جائے گی جو سابقہ حدیث کی پیش کی گئی ہے۔

باب ۸

نماز نافلہ میں رکوع کے بعد بھی وہ شخص لوٹ کر تشہد پڑھ سکتا ہے جو بروقت پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ (تیسری رکعت کے) رکوع میں چلا جائے پھر اٹھ کر نماز مکمل کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی نماز وتر کی دو رکعت (شفع) پڑھ رہا تھا کہ تشہد پڑھنا بھول گیا اور اس کی (تیسری رکعت میں) رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا تو؟ فرمایا: رکوع چھوڑ کر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے پھر اٹھ کر نماز مکمل

کرے! راوی نے عرض کیا کہ کیا آپؑ نے نماز فریضہ میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو پھر نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد دو سجدے سہو ادا کرے جن میں تشہد پڑھے؟ فرمایا: نماز نافلہ۔ نماز فریضہ کی مانند نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب)

باب ۹

جو شخص تشہد پڑھنا بھول جائے مگر تیسری رکعت کے رکوع میں جانے سے پہلے یاد آ جائے اس پر واجب ہے کہ بیٹھ کر تشہد پڑھے اور (سلام کے بعد) دو سجدہ سہو ادا کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز فریضہ کی دو رکعتیں پڑھے اور تشہد کے لئے بیٹھے بغیر اٹھ کھڑا ہو۔ فرمایا: جب تک رکوع میں نہیں چلا گیا، بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے) اس کی نماز درست ہے اور اگر رکوع کے بعد یاد آئے تو پھر نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد (قیام بے جا کے لئے) بیٹھ کر دو سجدۂ سہو کرے۔ (الفروع، المقنع، التہذیب)

۲۔ مگر مقنع میں بروایت زرارہ آنجنابؑ سے یوں مروی ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہے۔
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ شک کی صورت میں ہے اور فضیل والی روایت یقین والی صورت پر محمول ہے۔

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم نماز ظہر وغیرہ کی دو رکعت پڑھ کر تشہد پڑھے بغیر اٹھ کھڑے ہو اور تیسری رکعت کے رکوع میں جانے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھو اور اٹھ کر نماز تمام کرو۔ اور اگر رکوع میں چلے جانے کے بعد یاد آئے تو نماز کو جاری رکھو۔ البتہ نماز سے فارغ ہو کر (تشہد کی قضا کے بعد) سلام پھیرنے کے بعد اور کلام کرنے سے پہلے دو سجدۂ سہو ادا کرو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

تشہد میں سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنا واجب ہے اور اسے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر اور زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔ پس اگر کوئی شخص اسے عمداً ترک کر دے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر اور زرارہ سے اور وہ دونوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ زکوٰۃ فطرہ کا ادا کرنا روزہ کی تمامیت ہے جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا نماز کی تکمیل ہے پس جو شخص روزہ تو رکھے مگر عمداً زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں ہے اسی طرح جو شخص نماز تو پڑھے مگر (تشہد میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً درود نہ بھیجے تو اس کی نماز نہیں ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے زکوٰۃ (فطرہ) کا تذکرہ نماز سے پہلے کیا ہے فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ہارون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے اور اپنی نماز میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر نہ کرے (یعنی ان پر درود نہ بھیجے) تو اس کی نماز کو جنت کے راستہ پر نہیں چلایا جاتا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور خدا اسے اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ فرمایا: نیز آپؐ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے تو وہ دراصل جنت کا راستہ بھول گیا ہے۔ (الاصول، المحاسن، الامالی، عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں اذان (باب ۴۲) اور کیفیت تشہد (باب ۳) وغیرہ مباحث میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد والے ابواب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

پہلے تشہد کے بعد سات بار تسبیح پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ پہلی دو رکعت کے تشہد کے بعد اٹھنے سے پہلے سات بار کہو ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾۔ (التہذیب)

باب ۱۲

تشہد میں تبارک اسمک و تعالیٰ جدک کہنا مکروہ ہے اور فراغت سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود میسر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن سے لوگ اپنی نمازیں خراب کرتے ہیں منجملہ ان کے ایک تو آدمی کا (تشہد میں) یہ کہنا ہے ﴿تبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک﴾ حالانکہ یہ ایک قول ہے جو جنوں نے جہالت کی وجہ سے کہا تھا (جس کی خدا نے حکایت کی ہے)۔ دوسرا آدمی کا (پہلے تشہد میں) کہنا: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾۔ (التہذیب، الخصال، الفقیہ)

۲۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا کہ پہلے تشہد میں ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ نماز کا خاتمہ سلام سے ہوتا ہے اور جب آپ نے یہ کہہ دیا تو گویا سلام پھیر دیا۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۹ از قواطع نماز میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

اس شخص کا حکم جو تشہد پڑھنا بھول جائے یہاں تک کہ اس سے حدث سرزد ہو جائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں "جس سے دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے اور تشہد پڑھنے سے پہلے حدث سرزد ہو گیا" فرمایا: وہ لوٹ جائے اور وضو کر کے چاہے تو واپس مسجد میں آ کر یا اپنے گھر میں یا جہاں چاہے تشہد پڑھے اور پھر سلام پھیرے۔ اور اگر شہادتین کے اقرار کے بعد حدث سرزد ہو تو پھر نماز درست ہے۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۲۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود ابن مسکان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا تھا اور جب اس نے چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا تو (تشہد پڑھنے سے پہلے) اس سے حدث سرزد ہو گیا۔ تو؟ فرمایا: اس کی نماز درست ہے کیونکہ تشہد نماز میں سنت ہے لہٰذا

وضو کرکے اسی جگہ لوٹ کر یا کسی اور پاک جگہ بیٹھ کر تشہد پڑھ لے۔ (المحاسن للبرقیؒ)

(نوٹ) ایسی ہی دو روایتیں اور موجود ہیں ایک بروایت زرارہ جو امام محمد باقر علیہ السلام سے (جوکہ تہذیب الاحکام میں مذکور ہے) اور دوسری بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے (جوکہ فروع کافی میں مذکور ہے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اس بات پر محمول ہیں کہ آدمی تشہد پڑھنا بھول جائے نہ یہ کہ اسے عمداً ترک کردے یا مقصد یہ ہے کہ واجبی اجزاء کے علاوہ مستحبی اجزاء نہ پڑھے۔ نیز ان کے تقیہ پر محمول ہونے کا احتمال کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا۔ (وھو الاقرب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب کوئی شخص آخری تشہد میں بیٹھی حالت میں یہ پڑھے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾۔۔۔ بعد ازاں اس سے کوئی حدث سرزد ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ (الخصال)

باب ۱۴

تشہد سے اٹھتے وقت بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ کہنا یا تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں بیٹھو اور پھر اٹھنے لگو تو کہو ﴿بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (باب ۱، از افعال نماز و باب ۱۳، از سجود میں) اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

سلام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار باب ہیں)

باب ۱

نماز کے آخر میں سلام واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے اور اس کی تحریم (جس سے حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں) تکبیرۃ الاحرام سے اور تحلیل (جس سے وہ حرام چیزیں دوبارہ حلال ہو جاتی ہیں) سلام سے ہوتی ہے۔(الفروع، کذا عن علی کما فی الفقیہ)

۲۔ علی بن اسباط آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مواعظ کے جو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائے تھے ایک موعظہ یہ تھا کہ اے عیسیٰ! میں تیرا اور تیرے آباء واجداد کا پروردگار ہوں۔ اے باکرہ اور بتول ماں مریم کے فرزند! میں تجھے سید المرسلین اور اپنے حبیب احمدؐ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو طعام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے گا۔ اور ہر خاص وعام کو سلام کرے گا۔ اور اس وقت نماز پڑھے گا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں گے۔ جو ہر شب و روز میں مسلسل پانچ نمازیں پڑھا کرے گا۔ اور نماز کی طرف (لوگوں کو) اس طرح بلائے گا جس طرح مخصوص علامت کے ساتھ لشکر کو بلایا جاتا ہے اور وہ نماز کو شروع تکبیر سے کرے گا اور ختم سلام پر کرے گا۔(الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الحمید بن عواض سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم لوگوں کو نماز پڑھاتے ہو تو پھر تمہارے لئے ایک سلام ہی کافی ہے۔(التہذیبین)

۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو اس شخص کے بارے میں فرما رہے تھے جو صبح کی نماز پڑھ رہا تھا اور جب دوسری رکعت کا تشہد پڑھنے بیٹھا تو اس کی نکسیر پھوٹ پڑی! فرمایا: باہر جائے اور ناک کو دھوئے پھر واپس لوٹ کر اپنی نماز کو مکمل کرے۔ کیونکہ نماز کا آخری حصہ سلام ہے۔ (ایضاً)

۵۔ فضیل، زرارہ اور محمد بن مسلم، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی تشہد کی دو شہادتوں کے اقرار سے فارغ ہو جائے تو اس کی نماز کامل ہو جاتی ہے لہٰذا اگر اسے کسی ایسے کام کے سلسلہ میں جلدی ہو تو جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سلام پھیر کر جا سکتا ہے۔ (التہذیب)

۶۔ عبید اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ اور پیشنماز تشہد کو بہت طول دے دے تو فرمایا: اگر چاہے تو وہ سلام پھیر کر اپنے کام کے لئے جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کہ سلام کیا ہے؟ فرمایا: وہ (نماز ختم کرنے کا) اذن ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ پیشنماز کے (نماز میں) ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ﴾ کہنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: پیشنماز (اپنے مقتدیوں کے لئے) خدا سے رحم کی اپیل کرتا ہے اور اس کے اظہار کے لئے کہتا ہے کہ بروز قیامت تمہارے لئے خدا کے عذاب سے امان ہے۔ (الفقیہ)

۹۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سلام کو اس لئے نماز کی تحلیل بنایا گیا۔ اور تکبیر یا تسبیح یا کسی اور چیز کو نہیں بنایا گیا۔ کیونکہ نماز میں داخل ہونے کی ابتداء بندوں سے کلام کرنے کی حرمت اور خدا کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونے سے ہوئی تھی تو اس کی حلت مخلوق سے کلام کرنے سے بھی ہو سکتی ہے کہ ان کو سلام کیا جائے۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۱۰۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز میں سلام کے واجب ہونے کی علت اور اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ نماز کی حلت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آخر سلام کو نماز کی وجہ تحلیل کیوں قرار دیا گیا ہے؟ فرمایا: یہ (بندہ کی جانب سے) ملکین (کراماً کاتبین) کو تحیہ و تحفہ ہے۔ اور نماز کو اسکے حدود و قیود اور رکوع و سجود اور سلام کے ساتھ قائم کرنے میں آتش دوزخ سے بندہ کی سلامتی ہے۔ اور بروز قیامت بندہ کی اس نماز کی قبولیت کی سند ہے جس پر تمام دوسرے اعمال کی قبولیت کا دارو مدار ہے پس جب اسکی نماز سلامت ہے تو پھر تمام اعمال سلامت ہیں اور اگر اسکی نماز سلامت نہیں ہے اور وہ رد ہو جاتی ہے تو پھر اس کے تمام اعمال مردود ہیں۔ (علل الشرائع)

۱۱۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ نماز کی تحلیل سلام ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۲۔ عبداللہ بن الفضل الہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز میں سلام پھیرنے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: سلام امن اور حلّیتِ نماز کی علامت ہے! میں نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں وہ کس طرح؟ فرمایا: سابقہ زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی آنے والا لوگوں پر سلام کرتا تھا تو وہ اس کے شر سے محفوظ ہوتے تھے اور جب وہ اس کے سلام کا جواب دے دیتے تھے تو وہ ان لوگوں کے شر سے محفوظ ہو جاتا تھا۔ اور اگر وہ سلام نہ کرتا تو یہ اس کے شر سے مامون نہ ہوتے اور یہ چیز عربوں کی جبلّت میں داخل تھی۔ پس سلام کو نماز سے نکلنے، کلام کے حلال ہونے اور نماز میں کسی مبطل کے داخل ہونے سے محفوظیت کی علامت قرار دیا گیا نیز "سلام" خدا تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم بھی ہے جو نماز گزار خدا کے دو مؤکل فرشتوں پر کرتا ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے وضو (باب ۱۵) تکبیرۃ الاحرام و کیفیت نماز (باب ۱ از افعال نماز) وغیرہ میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۴ میں اور قواطع نماز کے باب ۱ وغیرہ میں) بہت سی حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں البتہ قواطع نماز میں کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں۔ مگر ان میں چند احتمال ہیں (۱) وہ تقیہ پر محمول ہیں۔ (۲) وہ مخالف احتیاط ہیں۔ (۳) قلیل التعداد ہیں۔ (بہرحال وہ ناقابل عمل و ناقابل اعتبار ہیں۔ (کما لا یخفی علی اولی الابصار)۔

باب ۲

پیشنماز، مقتدی اور فرادیٰ شخص کے سلام پھیرنے کی کیفیت اور سلام پھیرتے وقت کس کا قصد کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر یعنی لیث مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم صف کے اندر موجود ہو (مقتدی ہو) تو ایک سلام دائیں جانب اور دوسرا سلام بائیں جانب پھیرو۔ کیونکہ جو لوگ تمہاری دائیں بائیں جانب موجود ہیں وہ بھی تم پر سلام کر رہے ہیں اور اگر پیشنماز ہو تو پھر صرف ایک سلام رو بقبلہ پھیرو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائیوں موسیٰ (کاظم علیہ السلام)، اسحاق اور محمد اولاد امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ نماز میں دائیں بائیں سلام پھیرتے ہوئے کہتے تھے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم وَ رَحْمَةُ اللهِ . اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم وَ رَحْمَةُ اللهِ﴾۔ (التہذیب)

۳۔ عبدالحمید بن عواض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم لوگوں کو نماز (باجماعت) پڑھاتے ہو تو تمہارے لئے صرف دائیں جانب ایک سلام پھیرنا کافی ہے اور اگر تم پیشنماز کے ساتھ (مقتدی بن کر) نماز پڑھ رہے ہو تو پھر (دائیں بائیں) دو سلام پھیرو۔ اور اگر تنہا پڑھ رہے ہو تو پھر رو بقبلہ ہو کر صرف ایک سلام پھیرو۔ (التہذیبین)

۴۔ منصور (بن حازم) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز صرف ایک ہی سلام پھیرے گا اور جو اس کے مقتدی ہیں وہ دو سلام پھیریں گے اور اگر ان کے بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو تو پھر صرف ایک سلام۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ، محمد بن مسلم، معمر بن یحییٰ اور اسماعیل یہ سب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص پیشنماز ہو یا کوئی اور، صرف ایک سلام ہی پھیرے گا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کے بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ صرف ایک سلام پر اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ایک سے زائد سلام مستحب ہے۔

۶۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص پیشنماز کے پیچھے صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ مگر اس کے بائیں جانب کوئی آدمی نہیں ہے وہ کس طرح سلام پھیرے؟ فرمایا: صرف دائیں جانب ایک سلام پھیرے گا۔ (التہذیب والاستبصار والفروع)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم پیشنماز ہو تو پھر تمہارا سلام یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ کہنے) کے بعد کہو ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ پس جب تم یہ کہہ دو گے تو تمہاری نماز ختم ہو جائے گی۔ پھر دوسرے لوگوں کو اطلاع دیتے ہوئے کہو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ﴾ اور اگر تنہا ہو تو بھی اس طرح کہو گے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ جس طرح پیشنماز ہونے کی صورت میں کہا تھا۔ اور اگر تم جماعت کے ساتھ پڑھ رہے ہو (اور تمہاری دائیں، بائیں جانب لوگ موجود ہیں تو پھر) سابقہ طریقہ پر دائیں بائیں موجود لوگوں کو بھی سلام کرو۔ اور اگر تمہاری بائیں جانب کوئی نہیں ہے تو پھر صرف دائیں جانب والوں کو سلام کرنا ترک نہ کرو اور ان پر سلام کرو۔ (التہذیبین)

۸۔ ابو بکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں تو؟ فرمایا: صرف ایک سلام (رو بقبلہ) کرو۔ اور کہو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ

بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ﴾ اور ادھر اُدھر التفات نہ کرو۔ (التہذیب)

۹۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز سے فارغ ہونا چاہو تو دائیں جانب سے فارغ ہو (یعنی دائیں جانب سلام کرو)۔ (التہذیب والفروع)

۱۰۔ جناب شیخ جعفر بن الحسن محقق (حلیؒ) بحوالہ جامع بزنطی، عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب پیشنماز روبقبلہ ہو تو کس طرح سلام پھیرے؟ فرمایا کہے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ﴾۔ (المعتبر للمحقق")

۱۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم تنہا ہو تو پھر صرف اپنی دائیں جانب ایک سلام پھیرو۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود انس (بن مالک) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ایک سلام پھیرا کرتے تھے۔ (الخصال)

۱۳۔ مفضل بن عمر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ دائیں جانب تو سلام کیا جاتا ہے مگر بائیں جانب نہیں کیا جاتا؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ فرشتہ جو نیکیاں لکھتا ہے وہ دائیں جانب ہوتا ہے اور جو برائیاں لکھتا ہے وہ بائیں جانب ہوتا ہے! اور چونکہ سلام صرف نیکی ہے جس میں کوئی برائی نہیں ہے اس لئے وہ دائیں جانب کیا جاتا ہے نہ بائیں جانب! میں نے عرض کیا کہ جب دائیں جانب والا فرشتہ ایک ہے تو پھر ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ﴾ کیوں نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ﴾ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: تاکہ اس پر بھی سلام ہو جائے اور بائیں جانب والے پر بھی۔ مگر دائیں جانب والے کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے! میں نے عرض کیا کہ پھر اشارہ پورے چہرہ کے ساتھ کیوں نہیں کیا جاتا؟ بلکہ جو شخص تنہا پڑھ رہا ہے وہ ناک سے کرتا ہے اور جو جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے وہ آنکھ سے کرتا ہے؟ فرمایا: یہ اس لئے ہے کہ ان فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ دونوں جبڑے ہیں اور دائیں جانب والا فرشتہ دائیں جبڑے کے پاس بیٹھتا ہے! اور جب نمازی اسے سلام کرتا ہے تو وہ اس کی نماز کو نامۂ اعمال میں لکھ لیتا ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر مقتدی تین سلام کیوں کرتا ہے؟ فرمایا: ایک تو پیشنماز کے سلام کا جواب ہے! جو اس پر اور اس کے دو فرشتوں پر کرتا ہے۔ دوسرا اس کی دائیں جانب والوں اور دونوں مؤکل فرشتوں پر ہوتا ہے اور تیسرا بائیں جانب والوں پر اور دونوں مؤکل فرشتوں پر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کی بائیں جانب کوئی نہ ہو تو پھر بائیں جانب سلام نہیں پھیرے گا۔ مگر یہ کہ اس کے دائیں جانب دیوار ہو اور بائیں جانب وہ شخص ہو جس نے اس کے ہمراہ پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھی ہے! میں نے عرض کیا کہ پیشنماز کا سلام کن کن پر ہوتا ہے؟ فرمایا: اس کے دونوں مؤکل فرشتوں پر اور تمام

مقتدیوں پر۔ یعنی وہ اپنے فرشتوں سے یہ کہتا ہے کہ تم لکھ لو کہ میری نماز باطل کرنے والی چیزوں سے صحیح و سالم ہے۔ اور اپنے مقتدیوں سے کہتا کہ تم خدا کے عذاب و عقاب سے محفوظ و مأمون ہو۔ (علل الشرائع)

۱۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص پیشنماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو وہ کس طرح سلام پھیرے؟ فرمایا: دائیں جانب ایک سلام پھیرے۔ خواہ دائیں کوئی ہو یا نہ ہو۔ (قرب الاسناد)

۱۵۔ قبل ازیں (باب ۱۱ از قرأت میں) کافی کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں نماز پڑھائی اور ـــــــ نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھی۔ اور پھر رو بقبلہ صرف ایک سلام پھیرا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں (ایک اور تین سلام میں، دائیں اور بائیں میں اور رو بقبلہ یا دائیں جانب پھیرنے میں) جو بظاہر اختلاف پایا جاتا ہے یہ تخییر پر محمول[1] ہے (یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ جس شق کو چاہے اختیار کرے)۔

باب ۴

سلام کے بھول جانے اور اسے ترک کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص سلام پھیرنا بھول جائے تو جب قبلہ سے منہ پھیرنے لگے تو کہہ دے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ

---

[1] **سلام کی کیفیت کا بیان:** سلام کے تین صیغے ہیں:۔ (۱) اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ (۲) اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ (۳) اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ پہلا صیغہ تو مستحب ہے اور بالاتفاق تشہد کے مستحبی اجزاء میں داخل ہے باقی رہے آخری دو صیغے تو متاخرین میں یہ قول مشہور ہے کہ ان میں سے جس کو نماز گزار پہلے پڑھ لے وہی واجب قرار پائے گا اور اس سے نماز ختم ہو جائے گی اور دوسرا مستحب قرار پائے گا مگر احتیاط وجوبی یہ ہے کہ دونوں صیغے اسی ترتیب کے ساتھ پڑھے جائیں۔ پہلے السلام علینا اور اس کے بعد السلام علیکم اور اظہر یہ ہے کہ پہلا سلام ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ پڑھنے سے نماز تمام ہو جاتی ہے اور یہی نماز کا آخری جزء ہے لیکن جب تک آخری سلام ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ﴾ نہ پڑھا جائے اس وقت تک وہ چیزیں جو تکبیرۃ الاحرام سے حرام ہو گئی تھیں اور جن کے بجا لانے سے نماز باطل ہو جاتی تھی وہ حلال نہیں ہوتیں۔ یعنی یہ آخری سلام جزء نماز نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ایک مستقل واجب ہے۔ (هذا ما تقتضيه دقة النظر في اخبار الائمة الاطهار و افكار العلماء الابرار)

یہ آخری سلام کتنی بار اور کس طرح کہنا چاہیے؟ اس میں آثار فی الجملہ مختلف ہیں سب کا لب لباب یہ ہے کہ نماز گزار اگر پیش نماز ہے تو صرف رو بقبلہ ایک بار ہی کہے گا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ (اور بروایتے دائیں طرف اشارہ کرے گا) اور اگر ماموم و مقتدی ہے تو ایک سلام تو دائیں طرف اشارہ کرکے کرے گا۔ خواہ دائیں طرف کوئی آدمی ہو یا نہ ہو اور اگر بائیں طرف کوئی شخص موجود ہے تو پھر دوسرا سلام ادھر اشارہ کرکے کرے گا اور اگر ادھر کوئی نہ ہو تو پھر یہ سلام ساقط ہو جائے گا اور اگر فرادیٰ (تنہا) ہے تو پھر صرف ایک سلام رو بقبلہ (اور بروایتے دائیں طرف اشارہ کرکے) کرے گا۔ و الظاهر الظاهر و اللّٰه العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ اس طرح وہ نماز سے فارغ ہو جائے گا۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ تشہد پڑھنے بیٹھتا ہے مگر سلام پھیرنے سے پہلے اس سے حدث سرزد ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کی نماز ٹھیک ہے اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور اسے پیٹ میں (ریح کی) تکلیف محسوس ہو اور (پیشنماز سے پہلے) سلام پھیر کر چلا جائے تو اس کی نماز ہو گئی ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب کچھ سلام یا سب سلام پھیرنا بھول جائے۔ لہٰذا اس کی بعد میں قضا کرنا پڑے گی یا یہ تقیہ پر محمول ہے۔

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص پیشنماز کے پیچھے سلام پھیرنا بھول جائے تو اس کے لئے پیشنماز کا سلام پھیرنا کافی ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تو فراغت (سلام پھیرنے) سے پہلے فریضہ نماز میں ادھر ادھر منہ پھیر لے تو اگر (قبلہ سے) بہت زیادہ انحراف کیا ہے تو نماز کا اعادہ کرو اور اگر تشہد پڑھ لیا تھا تو پھر اعادہ نہ کرو۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبلہ سے انحراف کا حکم اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا اور یہاں التفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد وہ تھوڑا سا انحراف مراد ہو جو نماز کے اعادہ کا موجب نہیں ہوتا۔

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب (آخری) تشہد پڑھنے بیٹھا تو ان پر سلام کرنا بھول گیا اور اٹھ کھڑا ہوا تو ان لوگوں نے کہا۔ تو نے ہم پر سلام نہیں کیا تو؟؟ فرمایا: جب تو بیٹھا تھا تو کیا اس وقت سلام نہیں پھیرا تھا؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب تم سلام کرنا بھول گئے اور ان لوگوں نے متوجہ کیا۔ تو ایسا کھڑے ہو کر اور ان کی طرف منہ کر کے کہہ دو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ﴾۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

۶۔ غالب بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھتا ہے اور اس کی نماز ختم ہو جاتی ہے اور وہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرنے سے پہلے جا کر سو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کی نماز ہو گئی ہے اور اگر اس کی نکسیر پھوٹ پڑے تو اسے دھوئے گا اور پھر لوٹ کر سلام پھیرے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ اس سے پہلے (حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں) گزر چکی ہے (کہ یہ سلام کے بھول جانے پر محمول ہے نہ یہ کہ جان بوجھ کر سلام ترک کر دے اور پھر اس کی قضا بھی کرنا پڑے گی)۔

باب ۴

سلام پھیرنے کی کیفیت اور اس کے کچھ احکام؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی خدا اور رسولؐ کو یاد کرو تو یہ نماز میں سے ہے! اور جب کہو گے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ تو نماز سے فارغ ہو جاؤ گے۔(التہذیب والفروع)

۲۔ ابو کہمس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جب پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں بیٹھوں اور اسی حالت میں (شہادتین کے بعد) کہوں: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ﴾ تو آیا اس سے میں نماز سے فارغ ہو جاؤں گا؟ فرمایا: نہ! (کیونکہ یہ سلام جزء تشہد ہے)۔ ہاں البتہ جب کہو گے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ تو یہ نماز سے فراغت سمجھی جائے گی۔

(التہذیب، الفقیہ، السرائر)

۳۔ ابو بکر (حضرمی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں کو نماز باجماعت پڑھاتا ہوں تو؟ فرمایا: صرف ایک سلام کرو اور ادھر اُدھر ملتفت نہ ہو! یعنی کہو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ﴾۔(التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب پیشنماز کہتا ہے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ﴾ تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ فرمایا: گویا پیشنماز خداوند عالم کی ترجمانی کرتے ہوئے [illegible] سے کہتا ہے کہ بروز قیامت تمہارے لیے خدا کے عذاب سے امان ہے۔(الفقیہ)

۵۔ قبل ازیں (باب ۳ میں) ابوبصیر والی روایت گزر چکی ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب قبلہ سے منہ پھیرنے لگے تو کہہ دے: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ تو وہ نماز سے فارغ ہو گیا۔

۶۔ میسر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن سے لوگ اپنی نمازوں کو باطل کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کا پہلے تشہد میں ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾ کہنا ہے۔ (اور دوسری تشہد میں ﴿تبارک اسمک و تعالیٰ جدک﴾ کا کہنا ہے)۔(التہذیب والخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۲۳ از افعال نماز اور باب ۴ از تشہد میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

تعقیبات کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چالیس (۴۰) ابواب ہیں)

باب ۱

تعقیبات کا پڑھنا مستحب ہے اور نماز صبح اور عصر کے بعد اس کی زیادہ تاکید ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تلاشِ رزق کے سلسلہ میں شہروں میں چکر لگانے سے تعقیبات پڑھنا یعنی نماز کے بعد دعا کرنا زیادہ موثر ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں نے کبھی کسی چیز کی مشق نہیں کی جو تعقیبات پڑھنے سے زیادہ سخت ہو۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم! تو مجھے صبح کے بعد ایک گھنٹہ اور عصر کے بعد ایک گھنٹہ یاد کر، میں تیری مہمات میں تیری کفایت کروں گا۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، الامالی)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ اور ابوالعباس الفضل البقباق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار مواقع پر دعا قبول ہوتی ہے (۱) وتر میں۔ (۲) فجر کے بعد۔ (۳) ظہر کے بعد۔ (۴) اور مغرب کے بعد۔

(الاصول، الفروع)

۵۔ منصور بن یونس بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک نماز فریضہ ادا کر کے دوسری نماز تک تعقیبات پڑھے۔ وہ خدا کا مہمان ہوتا ہے اور خدا پر اپنے مہمان کا اکرام واجب ہے۔

(الفروع، المحاسن، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے تم پر بہترین اوقات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس تم پر نمازوں کے بعد دعا کرنا لازم ہے۔ (الخصال)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾ کے متعلق فرماتے تھے کہ جب نماز کا سلام پھیر کر فارغ ہو چکو تو وہیں بیٹھے بیٹھے دین و دنیا کے متعلق خدا سے دعا کر کے اپنے آپ کو تھکاؤ۔ اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی طرف متوجہ ہو کہ وہ تم سے یہ سب کچھ قبول کرلے۔ (قرب الاسناد)

۸۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تم پر محبوب ترین اوقات میں نمازیں فرض کی ہیں پس تم اپنی نمازوں کے بعد (خدا) سے حاجت طلب کیا کرو۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص خدا کی ایک نماز فریضہ ادا کرلے اس کے بعد اس کی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ (ایضاً، امالی طوسیؒ و مالی فرزند شیخ طوسیؒ و عیون الاخبار)

۱۰۔ یہی روایت محاسن البرقی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ فرمایا: جو بندۂ مومن خدا کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے تو اس کی ادائیگی کے وقت اس کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

۱۱۔ حسن بن صالح بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص احسن طریقہ پر وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے رکوع و سجود کو مکمل طور پر بجالائے پھر بیٹھ کر خدا کی حمد و ثنا کرے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور ان کی آل اطہارؑ) پر درود و سلام بھیجے اور پھر خدا سے اپنی حاجت طلب کرے تو اس نے گویا خیر کو اس کے مقام سے طلب کیا ہے اور جو شخص خیر و خوبی کو اسکے مقام سے تلاش کرے وہ ناامید نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ باسناد خود امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک بندہ نماز ہائے پنجگانہ کی پابندی کرتا رہے شیطان اس سے برابر خائف و ترساں رہتا ہے مگر جب وہ ان کو ضائع کردے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے اور اسے بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (صحیفۃ الرضاؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بالخصوص دعا کے باب ۲۳ و ۲۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

سلام پھیرنے کے بعد پیشنماز کا خاموشی کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھنا یہاں تک کہ ہر مقتدی اپنی نماز مکمل کر لے، مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کو چاہیئے کہ وہ (اپنی جگہ پر) بیٹھا رہے یہاں تک کہ اس کے تمام مقتدی (جو بعد میں شامل ہوئے تھے) اپنی اپنی نماز مکمل کرلیں۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیشنماز کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ جب تک اس کے تمام مقتدی نماز مکمل نہ کرلیں وہ نافلہ پڑھے (یا بروایت دیگر اپنی جگہ سے کہیں ادھر اُدھر جائے)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی کسی جماعت کو نماز پڑھائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ سلام کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور اس جگہ سے ادھر اُدھر نہ جائے جب تک اس کے وہ مقتدی اپنی نماز مکمل نہ کر لیں جو بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوئے تھے ہاں اگر اسے معلوم ہو کہ کوئی ایسا مقتدی نہیں ہے تو پھر (سلام کے بعد) جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں وجوب کا لفظ مستحب مؤکد پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبدالخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ پیشنماز کو نہیں چاہیئے کہ نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے جب تک وہ تمام مقتدی اپنی نماز مکمل نہ کرلیں جن کی کچھ نماز (پیشنماز کے ساتھ) فوت ہو گئی تھی۔ (التہذیب)

۵۔ ابو بکر (حضرمی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی قوم کو نماز با جماعت پڑھاؤ تو سلام کے بعد تھوڑی دیر وہیں بیٹھے رہو۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ سے مروی ہے۔ کہا: پیشنماز کو چاہیئے کہ (سلام کے بعد) قبل اس سے کہ کسی سے کلام کرے اس وقت تک اپنی جگہ پر ٹھہر کر رہے جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ اس کے تمام مقتدیوں نے نماز مکمل کر لی ہے ہاں البتہ اس کے بعد جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور

جب وہ ایک رکعت یا اس سے زائد نماز پڑھا چکتا ہے تو کچھ لوگ آ کر اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں پس جب وہ نماز کا سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر جا سکتا ہے؟ جبکہ وہ پیشنماز ہے؟ قبل اس کے کہ وہ لوگ نماز سے فارغ ہوں جو بعد میں شامل ہوئے تھے؟ فرمایا: ہاں۔ (یعنی ٹھہرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور مستحب کا ترک جائز ہے)۔

(ایضاً)

۸۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پیشنماز کو سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھنے کی کیا حد ہے؟ فرمایا: سلام پھیرے، مگر وہاں سے نہ ہٹے۔ اور نہ ہی ادھر اُدھر توجہ کرے یہاں تک کہ اسے علم ہو جائے کہ جو لوگ اس کے ساتھ نماز میں شامل تھے ان سب نے نماز مکمل کر لی ہے۔ پھر جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۳

پیشنماز کے تعقیبات سے فارغ ہونے سے پہلے مقتدی کا نافلہ پڑھنا اور واپس لوٹ جانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے۔ آیا اسے چاہیئے کہ وہ سلام کے بعد اپنے مقتدیوں کو تعقیبات پڑھائے؟ فرمایا: تسبیح پڑھنے کے بعد جو جانا چاہے وہ اپنے کام کے لئے جا سکتا ہے۔ کوئی شخص محض اس لئے تعقیبات نہ پڑھے کہ چونکہ اس کا پیشنماز پڑھ رہا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگوں نے ایک پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھی اور جب پیشنماز ہنوز (تعقیبات کے لئے) بیٹھا ہوا ہو تو آیا وہ لوگ جا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب پیشنماز سلام پھیر چکے تو جو شخص جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔

(قرب الاسناد)

۳۔ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھتا ہے آیا سلام کے بعد جبکہ پیشنماز ابھی (تعقیبات کے سلسلہ میں وہیں) بیٹھا ہوا ہو یہ شخص اٹھ کر نماز (نافلہ) پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۴

نماز فریضہ کے بعد دعا کرنے کو نمازِ نافلہ کے بعد دعا کرنے پر ترجیح دینی چاہیئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے بعد دعا کرنا نماز نافلہ کے بعد دعا کرنے سے افضل ہے کیونکہ فریضہ کو نافلہ پر فضیلت حاصل ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن (الحارث) بن المغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز فریضہ کے بعد دعا کرنے کو نماز نافلہ کے بعد دعا کرنے پر وہی فضیلت حاصل ہے جو فریضہ کو نافلہ پر ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

نماز فریضہ کے بعد دعا کرنے کو نماز نافلہ پڑھنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نماز فریضہ کے بعد دعا کرنا نماز نافلہ پڑھنے سے افضل ہے۔ اور اسی طرح سنت جاری ہے۔(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں۔ ایک ساری رات صبح تک نماز پڑھتا رہا اور دوسرا دعا کرتا رہا ان میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا: دعا کرنے والا افضل ہے۔(التہذیب)

باب ۶

نماز میں اور نماز کے بعد دعا کو طول دینا قرأت کو طول دینے سے افضل ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دو شخصوں نے بیک وقت نماز شروع کی۔ ایک نے تلاوت قرآن زیادہ کی اور

دعا کم مانگی۔ اور دوسرے نے دعا زیادہ کی اور قرأت کم کی۔ پھر (فارغ ہو کر) واپس بھی بیک وقت ہوئے! ان میں سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ہر ایک میں فضیلت ہے۔ ہر ایک اچھا ہے۔ راوی نے عرض کیا: یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ ہر ایک اچھا ہے۔ ہر ایک میں فضیلت ہے (مگر میرا سوال یہ ہے کہ ان میں سے افضل کون ہے؟) فرمایا: دعا افضل ہے۔ کیا تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾۔ فرمایا: بخدا دعا عبادت ہے اور بخدا یہ افضل ہے کیا دعا عبادت نہیں ہے؟ ہاں بخدا وہ عبادت ہے۔ بخدا وہ عبادت ہے۔ کیا دعا سخت عبادت نہیں ہے؟ ہاں بخدا یہ سخت عبادت ہے، یہ بخدا سخت عبادت ہے، یہ بخدا سخت عبادت ہے۔ (التہذیب والسرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (دعا باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

تعقیبات میں جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح کا پڑھنا مستحب مؤکد ہے اور اسے زانو بدلنے سے پہلے پڑھنا چاہیئے اور ابتداء تکبیر سے کرنی چاہیئے اور اسکے بعد تہلیل ہونی چاہیئے اور اختتام تسبیح پر کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ کے بعد زانو بدلنے سے پہلے جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھے، خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ خیال رہے کہ ابتداء تکبیر سے کی جائے۔ (الفروع، ثواب الاعمال، التہذیب، الفقیہ، السرائر)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تسبیح کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: میں جناب سیدہؑ کی تسبیح کے سوا اور نماز فجر کے بعد دس بار یہ ذکر کرنے کے سوا اور کوئی مقرر و معین چیز نہیں جانتا۔ ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمِيتُ وَيُحْيِي بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾۔ (الاصول، الفروع، المحاسن)

۳۔ ابن ابوالنجران بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ کے بعد جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھے اور اس کے بعد ایک بار کہے: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ تو خدا اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(الفروع، المحاسن، التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جو شخص نماز صبح کے بعد زانو بدلنے سے پہلے جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھے۔ خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے ہاں البتہ ابتداء تکبیر سے کرے۔ پھر امامؑ نے حمزہ بن حمران سے فرمایا: اے حمزہ! تمہارے لئے یہ کافی ہے!! (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (اس سے پہلے باب ۴۸ از مساجد میں گزر چکی ہیں اور کچھ) آئندہ (باب ۸ و ۹ و ۱۰ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جناب سیدہؑ کی تسبیح کو لازم پکڑنا اور بچوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب سیدہؑ کی تسبیح اس ذکر کثیر میں سے ہے جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (خدا کا بہت زیادہ ذکر کرو)۔ (اصول کافی و معانی الاخبار)

۲۔ ابو ہارون مکفوف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابو ہارون! ہم اپنے بچوں کو جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھنے کا اسی طرح حکم دیتے ہیں جس طرح انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا تم اسے لازم پکڑو۔ کیونکہ اسے لازم پکڑ کر کوئی بندہ شقی و بدبخت نہیں ہوسکتا! (الفروع، التہذیب، امالی صدوق، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھے۔ پھر خدا سے اپنے لئے مغفرت طلب کرے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ تسبیح (بظاہر) زبان پر تو سو بار ہے مگر میزان پر ہزار بار ہے، یہ شیطان کو دور بھگاتی ہے اور رب رحمان کو راضی کرتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ خدا جو فرماتا ہے کہ ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (خدا کا بہت زیادہ ذکر کرو) یہ "ذکر کثیر" کیا ہے؟ فرمایا: جو شخص حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھے تو اس نے گویا خدا کا ذکر کثیر کیا ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تسبیح کو ہر ذکر خدا پر اور نمازِ نافلہ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن عقبہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی کسی قسم کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح سیدہؑ سے بہتر کبھی عبادت نہیں کی گئی اور اگر اس تسبیح سے بہتر کوئی چیز موجود ہوتی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی جناب سیدہؑ کو عنایت فرماتے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو خالد القماط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر روز ہر نماز کے بعد جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھنا مجھے ہر روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔

(الفروع، ثواب الاعمال، تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں اور ذکر کے باب ۴۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

تسبیح جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی کیفیت (طریقہ)، کمیت (مقدار) اور اس کی ترتیب کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے والد نے آپؑ سے جناب سیدہؑ کی تسبیح کے متعلق سوال کیا؟ (کہ اس کی کیفیت کیا ہے؟) فرمایا: ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ﴾ یہاں تک (پھر اپنے ہاتھ سے ایک ایک کر کے چونتیس مرتبہ تک شمار کیا)۔ پھر فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾ یہاں تک (پھر سڑسٹھ (۶۷) تک شمار کیا)۔ پھر فرمایا: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ﴾ حتیٰ کہ سو تک پہنچ گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے شمار کرتے رہے۔ (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ، یہ کل ہوئے سو مرتبہ)۔(الفروع، المحاسن، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے تسبیح جناب سیدہؑ کے متعلق فرمایا: پہلے چونتیس بار کہو: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اس کے بعد کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار، بعد ازاں: سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث نافلہ ماہ رمضان المبارک کے ضمن میں فرمایا: جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھو اور وہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس مرتبہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

تینتیس مرتبہ۔ بخدا اگر اس تسبیح سے کوئی چیز افضل ہوتی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی چیز جناب سیدہؑ کو تعلیم دیتے۔ (التہذیب، المقنعہ، الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نحوی نقطۂ نگاہ سے ''واؤ'' صرف جمع کے لئے آتی ہے (وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتی) لہٰذا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا سُبْحَانَ اللّٰہِ سے پہلے پڑھنا لازم ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں گزر چکا ہے اور اسی طریقہ پر ہماری قوم کا عمل ہے۔

باب ۱۱

سوتے وقت جناب سیدہؑ کی تسبیح کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب آدمی اپنے رخت خواب پر دائیں کروٹ سونے لگے تو پہلے یہ دعا پڑھے: ﴿بسم اللہ...... الخ﴾ (یہ دعا باب ۱۲ میں آرہی ہے)۔ اس کے بعد جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے بنی اسد کے ایک شخص سے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اور جناب سیدہؑ سے ان کے خادم کا مطالبہ کرنے پر فرمایا: آیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہے؟ جب سونے لگو تو چونتیس بار تکبیر، تینتیس بار تسبیح اور تینتیس بار تحمید کرو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ نے عرض کیا کہ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت سابقہ روایتوں کے منافی نہیں ہے (اس کی وضاحت سابقہ باب کی آخری حدیث کے ذیل میں کی جا چکی ہے)۔ نیز ممکن ہے کہ یہ طریقہ سوتے وقت اسی طرح تسبیح پڑھنے کے ساتھ مخصوص ہو؟ نیز ممکن ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے یعنی سابقہ ترتیب میں ردوبدل کرنا بھی جائز ہے کہ تکبیر کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھا جائے۔ (واللہ العالم)

۳۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جناب سیدہؑ کی تسبیح پڑھ کر سوئے وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کے متعلق خدا فرماتا ہے: ﴿وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ﴾ (کچھ مرد اور کچھ عورتیں ایسی ہیں جو خدا کا بہت ذکر کرتے ہیں)۔ (مجمع البیان)

باب ۱۲

سوتے وقت اور کروٹ بدلتے وقت منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آدمی تکیہ پر سر رکھ کر دائیں کروٹ سونے لگے تو پہلے یہ دعا پڑھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ رَهْبَةً مِنْکَ وَ رَغْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ﴾ اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح پڑھے اور جو شخص سوتے میں ڈرتا ہو اسے چاہیئے کہ جب بستر خواب پر لیٹے تو معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ سوتے وقت اس دعا کا پڑھنا ترک نہ کرے۔ ﴿اُعِیْذُ نَفْسِیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ وَ اَهْلَ بَیْتِیْ وَ مَالِیْ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَ هَامَّةٍ، وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ﴾ یہی وہ دعا ہے جس کے ساتھ جبرئیل امینؑ نے حسنین شریفینؑ کو عوذہ کیا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ بکر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بستر خواب پر لیٹ کر تین بار یہ دعا پڑھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَا فَقَهَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَطَنَ فَخَبَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَلَکَ فَقَدَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَ یُمِیْتُ الْاَحْیَاءَ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

(الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب، الاصول)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہیں سوتے میں جنابت (احتلام) کا خطرہ ہو تو بستر خواب پر سوتے وقت یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْاِحْتِلَامِ وَمِنْ سُوْءِ الْاَحْلَامِ وَمِنْ اَنْ یَتَلَاعَبَ بِیَ الشَّیْطَانُ فِی الْیَقْظَةِ وَ الْمَنَامِ﴾۔ (الفقیہ، الاصول)

۵۔ سعد الاسکاف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص (رات کے وقت) یہ کلمات پڑھے، میں ضامن ہوں کہ اسے صبح تک بچھو یا کوئی اور زہریلا کیڑا نہیں کاٹے گا۔ ﴿اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات التی لا

یجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ذرأ ومن شر ما برء ومن شر کل دابة هو آخذ بناصیتها إن ربی علی صراط مستقیم﴾۔(الفقیہ،التہذیب)

۶۔ عباس بن ہلال حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص بھی سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا اس پر کبھی چھت نہیں گرے گی۔ (آیت یہ ہے): ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَلَئِنۡ زَالَتَا اِنۡ اَمۡسَکَهُمَا﴾ تا آخر آیت۔(ایضاً)

۷۔ سلام بن غانم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص بستر خواب پر لیٹ کر سو بار ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ پڑھے خدا اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرے گا اور جوشخص رختِ خواب پر لیٹ کر ایک سو بار استغفار کرے اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (الامالی، الخصال، ثواب الاعمال)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت مبارکہ ﴿کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَهۡجَعُوۡنَ﴾ (وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے) کی تفسیر میں فرمایا: یہ لوگ سویا کرتے تھے مگر جب بھی پہلو بدلتے تھے تو یہ پڑھتے تھے: ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ (رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ) وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکۡبَرُ﴾۔(التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد اور وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ شہاب بن عبد ربہ نے ہم سے خواہش کی کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ملاقات کے وقت عرض کریں کہ رات کے وقت ایک عورت مجھے خواب میں ڈراتی ہے؟ فرمایا: اس سے کہنا کہ سوتے وقت چونتیس بار اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، تینتیس بار سُبۡحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس بار اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا دس بار پڑھے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ، لَهُ الۡمُلۡکُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ، یُحۡیِیۡ وَ یُمِیۡتُ وَ یُمِیۡتُ وَ یُحۡیِیۡ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوۡتُ بِیَدِهِ الۡخَیۡرُ، وَ لَهُ اخۡتِلَافُ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾۔(الاصول)

۱۰۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنے بستر پر لیٹو تو پہلے تسبیح جناب سیدہ پڑھو یعنی چونتیس دفعہ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، تینتیس دفعہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ، اور تینتیس دفعہ سُبۡحَانَ اللّٰهِ۔ اس کے بعد آیت الکرسی اور معوذتین اور سورۂ والصافات کی پہلی اور آخری دس دس آیتوں کی تلاوت کرو۔(ایضاً)

باب ۱۳

وہ سورتیں جن کا سوتے وقت پڑھنا مستحب ہے جیسے اخلاص، جحد اور التکاثر وغیرہا، نیز سو بار لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سو بار استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوتے وقت سورۂ قل ھو اللہ احد اور سورۂ قل یا ایھا الکافرون پڑھا کرو کہ یہ شرک سے برأت ہیں اور قل ھو اللہ احد خدا کی نسبت (یعنی نسب نامہ) ہے۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ سلام الحناط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کو سوتے وقت سو بار استغفار کرے تو رات کو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح (پت جھڑ میں) درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(ثواب الاعمال)

۳۔ ابواُسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص رخت خواب پر سو بار سورۂ قل ھو اللہ پڑھے خدا اس کے پچاس سال کے اگلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق سماعہ سے سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھ سے ابوبصیر نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا اور آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! اگر تم اس کا تجربہ کرو گے تو اسے درست پاؤ گے!(الاصول)

۴۔ درست حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے وقت سورۂ الھاکم التکاثر کی تلاوت کرے گا وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔(ایضاً)

باب ۱۴

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کا سر کے اوپر بلند کرنا، تین بار تکبیر کہنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کے اوپر تک بلند کرتے تھے۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس وجہ سے نماز

گزار سلام پھیرنے کے بعد تین بار تکبیر کہتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیوں کرتا ہے؟ فرمایا: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ حجر اسود کے پاس نماز ظہر ادا کی۔ جب سلام پھیرا تو ہاتھوں کو بلند کیا اور تین بار تکبیر کہی، اور کہا: ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ وَحْـدَهٗ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ غَيَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَ يُمِيْتُ وَيُحْيِي وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہر نماز فریضہ کے بعد یہ تکبیر اور یہ دعا پڑھنا ترک نہ کرنا کیونکہ جو شخص سلام کے بعد ایسا کرے گا تو سلام اور اس کے شکر کی تقویت کی وجہ سے اس پر خدا کا جو شکر ادا کرنا تھا وہ اس سے سبکدوش ہو جائے گا۔ (علل الشرائع)

باب ۱۵

ہر نماز کے بعد تیس یا چالیس مرتبہ تسبیحات اربعہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اگر تم اپنے کپڑے اور برتن (الغرض اپنا تمام ساز و سامان) جمع کرو تو تمہارا کیا خیال ہے یہ آسمان تک پہنچ جائے گا؟ سب نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو تیس بار کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ تو یہ کلمات اس پر مکان گرنے، غرق ہونے، کنویں میں گرنے، درندہ کے کھانے، بری موت مرنے اور ہر اس بلاء و مصیبت سے جو اس دن بندہ پر (آسمان سے) نازل ہوتی ہے، سے بچا لیتے ہیں۔

(التہذیب، قرب الاسناد، ثواب الاعمال، معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے، فرمایا: یہی کلمات باقیات صالحات ہیں۔ (الثواب، المعانی)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا جو فرماتا ہے کہ ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ یہ ذکر کثیر کیا ہے؟ فرمایا: ہر نماز فریضہ کے بعد تیس مرتبہ تسبیح کرو (تسبیحات اربعہ پڑھو)۔ (التہذیب و قرب الاسناد)

۴۔ جناب فاضل طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے آئمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ جو شخص تیس مرتبہ پڑھے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ تو گویا اس نے خدا کا ذکر کثیر کیا ہے۔ (مجمع البیان)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز فریضہ ادا کرے اور اس کے بعد تیس مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھے تو اس کے بدن کا ہر گناہ جھڑ جاتا ہے۔ (الامالی)

۶۔ حارث بن مغیرہ نضری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ہر نماز فریضہ کے بعد زانو بدلنے سے پہلے چالیس مرتبہ کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ پھر خدا سے سوال کرے، تو جو مانگے گا وہ پائے گا۔ (ایضاً)

باب ۱۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک پاک کی تسبیح بنانا اور اسی پر تسبیح پڑھنا اور اسے گھمانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب فاضل طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد ثقفی نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ دختر رسولؐ کی تسبیح پشمینہ کے بٹے ہوئے دھاگہ کی تھی جس پر تکبیرات کی تعداد چونتیس (۳۴) کے مطابق گرہیں تھیں جسے بی بی عالمؑ ہاتھ میں لے کر پڑھتی رہتی تھیں اور اس پر تکبیر و تسبیح پڑھتی تھیں یہاں تک کہ حضرت حمزہ سید الشہداءؑ شہید ہوئے تو ان کی خاک استعمال کی گئی یعنی اس سے تسبیحیں بنائی گئیں جنہیں لوگوں نے استعمال کیا اور پھر (یہ سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تک برابر جاری رہا اور اس کے بعد) معاملہ بدل گیا۔ اور لوگوں نے ان کی خاک پاک کو استعمال کرنا شروع کیا کیونکہ اس میں فضیلت اور خصوصیت ہے (جو اب تک برابر جاری و ساری ہے)۔ (مکارم الاخلاق)

۲۔ حسن بن محبوب کی کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جناب حمزہؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی تربت میں سے کون سی تربت افضل ہے تا کہ اسے استعمال کیا جائے؟ فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک کی تسبیح آدمی کے ہاتھ میں تسبیح پڑھے بغیر خود بخود تسبیح کرتی رہتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ طبرسیؒ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جب کوئی فرشتہ کسی کام کے لئے زمین پر اترتا ہے تو جنت کی حوریں اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک پاک کی تسبیح اور خاک شفا کا ہدیہ طلب کرتی ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص استغفار وغیرہ پڑھتے وقت خاک حسینیؑ کی تسبیح کو ایک بار پھیرے تو خدا اس کے لئے ستر بار کا ثواب درج کرتا ہے اور اس خاک پر سجدہ کرنا ساتوں حجابوں کو پھاڑ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ بروایت عبید اللہ بن علی الحلبی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن پانچ چیزوں سے خالی نہیں ہوتا (۱) مسواک۔ (۲) کنگھی۔ (۳) سجادہ (جاء نماز)۔ (۴) چونتیس دانوں کی تسبیح۔

(۵) عقیق کی انگوٹھی۔ (مصباح المتہجد للشیخ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی تربت سے بنی ہوئی تسبیح کو پھیرے اور ایک بار استغفار کرے، اس کے نامۂ اعمال میں ستر بار کا ثواب درج کیا جاتا ہے اور اگر صرف ہاتھ میں رکھے اور کچھ تسبیح نہ بھی کرے تب بھی اسے ایک ایک دانہ کے عوض سات سات تسبیح کا ثواب ملتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا آدمی (امام حسین علیہ السلام کی) قبر کی مٹی سے بنی ہوئی تسبیح پر پڑھ سکتا ہے اور آیا اس میں کچھ فضیلت ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز ہے اور کوئی تسبیح اس سے افضل نہیں ہے اور اس کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ جب تسبیح کرنے والا تسبیح پڑھنا بھول جائے اور صرف تسبیح کے دانے پھیرتا رہے، تو اس کے نامۂ اعمال میں تسبیح پڑھنے کا ثواب درج کیا جاتا ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مـا یسجد علیه (باب ۱۱و۱۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الزیارات میں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

تعقیبات پڑھتے وقت اور جو شخص کسی ضرورت کے تحت تعقیبات نہ پڑھ سکے تو اس کے جائے نماز سے لوٹتے وقت تک باطہارت ہونا مستحب ہے۔ نیز تعقیبات پڑھتے وقت ہر اس چیز کا ترک کرنا مستحب ہے جو نماز کے لئے ضرر رساں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں (نماز کے بعد) کسی ضروری کام کے لئے چلا جاتا ہوں مگر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس حالت میں بھی تعقیبات پڑھتا رہوں؟ فرمایا: اگر تو باوضو ہے تو پھر تعقیبات پڑھنے والا ہے۔

(التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مؤمن اس وقت تک برابر تعقیبات پڑھنے والا متصور ہوتا ہے جب تک باوضو ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو کوئی ضروری کام پڑ جاتا ہے جس کے فوت ہونے کا اسے

اندیشہ ہوتا ہے (اس لئے بیٹھ کر تعقیبات نہیں پڑھ سکتا تو؟) فرمایا: صبح سویرے کام کیلئے نکل جائے اور خدا کا ذکر کرتا جائے وہ جب تک باوضو ہے تعقیبات میں مشغول سمجھا جائے گا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو چیز نماز کو ضرر پہنچاتی ہے وہ تعقیبات کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ (یعنی تعقیبات پڑھتے وقت منافیاتِ نماز سے اجتناب کرنا افضل ہے)۔ (مفتاح الفلاح)

باب ۱۸

نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات میں بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والدؑ ماجد اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز صبح پڑھے اور پھر طلوعِ آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے اس کا یہ بیٹھنا اس کے اور جہنم کے درمیان حجاب بن جائے گا۔ (التہذیب، کذا عن النبیؐ کما فی الفقیہ)

۲۔ حضرت امام حسن علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان شخص اپنے اسی مصلیٰ پر جس پر اس نے نماز صبح پڑھی ہے بیٹھ کر خدا کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حج کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور اگر برابر اس وقت تک بیٹھا رہے جب تک نماز پڑھنا جائز ہوتی ہے (مکروہ نہیں ہوتی یعنی سورج کے بلند ہونے تک) اور اس وقت دو یا چار رکعت نماز پڑھے تو اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کو حج بیت اللہ ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔ (التہذیب، ثواب الاعمال، الامالی)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیب و دعا میں بیٹھنا روزی کی تلاش میں سفر کرنے سے زیادہ مؤثر ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام خراسان میں تھے تو نماز صبح پڑھ کر طلوع آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے تھے پھر ان کے پاس ایک پوٹلی لائی جاتی تھی جس میں کئی مسواک ہوتے تھے اور آپؑ یکے بعد دیگرے کئی مسواک استعمال کرتے تھے پھر کندر لائی جاتی تھی جسے آپؑ چباتے تھے پھر اسے چھوڑ کر قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ (الفقیہ)

۵۔ عبداللہ بن ابو یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! کہا جاتا ہے کہ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان تعقیب پڑھنے سے بڑھ کر طلب رزق کے لئے کوئی چیز مفید و مؤثر نہیں ہے؟

فرمایا: ہاں یہ بات درست ہے۔ (ایضاً)

۶۔ رجاء بن ابوالضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جب نمازِ صبح پڑھتے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد اپنے مصلیٰ پر بیٹھ کر تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ)، تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)، تکبیر (اَللّٰهُ اَکْبَرُ)، تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اور سرکار محمدؐ (وآل محمدؐ) پر درود وسلام پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جاتا تھا۔ (عیون الاخبار)

۷۔ انسؓ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون سے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکرِ خدا کرے تو خدا اسے جنت الفردوس میں ایسے ستر درجے عطا فرمائے گا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جس قدر ایک تیز رفتار گھوڑا ستر (۷۰) سال میں طے کرتا ہے۔ (الامالی)

۸۔ عمیر بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ نماز صبح کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ کر طلوع آفتاب تک (تعقیبات) پڑھتے تھے اور ان کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اپنے مصلیٰ پر بیٹھ جائے اور طلوع آفتاب تک برابر ذکرِ خدا کرے تو خدا اسے آتشِ جہنم سے چھپا لے گا، خدا اسے آتشِ دوزخ سے بچا لے گا اور خدا اسے دوزخ سے محفوظ فرمائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی آدمی کا نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک بیٹھنا (اور ذکرِ خدا کرنا) طلبِ رزق میں سوار ہو کر سمندر میں چکر لگانے سے زیادہ مؤثر ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۵ و ۳۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

نماز کے بعد نام لے کر دشمنانِ دین پر لعنت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن ثوبر اور ابوسلمہ السراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دیکھا کہ وہ نماز فریضہ کے بعد نام بنام چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز

فریضہ پڑھ چکو تو اس وقت تک واپس نہ لوٹو جب تک بنی امیہ پر لعنت نہ کرو[1]۔ (التہذیب)

باب ۲۰

ہر نماز کے بعد شہادتین کا اظہار کرنا اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی امامت کا اقرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد محمد بن سلیمان دیلمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ کے شیعہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک ایمان مستقر (ثابت و پختہ)۔ دوسرا ایمان مستودع (امانتی و عارضی) تو آپؑ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں تاکہ اس کے پڑھنے سے میرا ایمان مکمل ہو جائے؟ فرمایا: ہر نماز فریضہ کے بعد پڑھا کر ﴿رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِالْقُرْاٰنِ كِتَابًا وَ بِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَ بِعَلِيٍّ وَلِيًّا وَ اِمَامًا وَ بِالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ رَضِيْتُ بِهِمْ اَئِمَّةً فَارْضِنِيْ لَهُمْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۴ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

تسبیح جناب زہرا علیہا السلام کا پے در پے پڑھنا اور اسے قطع نہ کرنا اور اگر شک پڑ جائے تو اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے اور اگر انگلیاں زبان پر سبقت کر جائیں تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر سے اور وہ ایک شخص سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جناب سیدہؑ کی تسبیح مسلسل پڑھتے تھے اور درمیان میں قطع نہیں کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن احمد مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب جناب سیدہؑ کی تسبیح میں شک پڑ جائے تو اس کا اعادہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کی انگلیاں اس کی زبان پر سبقت کر جائیں تو اس کے لئے وہ (تسبیح) شمار کی جائے گی۔ (ایضاً)

---

[1] کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ لعنت نہ کوئی دشنام ہے اور نہ کوئی گالی گلوچ (بلکہ صرف ایک بد دعا ہے یعنی جس طرح رحمت کے مستحق کے لئے رحمت کے نزول کی دعا کرنا کارِ ثواب ہے اسی طرح جو رحمت کا مستحق نہ ہو اس کے لئے رحمت سے دوری کی بد دعا کرنا بھی کارِ ثواب ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ جناب احمد بن علی ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں آپؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص تسبیح جناب سیدہؑ پڑھتے ہوئے بھول جائے اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کی بجائے زیادہ پڑھ جائے تو آیا چونتیس مرتبہ کی طرف رجوع کرے (زائد کو کالعدم قرار دے) یا از سر نو تسبیح پڑھے؟ اور جب تسبیح (وتحمید) سرسٹھ (۶۷) بار پڑھ جائے تو آیا چھیاسٹھ مرتبہ کی طرف رجوع کرے یا از سر نو پڑھے؟ بہر حال اس سلسلہ میں اسے کیا کرنا چاہیئے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جب تکبیر چونتیس بار سے زیادہ پڑھ جائے تو تینتیس (۳۳) بار کی طرف رجوع کرے۔ اور اس پر بنا رکھے (اور ایک بار اور پڑھے)۔ اور جب تسبیح (وتحمید میں) سرسٹھ (۶۷) بار پڑھ جائے تو چھیاسٹھ بار کی طرف رجوع کرے اور اس پر بنا رکھے۔ اور تحمید میں سو بار سے تجاوز کر جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ اس حدیث سے سُبْحَانَ اللّٰہِ کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر مقدم ہونا ظاہر ہوتا ہے) تو اس ترتیب میں اختلاف کی وجہ تم اس سے پہلے (باب ۱۰ حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں) معلوم کر چکے ہو۔

باب ۲۲

ہر نماز کے بعد خدا سے جنت الفردوس اور حور العین کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جس میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاسر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو (۲) واجبوں کو ترک نہ کرو! یا یوں فرمایا کہ ہر نماز کے دو واجبوں کو ترک نہ کرو! عرض کیا گیا کہ وہ واجب کیا ہیں؟ فرمایا: خدا سے جنت کا سوال کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا۔ (الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ داؤد عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو تمام مخلوق کی ساعت عطا کی گئی ہے۔ (۱) جنت۔ (۲) جہنم۔ (۳) حور العین۔ پس جب کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے ﴿اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ وَ زَوِّجْنِیْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ﴾ تو جہنم کہتی ہے اے پروردگار! جب تیرا بندہ مجھ سے آزادی کی دعا مانگ رہا ہے تو تو اسے آزاد کر! اور جنت کہتی ہے پروردگارا! جب تیرا بندہ تجھ سے مجھے مانگ رہا ہے تو تو اسے عطا کر۔ اور حور العین کہتی ہیں یا اللہ! جب تیرا بندہ تجھ سے ہمیں مانگ رہا ہے تو اس کی ہم سے تزویج فرما! اور اگر کوئی بندہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور ان چیزوں میں سے کسی چیز کا خدا سے سوال نہ کرے تو حور العین کہتی ہیں اس بندہ کو ہم میں کوئی رغبت نہیں ہے، جنت کہتی ہے کہ اس بندہ کو میرا کوئی شوق نہیں ہے! اور جہنم کہتی ہے کہ

چونکہ یہ بندہ میری اصلیت سے جاہل ہے (اس لئے اسے میرا کوئی خوف نہیں ہے)۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عائذ الاحمسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جن کو تمام مخلوق کی سماعت کی قوت عطا کی گئی ہے (۱) نبیؐ۔ (۲) حور العین۔ (۳) جنت۔ (۴) جہنم۔ چنانچہ جب کوئی شخص آنحضرتؐ پر درود یا سلام بھیجتا ہے تو وہ ان تک پہنچ جاتا ہے اور آپ اسے سنتے ہیں اور جو بندہ کہتا ہے ﴿اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِي مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ﴾ (یا اللہ! حور العین سے میری تزویج کر) تو وہ سنتی ہیں اور کہتی ہیں یا اللہ! فلاں شخص نے ہماری منگنی کی ہے تو تو اس کی ہم سے تزویج فرما! اور جو شخص کہتا ہے ﴿اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ﴾ (یا اللہ! مجھے جنت میں داخل کر) تو جنت کہتی ہے یا اللہ! اسے مجھ میں داخل کر۔ اور جب بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے یا اللہ! اسے مجھ سے پناہ دے۔ (الخصال)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو خداوند عالم حوروں کو بھیجتا ہے جو اسے اردگرد سے گھیر لیتی ہیں۔ پس جب وہ نماز پڑھ کر لوٹ جائے اور خدا سے ان کا سوال نہ کرے تو وہ تعجب کرتی ہوئی واپس چلی جاتی ہیں۔ (فضائل الشیعہ۔ عدۃ الداعی)

۵۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں باسند خود درست سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر جنت کی حوروں میں سے کوئی حور یہ دنیا والوں پر جھانکے اور اپنی ایک چوٹی ہی کھول دے تو سب دنیا والے اس کے فریفتہ ہو جائیں۔ فرمایا: اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور خدا سے حوروں کا سوال نہ کرے تو وہ کہتی ہیں: یہ شخص ہمارے بارے میں کس قدر بے رغبت ہے؟ (کتاب الزہد)

۶۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو چاہیئے کہ نماز کے بعد اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اٹھے جب تک خدا سے جنت کے حاصل کرنے کا سوال نہ کرے، جہنم سے پناہ نہ مانگ لے اور حور العین سے عقد وازدواج کی درخواست نہ کرے۔ (عدۃ الداعی)

باب ۲۴

ہر نماز فریضہ کے بعد سورۂ حمد، آیت الکرسی، آیت شهد الله اور آیت الملک کا پڑھنا مستحب ہے اور خوف کے وقت سورۂ قل ھو اللہ احد یا سو آیت کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا نے ان چار آیتوں کو زمین پر اترنے کا حکم دیا تو یہ عرش الٰہی سے چمٹ گئیں اور کہنے لگیں: یا اللہ! تو ہمیں

کدھر اتار رہا ہے؟ گناہگاروں اور خطا کاروں کی طرف؟ تب خدا نے ان کو وحی کی کہ اتر جاؤ۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آل محمدؐ اور ان کے شیعوں میں سے جو شخص بھی ہر نماز فریضہ کے بعد تمہاری تلاوت کرے۔ تو میں ہر روز اس کی طرف اپنی پوشیدہ آنکھوں سے ستر بار نظر (کرم) کروں گا۔ اور ہر نگاہ پر اس کی ستر حاجتیں بر لاؤں گا اور اس کے گناہوں کے باوجود میں اسے قبول کرلوں گا۔ اور وہ چار یہ ہیں (۱) سورۂ حمد۔ (۲) آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ۔ (۳) آیت الکرسی۔ اور (۴) آیت الملک۔ (الاصول)

۲۔ ابراہیم بن محزم ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرے اسے فالج کا خوف وخطر نہیں رہے گا انشاء اللہ۔ اور جو اسے ہر نماز فریضہ کے بعد پڑھے گا اسے کوئی ڈسنے والی شئی گزند نہیں پہنچائے گی۔ فرمایا: جو شخص کسی جبار وسرکش کے پاس جانے سے پہلے سورۂ قل ھو اللہ پڑھے تو خدا اسے اس کے شر سے محفوظ رکھے گا مگر پڑھے اس طرح کہ اپنے آگے، اپنے پیچھے، اپنی دائیں طرف اور اپنی بائیں طرف پس جب وہ اس طرح کرے گا تو خدا اسے اس (جبار) کی اچھائی سے متمتع کرے گا اور اس کی برائی سے محفوظ رکھے گا۔ نیز فرمایا: جب تم کسی چیز سے خوف زدہ ہو تو جہاں سے چاہو قرآن کی ایک سو آیت پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم اکشف عنی البلاء﴾ (تو وہ خوف وہراس دور ہو جائے گا انشاء اللہ)۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

باب ۲۴

وہ چند دعائیں جو ہر نماز فریضہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے بعد کم از کم جو دعا کرنا کافی ہے وہ یہ ہے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَافِیَتَکَ فِیْ اُمُوْرِیْ کُلِّهَا وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ﴾۔ (الفروع، الفقیہ، معانی الاخبار، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار سے مروی ہے کہ جو شخص نماز فریضہ کے بعد یہ دعا تین بار پڑھے ﴿یَا مَنْ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ غَیْرُهٗ﴾ تو اس کے بعد جو کچھ خدا سے طلب کرے گا اسے عطا کیا جائے گا۔ (الاصول)

۳۔ محمد الواسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ہر نماز فریضہ کے بعد اس دعا کا پڑھنا ترک نہ کرو ﴿اُعِیْذُ نَفْسِیْ وَمَا رَزَقَنِیْ رَبِّیْ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ﴾

(تا آخرسورۂ توحید) ﴿وَاُعِيذُ نَفْسِي وَمَا رَزَقَنِيْ رَبِّي بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (تا آخرسورۂ فلق) ﴿وَاُعِيذُ نَفْسِي وَمَا رَزَقَنِيْ رَبِّي بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (تا آخرسورۂ ناس)۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حسین بن حماد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو نماز فریضہ کے بعد زانو بدلنے سے پہلے تین بار یہ دعا پڑھے ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾ تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (الاصول)

۵۔ بکر بن محمد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر نماز فریضہ کے بعد یہ دعا پڑھے اس کی جان، مال اور گھر اور جملہ اہل وعیال کی حفاظت کی جائے گی ﴿اُجِيْرُ نَفْسِيْ وَ مَالِيْ وَ وَلَدِيْ وَ اَهْلِيْ وَ دَارِيْ وَ كُلَّ مَا هُوَ مِنِّيْ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ﴾ (تا آخرسورۂ توحید) ﴿وَ اُجِيْرُ نَفْسِيْ وَ مَالِيْ وَ وَلَدِيْ وَ كُلَّ مَا هُوَ مِنِّيْ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (تا آخرسورۂ الفلق) ﴿وَ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (تا آخرسورۂ ناس بعد ازاں آیت الکرسی تا آخر۔ (الاصول، الفقیہ)

۶۔ عبدالملک القمی اپنے بھائی اور ادریس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھو: ﴿اللهم انی ادینک بطاعتک و ولایتک و ولایة رسولک و ولایة الائمة من اولهم الی آخرهم﴾ (یہاں آئمہ کا نام لو) پھر کہو: ﴿اللهم انی ادینک بطاعتک و ولایتهم و الرضا بما فضلتهم به غیر متکبر و لا مستبکر علی معنی ما انزلت فی کتابک علی هدود ما اتانا فیه وما لم یأتنا مؤمن مقرّ مسلم بذلک راض بما رضیت به یا رب ارید به وجهک والدار الاخرة مرهوبا و مرغوبا الیک فیه فاحینی ما احییتنی علی ذلک و امتنی اذا امتّنی علی ذالک و ابعثنی اذا بعثتنی علی ذلک وان کان منی تقصیر فیما مضی فانی اتوب الیک منه و ارغب الیک فیما عندک و اسئلک ان تعصمنی من معاصیک ولا تکلنی الی نفس طرفة عیین ابداً ما احییتنی لا اقل من ذلک ولا اکثر انّ النفس لامّارة بالسوء الا ما رحمت یا ارحم الراحمین و اسئلک ان تعصمنی بطاعتک حتی تتوفانی علیها و انت عنی راض وان تختم لی بالسعادة ولا تحولنی عنها ابدا ولا قوة الا بک﴾۔ (الفروع)

۷۔ محمد بن ابراہیم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں یہ استدعا کی کہ میرے آقا! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم دیں جس کی برکت سے خدا میرے لئے دنیا و آخرت کی خیر و خوبی کو جمع کر دے!

جسے میں ہر نماز کے بعد پڑھوں۔ امامؑ نے جواب میں لکھا، یہ دعا پڑھو: ﴿اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ عِزَّتِكَ الَّتِيْ لَا تُرَامُ وَ قُدْرَتِكَ الَّتِيْ لَا يَمْتَنِعُ مِنْهَا شَيْءٌ مِنْ شَرِّ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مِنْ شَرِّ الْاَوْجَاعِ كُلِّهَا﴾۔ (ایضاً)

۸۔ سیف بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ایک بار جبرئیل امینؑ حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جبکہ وہ زندان میں تھے اور ان سے کہا اے یوسفؑ! ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا وَ ارْزُقْنِيْ مِنْ حَيْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ﴾۔ (الاصول، الفقیہ، الامالی)

(نوٹ): حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت میں یوں وارد ہے کہ اس دعا کو ہر نماز فریضہ کے بعد تین بار پڑھا کرو۔ (الآمالی)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے بعد یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾۔ (التہذیب)

۱۰۔ سلام (سالم) المکی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص جسے شیبۃ الھذیل کہا جاتا تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم دیں جو مختصر ہو اور خدا مجھے اس کی برکت سے فائدہ پہنچائے؟ فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرو ﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ وَ اَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَ انْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾ پھر فرمایا: اگر یہ شخص بروزِ قیامت اس حالت میں حاضر ہوا کہ اس نے اس دعا کا پڑھنا عمداً کبھی ترک نہ کیا تو خداوند عالم اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا تا کہ جس دروازہ سے اس کا جی چاہے اس سے جنت میں داخل ہو جائے۔

(التہذیب، الامالی للصدوق، ثواب الاعمال)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ خدا اس کے اعمال کو کامل ترازو سے تولے تو اسے چاہیئے کہ (تعقیبات) کے بعد اس کا آخری کلام یہ ہو ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پس جب ایسا کرے گا تو اسے ہر

مسلمان سے ایک نیکی مل جائے گی۔ (الفقیہ)

۱۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسنادخود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز سے فارغ ہو کر گھٹنے بدلنے سے پہلے دس بار یہ ذکر کرے ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا﴾ تو خدا اس کے چالیس ہزار در ہزار گناہ مٹا دے گا اور چالیس ہزار در ہزار نیکیاں لکھ دے گا۔ اور اس شخص کو بارہ ختم قرآن کرنے والے شخص کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائے گا پھر امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو زانو بدلنے سے پہلے یہ کلمات سو بار کہتا ہوں مگر تم صرف دس بار کہا کرو۔ (المحاسن)

۱۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! تم پر لازم ہے کہ ہر نماز فریضہ کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اس پر وہی شخص مداومت کرتا ہے جو نبی ہو یا صدیق ہو یا پھر شہید۔ (قرب الاسناد)

۱۴۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز فریضہ کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: یوں کہو ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ نَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَ جَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ رَبِّكَ وَ عَبَدْتَهٗ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَجَزَاكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

باب ۲۵

بعض وہ تعقیبات جن کا ان عمومی تعقیبات کے ساتھ نماز صبح میں اضافہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سابقہ حدیث شیبۃ الھذیل میں بیان کرتے ہیں کہ موصوف نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے

کوئی ایسا مختصر کلام تعلیم دیں جس سے خدا مجھے فائدہ پہنچائے! فرمایا: جب نماز صبح پڑھ چکو تو دس بار یہ کلام پڑھو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ﴾ و خدا اس دعا کی برکت سے تمہیں اندھے پن، دیوانگی، کوڑھ، فقر و فاقہ اور انتہائی بڑھاپے اور اس کی وجہ سے فساد عقل سے عافیت عطا فرمائے گا۔

(التہذیب)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آدمی کو چاہیئے کہ جب صبح کرے تو نماز صبح کے تعقیبات کے بعد قرآن کی (کم از کم) پچاس آیتیں ضرور پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن جعفر سے اور وہ جعفریوں میں سے ایک جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مدینہ میں ابوالقمقام نامی ایک شخص رہتا تھا جو صاحب صنعت و حرفت تھا وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے پیشہ کی شکایت کی اور یہ کہ وہ جس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اپنے انجام کو نہیں پہنچتا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا کہ نماز صبح کی دعاؤں کے آخر میں یہ کلمات دس بار پڑھا کر ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَسْئَلُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ ابوالقمقام بیان کرتا ہے کہ میں نے اس ورد کو لازم سمجھ کر پڑھنا شروع کر دیا بخدا! چند روز ہی گزرے تھے کہ میرے پاس کچھ بادیہ نشین لوگ آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری قوم کا ایک شخص وفات پا گیا ہے اور میرے سوا اس کا اور کوئی وارث نہیں ہے۔ لہٰذا میں گیا اور اس کی وراثت حاصل کی۔ جس سے میں سرمایہ دار بن گیا۔

(الفروع)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تسبیح کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں سوائے جناب سیدہؑ کی تسبیح اور نماز صبح کے بعد دس بار یہ ذکر کرنے کے اور کوئی مقرر و معین چیز نہیں جانتا ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيتُ وَ يُمِيتُ وَ يُحْيِي بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ہاں البتہ انسان جو چاہے مستحبی تسبیح کر سکتا ہے۔ (الاصول، الفروع)

۵۔ حلقام بن ابو حلقام بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم دیں جو دنیا و آخرت کے لئے جامع ہو، مگر ہو بھی مختصر! فرمایا: نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک یہ ورد کیا کر ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَسْئَلُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ حلقام بیان کرتا ہے کہ میں اپنے تمام خاندان میں سب سے بڑھ کر برے حالات کا شکار تھا مگر مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ مجھے ایک ایسے شخص کی میراث مل گئی ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ میرے اور اس کے درمیاں کوئی رشتہ داری ہے جس کی بدولت میں آج اپنے پورے خاندان میں سب سے بڑھ کر خوشحال ہوں اور یہ سب اس دعا کے پڑھنے کا نتیجہ ہے جو امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام نے مجھے تعلیم دی تھی۔ (الاصول، الفقیہ)

۶۔ عمر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز صبح پڑھ کر زانو بدلنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے: ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ اور نماز مغرب کے بعد بھی اسی طرح دس بار یہ کلمات پڑھے تو کوئی شخص خدا کی بارگاہ میں اس سے بہتر عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا۔ (الاصول)

۷۔ عبدالکریم بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے دس دس بار یہ ذکر کرے تو وہ ذکر اس شخص کے اس دن کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا: ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔ (ایضاً، المحاسن، الفقیہ)

۸۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص نماز صبح پڑھ کر سو بار پڑھے ﴿مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ تو وہ اس دن کوئی ناپسندیدہ امر نہیں دیکھے گا۔ (الاصول)

۹۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز صبح اور نماز مغرب کے بعد سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ تو خدا اس سے ستر قسم کی بلاؤں کو دور فرمائے گا جن میں کمترین بلا ریح، برص اور جنون ہے اور اگر وہ شقی اور بدبخت بھی ہوا تو شقی لوگوں کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور سعید و خوشبخت لوگوں کی فہرست میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا۔

(الاصول، المحاسن)

۱۰۔ بروایت حسن بن الجہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر اس میں تین بار پڑھنا وارد ہے۔ فرمایا: جو شخص صبح اور شام کے وقت تین تین بار یہ دعا پڑھے گا اسے شیطان، سلطان، برص اور جذام کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا: میں تو یہ ورد سو بار کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ سعید (سعد) بن زید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز مغرب پڑھ چکو تو زانو بدلنے اور کسی سے کلام کرنے سے پہلے سو بار پڑھو: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ اسی طرح نماز صبح کے بعد بھی سو بار پڑھو پس جو شخص اسے پڑھے گا اس سے سو قسم کی بلائیں دور کی جائیں گی جن

میں سے کمترین بلاء کھلبلی، کوڑھ، شیطان اور (جابر) سلطان ہے۔ (الاصول)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صباح بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا میں تجھے ایسی چیزیں نہ بتاؤں جس کی برکت سے خدا تمہارے چہرہ کو جہنم کی تپش سے بچالے؟ راوی نے عرض کیا: ہاں؟ فرمایا: نماز فجر کے بعد سو بار پڑھ: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ اس درود شریف کی برکت سے خدا تمہارے چہرہ کو دوزخ کی گرمی سے بچالے گا۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ عبداللہ بن حر (جہم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص نماز صبح کے بعد گیارہ بار سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اگرچہ شیطان اپنی ناک بھی رگڑے مگر اس دن اس شخص سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

۱۴۔ جابر جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز صبح کے بعد ستر بار استغفار کرے تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کردے گا اگرچہ ستر ہزار سے بھی زیادہ کرے اور جو شخص ایک دن میں ستر ہزار سے زیادہ گناہ کرے اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (ثواب الاعمال، خصال) مگر بروایت سماعہ سات سو گناہ مروی ہیں۔

۱۵۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز صبح کے بعد اور کسی سے کلام کرنے سے پہلے سات بار یہ ورد کرے: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ خدا اس سے ستر قسم کی بلائیں دور فرمائے گا جن میں سے کمترین بلا جذام اور برص ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ و امالی طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں تعقیبات مغرب اور ادعیہ صبح و شام میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

نماز ظہر کے بعد منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ القمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِجُوْدِکَ وَ کَرَمِکَ وَ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمَلٰٓئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ اَنْبِیَآئِکَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ بِکَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ عَنِّیْ وَ بِیَ الْفَاقَۃُ اِلَیْکَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَ اَنَا الْفَقِیْرُ اِلَیْکَ اَقَلْتَنِیْ عَثْرَتِیْ وَ سَتَرْتَ عَلَیَّ ذُنُوْبِیْ فَاقْضِ الْیَوْمَ

حَاجَتِی وَلَا تُعَذِّبْنِی بِقَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ مِنِّی بَلْ عَفْوُکَ وَ جُوْدُکَ یَسَعُنِی﴾ اس کے بعد آپ سجدہ میں جھک جاتے تھے اور اس میں یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿یَا اَھْلَ التَّقْوٰی یَا اَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ یَا بَرُّ یَا رَحِیْمُ اَنْتَ اَبَرُّ بِیْ مِنْ اَبِی وَ اُمِّی وَ مِنْ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ اِقْلِبْنِی بِقَضَاءِ حَاجَتِی مُجَابًا دُعَائِی مَرْحُوْمًا صَوْتِی قَدْ کَشَفْتَ اَنْوَاعَ الْبَلَاءِ عَنِّی﴾۔ (الاصول، الفقیہ)

باب ۲۷

نمازِ عصر کے بعد ستر بار یا اس سے زیادہ استغفار کرنا اور دس بار سورۂ قدر پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمرو بن خالد سے اور وہ اپنے بھائی سفیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نمازِ عصر کے بعد ستر بار استغفار کرے خدا اس کے سات سو گناہ معاف کرتا ہے اور اگر اس کے گناہ نہ ہوں یا اس سے کم ہوں تو پھر اس کے والد کے گناہ معاف کرتا ہے اور اگر اس کے بھی نہ ہوں تو پھر اس کی والدہ کے معاف کرتا ہے اور اگر اس کے بھی نہ ہوں تو پھر اس کے بھائی کے اور اگر اس کے بھی نہ ہوں تو پھر اس کی بہن کے گناہ معاف کرتا ہے اور اگر اس کے بھی نہ ہوں تو پھر جو اقرب فالاقرب ہو (جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اس کے) معاف کرتا ہے۔ (امالی، مصباح شیخ کفعمی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نمازِ عصر کے بعد سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر دس مرتبہ پڑھے تو بروزِ قیامت اسے تمام خلائق کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔

(مصباح المتہجد و مصباح کفعمی)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن اسمٰعیل الصیر فی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب نمازِ عصر پڑھ چکو تو ستتر (۷۷) بار استغفار کرو۔ خدا تمہارے ستتر سال کے (بد) عمل ساقط کر دے گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میری عمر تو ہنوز ستتر سال ہے ہی نہیں تو؟ فرمایا: اسے اپنے اور اپنے والد کے لئے قرار دے۔ عرض کیا: میری اور میرے والد کی مل کر بھی ستتر سال عمر نہیں بنتی۔ فرمایا: پھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے لئے قرار دے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سب کی عمر ستتر سال نہیں بنتی؟ فرمایا: اپنے اور اپنے والدین کے ساتھ اپنے دوسرے رشتہ داروں کو بھی شامل کر لے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۲۸

چند وہ دعائیں جن کا مغرب وعشاء کے تعقیبات میں اضافہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صباح بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز مغرب کے بعد تین بار یہ ذکر کرے گا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ لَا یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ غَیْرُهٗ﴾ اسے خیر کثیر عطا کیا جائے گا۔ (الاصول، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ احمد بن محمد بن خالد اپنے والد سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: نماز مغرب وعشاء کے بعد یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ بِیَدِکَ مَقَادِیْرُ اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ بِیَدِکَ مَقَادِیْرُ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ، وَ مَقَادِیْرُ الْمَوْتِ وَ الْحَیَاةِ، وَ مَقَادِیْرُ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ وَ مَقَادِیْرُ النَّصْرِ وَ الْخِذْلَانِ، وَ مَقَادِیْرُ الْغِنٰی وَ الْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَفِیْ جَسَدِیْ وَ اَهْلِیْ وَ وَلَدِیْ، اَللّٰهُمَّ ادْرَأْ عَنِّیْ فَسَقَةَ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ وَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ، وَاجْعَلْ مُنْقَلَبِیْ اِلٰی خَیْرٍ دَائِمٍ وَ نَعِیْمٍ لَا یَزُوْلُ﴾۔ (ایضاً)

(نوٹ): اس دعا کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی کتابوں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے مگر انہوں نے اسے مغرب وعشاء کے درمیان پڑھنے کی روایت کی ہے۔

۳۔ سعید بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز مغرب پڑھ چکو تو اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر تین بار یہ دعا پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَ الْحُزْنَ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ محمد جعفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اکثر اوقات مجھے آنکھوں کی تکلیف رہتی تھی میں نے اس بات کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی؟ امامؑ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتاؤں جو تمہاری دنیا و آخرت اور آنکھوں کے درد کے لئے مفید ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: نماز صبح و مغرب کے بعد یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْکَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلِ النُّوْرَ فِیْ بَصَرِیْ وَ الْبَصِیْرَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَ الْیَقِیْنَ فِیْ قَلْبِیْ وَ الْاِخْلَاصَ فِیْ عَمَلِیْ وَ السَّلَامَةَ فِیْ نَفْسِیْ وَ السَّعَةَ فِیْ رِزْقِیْ وَ الشُّکْرَ لَکَ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ﴾۔ (الاصول، آمالی)

باب ۲۹

ہر نماز فریضہ کے بعد بارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھنا اور ہاتھوں کا پھیلا کر اور آسمان کی طرف اٹھا کر منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جب دنیا سے جائے تو گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر جائے جس طرح سونا کھوٹ سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور کوئی شخص اس سے (بروز قیامت) کسی قسم کے مظلمہ (حق الناس) کا مطالبہ نہ کرے تو اسے چاہیئے کہ نماز ہائے پنجگانہ کے بعد پروردگار کا نسب نامہ یعنی سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے پھر اپنے ہاتھ پھیلائے اور یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَکْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ الطُّهْرِ الطَّاهِرِ الْمُبَارَکِ وَ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ وَ سُلْطَانِکَ الْقَدِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ یَا وَاهِبَ الْعَطَایَا یَا مُطْلِقَ الْاُسَارٰی یَا فَکَّاکَ الرِّقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُعْتِقَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُخْرِجَنِیْ مِنَ الدُّنْیَا اٰمِنًا وَ تُدْخِلَنِی الْجَنَّةَ سَالِمًا وَاَنْ تَجْعَلَ دُعَائِیْ اَوَّلَهٗ فَلَاحًا وَ اَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَ اٰخِرَهٗ صَلَاحًا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ان منتخب دعاؤں میں سے ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تعلیم دی تھیں اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں یہ دعائیں حسن و حسین (علیہما السلام) کو تعلیم دوں۔ (الفقیہ، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ بروایت اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں خدا کا نسب نامہ کی لفظ کی بجائے سورۂ قل ھو اللہ احد وارد ہے۔ اور آخر میں یہ ہے کہ یہ (عمل) منجیات (نجات دہندہ امور) میں سے ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ نماز فریضہ کے بعد سورۂ قل ھو اللہ احد کا پڑھنا ترک نہ کرے کیونکہ جو شخص اسے پڑھے گا تو خدا اس کو، اس کے والدین کو اور اس کی اولاد کو بخش دے گا۔ (ثواب الاعمال، الاصول)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو چکے تو ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرے اور دعا کرنے میں اپنے تئیں تھکائے! ابن سبا نے کہا: یا امیر المومنین! کیا خدا ہر

جگہ موجود نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں ہر جگہ موجود ہے! عرض کیا: پھر دعا کرنے والا ہاتھوں کو آسمان کی طرف کیوں اٹھائے؟ فرمایا: تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا: ﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ (تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ سب آسمان میں ہے) تو ظاہر ہے کہ رزق اپنے مقام سے ہی طلب کیا جاتا ہے اور رزق اور جس چیز کا خدا نے وعدہ کیا ہے اس کا مقام آسمان ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، الخصال)

باب ۳۰

نماز مغرب اور اس کے نوافل کے درمیان اور خود نوافل کے اثناء میں کلام کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالفوارس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نماز مغرب کی چار رکعت نماز نافلہ کے درمیان کلام کرنے سے منع فرمایا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعلاء الخفاف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز مغرب پڑھے پھر تعقیبات پڑھے اور کسی سے کلام نہ کرے یہاں تک کہ دو نافلہ پڑھ لے تو اس کی یہ دو رکعت نماز علیین میں درج کی جاتی ہیں اور اگر چار رکعت پڑھے تو اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔
(التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اعداد الفرائض (باب ۱۳) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

نماز مغرب کے تعقیبات اور سجدۂ شکر کا اس کے نوافل سے مؤخر کرنا بھی جائز ہے اور مقدم کرنا بھی۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ ان کو نوافل پر مقدم کیا جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص جوہری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور سات رکعت (تین رکعت نماز فریضہ اور چار رکعت نافلہ) کے بعد سجدۂ شکر کیا میں نے عرض کیا کہ آپ کے آباء و اجداد تو تین رکعت کے بعد کیا کرتے تھے؟ فرمایا: میرے سب آباء و اجداد ساتوں رکعتوں کے بعد سجدہ شکر کیا کرتے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان آباء سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے علاوہ دوسرے بزرگوار مراد ہیں (ورنہ وہ تو تین رکعت کے بعد کیا کرتے تھے جیسا کہ ابھی آرہا ہے) ممکن ہے کہ امامؑ کی یہ تاخیر تقیۃً اور حقیقت چھپانے کے لئے ہو یا پھر اس کا

جواز بتانے کے لئے۔

۲۔ جہم بن ابوجہیمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے نماز مغرب کی تین رکعت کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا! میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میں نے دیکھا ہے کہ آپ، نے تین رکعت کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اسے ترک نہ کر کیونکہ اس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ (التہذیبین، الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر اور پہلے (امام علی نقی علیہ السلام کے عمل کو) جواز پر محمول کیا ہے۔

۳۔ جناب احمد بن علی ابن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد محمد بن عبد اللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مکتوب لکھا جس میں نماز فریضہ کے بعد سجدۂ شکر کرنے کے متعلق دریافت کیا تھا کہ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے؟ آیا آدمی نماز فریضہ کے بعد یہ سجدہ کر سکتا ہے؟ اور اگر جائز ہے تو نماز مغرب کے بعد آیا نماز فریضہ کے بعد ہے یا چار رکعت نافلہ کے بعد ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ سجدۂ شکر لازم ترین سنتوں میں سے ہے اور اس سجدہ کو بدعت نہیں کہتا مگر وہ شخص جو کہ دین میں بدعت ایجاد کرنا چاہتا ہے۔ حدیث میں مروی ہے کہ سجدۂ شکر نماز مغرب کے بعد ہے! اور یہ اختلاف کہ آیا تین رکعت فریضہ کے بعد ہے یا چار رکعت نافلہ کے بعد؟ چونکہ نماز فریضہ کے بعد دعا اور تسبیح کرنے کو نافلہ کے بعد دعا و تسبیح کرنے پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح فریضہ کو نافلہ پر ہے اور سجدۂ شکر بھی چونکہ دعا و تسبیح ہے لہٰذا افضل یہ ہے کہ فریضہ کے بعد کیا جائے اور اگر نافلہ کے بعد کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ (الاحتجاج)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود امام محمد تقی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب آپؑ نے مامون عباسی کی دختر (ام الفضل) سے شادی کی اور اسے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ تشریف لے جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور کوفہ کے دروازہ پر پہنچے جبکہ آپؑ کے ہمراہ بہت سے لوگ بھی تھے تو آپؑ غروب آفتاب کے بعد مسیب کے گھر پہنچے۔ آپؑ سواری سے اترے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اس کے صحن میں کھجور کا ایک چھوٹا سا درخت تھا جو ابھی پھلنے کے قابل بھی نہیں تھا۔ آپؑ نے پانی کا کوزہ طلب کیا اور اس کھجور کے پاس بیٹھ کر وضو فرمایا اور اٹھ کر نماز مغرب ادا فرمائی۔ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اذا جاء نصر اللہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ قل ھو اللہ پڑھی۔ اور اس رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت بھی پڑھا۔ اور تیسری رکعت پڑھ کر تشہد پڑھا اور پھر سلام پھیرا۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر ذکر خدا کیا اور تعقیبات پڑھے، اس کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور چار رکعت نماز نافلہ پڑھی۔ ان کے بعد مزید تعقیبات پڑھے۔ اور (آخر میں) سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر باہر نکل آئے۔ جب لوگ کھجور کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس پر تر و تازہ کھجوریں لگی ہوئی ہیں۔ لوگوں کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا۔ چنانچہ اس کا پھل کھایا، جسے بہت میٹھا پایا، اور دیکھا کہ اس میں گٹھلی نہیں تھی۔ اس کے بعد

لوگوں نے امامؑ کو الوداع کیا اور آپؑ روانہ ہو گئے۔ (الارشاد)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ ابو العلاء الخفاف کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغرب کے تعقیبات نوافل سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ فریضہ کے بعد دعا و تسبیح کرنا نافلہ کے بعد دعا و تسبیح کرنے سے افضل ہے۔ واللہ الموفق۔

باب ۳۲

صبح کی دو رکعت نافلہ کے بعد لیٹنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ جب میں صبح کی دو رکعت پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹوں تو کیا دعا پڑھوں؟ فرمایا: سورۂ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ﴾ تا ﴿اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ پڑھو اور بعد ازاں یہ دعا تین بار پڑھو: ﴿اِسْتَمْسَکْتُ بِعُرْوَةِ اللّٰهِ الْوُثْقٰى الَّتِي لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَ اعْتَصَمْتُ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ، وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ، آمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَى اللّٰهِ، فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ، مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَصْبَحَتْ حَاجَتُهٗ اِلٰى مَخْلُوْقٍ فَاِنَّ حَاجَتِيْ وَ رَغْبَتِيْ اِلَيْكَ، اَلْحَمْدُ لِرَبِّ الصَّبَاحِ، اَلْحَمْدُ لِفَالِقِ الْاِصْبَاحِ﴾۔

(التہذیب و الاستبصار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

دو رکعت نافلہ صبح کے بعد لیٹنے کی بجائے سجدہ کرنا، قیام و قعود کرنا یا کلام کرنا کافی ہے اور اگر یہ سب کچھ بھول جائے یہاں تک کہ (نماز صبح کیلئے) اقامت شروع کر دے تو رجوع نہ کرے بلکہ سلام کافی ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد الحرام میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شب پڑھی جب امامؑ فارغ ہوئے تو لیٹنے کی بجائے صرف سجدہ کیا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن عثمان سے اور وہ بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو رکعت (نافلہ) فجر کے بعد لیٹنے کی جگہ، کھڑا ہونا، بیٹھنا اور کلام کرنا کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دو رکعت (نافلہ) صبح کے بعد لیٹنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ اقامت کہنا شروع کر دی، اب کیا کرے؟ فرمایا: اقامت کہہ کر نماز پڑھے اور لیٹنے کو رہنے دے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، بحار الانوار، قرب الاسناد)

۴۔ نیز علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص فجر سے پہلے دو رکعت نماز (نافلہ صبح) پڑھے تو لیٹنے سے پہلے اس کے لئے کلام کرنا درست ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر لیٹنے کے متعلق (غیروں میں غلط) شہرت کا اندیشہ ہو (کیونکہ وہ ایسا نہیں کرتے) تو پھر کافی ہے کہ لیٹنے کی بجائے صرف زمین پر ہاتھ رکھ دو۔ (یہ فرما کر امامؑ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سروں سے اشارہ کیا اور انہیں تھوڑا سا زمین پر رکھا۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دو رکعت نافلہ صبح اور نماز صبح میں لیٹ کر فاصلہ کرو اور (نافلہ کا) سلام پھیرنا بھی کافی ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سلام سے بڑھ کر کون سی چیز فاصلہ ڈالنے والی ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابراہیم بن ابوالبلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مسجد الحرام کے اندر نماز شب ادا کی جبکہ میں ان کی پچھلی جانب تھا (اور نماز پڑھ رہا تھا) آپؑ نے آٹھ رکعت (نماز تہجد) اور نماز وتر (شفع و وتر) پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت (نافلہ صبح) اور اس کے بعد لیٹنے کی بجائے سجدہ کیا۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۴

اگر وقت وسیع ہو تو نماز صبح کے نافلہ اور فریضہ کے درمیان ایک ایک سو بار درود، تسبیح اور استغفار پڑھنا اور سورۂ قل ھو اللہ چالیس بار یا اکیس یا گیارہ بار پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص دو رکعت نافلہ صبح اور فریضہ صبح کے درمیان ایک سو بار درود پڑھے خدا اس کے چہرہ کو آتش دوزخ کی تپش سے محفوظ رکھے گا اور سو بار ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾ پڑھے خدا اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔ اور جو شخص اکیس بار سورۂ قل

ھو اللہ احد پڑھے خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ اور اگر چالیس بار پڑھے تو خدا اس کے (سب) گناہ معاف کر دے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو نماز پڑھ کر گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اگرچہ شیطان اپنی ناک بھی رگڑے مگر اس دن اس شخص سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوگا۔ (ثواب الاعمال)

باب ۳۵

نماز شب اور نماز صبح کے درمیان سونا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن حفص مروزی سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! نماز شب اور نماز صبح کے درمیان ہرگز نہ سونا۔ ہاں البتہ صرف لیٹنا، کیونکہ اگر سوئے گا تو پھر تمہاری پڑھی ہوئی نماز پر تمہاری تعریف نہیں کی جائے گی۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ جب آدھی رات ہو جائے تو اٹھو، اور یکبارگی تمام تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھ ڈالو، پھر اگر چاہو تو بیٹھ کر دعا کرو اور چاہو تو سو جاؤ، اور اگر چاہو تو کہیں چلے جاؤ۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ روایت سونے کے جواز پر اور سابقہ روایت اسکی کراہت پر دلالت کرتی ہے لہٰذا ان کے درمیان کوئی حقیقی منافات نہیں ہے۔ (لان کل مکروہ جائز)

باب ۳۶

طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان سونا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے اور اس وقت دعا و عبادت میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز صبح کے بعد سونا کیسا ہے؟ فرمایا: اس وقت روزی تقسیم ہوتی ہے۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ آدمی اس وقت سو جائے۔ (الفقیہ، التہذیبین)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صبح (نماز صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے) سونا نحوست ہے اور

رنگ کو زرد کرتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صبح کا سونا منحوس ہے جو روزی کو دفع کرتا ہے اور رنگ کو زرد اور شکل کو بد شکل بناتا ہے۔ اس وقت کی نیند ہر منحوس آدمی کی نیند ہے۔ خداوند عالم طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک روزی تقسیم کرتا ہے لہٰذا اس وقت سونے سے اجتناب کرو۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۴۔ انہی حضرتؑ سے منقول ہے، فرمایا: بنی اسرائیل پر من وسلویٰ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان نازل ہوتا تھا اور جو شخص اس وقت سو جاتا تھا اس کا حصہ نہیں اترتا تھا، اور جب بیدار ہوتا اور اپنا حصہ نہ پاتا تو پھر (شکم کو پر کرنے کے لئے) دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرتا تھا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ شیطان (بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے کے لئے) دو وقت اپنا لشکر پھیلاتا ہے (۱) رات کا لشکر غروب آفتاب سے لے کر (مغربی) سرخی کے زائل ہونے تک۔ (۲) اور دن کا لشکر طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ان دو وقتوں میں بکثرت ذکر خدا کیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں وقت غفلت کے وقت ہیں اور شیطان اور اس کے لشکریوں کے شر سے خدا کی پناہ مانگا کرو اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی ان دو وقتوں میں شر شیطان سے بچایا کرو۔ (الفقیہ)

۶۔ امام رضا علیہ السلام (امام جعفر صادق علیہ السلام) خدا کے اس ارشاد کہ ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا﴾ (رزق تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرشتے طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک بنی آدم کا رزق تقسیم کرتے ہیں پس جو شخص ان دو وقتوں کے درمیان سو جائے تو وہ دراصل اپنے رزق سے سو جاتا ہے (یعنی محروم ہو جاتا ہے)۔
(الفقیہ، التہذیب)

۷۔ سلیمان بن حفص بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین نے کبھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس طرح چیخ و پکار نہیں کی جس طرح تین اوقات میں کرتی ہے (۱) جب اس پر خون ناحق بہایا جائے۔ (۲) یا جب اس پر زنا کر کے غسل کیا جائے۔ (۳) یا جب (ذکر خدا کئے بغیر) طلوع آفتاب سے پہلے اس پر سویا جائے۔ (الخصال)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے کسی کام کے لئے بلا بھیجا۔ جب میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: اس وقت واپس لوٹ جاؤ۔ کل آنا، اور خیال کرنا طلوع آفتاب کے بعد آنا، کیونکہ میں طلوع فجر کے بعد سو جاتا ہوں۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اسے جواز پر محمول کیا ہے کہ اس وقت سونا حرام نہیں

ہے بلکہ جائز ہے۔

۹۔ سالم بن ابو خدیجہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ میں نماز صبح پڑھتا ہوں، پھر جس قدر مجھ پر واجب ہے اور چاہتا ہوں خدا کا ذکر کرتا ہوں۔ پھر چاہتا ہوں کہ ذرا پہلو زمین پر رکھوں مگر طلوع آفتاب سے پہلے سو جاتا ہوں مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: کیوں؟ عرض کیا: مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں سورج اپنے مطلع کے علاوہ کسی اور جگہ سے طلوع نہ کرے (کوئی انقلاب نہ آجائے) فرمایا: اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔ دیکھ لو جہاں سے فجر طلوع ہوتی ہے سورج بھی وہیں سے طلوع ہوتا ہے جب خدا کا ذکر کر لو تو پھر سو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (یعنی جائز ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (بکثرت خدا کا ذکر کیا کرو) کے متعلق سوال کیا کہ ذکر کثیر سے کیا مراد ہے؟ پھر خود ہی کہا: آیا دو سو بار خدا کا ذکر کرنا ذکر کثیر ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: طلوع فجر کے بعد سونا کیسا ہے؟ فرمایا: طلوع آفتاب تک نہ۔ (بحار الانوار، المسائل)

۱۱۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود ابو حمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: طلوع آفتاب سے پہلے نہ سوؤ۔ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ خدا اس وقت اپنے بندوں کی روزی تقسیم کرتا ہے اور ہمارے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے (ہماری وجہ سے دیتا ہے[1])۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و باب ۱۸ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔

---

[1] یہ روایات جن میں مذکور ہے کہ خدا بین الطلوعین اور بین المغربین بندوں کی روزی تقسیم کرتا ہے۔ متشابہ اخبار میں سے ہیں جن کا حقیقی مفہوم سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام ہی بہتر جانتے ہیں۔ کیونکہ ان سے تو حسب ظاہر یہ مستفاد ہوتا ہے کہ خداوند عالم کے ہاں خلائق کی روزی کے کوئی بڑے بڑے انبار ہیں اور پھر وہ فرشتوں کے ذریعہ سے اسی طرح اپنی مخلوق کی روزی تقسیم کرتا ہے جس طرح ہمارے سردار اپنے نوکروں کی تنخواہیں تقسیم کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے خلاف ہے۔ متعدد مستند احادیث میں وارد ہے کہ خدا کے مقسم ارزاق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندوں کی روزی مقدر کرتا ہے کسی کے حصہ میں کثیر اور کسی کے حصہ میں قلیل روزی مقرر کرتا ہے یعنی آیت کریمہ ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ﴾ میں تقسیم بمعنی تقدیر ہے تو پھر صبح اور شام کے وقت روزی کے تقسیم کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اور پھر بصائر الدرجات کی اس روایت کا کیا مفہوم ہے کہ ہمارے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے جبکہ علماء اعلام نے صراحت کی ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ روزی خدا دیتا ہے اور تقسیم حضرت علی علیہ السلام یا دوسرے آئمہ علیہم السلام کرتے ہیں یہ اسی تفویض میں داخل ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور جس کا معتقد شرعاً مشرک ہے۔ (مقیاس الدرایہ۔ از علامہ شیخ عبداللہ مامقانی)۔۔۔ لہٰذا اس کی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی کہ ہمارے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو جو روزی دیتا ہے وہ ہم اہل بیتؑ کے صدقہ اور ہماری برکت سے دیتا ہے جیسا کہ دعائے عدیلہ میں وارد ہے ﴿و بیمنہ رزق الوری و بوجودہ ثبتت الارض و السماء و لنعلم ما قیل﴾

قدم سے مہدیٔ دیں کے زمین قائم ہے پانی پر — قرار کشتی دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں؟

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۷

جو شخص خواب میں ناپسندیدہ امر دیکھے اس کے لئے کیا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یعنی کوئی ڈراؤنا خواب دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ کروٹ جس کے بل سویا ہوا تھا تبدیل کرے اور یہ آیت پڑھے ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ پھر یہ دعا پڑھے: ﴿عُذْتُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَ اَنْبِيَائُهُ الْمُرْسَلُوْنَ وَ عِبَادُهُ الصّٰلِحُوْنَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَيْتُ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾۔

(الروضۃ)

۲۔ ابو الورد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہؑ سے اس (ڈراؤنے) خواب کے متعلق جو آپ نے دیکھا تھا، فرمایا: یہ دعا پڑھو: ﴿اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَ اَنْبِيَائُهُ الْمُرْسَلُوْنَ وَ عِبَادُهُ الصّٰلِحُوْنَ مِنْ شَرِّ مَا رَاَيْتُ فِىْ لَيْلَتِىْ هٰذِهٖ اَنْ يُصِيْبَنِىْ مِنْهُ سُوْءٌ اَوْ شَىْءٌ اَكْرَهُهٗ﴾ پھر تین بار تھوک دو۔(ایضاً)

باب ۳۸

نماز سے فارغ ہو کر دائیں جانب سے لوٹنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھ کر واپس لوٹو تو اپنی دائیں طرف سے لوٹو۔(الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز سے واپس لوٹنے لگو تو دائیں جانب سے لوٹو۔(التہذیب، الفروع)

باب ۳۹

قیلولہ (دن کو سونا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! پہلے میرا حافظہ بہت تیز تھا مگر اب مجھے بہت نسیان ہوگیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: آیا تو پہلے قیلولہ کرتا تھا؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: کیا تو نے اب اسے ترک کر دیا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اسے دوبارہ شروع کر! چنانچہ اس نے ایسا کرنا شروع کیا اور اس کا ذہن (حافظہ) واپس لوٹ آیا۔ (الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ قیلولہ کرو کیونکہ خداوند عالم روزہ دار کو اس کے خواب میں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ مروی ہے: قیلولہ کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (ایضاً)

باب ۴۰
سونے کی کیفیت اور اس کے دیگر چند احکام

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے میرے آقا! آپ کے آباء کرامؑ سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ فرمایا: انبیاءؑ کے سونے کا طریقہ چت لیٹنا ہے! اور اہل ایمان کا طریقہ دائیں کروٹ اور منافقوں کا طریقہ بائیں کروٹ لیٹنا ہے۔ اور شیطانوں کے سونے کا طریقہ منہ کے بل سونا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ روایت درست ہے! میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں کوشش کرتا ہوں کہ دائیں کروٹ لیٹوں مگر ایسا کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اس جانب نیند آتی ہے تو؟ یہ سن کر امامؑ کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا: اے احمد! میرے قریب آؤ! چنانچہ میں ان کے قریب گیا۔ امامؑ نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے کپڑوں کے اندر لے جا۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ اپنے کپڑوں سے نکالا اور میرے کپڑوں کے اندر داخل کیا اور تین بار اپنے دائیں ہاتھ سے میری بائیں جانب کو اور اپنے بائیں ہاتھ سے میری دائیں جانب کو چھوا۔ احمد (راوی) بیان کرتا ہے کہ جب سے امامؑ نے یہ کارروائی کی، اس کے بعد میں بائیں کروٹ نہیں سو سکا، اور نہ ہی مجھے اس جانب نیند آتی ہے۔ (الاصول)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، کہ بسا اوقات میں خواب دیکھتا ہوں اور پھر اس کی تعبیر بیان کرتا ہوں۔ (پھر فرمایا) اور خواب اس طرح ہوتا ہے جس طرح اس کی تعبیر کی جائے۔

(الروضہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: دن کے اوائل میں سونا بے وقوفی ہے، قیلولہ کرنا (دوپہر کو سونا) نعمت ہے، عصر کے بعد سونا حماقت ہے اور مغرب اور عشاء کے درمیان سونا روزی سے محرومی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حماد بن عمرو وانس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور یہ سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: یا علیؑ! نیند چار قسم کی ہے (۱) انبیاء کی نیند گردن کے بل (چت لیٹنا) ہے۔ (۲) مؤمنوں کی نیند دائیں کروٹ سونا ہے۔ (۳) کافروں اور منافقوں کی نیند بائیں کروٹ لیٹنا ہے۔ (۴) اور شیطانوں کی نیند منہ کے بل اوندھا سونا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ فرمایا: جسے منہ کے بل سویا ہوا دیکھو اسے جگا دو۔ (ایضاً)

۶۔ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں خدا کی ناراضی ہے (۱) شب بیداری کے بغیر (دن کو) سونا۔ (۲) بغیر تعجب کے ہنسنا۔ (۳) اور شکم سیری پر کھانا۔ (ایضاً، الخصال)

۷۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں خواب کے متعلق جان بوجھ کر جھوٹ بولنے سے منع کیا اور فرمایا: جو ایسا کرے گا بروز قیامت اسے جو میں گرہ لگانے کی تکلیف دی جائے گی مگر وہ کبھی ایسا نہیں کر سکے گا، اس لئے خدا اسے عذاب کرے گا۔ (ایضاً)

۸۔ جابر بن عبداللہ انصاری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ کی والدہ نے ان سے فرمایا: رات کو بہت سونے سے اجتناب کرو کیونکہ رات کو زیادہ سونا (اور جاگ کر خدا کی عبادت نہ کرنا) بروز قیامت آدمی کو (نیکی سے) تہی دامن بنا دیتا ہے۔ (الفقیہ، الآمالی، الخصال)

۹۔ عبداللہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عشاء کے بعد صرف دو میں سے ایک کو جاگنے کا حق ہے (۱) نماز گزار کو۔ (۲) اور مسافر کو۔ (باقی لوگوں کو سو جانا چاہیئے)۔ (الخصال)

۱۰۔ عبداللہ بن احمد بن عامر الطائی اپنے باپ (احمد) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا کہ نیند کی کتنی قسمیں ہیں؟ فرمایا: چار! (۱) انبیاء گردن کے بل سوتے ہیں مگر ان کی آنکھیں نہیں سوتیں کیونکہ ان کو خدا کی وحی کی توقع اور انتظار رہوتی ہے (۲) مؤمن اپنی دائیں جانب رو بقبلہ ہو کر سوتا ہے۔ (۳) بادشاہ اور ان کی اولادیں اپنی بائیں کروٹ سوتے ہیں تاکہ جو کچھ کھایا ہے اسے مزے دار اور خوشگوار بنائیں۔ (۴) اور شیطان اپنے بھائی بندوں کے ساتھ نیز ہر پاگل اور ہر آفت زدہ آدمی منہ کے بل (اوندھا) سوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: آدمی کو منہ کے بل نہیں سونا چاہیئے! اور اگر تم کسی کو اس طرح سوتا ہوا دیکھو تو اسے جگا دو۔۔۔ فرمایا: تمام انسانی بدن میں آنکھ سے بڑھ کر کوئی ناشکرا عضو نہیں ہے۔ اس کی

ہر خواہش پوری نہ کرو۔ (وہ جدھر بھی دیکھنا چاہے تم ادھر ہی نہ دیکھو) ورنہ وہ تمہیں خدا کی یاد سے غافل کر دے گی! (پھر فرمایا) تم میں سے جب کوئی شخص سوئے تو اسے چاہیئے کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر (رو بقبلہ) سوئے کیونکہ اسے کیا خبر کہ وہ اس نیند سے بیدار ہوگا یا نہ؟ (الخصال، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سونے کے کچھ احکام اس سے پہلے (ج ۱، باب ۱۶، از خلوت، باب ۹، از وضو، باب ۶ از مسواک، باب ۹ از تیمم، باب ۱۵ از اعداد الفرائض اور یہاں باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۳ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ اور ۳۹ میں) گزر چکے ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ از قواطع نماز اور نماز کسوف وغیرہ میں) ذکر کئے جائیں گے انشاء اللہ۔ اور باب التجارہ میں ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو زیادہ سونے کے کراہت پر دلالت کرتی ہیں نیز قبل ازیں اعداد الفرائض وغیرہ میں ایسی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو سوئے ہوئے آدمی کو جگانے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

سجدۂ شکر کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سات باب ہیں)

باب ۱

نماز فریضہ و نافلہ کے بعد دو سجدۂ ہائے شکر کرنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی نعمت کے حصول پر سجدۂ شکر بجالائے جبکہ وہ باوضو ہو تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں دس نمازوں کا ثواب درج کرتا ہے اور اس کے دس بڑے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوالحسین اسدی یعنی محمد بن جعفر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ کے بعد نماز گزار اس لئے سجدۂ شکر ادا کرتا ہے کہ خدا کے اس احسان کا شکر ادا کرے جو اس نے فرض ادا کرنے کی توفیق دے کر اس پر کیا ہے (پھر فرمایا) سجدہ میں کم از کم تین بار ﴿شُکْراً لِلّٰہِ﴾ کہنا کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ بروایت علی بن الحسن بن علی بن فضال اپنے والد (حسن) سے اور اس طرح حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے جو روایت مروی ہے اس میں مذکورہ بالا متن کے بعد یہ تتمہ بھی وارد ہے۔ راوی نے عرض کیا: مولا! شُکْراً لِلّٰہِ کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! میرا یہ سجدۂ شکر تیرے اس احسان کا شکریہ ہے جو تو نے مجھے اپنی خدمت کرنے اور فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما کے کیا ہے اور چونکہ شکر زیادتی نعمت کا باعث ہوتا ہے اس لئے اگر نماز (فریضہ) میں کوئی ایسی کمی رہ گئی تھی جو نوافل سے بھی پوری نہیں ہو سکتی تو وہ اس سجدہ شکر سے پوری ہو جائے گی۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۴۔ مفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نصف شب کو بیدار ہو اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہو کر تاریک رات میں چار رکعت نماز پڑھے اور فارغ ہو کر سجدۂ شکر ادا کرے اور اس میں سو مرتبہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہے اسے خدا ندا دیتا ہے: اے میرا بندہ! تو کب تک ماشاء اللہ کہتا رہے گا؟ میں تیرا پروردگار ہوں اور مشیت میری ہے! اور میں تیری حاجت برآری کرنا چاہتا ہوں پس تو جو کچھ چاہتا ہے وہ سب کچھ مجھ سے مانگ۔ (الامالی للصدوق")

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سجدۂ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے (سنت مؤکدہ ہے) جس سے تم اپنی نماز کو مکمل کرتے ہو، اپنے پروردگار کو راضی کرتے ہو اور فرشتے تم پر تعجب کرتے ہیں (فرمایا) جب کوئی بندہ نماز پڑھے پھر سجدۂ شکر ادا کرے تو خدا بندہ اور فرشتوں کے درمیان حجاب ہٹا دیتا ہے اور اس وقت خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندہ کی طرف دیکھو جس نے میرا فرض ادا کیا ہے اور میرا عہد و پیمان پورا کر دیا ہے اور پھر میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدۂ شکر ادا کر رہا ہے اے میرے فرشتو! بتاؤ وہ مجھ سے کس چیز کا حقدار ہے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں: تیری رحمت کا! پھر خدا فرماتا ہے: پھر اور کس چیز کا؟ تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: تیری جنت کا! تب خداوند عالم فرماتا ہے: اور کس چیز کا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ مہمات کی کفایت کا (یعنی مشکل کی آسانی کا)! پھر خدا فرماتا ہے: اور کس چیز کا؟ تو اس کے جواب میں کوئی ایسی خیر و خوبی باقی نہیں رہ جاتی جس کا تذکرہ فرشتے نہیں کرتے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اور کس چیز کا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اب ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ اب وہ کس چیز کا حقدار ہے؟ تب خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں اس کا اسی طرح شکریہ ادا کروں گا جس طرح اس نے میرا ادا کیا ہے۔ اور میں اپنے فضل و کرم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوں گا۔ اور اسے اپنا وجہ (چہرہ) دکھاؤں گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ خدا کا بھی اسی طرح چہرہ ہے جس طرح مخلوق کا ہوتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے۔ ہاں البتہ خدا کا وجہ (چہرہ) اس کے انبیاء و مرسلینؑ ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے بندے خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں! اور بروز قیامت ان کی طرف نگاہ کرنا وہ ثواب عظیم ہے جو ہر ثواب پر فوقیت رکھتا ہے۔

۶۔ سعد بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دو سجدہ ہائے شکر کے متعلق سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: سجدۂ شکر کیا ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب نمازِ فریضہ کے بعد ایک سجدہ کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سجدۂ شکر ہے؟ فرمایا: شکر تو یہ ہے کہ جب خدا بندہ کو کوئی نعمت عطا کرے تو بندہ کہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اور ممکن ہے کہ اسے اس سجدہ کے وجوب کی نفی پر محمول کیا جائے اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اعداد الفرائض (باب ۱۳) اور تعقیبات (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور باب ۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز مخفی نہ رہے کہ بعض حدیثوں میں دو سجدۂ شکر وارد ہیں اور بعض میں ایک سجدۂ شکر! اس ظاہری اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ دراصل یہ سجدہ تو ایک ہی ہوتا ہے مگر ادھر اُدھر رخسار رگڑنے کی وجہ سے بظاہر دو سجدے بن جاتے ہیں۔ کما لا یخفیٰ۔

باب ۲
سجدۂ شکر کو طول دینا اور بکثرت سجدہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نماز (صبح) پڑھ کر سجدۂ شکر میں سر رکھتے تھے اور اس وقت سر اٹھاتے تھے جب سورج بلند ہو جاتا تھا۔ (الفقیہ)

۲۔ حسن بن علی (الوشاء) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ سجدہ کرتے ہوئے سو جائے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندہ کی روح قبض کر لی ہے جبکہ وہ میری اطاعت میں مشغول ہے۔ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ خدا یہ بات فرشتوں سے کہتا ہے کہ دیکھو کہ میں نے اپنے بندہ کی روح قبض کر لی ہے جبکہ وہ میری اطاعت میں معروف ہے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ حسن بن علی بن فضال ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھی اور آپؑ کے رکوع و سجود کی مقدار بقدر تین تسبیح کے یا اس سے بھی کچھ زیادہ تھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک طویل سجدہ کیا۔ حتیٰ کہ آپؑ کے پسینہ سے کنکریاں تر ہو گئیں۔ بعض اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے رخسار مسجد کی زمین کے ساتھ چسپاں کئے۔ (ایضاً)

۴۔ ثوبانی بیان کرتے ہیں کہ کچھ اوپر دس برس سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ وتیرہ تھا کہ صبح سورج کے سفید ہونے کے بعد ہر روز سجدہ میں سر رکھتے تھے اور ان کا یہ سجدہ زوال تک طویل ہوتا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالسلام بن صالح ہروی ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے چند رکعتیں پڑھیں اور چند دعائیں مانگیں۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ ہم نے پانچ سو تسبیح شمار کی، پھر واپس تشریف لے گئے۔ (ایضاً)

۶۔ رجاء بن ابو الضحاک ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جب صبح کی نماز کا سلام

پھیرتے تھے تو طلوع آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھ کر خدا کی تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کرتے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے تھے۔ اس کے بعد اس قدر طویل سجدہ کرتے تھے کہ سورج بلند ہو جاتا تھا۔ (ایضاً)

۷۔ ابن ابی عمیر بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: اس شخص نے امامؑ سے پوچھا کہ خدا نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو کس وجہ سے خلیل بنایا؟ فرمایا: زمین پر بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے۔ (علل الشرائع)

۸۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے تمام اہل زمانہ سے زیادہ عبادت گزار، زیادہ فقیہ، زیادہ سخی اور زیادہ کریم النفس تھے۔ (الارشاد)

۹۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ آپؑ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نوافل شب پڑھتے تھے اور ان کو نماز صبح کے ساتھ ملا دیتے تھے۔ اس کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات پڑھتے تھے۔ بعد ازاں سجدہ میں گر جاتے اور اس میں برابر دعا اور حمد و ثنا کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ قریب بزوال سر اٹھاتے تھے۔ آپؑ اکثر اوقات مکرر یہ دعا پڑھتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ الْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سجود (نمبر ۲۳) اور باب ۵۹، از مواقیت میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

دو سجدۂ شکر کے درمیان رخساروں کا زمین پر رگڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ ایک راوی کے ذریعہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ آیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنی تمام مخلوق کو چھوڑ کر تمہیں اپنی ہمکلامی کے لئے کیوں منتخب کیا ہے؟ عرض کیا: یا اللہ! تو ہی بتا کہ مجھے کیوں منتخب کیا ہے؟ خدا نے وحی فرمائی اے موسیٰ! میں نے اپنے تمام بندوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر میں نے تم سے بڑھ کر کسی کو اپنے لئے نفس کو ذلیل کرتے ہوئے نہیں دیکھا! اے موسیٰ! تم جب نماز پڑھتے ہو تو تم اپنے رخساروں کو خاک پر (یا فرمایا) زمین پر رکھتے ہو۔ (الاصول، العلل، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نماز پڑھتے تھے تو اس وقت تک وہاں سے نہیں لوٹتے تھے جب تک اپنا دایاں اور بایاں

رخسار زمین پر نہیں رکھ لیتے تھے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں اس قدر اضافہ بھی ہے کہ امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آباء و اجداد میں سے ان بزرگوں کو دیکھا ہے جو ایسا کرتے تھے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! میں نے اپنی تمام مخلوق پر نگاہ ڈالی مگر تمام مخلوق میں تجھ سے بڑھ کر اپنی ذات کے لئے کسی کو تواضع کرنے والا نہیں پایا اس لئے تمام مخلوق میں سے تمہیں اپنی ہمکلامی کے لئے منتخب کیا ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ جب جناب موسیٰؑ نماز پڑھتے تھے تو جب تک اپنا دایاں بایاں رخسار زمین پر نہیں رکھ لیتے تھے اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے۔

(علل الشرائع، کتاب الزہد للحسین بن سعید)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں اور قبل ازیں باب ۲۹ از نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۶ اور صدقہ باب ۲۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

سجدۂ شکر میں بازوؤں کا پھیلانا اور سینہ اور پیٹ زمین سے لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی آدمی پر کوئی سخت مصیبت نازل ہو، یا کوئی امر اسے رنج و الم پہنچائے تو اسے چاہیے کہ اپنے گھٹنوں اور کہنیوں سے کپڑا اٹھائے اور اپنے آپ کو زمین سے لگائے۔ نیز اپنے سینہ کو بھی زمین سے چسپاں کرے اور اس طرح سجدہ میں جا کر خدا سے (مصیبت کے ازالہ کی) دعا کرے۔ (الاصول)

۲۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو دیکھا کہ جب سجدۂ شکر کرتے تھے تو اپنی دونوں کہنیوں اور سینہ و پیٹ کو زمین سے چسپاں کرتے تھے۔ میں نے اس سلسلہ میں جب ان سے سوال کیا تو فرمایا: اس طرح کرنا واجب ہے (یعنی سنت مؤکدہ ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

مقام سجدہ کو چھونا اور اسے منہ (اور مقام درد) پر ملنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی ہم وغم لاحق ہو تو اپنا ہاتھ مقام سجدہ پر لگا کر اپنے چہرہ پر بائیں جانب سے اور پیشانی پر دائیں جانب سے ملو اور اس وقت یہ دعا تین بار پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیَ الْهَمَّ وَ الْحُزْنَ﴾۔

(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ہر نماز کے بعد پڑھنے والی دعا تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بیماری یا درد والم لاحق ہو تو جب نماز پڑھ چکو تو مقام سجدہ کو ہاتھ سے چھوتے جاؤ اور پھر مقام درد پر ہاتھ پھیرتے جاؤ۔ اور یہ دعا پڑھتے جاؤ۔ سات بار ایسا کرو۔ دعا یہ ہے ﴿یَا مَنْ کَبَسَ الْاَرْضَ عَلَی الْمَاءِ، وَ سَدَّ الْهَوَاءَ بِالسَّمَاءِ، وَ اخْتَارَ لِنَفْسِهٖ اَحْسَنَ الْاَسْمَاءِ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ، وَافْعَلْ بِیْ کَذَا وَ کَذَا، وَارْزُقْنِیْ وَ عَافِنِیْ مِنْ کَذَا وَ کَذَا﴾ (کذا و کذا کی جگہ اپنا مدعا بیان کرے)۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وحی فرمائی۔ اے موسیٰ! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں اپنی تمام مخلوق میں سے اپنی ہمکلامی کے لئے کیوں منتخب کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں! ارشاد فرمایا: اس لئے کہ میں نے زمین پر نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ اس پر تم سے بڑھ کر میرے لئے تواضع کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ سجدے میں گر گئے اور اپنے پروردگار کے لئے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رخسار خاک پر رگڑے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! سر اٹھاؤ! اور سجدہ کے مقام پر ہاتھ پھیرو اور اپنے منہ پر اور اپنے جسم میں سے جہاں کچھ تکلیف ہے اس پر ہاتھ پھیرو کیونکہ ایسا کرنا ہر بیماری اور ہر قسم کی آفت اور نقص وعیب سے امان کا باعث ہے۔(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

باب ۶

دو سجدۂ شکر میں اور ان کے درمیان منقولہ دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جندب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: سجدۂ شکر میں یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُشْهِدُکَ وَ اُشْهِدُ مَلَائِکَتَکَ وَ اَنْبِیَائَکَ وَ رُسُلَکَ وَ جَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ رَبِّی وَ الْاِسْلَامَ دِیْنِی وَ مُحَمَّدًا نَبِیِّی وَ عَلِیًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوْسَی بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِیَّ بْنَ مُوْسٰی وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَ الْحُجَّةَ بْنَ الْحَسَنِ بْنَ عَلِیٍّ اَئِمَّتِی بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَ مِنْ اَعْدَائِهِمْ اَتَبَرَّأُ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَنْشُدُکَ دَمَ الْمَظْلُوْمِ﴾ تین بار۔ بعد ازاں پڑھو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَنْشُدُکَ بِاِیْوَائِکَ عَلٰی نَفْسِکَ لِاَعْدَائِکَ لَتُهْلِکَنَّهُمْ بِاَیْدِیْنَا وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَنْشُدُکَ بِاِیْوَائِکَ لِنَفْسِکَ لِاَوْلِیَائِکَ لَتُظْفِرَنَّهُمْ بِعَدُوِّکَ وَ عَدُوِّهِمْ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلَی الْمُسْتَحْفَظِیْنَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ تین بار۔ بعد ازاں کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ بَعْدَ الْعُسْرِ﴾ تین بار۔ پھر دایاں رخسار زمین پر رکھو اور یہ دعا پڑھو: ﴿یَا کَهْفِی حِیْنَ تُعْیِیْنِی الْمَذَاهِبُ وَ تَضِیْقُ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یَا بَارِئَ خَلْقِی رَحْمَةً بِی وَ کُنْتَ عَنْ خَلْقِی غَنِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلَی الْمُسْتَحْفَظِیْنَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ تین بار۔ اس کے بعد اپنا بایاں رخسار زمین پر رکھو اور یہ دعا پڑھو: ﴿یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ وَ یَا مُعِزَّ کُلِّ ذَلِیْلٍ قَدْ وَ عِزَّتِکَ بَلَغَ مَجْهُوْدِیْ فَرِّجْ عَنِّیْ﴾ تین بار۔ پھر پیشانی سجدہ میں رکھو اور سو بار کہو: ﴿شُکْرًا شُکْرًا﴾ پھر اپنی حاجت کا سوال کرو (جو پوری ہوگی) انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ سلیمان بن حفص مروزی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے میری طرف لکھا کہ سجدۂ شکر میں سو بار پڑھ: ﴿شُکْرًا شُکْرًا﴾ اور اگر چاہے تو (سو بار) ﴿عَفْوًا عَفْوًا﴾ پڑھ۔ (الفقیہ، عیون الاخبار، الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی بندہ سجدۂ (شکر) کرے اور اس میں اس قدر ﴿یَا رَبِّ یَا رَبِّ﴾ کہے کہ اس کی سانس قطع ہو جائے تو خداوند عالم اس کے جواب میں فرماتا ہے: ﴿لَبَّیْکَ﴾ (میرا بندہ) تیری کیا حاجت ہے؟ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ سجدۂ شکر میں سو بار ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُکْرًا﴾ پڑھا کرتے تھے اور ہر دس بار کے بعد ﴿شُکْرًا لِلْمُجِیْبِ﴾ کہتے تھے۔ اس کے بعد پڑھتے تھے: ﴿یَا ذَا الْمَنِّ الَّذِی لَا یَنْقَطِعُ اَبَدًا وَ لَا یُحْصِیْهِ غَیْرُهُ عَدَدًا وَ یَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِی لَا یَنْفَدُ اَبَدًا یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ﴾ بعد ازاں دعا کرتے تھے۔ تضرع و زاری کرتے تھے اور اپنی حاجت کا تذکرہ کرتے تھے۔ (المصباح)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان سے اور وہ اپنے والد (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کے بعض املاک و اموال کی طرف گئے۔ جب نماز ظہر کا وقت داخل ہوا تو آپ نے نماز ظہر ادا کی جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ سجدہ میں گر گئے۔ میں نے سنا کہ آپ غمناک آواز کے ساتھ کہہ رہے تھے جبکہ آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے: ﴿رَبِّ عَصَيْتُكَ بِلِسَانِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَأَخْرَسْتَنِي وَ عَصَيْتُكَ بِبَصَرِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَأَكْمَهْتَنِي وَ عَصَيْتُكَ بِسَمْعِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَأَصْمَمْتَنِي، وَ عَصَيْتُكَ بِيَدِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَكَنَّعْتَنِي، وَ عَصَيْتُكَ بِرِجْلِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَجَذَمْتَنِي وَ عَصَيْتُكَ بِفَرْجِي وَلَوْ شِئْتَ وَ عِزَّتِكَ لَعَقَمْتَنِي، وَ عَصَيْتُكَ بِجَمِيعِ جَوَارِحِيَ الَّتِي أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ وَ لَيْسَ هَذَا جَزَاؤُكَ مِنِّي﴾ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے شمار کیا آپ نے ایک ہزار بار کہا: ﴿اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ﴾ پھر آپؑ نے اپنا دایاں رخسار زمین سے لگایا اور غمناک لہجہ میں تین بار پڑھا: ﴿بُؤْتُ إِلَيْكَ بِذَنْبِي، عَمِلْتُ سُوْءً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ يَا مَوْلَايَ﴾ پھر اپنا بایاں رخسار زمین سے لگایا اور میں نے سنا کہ آپؑ نے تین بار یہ ذکر کیا: ﴿إِرْحَمْ مَنْ اَسَاءَ وَ اقْتَرَفَ وَ اسْتَكَانَ وَ اعْتَرَفَ﴾ اس کے بعد سر بلند کیا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دعا (یا اس جیسی دیگر دعائیں) ائمہؑ کی اس عظمت و طہارت کے منافی نہیں ہے جو کہ ادلۂ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اور اس قسم کی دعاؤں کی متعدد مناسب و موزوں تاویلیں کی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ جناب حسین بن سعید (اہوازی) اپنی کتاب الزہد میں فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء اعلام میں اس بات کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہر فعل قبیح سے علی الاطلاق معصوم ہیں۔ اور وہ (اپنے خداداد مقام) اور اپنے کمال کی نسبت سے مستحب کام کے ترک کرنے کو (یا ترک اولیٰ کو بھی) گناہ کا نام دیتے تھے (اور اس سے توبہ و انابہ کرتے تھے) ایسی ہی تاویل کتاب کشف الغمہ لدیلمی میں مذکور ہے (کہ وہ اپنے منصب و مقام کی نسبت سے بعض مباح کام کرنے جیسے کھانے، پینے اور نکاح کرنے اور اتنی دیر تک یاد خدا سے باز رہنے کو بھی گناہ و عصیان تصور کرتے اور اس سے بھی توبہ کرتے اور استغفار پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سچ ہے۔ (حسنات الابرار سیئات المقربین)

نیز اس قسم کی دعاؤں میں یہ احتمال بھی ہے کہ ان ذوات قادسہ نے گنہگاروں کو دعا و پکار اور توبہ و استغفار کرنے کی تعلیم و تلقین دینے کی خاطر ایسی دعائیں پڑھی ہوں۔ نیز سجدۂ شکر سے متعلق بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳، از سجدہ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور سجدۂ شکر میں پڑھی جانے والی طویل دعاؤں پر مشتمل حدیثیں بکثرت موجود ہیں۔

باب ۷

جب کوئی نعمت حاصل ہو یا مصیبت دور ہو یا کوئی نعمت یاد آئے تو سجدۂ شکر ادا کرنا، اسے طول دینا اور رخساروں کا زمین پر رگڑنا مستحب ہے اور اگر شہرت کا خوف ہو تو قدرے جھک کر اشارہ سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار ہو کر کہیں سفر پر تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک ناقہ سے اترے اور پانچ سجدے کئے! جب سوار ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم نے دیکھا ہے کہ آپ نے (آج) وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا؟ فرمایا: ہاں (بات دراصل یہ ہے کہ) کہ جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور خدائے جلیل کی طرف سے مجھے (پانچ) بشارتیں دیں تو میں نے (اتر کر) ہر بشارت کے لئے ایک سجدۂ شکر ادا کیا۔

(الاصول، الامالی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے مگر اس میں (پانچ سجدوں کی بجائے) یہ ہے کہ آنحضرتؐ سجدہ میں گر گئے اور طویل سجدہ ادا کیا۔ (الامالی)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی نعمت کو یاد کرے تو خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنا رخسار خاک پر رکھے اور اگر سوار ہو تو اتر کر رخسار خاک پر رکھے اور اگر شہرت سے ڈر کر اتر نہ سکے تو اپنا رخسار زین کے کوہان نما اگلے حصہ پر رکھے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو اپنا رخسار اپنی ہتھیلی پر رکھے اور خدا کے انعام واحسان پر اس کا شکر بجا لائے۔ (الاصول)

۴۔ ہشام بن احمر بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ کے اطراف میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ گھوم رہا تھا کہ اچانک آپؑ نے سواری سے جست لگائی اور نیچے اتر کر سجدہ میں گر گئے اور بہت طویل سجدہ کیا پھر سر بلند کیا اور سواری پر سوار ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! آپؑ نے (کس وجہ سے اتنا) طویل سجدہ کیا؟ فرمایا: مجھے ایک نعمت یاد آ گئی جو خدا نے مجھ پر کی تھی۔ تو میں نے چاہا کہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کروں! (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تمہیں خدا کی کوئی ایسی نعمت یاد آئے جو اس نے تمہیں عطا کی ہو اور تم ایسی جگہ پر ہو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو تو اپنا رخسار زمین پر چپکاؤ۔ اور اگر لوگوں میں بیٹھے ہو تو اپنا ہاتھ اپنے

پیٹ کے نچلے حصہ پر رکھو اور اپنی پشت کو قدرے آگے کی طرف جھکاؤ یہ سب کچھ خدا کے لئے تواضع و فروتنی کرتے ہوئے کرو کیونکہ یہ پسندیدہ کام ہے اور (عام لوگوں کو یہ) دکھاؤ کہ تم نے اپنے پیٹ کے اندر کچھ درد محسوس کیا ہے (تاکہ شہرت سے بچ جاؤ)۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن ربیع سے اور وہ اپنے باپ ربیع بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سجدۂ شکر کے متعلق سوال کیا جو حضرت امیر علیہ السلام نے کیا تھا کہ اس کا سبب کیا تھا؟ میرے اس سوال کے جواب میں آپؑ نے ایک طویل حدیث بیان فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ ایک بار جبرئیلؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہؐ! یہ آپؐ کے پسر عم علی علیہ السلام ہیں۔۔۔۔۔ خدا نے آپؐ کو سید الانبیاءؑ اور علیؑ کو سید الاوصیاء اور سب سے بہتر و برتر بنایا ہے اور (گیارہ) امامؑ آپ دونوں کی ذریت سے بنائے ہیں۔ فرمایا جب آنحضرتؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کو یہ بشارت سنائی تو آپؑ نے خدا کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور بطور شکرانہ نعمت اپنا چہرۂ اقدس زمین پر الٹا پلٹا۔ (الامالی)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی نعمت کی وجہ سے نماز کے علاوہ سجدۂ شکر بجالائے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج کرتا ہے اور دس برائیاں مٹاتا ہے اور جنت میں دس درجے بلند کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۸۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میرے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب بھی خدا کی کسی نعمت کو یاد کرتے تھے تو سجدہ (شکر) کرتے جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں سجدہ ہوتا تو سجدہ کرتے، جب بھی خدا ان سے کوئی ایسی برائی دور کرتا جس سے وہ خائف ہوتے یا کسی مکار کا مکر دور کرتا تو سجدہ کرتے، جب نماز فریضہ سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو لڑنے والوں میں صلح کراتے تو سجدہ کرتے اور اس کثرت سے سجدہ کرتے کہ سجدہ کے نشانات ان کے تمام اعضاءِ سجدہ میں نمایاں طور پر نظر آتے تھے اسی وجہ سے ان کا نام ''سجاد'' (بہت سجدے کرنے والا) پڑ گیا تھا۔ (علل الشرائع)

۹۔ جناب سعد بن عبداللہ (القمی) باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؑ اپنے گدھے پر سوار تھے اور ہم بازار کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے کہ آپؑ اچانک نیچے اتر آئے اور بہت طویل سجدہ کیا پھر سر بلند کیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ سواری سے نیچے اترے اور سجدہ کیا (اس کا سبب کیا ہے؟) فرمایا: میں نے خدا کی ایک نعمت کو یاد کیا! راوی نے عرض کیا: بازار کے بالکل قریب۔ جہاں لوگ آ جا رہے ہیں؟ فرمایا: تمہارے سوا مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ (بصائر الدرجات، الخرائج والجرائح)

دعا کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ارسٹھ (۶۸) باب ہیں)

باب ۱

دعا کرنے میں تکبر کرنا (یعنی دعا نہ کرنا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (جو لوگ میری عبادت کرنے میں تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے)۔ فرمایا: یہاں عبادت سے مراد دعا کرنا ہے۔

(الاصول)

۲۔ حماد بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعا کرنا عبادت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ نیز فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا)۔ (ایضاً)

۳۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک اس شخص سے بڑھ کر کوئی ناپسندیدہ شخص نہیں ہے جو اس کی عبادت (دعا) سے تکبر کرتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کا اس سے سوال نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۴۔ میسر بن عبدالعزیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر بندہ اپنا منہ بند رکھے اور سوال نہ کرے تو اسے کوئی چیز عطا نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

(ایضاً)

۵۔ عمرو بن جمیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا سے اس کے فضل و کرم کا سوال نہ کرے وہ فقیر و قلاش ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب احمد بن فہد حلی محمد بن الحسن الصفار کی کتاب الدعا سے نقل کرتے ہوئے سلیمان بن عثمان بن الاسود سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو شخص جنت میں داخل ہوں گے جو (نیک) عمل ایک جیسا کرتے تھے مگر ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی کو دیکھے گا کہ اس کا درجہ اس سے بلند تر ہے! وہ عرض کرے گا: یا رب! جب ہم دونوں کا عمل ایک جیسا تھا تو تو نے اسے مجھ سے بلند تر مقام کیوں دیا ہے؟ خدا فرمائے گا کہ اس نے اس (مقام) کا مجھ سے سوال کیا تھا مگر تو نے نہیں کیا تھا! پھر فرمایا: خدا سے مانگو اور بہت کچھ مانگو، کیونکہ اس کے لئے کوئی بھی چیز بڑی نہیں ہے۔ (عدۃ الداعی)

۷۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خدا سے سوال کرو ورنہ وہ تم سے ناراض ہو جائے گا۔ خدا کے کچھ بندے ہیں جو عمل کرتے ہیں تو خدا انہیں عطا کرتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو صدق نیت سے اس سے سوال کرتے ہیں اور خدا ان کو عطا کرتا ہے پھر جب ان سب کو جنت میں اکٹھا کرے گا تو عمل کرنے والے عرض کریں گے: پروردگارا! ہم نے تو عمل کیا اور تو نے ہمیں (اجر) عطا کیا۔ مگر تو نے ان لوگوں کو کیا دیا ہے؟ (اور کیوں دیا ہے؟) خدا فرمائے گا: یہ بھی میرے بندے ہیں۔ (تم نے نیک عمل کئے تو) میں نے تو تم کو اجر عطا کیا۔ اور تمہارے اعمال میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور ان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا، اور میں نے ان کو غنی و بے نیاز کر دیا۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب ۶ از تعقیبات میں گزر چکی ہیں اور کچھ) اس کے بعد (باب ۸ میں) اور ذکر کے باب ۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲
بکثرت دعا کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک روایت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے اس ارشاد ﴿إِنَّ إِبْرٰهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ میں ''اوّاہ'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ﴿الدعا﴾ (بہت دعا کرنے والا)۔ (الاصول)

۲۔ میسر بن عبدالعزیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا:

سوال کر، عطا کیا جائے گا! اے میسر! جس بھی دروازہ کو مسلسل کھٹکھٹایا جائے امید ہوتی کہ آخرکار وہ کھول دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام بہت دعا کرنے والے مرد تھے۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: دعا کرنا مؤمن کی ڈھال ہے (پھر فرمایا) جب تم زیادہ دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو وہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن میمون القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعا اس طرح اجابت کی پناہ گاہ ہے جس طرح بادل بارش کی پناہ گاہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ متعدد سندوں سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک طویل پیغام میں فرمایا کہ بکثرت دعا و پکار کرو کیونکہ خداوند عالم اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مؤمن بندے اس سے دعا کریں۔ اور اس نے مؤمنین سے قبولیت دعا کا وعدہ بھی کر رکھا ہے اور خدا مؤمنین کی دعا کو بروز قیامت ایک ایسا عمل قرار دے گا کہ جس سے جنت میں ان کے درجے بلند ہوں گے۔ (الروضہ)

۷۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: دعا حتمی اور قضاءِ مبرم کو بھی رد کر دیتی ہے لہٰذا بکثرت دعا کرو کہ یہ ہر رحمت کی کلید اور ہر حاجت کی کامیابی (کی ضامن) ہے۔ اور جو کچھ خدا کے پاس ہے اسے دعا کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا! اور جس بھی دروازہ کو بکثرت کھٹکھٹایا جائے بالآخر کھول ہی دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ بروایت ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مسلمان خدا سے کوئی دعا کرے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کی گئی ہو تو خدا اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے (۱) یا تو اس کی دعا کو جلد قبول کرتا ہے۔ (۲) یا اسے اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے۔ (۳) یا بقدر دعا اس سے برائی کو دفع کرتا ہے! لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر تو ہم بہت زیادہ دعا کریں؟ فرمایا: ہاں زیادہ دعا کیا کرو۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے اور بندۂ مؤمن جو بھی دعا کرتا ہے وہ یا تو جلدی قبول کر لی جاتی ہے یا اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دی جاتی ہے، اور پھر بقدر دعا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ یہ دعا کسی گناہ سے متعلق نہ ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: سب لوگوں سے بڑھ کر عاجز وہ شخص ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: دعا کرنے سے ملول خاطر نہ ہوا کرو کیونکہ خدا کی بارگاہ میں دعا کرنے کا مقام بڑا بلند ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: یہ بات خدا کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ (اپنے بندوں کے لئے) دعا کرنے کا دروازہ تو کھولے مگر اس کی قبولیت کا دروازہ بند کردے۔ (ایضاً)

۱۳۔ انہی حضرتؑ سے مروی ہے فرمایا: جس شخص کو دعا کرنے (کی توفیق) دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۱۴۔ انہی حضرتؑ سے مروی ہے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی کے لئے دعا کا دروازہ کھولا جاتا ہے اس کے لئے قبولیت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے پس جب تم میں سے کسی کے لئے دعا کا دروازہ کھولا جائے تو اسے دعا کرنے میں خوب جدوجہد کرنی چاہیئے کیونکہ خدا اس وقت تک ملول نہیں ہوتا جب تک تم ملول نہ ہو جاؤ۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

ابو الطیب بیان کرتے ہیں کہ ''ملل'' کا لفظ جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس سے مراد تھکاوٹ اور اکتاہٹ ہوتی ہے اور جب خدا کے متعلق بولا جائے تو اس سے کسی کام کا ترک کرنا مراد ہوتا ہے۔

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو چار چیزیں عطا کی جائیں وہ اور چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا (۱) جس کو دعا دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۲) جسے استغفار دی جائے وہ توبہ سے محروم نہیں ہوتا۔ (۳) جسے شکر عطا کیا جائے وہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۴) اور جسے صبر دیا جائے وہ اجر سے محروم نہیں ہوتا۔ (معانی الاخبار، الخصال)

۱۷۔ معاویہ بن وهب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے معاویہ! جس شخص کو تین چیزیں عطا کی جائیں وہ تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا۔ (۱) جسے دعا دی جائے اسے قبولیت بھی دی جاتی ہے۔ (۲) جسے شکر دیا جائے اسے زیادتی (نعمت بھی) دی جاتی ہے۔ (۳) اور جسے توکل دیا جائے اسے کفایت مہم بھی دی جاتی ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (جو خدا پر توکل کرتا ہے خدا اس کے لئے کافی ہوتا ہے) اور فرماتا ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (تم اگر شکر کروگے تو میں نعمتیں اور زیادہ کروں گا)۔ اور فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (تم دعا کرو میں قبول کروں گا)۔ (الخصال، المحاسن)

۱۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود قیس بن رمانہ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یا علیؑ! میں تمہیں دعا کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اجابت اس کے ساتھ ہے، میں تمہیں شکر کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اضافہ اس کے ساتھ ہے اور میں تمہیں بدعہدی کرنے یا اس کی اعانت کرنے سے اور فعل منکر کے ارتکاب سے منع کرتا ہوں کیونکہ ﴿لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ﴾ (مکر اور بری تدبیر اپنے اہل کا ہی احاطہ اور گھراؤ کرتی ہے) اور میں تمہیں کسی پر ظلم و زیادتی کرنے سے منع کرتا ہوں کیونکہ ﴿مَنْ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾ (جس پر ظلم کیا جائے اس (مظلوم) کی خدا نصرت کرتا ہے)۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور تعقیبات کے باب ۲۲ میں اور سجدۂ شکر کے باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۸ میں اور ذکر کے باب ۲۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳
دیگر مستحبی عبادات پر دعا کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: افضل ترین عبادت دعا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا: خدا کی نگاہ قدرت میں اس سے سوال کرنے اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس سے مانگنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ (سیف) تمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم پر دعا کرنا لازم ہے کیونکہ تم اس جیسی کسی اور چیز سے (خدا کا) قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمین کے اندر خدا کی نظر میں محبوب ترین عمل دعا کرنا ہے اور افضل ترین عبادت عفت و پاک دامنی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک طویل پیغام کے اندر فرمایا: تم پر لازم ہے کہ دعا کرو کیونکہ مسلمان اپنے پروردگار سے حاجات پوری کرانے میں، دعا کرنے اور اس کی بارگاہ میں رغبت کرنے اور تضرع و زاری کرنے سے بہتر کسی اور طریقہ سے کامیاب نہیں ہو سکتے پس تم اسی چیز (دعا) میں رغبت کرو جس کی خدا نے تمہیں رغبت دلائی ہے اور جس چیز کی

طرف اس نے تمہیں بلایا ہے تم لبیک کہو تا کہ فوز وفلاح پاؤ اور خدا کے عذاب وعقاب سے بچ جاؤ۔ (الروضہ)

۶۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ روایت کرتے ہیں کہ برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ قرآن زیادہ پڑھنا افضل ہے یا زیادہ دعا کرنا؟ فرمایا: زیادہ دعا کرنا افضل ہے! پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی ﴿مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ﴾ (اگر تمہاری دعا و پکار نہ ہو تو میرا پروردگار تمہاری کوئی پرواہ ہی نہ کرے)۔ (عدۃ الداعی)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: افضل ترین عبادت دعا کرنا ہے اور جب خدا نے بندہ کو دعا کرنے کی اجازت دی ہے تو اپنی رحمت کے دروازے بھی خود کھولے گا۔ یاد رکھو دعا کرنے سے کوئی شخص (اگر نجات نہیں پاتا تو) ہلاک بھی نہیں ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے تعقیبات (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

چھوٹی سی بھی حاجت ہو تو اس کیلئے دعا کرنا مستحب ہے اور اسے معمولی سمجھ کر دعا کو نظر انداز کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف تمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم پر دعا کرنا لازم ہے کیونکہ تم اس سے بہتر کسی اور چیز سے خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے اور کسی چھوٹے کام کے لئے اس کے چھوٹے پن کی وجہ سے دعا کرنا ترک نہ کرو۔ کیونکہ چھوٹے کاموں والوں کو ہی بڑے کام درپیش آتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ ابراہیم بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے ایک چیز کو اپنی ذات کے لئے تو پسند کیا ہے مگر اسے اپنی مخلوق کے لئے ناپسند کیا ہے! یعنی اس نے اپنی مخلوق کے لئے لوگوں سے سوال کرنا ناپسند کیا ہے لیکن اپنے لئے پسند کیا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے لہٰذا خدا کی نگاہ میں اس سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ چیز نہیں ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اس لئے تم میں سے کسی شخص کو خدا سے کسی چیز کے طلب کرنے میں شرم وحیا نہیں کرنی چاہیئے اگرچہ وہ جوتے کا تسمہ ہی کیوں نہ ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی میں ہے کہ خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! تجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ مجھ سے مانگ! اگرچہ وہ بکری کا چارہ اور آٹے کا نمک ہی کیوں نہ ہو۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ جناب محمد بن ابو القاسم الطبری باسناد خود محمد بن عمران بن عبد الکریم سے اور وہ اپنے باپ (عمران) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: بخدا میں تمہاری خوشبو سے اور تمہاری روحوں سے پیار کرتا ہوں۔ تم ہی خدا کے (حقیقی) دین پر ہو۔ پس تم حرام سے بچنے اور واجب کے ادا کرنے میں جدوجہد کر کے ہماری مدد کرو اور آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے جو شخص (خدا سے) اپنی کوئی حاجت طلب کرے گا تو خدا اس کی سو حاجتیں برلائے گا اور جو تم میں سے کوئی دعا کرے گا تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

(بشارۃ المصطفیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

خدا سے حاجات طلب کرنا اور ان کا نام لینا مستحب ہے اگرچہ نماز فریضہ کے اندر ہی ہو اسی طرح بڑی بڑی حاجات کا اس سے طلب کرنا بالخصوص طلوع و غروب آفتاب سے پہلے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبد اللہ الفراء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بندہ دعا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو خدا جانتا ہے (کہ وہ کیا مانگے گا؟) مگر وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی بارگاہ میں حاجات پھیلا کر پیش کی جائیں لہٰذا جب دعا کرو تو اپنی حاجت کا نام لو (کہ یا اللہ! میرا فلاں کام کر)۔

(الاصول)

۲۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ بے شک خدا تمہاری حاجت کو اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے جانتا ہے مگر وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی بارگاہ میں اپنی حاجات پھیلا کر پیش کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن سعید (اہوازی) باسناد خود فضیل بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کریں! فرمایا: میں تمہیں تقوائے الٰہی اختیار کرنے، سچ بولنے، امانت ادا کرنے اور جو تمہاری ہمنشینی اختیار کرے اس کے حق صحبت کو اچھا نبھانے کی وصیت کرتا ہوں اور طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے خوب جدوجہد سے دعا کرو اور جو چیز بھی خدا سے طلب کرنا چاہو بلا جھجک طلب کرو اور یہ نہ کہو کہ یہ چیز تو مجھے عطا نہیں کی جائے گی تم بہرحال دعا کرو کیونکہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سجدہ کی بحث (باب ۱۷ میں اور تعقیبات کے باب ۲۲ و ۲۴ و ۲۶، ۲۸، ۲۹ اور ۳۲

میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

قضا وقدر پر بھروسہ کر کے دعا نہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود میسّر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے میسّر! خدا سے دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ معاملات (طے ہو چکے ہیں اور ان) سے فراغت حاصل ہو چکی ہے!! کیونکہ خدا کے نزدیک کچھ ایسی منزلیں بھی ہیں جو سوال کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔ (الاصول)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ معاملہ سے فراغت حاصل ہو چکی ہے کیونکہ دعا کرنا خود ایک عبادت ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (تم دعا کرو میں قبول کروں گا)۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ اپنے والد (اعین) سے اور وہ ایک مرد سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ معاملہ سے فراغت حاصل ہو چکی ہے (کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھا جا چکا ہے وہ) ہو کر رہے گا۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ امامؑ کا مقصد یہ تھا کہ قضا وقدر پر تمہارا جو ایمان ہے وہ تمہیں دعا میں مبالغہ کرنے اور اس میں جدوجہد کرنے سے نہ روکے ﴿فان الدعا یردّ القضا﴾ ع تقدیر بدل سکتی ہے دعاؤں کے اثر سے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسی قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ میں) بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

مقرر شدہ بلاء ومصیبت کے ٹالنے کی دعا کرنا اور بری قضا کو بدلنے کی استدعا کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ دعا کرو کیونکہ خدا سے دعا کرنا اور اس سے طلب کرنا اس بلا ومصیبت کو رد کر دیتا ہے جو مقدر ہو چکی ہوتی ہے اور جس کا صرف امضا و نفاذ باقی ہوتا ہے پس جب خدا سے بلاؤں کے ٹالنے کی دعا واستدعا کی جائے تو وہ ٹال دیتا ہے۔

(الاصول)

۲۔ اسماعیل بن ہمام حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دعا و بلاء قیامت تک باہم رفیق اور ساتھی رہیں گی۔ دعا تو حتمی اور مبرم بلاء کو بھی دفع کر دیتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ بسطام زیات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعا اس قضا کو بھی ٹال دیتی ہے جو آسمان سے نازل ہو چکی ہوتی ہے اور محکم بھی ہو چکی ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دعا قضا کو ٹال دیتی ہے اور اسے اس طرح کھولتی ہے جس طرح (گرہ دار) دھاگہ کھولا جاتا ہے جس کی گرہیں مضبوط ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دعا اس قضا کو بھی ٹال دیتی ہے جو مقدر ہو چکی ہو اور اس کو بھی جو ہنوز مقدر نہ ہوئی ہو۔ راوی نے عرض کیا کہ مقدر شدہ قضا کو ٹالنا تو میں جانتا ہوں۔ یہ غیر مقدر شدہ قضا کو ٹالنا کیا ہے؟ فرمایا: تا کہ وہ قضا مقدر ہو ہی نہ سکے۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی سنت (حد) مقرر نہیں کی؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: وہ دعا ہے! جو اس قضا کو بھی ٹال دیتی ہے جو محکم ہو چکی ہو (یہ فرما کر) امامؑ نے اپنی انگلیاں بند کر لیں (یعنی گو اس طرح قضا محکم ہو چکی ہو)۔ (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم دعا کی برکت سے اس امر (قضا و قدر) کو ٹال دیتا ہے جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ بندہ دعا کرے گا اور وہ قبول فرمائے گا ورنہ اگر اس معاملہ میں بندہ کو توفیقِ دعا نہ ہوتی تو اسے وہ تکلیف پہنچتی جو اسے روئے زمین سے اچک کر لے جاتی۔ (ایضاً)

۸۔ حسن بن علی الوشاء حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دعا اس بلاء کو دفع کر دیتی ہے جو آسمان سے نازل ہونے والی ہوتی ہے بشرطیکہ (پہلے) نازل ہو نہ چکی ہو۔ (ایضاً)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود بکر بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بالتحقیق دعا قضا و قدر کو ٹال دیتی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جب دشمنوں کا خوف دامن گیر ہو یا بلاء و مصیبت کے نازل ہونے کا اندیشہ ہو تو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعا لوہے کے نیزے سے بھی زیادہ نافذ ہونے والی ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ دعا مؤمن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (الاصول وعیون الاخبار۔ المجازات النبویہ)

۳۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: دعا کامیابی کی چابی اور کامرانی کی کنجی ہے اور بہترین دعا وہ ہے جو پاک و پاکیزہ سینہ و دل سے نکلے (فرمایا) مناجات (خدا سے راز و نیاز کرنے) میں نجات ہے اور اخلاص سے ہی گلو خلاصی ہوتی ہے اور جب کسی معاملہ میں گھبراہٹ بڑھ جائے تو خدا کی ذات ہی جائے پناہ اور گھبراہٹ کے ازالہ کا مرکز ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ ہتھیار نہ بتاؤں جو تمہیں دشمنوں سے بچالے اور تمہاری روزیوں کو کشادہ کرے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: رات دن خدا کو پکارو کیونکہ مؤمن کا اسلحہ دعا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے لئے انبیاءؑ کے اسلحہ سے لیس ہونا ضروری ہے۔ عرض کیا گیا کہ انبیاءؑ کا اسلحہ کیا ہے؟ فرمایا: دعا! (ایضاً)

۶۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دعا مؤمن کی ڈھال ہے اور جب کوئی دروازہ بہت کھٹکھٹایا جائے تو ضرور کھول دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب سید بن طاؤس علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن یزید نہشلی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا شکر خدا ہے اور اس کا ترک کرنا کفران (انکار) ہے۔ پس تم اپنے پروردگار کی نعمتوں کو شکر (کی رسی) کے ساتھ باندھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دے کر انہیں محفوظ کرو اور بلاؤں کو دعا سے دور کرو کیونکہ دعا نجات دینے والی ڈھال ہے جو محکم قضا و قدر کو بھی ٹال دیتی ہے۔ (مہج الدعوات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از سجود وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

آسائش کے وقت اور بلاء ومصیبت کے نازل ہونے سے پہلے دعا کرنا مستحب ہے اور اس کا مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پہلے دعا کرے تو وہ اس وقت قبول ہوگی جب بلا کے نازل ہونے کا وقت آئے گا اور اس کی دعا کے وقت کہا جائے گا کہ یہ تو جانی پہچانی ہوئی آواز ہے اس لئے اسے آسمان تک پہنچنے سے نہیں روکا جائے گا۔ اور جو شخص پہلے سے دعا نہیں کرے گا تو جب اس پر بلاء ومصیبت نازل ہوگی (اور وہ دعا کرے گا تو) اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اور کہا جائے گا کہ یہ وہ آواز ہے جسے ہم نہیں پہچانتے۔ (الاصول)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آرام و آسائش کے وقت دعا کرنا بلا و مصیبت کے وقت حاجت برآری کا سبب ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ شدت وسختی کے وقت اس کی دعا قبول ہو تو اسے چاہیئے کہ آرام و آسائش کے وقت بکثرت دعا کیا کرے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے جد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشگی دعا کیا کرو کیونکہ جب کوئی بندہ (شدت ورخاء میں) بہت دعا کرنے والا ہوتا ہے تو جب اس پر کوئی بلاء ومصیبت نازل ہوتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ جانی پہچانی ہوئی آواز ہے اور اگر کوئی بندہ بہت دعا کرنے والا نہ ہو اور جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ دعا کرے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو آج سے پہلے کہاں تھا؟ (ایضاً)

۵۔ عنہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو کسی بلا ومصیبت کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو اور وہ (اس کے دفعیہ کے لئے) ہمیشگی دعا کرے تو خدا اسے کبھی وہ مصیبت نہیں دکھاتا۔ (ایضاً)

۶۔ وشاء بالواسطہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو اس وقت دعا سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا

جا سکتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اس طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جس طرح پیشگی دعا سے اٹھایا جاتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو مصیبت نازل ہو چکی ہے اس کے دفعیہ میں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اگرچہ اس کے ذریعہ سے اس کے دوام کو قطع کیا جا سکتا ہے اور مستقبل میں اس سے گلو خلاصی کرائی جا سکتی ہے۔

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دعا کے ذریعہ سے بلاء کے دروازے بند کرو۔

(قرب الاسناد)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے: وہ شخص جو کسی سخت ترین بلا و مصیبت میں گرفتار ہو وہ دعا کرنے کا اس شخص سے زیادہ مستحق نہیں ہے جو ہنوز عافیت میں ہے مگر بلاء و مصیبت میں گرفتار ہونے سے محفوظ نہیں ہے۔ اسے بھی بکثرت دعا کرنی چاہیئے۔ (الفقیہ)

۹۔ فضل بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم خدا کی حفاظت کرو۔ خدا تمہاری حفاظت کرے گا تم خدا کی حفاظت کرو اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ تم آسائش کے دنوں میں خدا کو اپنا تعارف کراؤ وہ شدت و سختی کے وقت تمہیں پہچانے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی کسی بلاء و مصیبت سے خائف و ترسان ہو اور اس (کے دفعیہ) کے لئے پیشگی دعا کرے تو خدا اس بلاء کا رخ اس سے پھیر دیتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: یا علیؑ! دعا مبرم اور حتمی بلا کو بھی ٹال دیتی ہے۔ (طب الائمہ)

۱۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن علیؑ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے (نزول بلا سے) پہلے دعا کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی کیونکہ ہر لحہ اجابت حاضر نہیں ہوا کرتی۔

(الارشاد)

۱۲۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: سخت ترین مصیبت میں مبتلا شخص دعا کرنے کا اس شخص سے زیادہ محتاج نہیں ہے جو فی الحال تو عافیت میں ہے مگر وہ بلا و مصیبت سے محفوظ نہیں ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تو

آرام و آسائش میں خدا سے جان پہچان رکھو وہ شدت و سختی میں تجھ سے جان پہچان رکھے گا۔ جب سوال کرنا ہو تو خدا سے کر اور جب مدد مانگنی ہو تو خدا سے مانگ۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

بلاء و مصیبت کے نزول کے وقت اور اس کے بعد دعا کرنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی بندۂ مومن پر کوئی بلا و مصیبت نازل ہو اور خدا اسے دعا کرنے کا القاء کر دے تو وہ بلا جلدی دور ہو جاتی ہے اور جب کسی بندۂ مومن پر کوئی بلا نازل ہو اور وہ دعا نہ کرے تو وہ مصیبت طول پکڑ جاتی ہے پس جب کوئی بلا نازل ہو تو تم پر دعا و پکار کرنا اور خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرنا لازم ہے۔ (الاصول)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بلاء و مصیبت کس طرح طول پکڑتی ہے اور مختصر کس طرح ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: جب کسی پر کوئی بلا نازل ہو اور اسے دعا کرنے کا القاء ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس بلاء کی مدت بالکل مختصر ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن الولید الوصافی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔ (۱) مصائب کے وقت دعا کرنا۔ (۲) گناہ کے وقت استغفار کرنا۔ (۳) اور نعمت کے وقت شکر ادا کرنا۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

مرض اور بیماری کے وقت دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء بن کامل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم پر دعا کرنا لازم ہے کیونکہ یہ ہر مرض کی دوا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حسین بن نعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک بیٹا بیمار ہوا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: بیٹا! یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ اشْفِنِی بِشِفَائِکَ وَ دَاوِنِی بِدَوَائِکَ، وَ عَافِنِی مِنْ بَلَائِکَ، فَاِنِّی عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از سجدۂ شکر وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

دعا کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کا بلند کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ یہ ﴿استکانت﴾ کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد خضوع اور تضرع کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کرنا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد ایزدی ﴿فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ﴾ کے متعلق فرمایا کہ تضرع سے مراد دونوں ہاتھوں کا بلند کرنا ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا و پکار کرتے تھے تو اس طرح ہاتھوں کو بلند کرتے تھے جس طرح کوئی مسکین کسی سے طعام مانگتا ہے۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میری بارگاہ میں ذلت کا اظہار کرتے ہوئے اس طرح اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گریبان میں ڈالو جس طرح کوئی فریادی غلام اپنے سردار کی بارگاہ میں ڈالتا ہے۔ جب تم ایسا کرو گے تو میں تم پر رحم کروں گا کیونکہ میں تمام قدرت رکھنے والوں سے زیادہ رحیم و کریم ہوں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہاتھوں کے آسمان کی طرف بلند کرنے اور زمین کی طرف نیچا کرنے میں کیا فرق ہے؟ (جبکہ خدا ہر جگہ موجود ہے؟) امامؑ نے فرمایا کہ جہاں تک خدا کے علم، اس کے علمی احاطہ اور قدرت کا تعلق ہے تو اس لحاظ سے تو ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن خدا نے اپنے بندوں اور اپنے دوستوں کو آسمان اور عرش کی طرف

ہاتھ بلند کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ اس نے اس کو رزق کی کان قرار دیا ہے اسی لئے ہم اسی چیز کو ثابت کرتے ہیں جسے قرآن اور رسولؐ کے فرمان نے ثابت کیا ہے! چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کو خدائے عزوجل کی طرف بلند کرو۔ (کتاب التوحید)

۶۔ جناب شیخ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں کہ ابو قرہ نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپؑ لوگ جب دعا کرتے ہیں تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتے ہیں؟ فرمایا: خداوند عالم نے بندوں کو کئی قسم کی عبادتوں کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ دعاو پکار کے وقت ان کو حکم دیا کہ وہ ہاتھوں کو پھیلائیں اور آسمان کی طرف بلند کریں۔ کیونکہ یہ استکانت و عاجزی عبادت اور ذلت کی علامت ہے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ از تکبیرۃ الاحرام و باب ۱۲ از قنوت و باب ۲۹ از تعقیبات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ و ۱۴ اور باب ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جب کسی کام میں رغبت یا کسی چیز سے خوف کی دعا کرنا ہو یا تضرع وزاری اور انقطاع وانکساری کرنا ہو یا شیطان سے پناہ مانگنی ہو یا چاپلوسی کرنا ہو اور رزق طلب کرنا ہو اور سوال کرنا ہو تو دعا کرنے والے کے لئے ہاتھوں کی کیا کیفیت مستحب ہے؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے پاس سے ایک شخص گزرا جبکہ میں نماز کی حالت میں بائیں ہاتھ سے (دعاء قنوت میں) دعا مانگ رہا تھا! اس نے کہا: اے خدا کے بندے! دائیں ہاتھ سے دعا مانگ! میں نے (سلام کے بعد) اس سے کہا اے اللہ کے بندے! خدا کا اس بائیں ہاتھ پر بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اس دائیں ہاتھ پر ہے! (پھر فرمایا) رغبت و شوق یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاؤ اور ان کے اندرونی حصہ (ہتھیلیوں) کو ظاہر کرو۔ اور رہبت و خوف یہ ہے کہ پشت دست کو ظاہر کرو اور تضرع وزاری یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو دائیں بائیں حرکت دو۔ اور تبتل و انقطاع الی اللہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو آہستگی کے ساتھ کبھی بلند کرو اور کبھی پست کرو۔ اور ابتہال یعنی جب گریہ و بکاء کے اسباب جمع ہوں تو ہاتھوں اور کہنیوں کو آسمان کی طرف بلند کرو۔ (الاصول)

۲۔ ابو اسحاق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رغبت کے وقت ہتھیلیوں کو آسمان کے سامنے کرو اور خوف و ہراس کے وقت پشت دست کو آسمان کی طرف کرو۔ ارشاد خداوندی ﴿وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (ہمہ تن خدا کی

طرف متوجہ ہو جاؤ) جب یہ کیفیت ہو تو ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرو اور اس سے دعا کرو۔ تضرع وزاری کے وقت اپنی دو انگلیوں (دائیں اور بائیں ہاتھ کی) کے ساتھ اشارہ بھی کرو اور انہیں حرکت بھی دو۔ اور جب ابتہال یعنی گریہ وبکا کی کیفیت طاری ہو تو دونوں ہاتھوں کو بلند کرو اور ان کو پھیلاؤ پھر دعا کرو۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم اور زرارہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: ہتھیلیوں کو پھیلاؤ۔ پھر عرض کیا کہ پناہ مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: پشت دست کے ساتھ! فرمایا: تبتل وانقطاع ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا ہے اور تضرع وزاری انگلی کو حرکت دینا ہے اور ابتہال دونوں ہاتھوں کو پھیلانا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ مروک بیاع اللؤلؤ (موتیوں کے سوداگر) ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے رغبت کا تذکرہ فرمایا اور (اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور پھر فرمایا کہ رہبت اور خوف یہ ہے اور اس وقت پشت دست کو آسمان کی طرف بلند کیا پھر فرمایا: تضرع یہ ہے اور اس وقت اپنی انگلیوں کو دائیں بائیں گھمایا پھر فرمایا تبتل وانقطاع یہ ہے اور اس وقت انگلیوں کو کبھی اوپر اور کبھی نیچے کیا۔ پھر فرمایا اور ابتہال یہ ہے پھر اس وقت ہاتھوں کو اپنے منہ کے بالمقابل پھیلایا۔ فرمایا: جب تک آنسو جاری نہ ہوں اس وقت تک ابتہال نہ کرو۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دعا کرنے اور ہاتھ اٹھانے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کے چار طریقے ہیں (۱) جب پناہ مانگنی ہو تو پشت دست کو قبلہ کی طرف کرو۔ (۲) اور جب طلب رزق کی دعا کرنا ہو تو ہتھیلیوں کو پھیلا کر آسمان کی طرف بلند کرو۔ (۳) جب تبتل وانقطاع کا اظہار کرنا ہو تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرو۔ (۴) اور جب ابتہال کی کیفیت طاری ہو تو پھر ہاتھوں کو اتنا بلند کرو کہ سر سے بھی اونچے ہو جائیں۔ اور دعاء تضرع اور خوف یہ ہے کہ منہ کے سامنے انگشت شہادت کو حرکت دو اور اسے گھماؤ۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تبتل وانقطاع یہ ہے کہ دعا کرتے وقت ہتھیلیوں کو (اوپر نیچے) الٹو پلٹو۔ ابتہال یہ ہے کہ اپنے منہ کے سامنے ہاتھوں کو پھیلاؤ، رغبت یہ ہے کہ ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ اور رھبت یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیوں کو منہ تک اٹھا بلند کرو اور تضرع وزاری یہ ہے کہ اپنی دونوں انگلیوں کو حرکت دو اور ان سے اشارہ کرو۔ (معانی الاخبار)

۷۔ شیخؒ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں وارد ہے کہ خوشامد و چاپلوسی یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگشت ہائے شہادت کو آسمان کی طرف اٹھاؤ اور ان کو حرکت دو اور دعا کرو۔ (ایضاً)

۸۔ جناب محمد بن الحسن الصفارؒ باسناد خود معاویہ بن وھب اور ابن سنان سے، وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے داؤد[1] بن علی کے خلاف بد دعا کی تو پہلے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور کاندھوں پر رکھا۔ پھر ان کو پھیلایا۔ پھر اپنی انگشتِ شہادت اٹھا کر بد دعا کی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ یہ ہاتھوں کا اٹھانا کس لئے ہے؟ فرمایا: یہ ابتہال ہے! عرض کیا: پھر ہاتھوں کا اکٹھا کرنا اور کاندھوں پر رکھنا کس لئے؟ فرمایا: یہ تضرّع ہے۔ عرض کیا: پھر یہ انگلی اٹھانا کس لئے؟ فرمایا: یہ خدا کی خوشامد اور چاپلوسی ہے۔ (بصائر الدرجات)

۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جب خدا سے کسی چیز کا سوال کرو تو سیدھی ہتھیلیوں سے کرو۔ اور جب کسی چیز سے پناہ مانگو تو الٹی ہتھیلیوں سے مانگو، اور جب دعا کرو تو اپنی انگلی سے (اس کو حرکت دے کر) کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ میں اور اس سے بھی پہلے باب ۹ از تکبیرۃ الاحرام اور باب ۱۱ و ۱۲ و ۲۳ از قنوت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

نمازِ فریضہ کے علاوہ جب بھی آدمی دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کا، منہ، سر اور سینہ پر پھیرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی بندہ خدائے عزیز و جبار کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے تو خدائے کریم جب تک اس میں اپنی رحمت و رأفت میں سے کچھ ڈال نہیں دیتا اسے اس کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ واپس نہ لوٹائے جب تک ان کو اپنے منہ اور سر پر نہ مل لے۔ (الاصول، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں اور دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اس وقت تک ہاتھوں کو واپس نہ لوٹائے جب تک اپنے چہرہ اور سینہ پر نہ مل لے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کہ قبل ازیں قنوت کے باب (باب ۲۳) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ کیفیت نماز فریضہ میں دعا مانگنے کے علاوہ عام حالات میں دعا کرنے کے ساتھ مخصوص ہے۔

---

[1] بنی عباس کے حکام جور میں سے ایک حاکم جابر تھا جس نے امامؑ کے صحابی معلی بن خنیس کو قتل کرایا تھا۔ امام علیہ السلام نے اس موقع پر اس کے خلاف بد دعا کی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۵

(دعا کرنے میں) اچھی نیت کرنا اور قبولیت کے متعلق اچھا گمان کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب باران کیا اور لوگ اس قدر سیراب ہوگئے کہ کہنے لگے کہ اب تو غرق ہونے کا اندیشہ ہے! تو آنحضرتؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا: ﴿اللھم حوالینا و لاعلینا﴾ (یا اللہ! اسے ہمارے لئے مفید بنا اور اسے مضر نہ بنا) پس بادل پھٹ گیا اور بکھرا اور مطلع صاف ہوگیا۔(لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یا رسول اللہؐ! آپؐ نے ایک بار طلب باراں کیا، مگر بارش نہ ہوئی۔ دوبارہ طلب کیا تو بارش آگئی اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: پہلی بار میں نے نیت کے بغیر دعا کی تھی مگر دوسری بار نیت کرکے دعا کی۔(الاصول)

۲۔ سلیم الفراء (فروساز) بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب دعا کرو تو دل و دماغ سے اس کی طرف متوجہ ہوا اور اجابت کے متعلق یوں حسنِ ظن رکھو کہ بس تمہاری حاجت دروازہ پر موجود ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سورہ بن کلیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے اور وہ جانتا ہو کہ میں نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔(ثواب الاعمال)

۴۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے اس طرح دعائیں مانگا کرو کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔(عدۃ الداعی)

۵۔ نیز فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی کہ جب تک تم مجھ سے دعا کرو گے اور (قبولیت کے) امیدوار رہو گے۔ میں تمہاری دعا و پکار کو سنوں گا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

دعا کرتے وقت حضورِ قلب مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے، وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! خدا اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل کے ساتھ کی جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا غافل دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا جب کوئی دعا کرو تو دل و دماغ کی پوری توجہ سے کرو اور پھر قبولیت کا یقین بھی رکھو۔ (الاصول)

۳۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ غافل دل سے نکلی ہوئی دعا کو خدا قبول نہیں کرتا۔ نیز آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی میت کے لئے دعا کرے تو اس حالت میں نہ کرے کہ اس کا دل غافل ہو بلکہ دعا کرنے میں خوب کدو کاوش کرے۔ (ایضاً)

۴۔ سیف بن عمیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم سخت دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں جو نماز میں حضورِ قلب کے ضروری ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

دعا کرنے میں جلد بازی کرنا، جلد لوٹ جانا اور اسی طرح قبولیت میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم اور حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ جلد بازی سے کام لیتے ہوئے (دعا و عبادت کو ادھورا چھوڑ کر) اپنے کام کے سلسلہ میں چلا جائے تو خدا فرماتا ہے: کیا میرا بندہ یہ نہیں جانتا کہ میں ہی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہوں (اور کوئی نہیں ہے)۔ (الاصول)

۲۔ عبدالعزیز الطویل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ خدا سے دعا کرتا ہے تو خدا برابر اس کی حاجت برآری میں لگا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مؤمن برابر خیر و خوبی کا طلبگار اور رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔ جب تک جلد بازی کا مظاہرہ کرکے اور ناامید ہو کر دعا کرنا ترک نہ کر دے! راوی نے عرض کیا: وہ کس طرح جلد بازی کرتا ہے؟ فرمایا: وہ کہتا ہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا کہ میں دعا کر رہا ہوں مگر قبولیت کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

مستحبی دعا اور قرأت میں اعراب کی درستگی کو ملحوظ رکھنا اور اعرابی غلطی سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ احمد بن فہد حلیؒ باسناد خود حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بھی دو شخص حسب (ونسب) اور دین و دیانت میں برابر ہوں تو ان میں سے خدا کی نظر قدرت میں وہ شخص افضل ہوتا ہے جو زیادہ ادیب ہوتا ہے؟ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اس کے ادب وعلم کی وجہ سے مجالس ومحافل میں تو اس کی فضیلت کا پتہ چل جائے گا مگر اس کی وجہ سے اسے عنداللہ کیا فضیلت حاصل ہے؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ وہ قرآن کی اس طرح (صحیح) تلاوت کرے گا جس طرح کہ وہ نازل ہوا ہے اور خدا کی بارگاہ میں دعا کرنے میں اعرابی غلطی نہیں کرے گا اور یہ اس لئے ہے کہ وہ دعا جو غلط پڑھی جائے وہ خدا کی بارگاہ میں بلند نہیں کی جاتی۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب القرأت میں گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۱۹

اجابتِ دعا سے ناامید ہونا حرام ہے اگر چہ بہت دیر بھی ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں اتنی اتنی مدت سے ایک حاجت کے سلسلہ میں دعا کر رہا ہوں مگر تاخیر کی وجہ سے میرے دل میں کچھ برے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں؟ فرمایا: اے احمد! خبردار! کہیں شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کرنا جو تمہیں مایوس کر دے۔ اگر دنیا میں کوئی صاحبِ نعمت (وثروت) جو کچھ مانگے اسے اس کے مطالبہ سے بھی بڑھ کر (فوراً) دے دیا جائے تو اس طرح اس کی نظر میں وہ نعمت اس قدر حقیر وصغیر ہو جائے گی کہ پھر وہ کسی چیز سے سیر نہیں ہوگا اور جب کسی مسلمان کے پاس نعمتیں بہت زیادہ ہو جائیں گی تو اس کے لئے خطرات ومشکلات میں اضافہ ہو جائے گا کیونکہ اس پر بہت سے حقوق واجب ہو جائیں گے اور بھی بہت سے فتنوں کے سر اٹھانے کا اندیشہ بڑھ جائے گا۔ پھر فرمایا: تم مجھے اپنے متعلق بتاؤ کہ اگر میں تم سے کوئی بات کروں (یا کوئی وعدہ کروں) تو کیا تم میری بات پر بھروسہ کرو گے؟ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! آپؑ مخلوق پر حجتِ خدا ہیں اگر میں آپؑ کی بات پر بھروسہ نہیں کروں گا تو پھر کس کی بات پر کروں گا؟ فرمایا: پھر خدا کی بات اور اس کے وعدہ پر زیادہ بھروسہ کر۔ کیونکہ اس نے تم سے وعدہ کر رکھا

ہے! کیا وہ نہیں فرماتا: ﴿وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو ان سے کہہ دو کہ میں قریب ہوں دعا و پکار کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں)، اور فرماتا ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو) نیز فرماتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلاً﴾ (خدا تم سے اپنی بخشش اور اپنے فضل و کرم کا وعدہ کرتا ہے) لہٰذا تم دوسروں کی نسبت خدا کے وعدہ پر زیادہ اعتماد کرو۔ اور اپنے دلوں میں اچھے خیالات ہی پیدا کرو۔ خدا تمہاری مغفرت فرمائے گا۔

(الاصول، قرب الاسناد)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ (موسیٰ و ہارون کی بددعا کے جواب میں جو خدا نے فرمایا) ﴿قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا﴾ (تم دونوں کی بددعا قبول کر لی گئی ہے) مگر اس کے باوجود فرعون کی گرفت اور خدا کے اس فرمان کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ (الاصول)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بعض اوقات ایک مومن دعا کرتا ہے اور اس کی قبولیت جمعہ کے دن تک موخر کر دی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی دعا قبول تو ہو جائے مگر پھر بھی تاخیر ہو جائے؟ فرمایا: ہاں بیس سال کی تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷، ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی اور یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا گناہان کبیرہ میں سے ایک گناہ کبیرہ ہے۔ (لاییئس من روح الله الا القوم الکافرون)

باب ۲۰

دعا کرنے میں الحاح و اصرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن عقبہ ہجری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: بخدا کوئی بندہ دعا کرنے میں الحاح و اصرار نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اس کی حاجت روا کر دیتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوالصباح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے بندوں کے لئے تو اس چیز کو ناپسند کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مانگنے میں الحاح و زاری کریں مگر اپنی ذات کے لئے اسے پسند کیا ہے۔ خدائے

عزوجل اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے (الحاح وزاری) کے ساتھ سوال کیا جائے اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس سے طلب کیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا اس بندہ پر رحم وکرم فرمائے جو خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اور پھر دعا کرنے میں الحاح وزاری کرتا ہے خواہ دعا قبول ہو یا نہ ہو۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿اَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا﴾ (میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں اس دعا و پکار میں نامراد نہیں ہوں گا)۔ (ایضاً)

۴۔ مفضل (بن عمر) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر اہل ایمان خدا سے رزق طلب کرنے میں الحاح واصرار نہ کرتے تو وہ ان کو موجودہ (تنگدستی کی) حالت سے بھی بدتر حالت کی طرف منتقل کر دیتا۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے بعض اہل ایمان کو تو پیدا ہی ایمان پر کیا ہے وہ تو کبھی مرتد نہیں ہوں گے البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کو ایمان عاریۃً دیا گیا ہے۔ پس اگر ایسے لوگ (ثبات ایمانی کی) دعا کریں گے اور وہ بھی الحاح واصرار کے ساتھ تو ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رزیق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ اس گھڑی میں جس میں خدا کسی نیک اور بد کو مایوس نہیں کرتا الحاح واصرار کے ساتھ دعا کرو۔ راوی نے عرض کیا: مولا! وہ گھڑی کون سی ہے؟ فرمایا: یہ وہ گھڑی ہے جس میں حضرت ایوبؑ نے بارگاہ خدا میں اپنی بلاء ومصیبت کی شکایت کی تھی اور خدا نے ان کی مصیبت دور کر دی تھی، یہی وہ گھڑی ہے جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی تھی اور خدا نے جناب یوسف علیہ السلام کو ان پر لوٹا دیا تھا اور ان کے ہم وغم کو دور فرمایا تھا اور یہی وہ گھڑی ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی اور خداوند کریم نے ان کے رنج والم کو دور فرما دیا تھا اور بڑی مایوسی کے بعد ان کو کفار ومشرکین پر غلبہ عنایت فرمایا تھا۔ میں ضامن ہوں کہ اگر کوئی نیکوکار یا بدکار اس گھڑی میں خدا سے دعا کرے گا تو خدا کبھی اسے خائب وخاسر نہیں فرمائے گا اگر نیک ہوا تو وہ اپنی ذات وغیرہ کے متعلق جو دعا کرے گا خدا اسے قبول فرمائے گا اور اگر بدکار ہوا تو وہ اپنے علاوہ جس کے متعلق جو دعا کرے گا خدا اسے قبول کرے گا اور اس کی قبولیت کو اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کی طرف پھیر دے گا۔ پس اس وقت میں دعا کرنے کو غنیمت سمجھو[1]۔ (آمالی شیخ طوسی)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرو اور پھر طلب کرنے میں الحاح واصرار کرو کیونکہ خدا اپنے مؤمن بندوں کے الحاح و

[1] بعض روایات کے مطابق وہ ساعت شب جمعہ کی سحر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اصرار کو پسند کرتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۸۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اپنے اس سائل سے محبت کرتا ہے جو الحاح واصرار کرنے والا ہو۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خدا اس بندہ پر اپنا رحم وکرم فرمائے جو خدا سے کچھ طلب کرے اور پھر اس پر الحاح واصرار کرے۔ (ایضاً)

۱۰۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے: اے موسیٰ! جو شخص مجھ سے امید رکھتا ہے وہ مجھ سے سوال کرنے میں ضرور الحاح واصرار بھی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ زبور میں لکھا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے: اے فرزند آدمؑ! تو مجھ سے سوال کرتا ہے مگر میں تجھے نہیں دیتا۔ کیونکہ میں بہتر جانتا ہوں کہ تیرے لئے کیا بہتر ہے؟ مگر جب تو سوال کرنے میں اصرار کرتا ہے تو میں تجھے وہ کچھ دے دیتا ہوں جو تو مانگتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۱و۲۳وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جب قبولیتِ دعا میں تاخیر ہو جائے بلکہ اجابت کے ہمراہ بھی دعا کا اعادہ وتکرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بندۂ مومن خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اور خدا اس کی قبولیت کو مؤخر کر دیتا ہے کیونکہ اسے اس کی آواز اور اس کی گریہ وزاری پسند ہوتی ہے۔ پھر امامؑ نے فرمایا: بخدا! مؤمن خدا سے جو دنیوی چیزیں مانگتے ہیں اور وہ ان کی عطا و بخشش میں تاخیر کر دیتا ہے یہ ان کے لئے اس سے بہتر ہے جو کہ ان کو جلدی جلدی دے دیتا ہے اور پھر انہیں بھلا دیتا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کو چاہیئے کہ آرام وآرائش کے دنوں میں اس کی دعا شدت وسختی کے وقت کی دعا کے مانند ہونی چاہیئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ جب اس کا مدعا حاصل ہو جائے تو یہ سہل انگیزی کرنے لگ جائے! دعا کرنے سے ملول خاطر نہ ہو۔ کیونکہ دعا کا خدا کی بارگاہ میں ایک مقام ہے۔ (الاصول، قرب الاسناد)

۲۔ منصور الصیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت یں عرض کیا کہ کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات آدمی ایک دعا کرتا ہے اور وہ قبول بھی ہو جائے مگر کچھ وقت کے لئے قبولیت مؤخر ہو جائے؟ فرمایا: ہاں کبھی

ایسا بھی ہوتا ہے۔ عرض کیا: کیوں؟ کیا اس لئے کہ وہ دعا زیادہ کرے؟ فرمایا: ہاں! (الاصول)

۳۔ حدید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک) بندہ (دوستِ خدا) کوئی دعا کرتا ہے اور خدا دونوں (مؤکل) فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اس کی دعا قبول تو کر لی ہے مگر تم اس کی حاجت برآری کو (کچھ وقت کے لئے) روک دو کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی آواز کو (بار بار) سنوں! اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بندہ (دشمنِ خدا) کوئی دعا کرتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ اس کی حاجت جلدی پوری کر دو۔ کیونکہ میں اس کی آواز کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ایضاً)

دوسری روایت کے مطابق یہ کاروائی دیکھ کر عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسا اس لئے ہوا ہے کہ وہ (دشمنِ خدا) خدا کی نگاہ میں بزرگی کا حامل ہے اور یہ (مؤمن) ذلیل ہے! (حالانکہ ایسا نہیں ہے)۔

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (بعض اوقات) بندۂ مؤمن خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اور خدا (ملائکۂ مؤکلین سے) فرماتا ہے کہ اس کی قبولیت کو مؤخر کر دو کیونکہ خدا کو اس کی آواز اور دعا سننے کا شوق ہوتا ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا اس مؤمن سے کہے گا: اے میرے بندے! تو نے مجھ سے دعا کی تھی مگر میں نے اس کی قبولیت کو مؤخر کر دیا۔ (لے آج اس کا) ثواب یہ اور یہ ہے اور تو نے مجھ سے فلاں معاملہ میں دعا کی تھی اور میں نے اس کی قبولیت مؤخر کر دی تھی (یہ لے آج اس کا) ثواب (چنانچہ بندہ وہ ثواب (بے حساب) دیکھ کر) خواہش ظاہر کرے گا کہ کاش اس کی دنیا میں کوئی حاجت پوری نہ ہوئی تھی (اور آج یہاں سب کا اکٹھا ثواب حاصل کرتا)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر تمیمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تین سال گزر گئے کہ میں ایک دعا کر رہا ہوں مگر وہ قبول نہیں ہوتی! جناب خلیل علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کی دعا کی قبولیت کو روک لیتا ہے تا کہ اس کی دعا و مناجات کو سنتا رہے اور جب کسی بندہ سے اسے نفرت ہوتی ہے اور وہ اس سے دعا کرتا ہے تو یا تو اس کی دعا کو جلدی قبول کر لیتا ہے یا پھر اس کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے (تا کہ وہ اپنی منحوس آواز بلند نہ کرے)۔ (امالی صدوقؒ)

۶۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ بروایت جابر بن عبداللہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بندہ جس چیز سے محبت کرتا ہے (اور اس کے حصول) کی خدا سے دعا کرتا ہے تو خدا جبرئیلؑ سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کی حاجت برآری تو کر دو مگر اسے مؤخر کر دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ برابر اس کی آواز سنتا رہوں۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

پوشیدہ طور پر دعا کرنے کو علانیہ دعا کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ہمام سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ کی پوشیدہ طور پر ایک دعا کرنا علانیہ ستر دعاؤں کے برابر ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ وہ ایک دعا جسے تم پوشیدہ کرو وہ ان ستر دعاؤں سے افضل ہے جنہیں تم ظاہر کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مقدمہ عبادات میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

ہواؤں کے چلنے، زوال آفتاب کے وقت، بارش کے برستے وقت، شہید کے قتل ہوتے وقت، قرآن پڑھتے وقت، اذان دیتے وقت، آیات الٰہیہ کے ظاہر ہوتے وقت اور نمازوں کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار اوقات میں دعا کیا کرو۔ (۱) ہواؤں کے چلتے وقت۔ (۲) زوال آفتاب کے وقت۔ (۳) بارش برستے وقت۔ (۴) اور مؤمن مقتول کے خون ناحق کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے وقت۔ کیونکہ ان اوقات میں آسمان کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار اوقات و حالات میں دعا کرنے کو غنیمت سمجھو۔ (۱) قرآن پڑھتے وقت۔ (۲) اذان دیتے وقت۔ (۳) بارش برستے وقت۔ (۴) اور شہادت کے لئے دو جماعتوں کی مڈبھیڑ کے وقت۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن عطاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) کا وتیرہ یہ تھا کہ جب انہیں خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا ہوتی تھی تو اس وقت یعنی زوال آفتاب کے وقت طلب کرتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جہاں سے چاہے قرآن کی سو آیتیں پڑھے اور اس کے بعد سات بار ﴿یا اللہ﴾ کہہ کر دعا کرے تو اگر پتھر پر بھی پڑھے گا تو وہ بھی اپنی جگہ سے اکھڑ جائے گا انشاء اللہ۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ مقامات پر دعا کرنے کو غنیمت سمجھو (۱) قرآن پڑھتے وقت۔ (۲) اذان دیتے وقت۔ (۳) بارش برستے وقت۔ (۴) شہادت کی خاطر دو صفوں کی مڈبھیڑ کے وقت۔ (۵) اور مظلوم کی بددعا کے وقت، کیونکہ ان اوقات میں عرش الٰہی اور اس کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ (الامالی)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ اوقات میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (۱) بارش برستے وقت۔ (۲) جہاد کرتے وقت۔ (۳) اذان دیتے وقت (۴) قرآن پڑھتے وقت (۵) زوال آفتاب اور طلوع فجر کے وقت۔ (الخصال)

۷۔ محمد بن ابی عمیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بارہ گھنٹے رات کے ہیں اور بارہ گھنٹے دن کے، ان تمام ساعات میں سے بہتر اوقات نماز ہیں۔ پھر فرمایا: جب زوال آفتاب ہو جائے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور خدا اپنی مخلوق پر نگاہ کرتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس (مبارک) وقت میں میرا کوئی عمل صالح آسمان کی طرف بلند کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ تم پر نمازوں کے بعد دعا کرنا لازم ہے کیونکہ وہ مستجاب ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج ڈھل جائے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ نیز جنت کے دروازے بھی وا کر دیئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی حاجتیں برلائی جاتی ہیں۔ راوی نے عرض کیا: کس وقت؟ فرمایا: زوال سے لے کر آرام و سکون کے ساتھ چار رکعت پڑھنے تک۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصوری سے اور وہ اپنے باپ و چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن میں کوئی دعا خدا سے محجوب نہیں رہتی۔ (۱) نماز فریضہ کے بعد۔ (۲) بارش برستے وقت۔ (۳) اور زمین میں کسی معجزہ کے ظہور کے وقت۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص نماز فریضہ ادا کرتا ہے اس کے بعد اس کی ایک دعا ضرور قبول

ہوتی ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے تعقیبات کے (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بھی ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

کچھ صدقہ دینے، خوشبو سونگھنے اور سورج ڈھلتے ہی جلدی مسجد کی طرف جانے کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جب کوئی حاجت طلب کرتے تو زوال آفتاب کے وقت کرتے تھے اور جب طلب کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے کچھ صدقہ دیتے، کچھ خوشبو سونگھتے اور سورج ڈھلتے ہی جلدی مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے پھر جو چاہتے تھے وہ خدا سے طلب کرتے تھے۔(الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

صبح سحری کے وقت اور وتر میں اور طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ میں فرمایا کہ جس شخص کو اپنے پروردگار سے کوئی حاجت درپیش ہو۔ اسے چاہیئے کہ اسے چند اوقات میں طلب کرے۔ ایک ساعت تو جمعہ کے دن ہے۔ زوال آفتاب کے وقت۔ جب ہوائیں چلتی ہیں اور آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ رحمت ایزدی نازل ہوتی ہے اور پرندے چہچہاتے ہیں اور آخر شب میں طلوع فجر کے وقت کیونکہ اس وقت (خدا کے مقرر کردہ) دو فرشتے ندا دیتے ہیں آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے تاکہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟ کوئی حاجت کا طلب کرنے والا ہے تاکہ اس کی حاجت برآری کی جائے؟ پس تم خدا کے داعی کی آواز پر لبیک کہو اور طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان (دعا و پکار کے ذریعہ سے) رزق طلب کرو کیونکہ اس طرح رزق طلب کرنا زمین میں (طلب رزق کے سلسلہ میں) مارے مارے پھرنے سے زیادہ موثر ہے یہی وہ ساعت ہے جس میں خدا بندوں کی روزی تقسیم کرتا ہے جب صبح کی دو رکعت پڑھنے لگو تو خدا پر توکل و اعتماد کرو کیونکہ اسی میں تمہیں تمہاری مطلوبہ چیزیں ملیں گی انشاء اللہ۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن ابوقرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ بہترین وقت جس میں تم دعا کرتے ہو وہ صبح سحری کا وقت ہے۔ پھر جناب یعقوبؑ کے قول والی یہ آیت پڑھی کہ ﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾ (کہ میں عنقریب تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا) فرمایا: انہوں نے طلب مغفرت کو صبح سحری تک مؤخر کیا تھا۔ (الاصول)

۳۔ ابوالصباح الکنانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اپنے مومن بندوں کی ہر (جائز) دعا کو دوست رکھتا ہے۔ پس تم پر لازم ہے کہ صبح سحری سے لے کر طلوع آفتاب تک دعا کرو، کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس میں رزق تقسیم ہوتے ہیں اور اس میں بڑی بڑی حاجتیں بر لائی جاتی ہیں۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۴۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: جب آخر شب کا وقت ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ آیا کوئی دعا کرنے والا ہے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ آیا کوئی سائل ہے تاکہ میں اسے عطا کروں؟ آیا کوئی طلب بخشش کرنے والا ہے تاکہ میں اس کے گناہ معاف کروں؟ آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے تاکہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں اور اس سے پہلے قنوت باب ۹ میں اور تعقیبات باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

دوسرے نصف شب کے پہلے چھٹے حصے میں
(یعنی آدھی رات کے بعد پہلے گھنٹے میں) دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو شخص اس میں نماز پڑھے اور دعا کرے اس کی تمام شب کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں! راوی نے عرض کیا: اصلحک اللہ! وہ رات میں کون سی ساعت ہے؟ فرمایا: جب نصف شب گزر جائے تو اس کے بعد ایک ثلث تک۔ (التہذیب، الاصول)

۲۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس سوال پر فرمایا: وہ ساعت دوسرے نصف شب کا پہلا چھٹا حصہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدۃ نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ روایت

کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندۂ مومن جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ایسا ہی ہے! عرض کیا: وہ کون سی ساعت ہے؟ فرمایا: آدھی رات سے لے کر آخری ثلث تک! عرض کیا کہ آیا یہ ساعت کسی خاص رات میں ہوتی ہے یا ہر رات میں؟ فرمایا: ہر رات میں!

(التہذیب، الامالی)

باب ۲۷

طلوع وغروب آفتاب سے پہلے دعا کرنا، ذکر کرنا اور شیطان سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود غالب بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿وَ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ﴾ (کہ ان کے سائے بھی صبح و شام خدا کو سجدہ کرتے ہیں) فرمایا: اس سے مراد طلوع وغروب آفتاب سے پہلے دعا کرنا ہے اور یہ قبولیت دعا کی ساعت ہے۔

(الاصول)

۲۔ شہاب بن عبدربہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب سورج کا رنگ بدلنے لگے (ابھرنے لگے یا ڈوبنے لگے) تو خدا تعالیٰ کا ذکر کرو اور اگر تم کسی ایسے گروہ کے ہمراہ ہو جو تمہیں (باتوں یا کاموں میں) مصروف رکھنا چاہے تو تم اٹھ کر دعا کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابلیس، اس پر خدا کی لعنتیں ہوں۔ اپنا (گمراہ کرنے والا) لشکر دو وقت پھیلاتا ہے ایک اس وقت جب سورج ڈوبتا ہے اور دوسرا اس وقت جب سورج ابھرتا ہے۔ پس تم ان دو وقتوں میں بکثرت ذکر خدا کیا کرو اور شیطان اور اس کے لشکریوں کے شر سے خدا کی پناہ مانگا کرو اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی ان دو وقتوں میں بچایا کرو کیونکہ یہ غفلت کے اوقات ہیں۔ (الاصول، الفقیہ)

۴۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلوع وغروب آفتاب سے پہلے دعا کرنا واجبی سنت ہے اور طلوع وغروب کے وقت۔ (الاصول)

۵۔ میمون بن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی نیا دن فرزند آدمؑ پر آتا ہے تو وہ (زبان حال سے) کہتا ہے: اے فرزند آدم! میں نیا دن ہوں اور تو (آج جو کچھ کرے گا) میں اس پر گواہ ہوں لہٰذا تو میرے اندر اچھی گفتگو کر اور اچھا عمل کر، تاکہ میں بروز قیامت تیرے حق میں اچھی گواہی دوں اور تو آج کے بعد پھر مجھے کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ جب رات داخل ہونے لگتی تھی تو فرماتے: اے نئی

رات! اور اے گواہ کاتب! مرحبا! میرے لئے خدا کا نام لکھنا پھر خدا کا ذکر کرتے تھے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ اور تعقیبات کے باب ۳۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جب دل میں رقت اور اخلاص ہو اور خوفِ خدا کی کیفیت طاری ہو تو دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے اندر رقتِ قلب پیدا ہو تو دعا کرو کیونکہ کوئی دل اس وقت تک رقیق نہیں ہوتا جب تک اس میں اخلاص پیدا نہیں ہوتا۔ (الاصول)

۲۔ سیف بن عمیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا غافل دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن حدید مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جسم کانپنے لگے، آنکھیں اشکبار ہو جائیں تو دعا کو لازم پکڑو اور اپنے مقصد کا خیال کرو۔ (ایضاً والفقیہ)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص سے گلو خلاصی ہوتی ہے جب کبھی گھبراہٹ بڑھ جائے تو جائے پناہ خدا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ سے فرمایا: خلوصِ نیت سے خدا سے سوال کرو کیونکہ خیر و شر اور عطا اور منع بخشش اور حرمان اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ابواب سابقہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جب گریہ و بکا آئے تو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے اور دعا کے وقت رونا یا رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنانا اگرچہ کسی مرحوم عزیز کے یاد کرنے سے ہی ہو مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دعا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ روؤں مگر گریہ نہیں آتا۔ ہاں البتہ بعض اوقات ایسے موقع پر اپنے کسی مرے ہوئے عزیز کو یاد کرتا ہوں اور رقت پیدا ہوتی ہے اور رو پڑتا ہوں۔ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! بے شک اپنے کسی مردہ عزیز کو یاد کر۔ اور جب رقت پیدا ہو تو گریہ کر اور اپنے پروردگار سے دعا مانگ۔ (الاصول)

۲۔ عنبسہ العابد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر دعا کرتے وقت رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بناؤ۔ (ایضاً)

۳۔ سعد بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں زبردستی رونے کی کوشش کرتا ہوں مگر گریہ نہیں آتا تو؟ فرمایا: ہاں کوشش کر، اگرچہ بقدر مکھی کے سر کے آنسو آ جائے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا: جب کسی امر سے خوف دامنگیر ہو یا جب کوئی حاجت برآری چاہتے ہو تو سب سے پہلے تو خدا کی اس طرح مدح وثنا کرو جس کا وہ اہل ہے، اس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور ان کی آل اطہارؑ) پر درود بھیجو، بعد ازاں اپنی حاجت برآری کا خدا سے سوال کرو اور رونے کی کوشش کرو اگرچہ بقدر مکھی کے سر کے ہو۔ بالتحقیق میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ بندہ سب سے زیادہ اپنے پروردگار کے قریب اس وقت ہوتا ہے جب سجدہ میں ہو اور گریہ کناں ہو۔ (ایضاً)

۵۔ اسماعیل بجلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر رونا نہ آئے تو زبردستی رونے کی کوشش کرو اور اگر مکھی کے پر کے برابر بھی آنسو نکل آئے تو واہ وا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک دو قدموں سے بڑھ کر کوئی قدم پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک وہ قدم جس سے مؤمن چل کر خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے جائے اور دوسرا وہ قدم جو کسی قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار کی طرف (صلۂ رحمی کی خاطر) اٹھایا جائے اور خدا کے نزدیک دو گھونٹوں سے زیادہ کوئی گھونٹ پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک غیظ وغضب کا گھونٹ جو مؤمن حلم و بردباری سے پی جائے۔ دوسرا مصیبت کا وہ گھونٹ جسے مؤمن صبر وضبط کے ساتھ پی جائے اور خدا کے نزدیک دو قطروں سے بڑھ کر کوئی قطرہ محبوب نہیں ہے۔ ایک خون کا وہ قطرہ جو خدا کی راہ میں گرے۔ دوسرا آنسو کا وہ قطرہ جو صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ظلمات کی تاریکی میں آنکھ سے گرایا جائے۔ (الخصال، کتاب الزہد)

۷۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروز قیامت سوائے تین آنکھوں کے ہر آنکھ روتی ہوگی۔ (۱) وہ آنکھ جو

خوف خدا سے روئی ہوگی۔ (۲) وہ آنکھ جو محارم الٰہیہ سے بند ہوئی ہوگی۔ (۳) وہ آنکھ جو رات بھر راہ خدا میں بیدار رہی ہوگی۔ (الخصال)

۸۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں حزن وملال کے نوحہ خوان مقرر کر دیتا ہے کیونکہ خدا محزون دل سے پیار کرتا ہے اور وہ شخص جو خوف وخشیۂ الٰہی میں رویا ہوگا وہ اس وقت تک آتش جہنم میں داخل نہیں ہوگا جب تک دوھا ہوا دودھ تھن میں دوبارہ داخل نہیں ہو جائے گا اور جب خدا کسی بندہ سے دشمنی کرتا ہے تو اس کے دل میں ہنسنے کی بانسری رکھ دیتا ہے کیونکہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے اور خدا بہت خوش رہنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے عیسیٰؑ! اپنی آنکھوں سے مجھے آنسو، اپنے دل سے مجھے خوف وخشیہ دے اور قبروں پر کھڑے ہو کر ان کو بآواز بلند بلا۔ شاید اس طرح تو ان سے کچھ وعظ ونصیحت حاصل کر سکے، اور کہہ!: میں بھی (تم سے) ملحق ہونے والوں کے ساتھ لاحق ہونے والا ہوں۔ اے عیسیٰ! میرے لئے آنکھوں سے آنسو بہاؤ اور اپنے دل سے میرے لیے خشوع وخضوع کرو۔ (ایضاً)

۱۰۔ مروی ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک ایسی دشوار گزار گھاٹی ہے جسے صرف وہ لوگ عبور کر سکیں گے جو خوف خدا سے روتے ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: خدا فرماتا ہے: عبادت گزار میری بارگاہ میں وہ مقام ودرجہ نہیں حاصل کر سکتے جو (رونے والے) رونے کی وجہ سے حاصل کرتے ہیں اور میں ان رونے والوں کے لئے رفیع اعلیٰ میں دو قصر بناؤں گا جس میں ان کے ساتھ اور کوئی شریک نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۱۲۔ فرمایا: منجملہ اس وحی کے جو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو کی، ایک یہ بھی تھی کہ جب تک دنیا میں رہو اپنے آپ پر روؤ۔ (ایضاً)

۱۳۔ فرمایا: منجملہ اس وحی کے جو خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائی، ایک یہ بھی تھی کہ اے عیسیٰؑ! اپنے اوپر اس شخص کی طرح روؤ جو اہل وعیال سے الوداع کرتے اور دنیا کو برا سمجھ کر اسے اہل دنیا کے حوالہ کر کے (سفر آخرت پر) روانہ ہو رہا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

رات کے وقت خصوصاً شب جمعہ اور جمعہ کے دن دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن کردوس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص آخر شب میں اٹھے اور ذکر خدا کرے تو اس سے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اور اگر آخر شب میں اٹھے اور وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی حمد و ثنا کرے اور سرکار محمد (و آل محمد علیہم السلام) پر درود بھیجے تو وہ خدا سے جس چیز کا سوال کرے گا خدا اسے عطا کرے گا یعنی یا تو وہ اسے وہ چیز عطا کرے گا جس کا اس نے اس سے سوال کیا ہے یا پھر وہ اس دعا کو اس کے لئے ایسا ذخیرۂ آخرت بنائے گا جو اس کے لئے اس چیز سے بہتر ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مناجاتوں (راز و نیاز کی باتوں) کے جو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیں، ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا: اے فرزند عمران! وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن جب رات کی تاریکی اسے ڈھانپ لیتی ہے تو وہ مجھ سے منہ موڑ کر سو جاتا ہے! کیا ہر دوست اپنے دوست سے خلوت میں باتیں کرنا پسند نہیں کرتا؟ ہاں اے فرزند عمران! میں اپنے محبوں سے آگاہ ہوں۔ جب رات کی تاریکی ان کو ڈھانپ لیتی ہے تو میں ان کی آنکھوں کو ان کے دلوں میں تبدیل کر دیتا ہوں (وہ بیدار رہتے ہیں) اور اپنا عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہوں۔ وہ مجھ سے اس طرح خطاب کرتے ہیں کہ گویا مجھے دیکھ رہے ہیں اور وہ اس طرح مجھ سے کلام کرتے ہیں کہ گویا میری بزم میں حاضر ہیں۔ اے فرزند عمران! مجھے اپنے دل سے خشوع، بدن سے خضوع اور آنکھوں سے دموع (آنسو) دو اور پھر رات کی تاریکیوں میں مجھے بلاؤ، مجھے اپنے قریب پاؤ گے اور مجھے دعا کا قبول کرنے والا پاؤ گے۔ (الامالی للصدوقؒ)

۳۔ جناب سید رضیؒ نوف بکالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے نوف! جناب داؤد علیہ السلام رات کے وقت ایسی ہی ایک گھڑی میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ وہ گھڑی ہے جس میں بندہ جو دعا کرتا ہے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے مگر یہ کہ وہ چنگی والا ہو، یا کھوجی ہو یا پولیس والا ہو یا طنبور والا ہو یا طبلے والا ہو (کہ ان کی دعا اس خاص وقت میں بھی قبول نہیں ہوتی)۔ (نہج البلاغہ)

۴۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم ہر شب جمعہ کو اول شب سے آخر شب تک عرش الٰہی سے ندا دیتا ہے کہ آیا کوئی بندۂ مومن ہے جو طلوع فجر سے پہلے دنیا و دین کے لئے مجھ سے کوئی

دعا کرے جسے میں قبول کروں! کوئی ایسا بندۂ مؤمن ہے جس کا رزق تنگ ہو اور طلوع فجر سے پہلے مجھ سے کشادگی کا سوال کرے اور میں اسے کشادہ کروں۔ آیا کوئی بندۂ مؤمن بیمار ہے جو طلوع فجر سے پہلے مجھ سے شفا کا سوال کرے اور میں اسے شفا دوں! آیا کوئی بندۂ مؤمن قید میں ہے جو طلوع فجر سے پہلے مجھ سے رہائی کا سوال کرے تا کہ میں اسے رہائی دوں۔ آیا کوئی بندۂ مؤمن مظلوم ہے جو طلوع فجر سے پہلے مجھ سے اپنے مظلمہ کا مطالبہ کرے تا کہ میں اس کی نصرت کروں اور اس کا بدلہ لوں۔ فرمایا: خداوند عالم برابر طلوع فجر تک اس طرح ندا دیتا رہتا ہے۔ (عدۃ الداعی)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب آخر شب کا وقت ہوتا ہے تو خدائے عزوجل ندا دیتا ہے آیا کوئی دعا کرنے والا ہے تا کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں! آیا کوئی سائل ہے تا کہ میں اسے عطا کروں! آیا کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے تا کہ میں اس کے گناہ معاف کروں! آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے تا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ا، الجمعہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

دعا کرنے سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرنا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرنا مستحب ہے اور ناجائز کام اور نہ ہو سکنے والے کام کے لئے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن المغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خبردار! جب خدا سے دنیا و آخرت کی کسی چیز کا سوال کرنا چاہو تو اس وقت تک نہ کرو۔ جب تک پہلے خدا کی حمد و ثنا نہ کرلو اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات نہ پڑھ لو۔ پھر اپنی حاجات کا سوال کرو۔ (الاصول)

۲۔ عیص بن القاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو پہلے خدا کی حمد و ثنا کرے کیونکہ جب کوئی شخص کسی بادشاہ سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو پہلے اس سے ہمکلام ہونے کے لئے کوئی اچھا کلام تیار کرتا ہے۔ پس جب خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے خدائے عزیز و جبار کی اس طرح مدح و ثنا کرو (یَا اَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰی وَ یَا خَیْرَ مَنْ سُئِلَ یَا اَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ یَا مَنْ لَّمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا یَا مَنْ

السلام پر درود و سلام بھیجو۔ پھر اپنے گناہوں کو یاد کرو اور ان کا اقرار کرو۔ پھر استغفار کرو (بعد ازاں دعا کرو) یہ ہے دعا کرنے کا صحیح طریقہ! پھر فرمایا: اور دوسری آیت کون سی ہے؟ کہا: خدا کا ارشاد ہے ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (تم جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو خدا تمہیں اس کا بدل دے گا کیونکہ وہ بہترین رزق دینے والا ہے) لیکن میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا بدل نہیں دیکھتا! فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ خدا نے وعدہ خلافی کی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پھر کیا وجہ ہے؟ عرض کیا: مجھے کچھ معلوم نہیں ہے! فرمایا: اگر تم حلال کی روزی کماؤ اور حلال جگہ پر صرف فرماؤ تو جب بھی ایک درہم صرف کرو گے تو خدا تمہیں اس کا بدل ضرور دے گا۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن حسان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ دعا جس سے پہلے خدا کی حمد و ثنا نہ کی جائے وہ ناقص ہے (فرمایا) پہلے حمد، پھر ثنا (اور پھر دعا) راوی نے عرض کیا: میں نہیں جانتا کہ کس قدر حمد و ثنا کافی ہے؟ فرمایا: یوں کہو ﴿اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن بکر المرادی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آبائے طاہرین کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار زید بن صوحان نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کون بادشاہ زیادہ غالب اور طاقتور ہے؟ فرمایا: خواہش نفس! عرض کیا: اور کون سی چیز بہت بڑی ہے؟ فرمایا: دین کا حرمان۔ عرض کیا: کون سا فقر زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ایمان کے بعد کفر۔ پھر عرض کیا: وہ کون سی دعا ہے جو رائگاں کردہ ہے؟ فرمایا: نہ ہو سکنے والے کام کی دعا کرنا۔ (الفقیہ)

۹۔ نیز حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ میں فرمایا: بندہ کا سوال مدح کے بعد ہوتا ہے لہٰذا پہلے خدا کی مدح و ثنا کرو پھر اس سے اپنی حاجت کا سوال کرو۔ الغرض طلب حاجات سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرو (پھر فرمایا) اے دعا کرنے والے! خبردار! ناجائز کام اور نہ ہو سکنے والے کام کا خدا سے سوال نہ کر۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ و ۳۰ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ و ۳۸ و ۵۵ و ۵۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

دعا کرنے والے کیلئے صبر و ضبط، طلب حلال، کسب حلال، صلۂ رحمی اور عمل صالح کو لازم پکڑنا لازم ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ دعا کرنے میں طول خاطر نہ ہو، کیونکہ دعا کی خدا کی بارگاہ میں بڑی منزلت ہے اور (اس سلسلہ میں) تم پر صبر، کسب حلال اور صلۂ رحمی کرنا لازم ہے اور جو ہم سے برائی کرتا ہے ہم اس سے اچھائی کرتے ہیں اور بخدا ہم اس کا انجام بڑا اچھا دیکھتے ہیں۔(الاصول، قرب الاسناد)

۲۔ علی بن اسباط ایک شخص کے واسطہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی دعا قبول ہو تو وہ اپنے کسب و کمائی کو حلال بنائے (اور لقمۂ حلال کھائے کیونکہ اکل حلال اور صدق مقال قبولیت دعا کی بنیادی شرط ہے)۔(الاصول)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! نیکی کے ساتھ اس قدر (مختصر سی) دعا کافی ہے جس طرح طعام میں (تھوڑا سا) نمک کافی ہوتا ہے۔ اے ابوذرؓ! اس شخص کی مثال جو عمل کے بغیر دعا کرتا ہے اس شخص جیسی ہے جو کمان کے بغیر تیر مارتا ہے۔ اے ابوذرؓ! خداوند عالم ایک آدمی کے نیک بن جانے سے اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو بھی نیک بنا دیتا ہے اور جب تک وہ موجود ہے خدا اس کی وجہ سے اس کے گھر اور اس کے اردگرد والے گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔(الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۶۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

دعا میں حاجت کا نام لینے سے پہلے یا اللہ دس بار، یا رب دس بار اور یا اللہ یا رب اس قدر کہ سانس قطع ہو جائے یا دس بار اور اے رب تین بار، یا ارحم الراحمین سات بار کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیئیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن الحر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص دس مرتبہ کہے ﴿یا اللہ﴾ اس سے (منجانب اللہ) کہا جاتا ہے لبیک! بتا تیری کیا حاجت ہے؟

(الاصول، عدۃ الداعی)

۲۔ نیز ایوب بن الحر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دس مرتبہ کہے ﴿یَا رَبِّ﴾ اسے کہا جاتا ہے: لبیک! تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۳۔ محمد بن حمران بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل بیمار ہوئے تو آنجنابؑ نے ان سے فرمایا: دس بار کہو: ﴿یَا رَبِّ یَا رَبِّ﴾ کیونکہ جو بندہ یہ کہتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ لبیک بتا تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بقدر ایک سانس کہے ﴿یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ﴾ اس سے کہا جاتا ہے: لبیک! بتا تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ سجدہ کی حالت میں تین بار کہے ﴿یَا اَللّٰہُ یَا رَبَّاہُ یَا سَیِّدَاہُ﴾ تو اسے خدا جواب دیتا ہے لبیک میرا بندہ! اپنی حاجت کا سوال کر۔ (الآمالی وعدۃ الداعی)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود حفص بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک بیٹا بیمار ہوا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس کے پاس سے گزرے اور اس سے فرمایا: دس بار کہو: ﴿یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ﴾ کیونکہ جب کوئی بندہ دس بار اس طرح کہتا ہے تو اس سے خدا فرماتا ہے: لبیک! (المحاسن)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ اس قدر ﴿یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ﴾ کہے کہ سانس قطع ہو جائے تو خداوند عالم اس سے فرماتا ہے (اے میرا بندہ) بتا تیری کیا حاجت ہے؟ اس کا مجھ سے سوال کر۔ (ایضاً والفقیہ)

۸۔ جناب برقی فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَکٰوۃً﴾ (کہ ہم نے جناب یحییٰ علیہ السلام کو رحم دلی اور پاکیزگی عطا فرمائی) کے بارے میں بروایت ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب جناب یحییٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے تو اپنی زبان میں ﴿یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ﴾ کہتے تھے تو انہیں آسمان سے آوازِ قدرت آتی تھی: لبیک! اے یحییٰ! اپنی حاجت کا سوال کر۔ (المحاسن)

۹۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جنت اور نار کے ذکر کے وقت ذرا ٹھہر جاتا ہے اور تین بار کہتا ہے ﴿اَیْ رَبِّ اَیْ رَبِّ﴾ تو اسے اس کے سر کے اوپر سے ندا دی جاتی ہے بتا تیری کیا حاجت ہے؟ اسے مانگ! (ایضاً)

۱۰۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس قدر ﴿یَا رَبِّ یَا رَبِّ﴾ کہے کہ اس

کی سانس قطع ہو جائے۔ اس سے کہا جاتا ہے لبیک! تیری کیا حاجت ہے؟ (ایضاً)

۱۱۔ یہ بھی مروی ہے کہ جب کوئی شخص دس بار کہے ﴿یا ربّ یا ربّ﴾ تو اس سے کہا جاتا ہے لبیک! تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ مسعدہ بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کا ایک بیٹا بیمار ہوا۔ جب آپؑ اس کے پاس سے گزرے تو اس سے فرمایا: دس بار کہہ: ﴿یا اَللّٰہُ یا اَللّٰہُ﴾ کیونکہ جب بھی مؤمنین میں سے کوئی بندۂ مؤمن یہ کہتا ہے تو اس سے پروردگار فرماتا ہے: اے میرا بندہ لبیک! تو اپنی حاجت کا سوال کر۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ جناب سید علی بن موسیٰ بن طاؤسؒ بحوالہ کتاب فضل الدعا للصفار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کا معمول تھا کہ جب ان کو کوئی سخت حاجت درپیش ہوتی تھی تو نماز پڑھے بغیر اور بغیر رکوع و سجود کیے سات بار کہتے تھے: ﴿یا اَرحَمَ الرّاحِمِینَ﴾ اور پھر خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص سات مرتبہ یہ ذکر کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ ہاں میں ارحم الراحمین ہوں۔ مانگ جو کچھ تو نے مانگنا ہے!! (محاسبۃ النفس)

۱۴۔ نیز اسی کتاب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: خداوند عالم کا اسماعیل نامی ایک فرشتہ ہے جو آسمان دنیا میں رہتا ہے اور جب کوئی بندہ سات بار کہتا ہے ﴿یا اَرحَمَ الرّاحِمِینَ﴾ تو یہ فرشتہ اس سے کہتا ہے: ''ارحم الراحمین خدا'' نے تیری آواز سن لی ہے تو اور مانگ کہ تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۱۵۔ نیز اسی کتاب میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ﴿یا اَرحَمَ الرّاحِمِینَ﴾ کہہ کر خدا کو پکارتے ہوئے سنا تو آنحضرتؐ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے۔ سوال کر کہ تیری حاجت کیا ہے؟ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) دعا کرنے میں الحاح و اصرار کرتے تھے، سانس توڑ کر ﴿یا رَبّ یا رَبّ﴾ کہتے تھے کہ آپ کی سانس قطع ہو جاتی اور پھر ایسا کرتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۳۴

جو شخص خدا سے حور العین کا سوال کرنا چاہے اس کے لیے مستحب ہے کہ پہلے سو بار تکبیر، تسبیح، تحمید اور تہلیل (یعنی سو بار تسبیحات اربعہ) اور سو بار درود پڑھے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد البرقی "باسنادِ خود" حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مہر العین کے بارے میں سوال کیا کہ وہ پانچ سو درہم کس طرح قرار پایا؟ فرمایا: خدا نے اپنی ذات پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ جو شخص سو بار اس کی تکبیر ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ سو بار تحمید ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ سو بار تسبیح ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ اور سو بار تہلیل ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہے گا اور سو بار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے گا اور اس کے بعد کہے گا ﴿اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِيْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ﴾ تو یقیناً خدا اس کی حور سے تزویج کرے گا اور اس (پانچ سو مرتبہ کے ذکر) کو اس کا حق مہر قرار دے گا۔ (المحاسن، الفقیہ، العلل، العیون، الفروع، التہذیب)

باب ۳۵

دعا کے بعد ماشاء اللّٰه لا حول ولا قوۃ الا باللّٰه کہنا مستحب ہے نیز مستحب ہے کہ ہزار بار ماشاء اللّٰه کہا جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص دعا کرے اور دعا کے بعد کہے ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تو خدا فرماتا ہے کہ میرا بندہ مکمل کر میدان میں آ گیا ہے اور کھل کھلا میرے امر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے لہٰذا اس کی حاجت بر آری کر دو۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عمران زعفرانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دعا کرے اور اپنی دعا کو ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ پر ختم کرے تو اس کی حاجت بر آری ہو جاتی ہے۔ (الامالی، ثواب الاعمال)

۳۔ جناب احمد بن ابی عبداللہ البرقی "باسنادِ خود" یحییٰ بن ابو بکر سے وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ (دعا کے بعد) کہتا ہے ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تو خدا فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! چونکہ میرے بندہ نے میرے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے لہٰذا تم اس کی اعانت کرو اور اس

کی حاجت پوری کر دو۔ (المحاسن)

۴۔ برقی" فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ایک ہی دفعہ (ایک نشست میں) ہزار بار پڑھے: ﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾ اسے اس سال حج بیت اللہ نصیب ہوگا۔ اور اگر کسی وجہ سے اس سال نہ جا سکا تو خدا اسے مؤخر کر دے مگر وہ اسے یہ سعادت ضرور عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

باب ۳۶

دعا کے اول، آخر اور وسط میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ دعا جو خدا سے کی جائے وہ اس وقت تک آسمان پر بلند ہونے سے رکی رہتی ہے جب تک حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود نہ پڑھا جائے۔ (الاصول، امالی طوسی کتاب الکفایہ لابن النجرانی)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی صلوٰۃ کا ایک تہائی حصہ، پھر کہا: نہ بلکہ اپنی آدھی صلوٰۃ، پھر کہا: نہ بلکہ اپنی پوری صلوٰۃ آپ کے لئے قرار دے دیتا ہوں! تو؟ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: پھر تو دنیا و آخرت کے کاموں میں تیری کفایت کی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ (سابقہ روایت میں اس شخص کے یہ کہنے کہ) "میں اپنی تمام صلوٰۃ آپ کے لئے قرار دیتا ہوں" کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ہر اس حاجت سے پہلے جو خدا سے طلب کرے گا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے گا، پھر خدا سے اپنی حاجات طلب کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں اپنی صلوٰۃ کی ایک تہائی آپؐ کے لئے قرار دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا، پھر اس نے کہا: یا رسول اللہؐ! میں اپنی آدھی صلوٰۃ آپؐ کے لئے قرار دیتا ہوں! آپؐ نے فرمایا: یہ اور بھی افضل ہے۔ اس نے عرض کیا: بلکہ میں اپنی پوری صلوٰۃ آپؐ کے لئے قرار دیتا ہوں! فرمایا: اگر ایسا ہے تو پھر خداوند عالم دنیا و دین کی تیری تمام مہمات کی کفایت کرے گا۔ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: اصلحک اللہ! وہ اپنی صلوٰۃ آنحضرتؐ کے لئے کس طرح قرار دیتا ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جب بھی خدا سے کسی چیز کا سوال کرتا

ہے تو اس کی ابتداء حضرت محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنے سے کرتا ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

(نوٹ) ایک اور روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ پر درود پڑھنا دس نیکیوں کے برابر ہے۔ (الروضۃ)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص دعا کرے مگر اس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر نہ کرے تو وہ دعا اس کے لئے سر پر منڈلاتی رہتی ہے۔ پس جب آپ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے تو تب وہ دعا بلند ہوتی ہے۔ (ایضاً)

(ظاہر ہے کہ یہاں آنحضرتؐ کے ذکر سے مراد آپؐ پر درود بھیجنا ہے)۔

۶۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ کیونکہ سوار جب اپنا پیالہ بھر لیتا ہے تو پھر جب چاہتا ہے اس سے پیٹ بھرتا ہے (اسی طرح تم بھی مجھے ایسا نہ بناؤ کہ جب چاہا مجھ پر درود پڑھ لیا) بلکہ دعا کے اول میں، اس کے وسط میں اور اس کے آخر میں میرا ذکر کیا کرو۔ (ایضاً)

۷۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص سو بار کہے: ﴿یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ تو اس کی سو حاجتیں پوری کی جاتی ہیں جن میں سے تین حاجات دنیوی ہوتی ہیں۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

۸۔ ابن جمہور اپنے والد سے اور وہ اپنے بعض آدمیوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو تو اس کی ابتداء محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنے سے کرے، بعد ازاں اپنی حاجت کا خدا سے سوال کرے اور پھر اس کا اختتام بھی درود و سلام پر کرے کیونکہ خداوند عالم کی ذات اس سے اجل و اکرم ہے کہ کسی دعا کی ابتداء و انتہاء کو تو قبول کرے مگر وسط کو رد کر دے کیونکہ حضرت محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنے کی وجہ سے قبولیت میں تو کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے سے اس کا آغاز کرے کیونکہ آنحضرتؐ پر درود تو یقیناً قبول ہوتا ہے۔ اب یہ بات خدا کی شان سے بعید ہے کہ وہ دعا کے بعض حصہ (درود) کو تو قبول کرے اور بعض حصے کو رد کر دے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کے مجھ پر درود پڑھنے میں تمہاری دعاؤں کی قبولیت ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا جو حضرت آدم علیہ السلام نے خداوند عالم سے حاصل کیے تھے (اور ان کے طفیل خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی) فرمایا: انہوں نے حضرات محمدؐ و علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر دعا کی تھی اور خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔

(الخصال، معانی الاخبار، الامالی)

۴۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کلمات کے متعلق سوال کیا جن کا تذکرہ خداوند عالم نے اس آیت میں کیا ہے ﴿وَ اِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ﴾؟ فرمایا: یہ وہی کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے حاصل کیے تھے اور خدا نے (ان کی برکت سے) ان کی توبہ قبول کی تھی! اور وہ کلمات یہ تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَیَّ﴾۔

(الخصال، معانی الاخبار، مجمع البیان)

۵۔ معمر بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس یہودی کے جواب میں جس نے آپؐ سے سوال کیا تھا کہ آپؐ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمرانؑ؟) فرمایا: اگرچہ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی زبان سے اپنی تعریف کرے مگر میں (اظہار حقیقت کے لئے) کہتا ہوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی (ترک اولیٰ ہوا) تو ان کی توبہ کے الفاظ یہ تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ﴾ پس خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور (بمقام کربلا) غرق ہونے کا اندیشہ دامن گیر ہوا تو یوں دعا کی: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ﴾ تو خدا نے ان کی کشتی پار لگائی اور (غرق ہونے سے) نجات عطا فرمائی اور جناب ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا تو ان کی دعا کے الفاظ یہ تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ مِنْهَا﴾ تو خدا نے آگ کو ان پر بردوسلام بنا دیا، اور اسی طرح جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا (اور وہ اژدھا بن گیا) اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو خوف دامن گیر ہوا تو یوں دعا کی: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ اٰمَنْتَنِیْ﴾ تو خدا نے فرمایا: ﴿لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی﴾ (اے موسیٰ! خوف نہ کر۔ تو ہی اعلیٰ اور بلند و بالا ہے)۔ (آمالی صدوقؒ)

۶۔ سعید بن جبیر جناب ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے آخر میں بیان کیا کہ جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا میں تمہیں ایک

ایسی دعا کی تعلیم نہ دوں کہ جس کی برکت سے خدا آپؑ کی بصارت بھی لوٹا دے اور دونوں بیٹے بھی ملا دے؟ کہا: ہاں! جبرئیلؑ نے کہا: وہی کلمات کہو جو تمہارے باپ آدمؑ نے کہے تھے تو ان کی توبہ قبول ہوئی تھی، جو نوح علیہ السلام نے کہے تھے تو ان کی کشتی کوہ جودی پر کنارے لگی تھی، آپ کے باپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہے تھے تو آتش نمرودی ان پر بردو سلام ہوگئی تھی۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرئیلؑ! وہ کلمات کیا تھے؟ کہا: کہو ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَنْ تَاْتِيَنِیْ بِيُوْسُفَ وَ بِنْيَامِيْنَ جَمِيْعًا وَ تَرُدَّ عَلَیَّ عَيْنِیْ﴾ پس جب جناب یعقوب علیہ السلام نے یہ دعا پڑھنا شروع کی تو ہنوز دعا مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ بشیر نے آ کر جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص ان کی آنکھوں پر ڈالی جس سے ان کی بینائی لوٹ آئی۔

(ایضاً)

۷۔ جناب شیخ احمد بن محمد حلیؒ جناب سلمان فارسیؓ (محمدیؑ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہوتا کہ کچھ لوگوں کے تم سے بڑے بڑے کام وابستہ ہوتے ہیں اور جب تک تمہارے سب سے زیادہ پیارے کسی عزیز دوست کو اپنا سفارشی نہیں بناتا، اس وقت تک تم ان کے کام نہیں کرتے؟ اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو تم سفارشی شخص کی عزت کی خاطر ان کام کو کر دیتے ہو! تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میری تمام مخلوق میں سے جو ہستیاں اس طرح میرے نزدیک سب سے زیادہ گرامی قدر اور افضل و اعلیٰ ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کے بھائی علیؑ ہیں اور ان کے بعد والے (گیارہ) امامؑ ہیں جو میری بارگاہ میں وسیلے ہیں۔ پس جسے کوئی اہم حاجت درپیش ہو جسے وہ پورا کرانا چاہتا ہو، یا جسے کسی عظیم مصیبت کا سامنا ہو اور وہ اس سے چھٹکارا چاہتا ہو تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آل علیہم السلام کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرے۔ تو میں اس سے بھی احسن طریقہ پر اس کی حاجت برآری کروں گا جس طرح تم اپنے سب سے زیادہ عزیز کی سفارش پر لوگوں کے کام کرتے ہو۔ (عدۃ الداعی، تفسیر منسوب با امام حسن عسکریؑ)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! جب تمہیں خدا سے کوئی حاجت برآری کرانا ہو تو یوں کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ فَاِنَّ لَهُمَا عِنْدَکَ شَاْنًا مِنَ الشَّاْنِ وَ قَدْرًا مِنَ الْقَدْرِ فَبِحَقِّ ذٰلِکَ الشَّانِ وَ بِحَقِّ ذٰلِکَ الْقَدْرِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَ کَذَا﴾ (یہاں اپنی حاجت کا بیان کرو)۔ (ایضاً)

۹۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے

ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: اے آدمؑ! تو نے درخت کا پھل کھا کے عصیان کیا ہے (ترکِ اولیٰ کیا ہے)۔ لہٰذا حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے لئے تواضع کر کے میری عظمت کا اظہار کرو۔ اس طرح تم بالکل فوز و فلاح پا جاؤ گے اور تم سے اس لغزش کا داغ دور ہو جائے گا۔ پس تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آل علیہم السلام کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ کامل فلاح پا گئے۔ (الاحتجاج)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرے گا وہ فوز و فلاح پا جائے گا اور جو ہمارے غیر کا واسطہ دے کر دعا کرے گا وہ بالکل ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۱۔ جناب شیخ سعید بن ھبۃ اللہ راوندی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں وہی مضمون نقل کی ہے جو اس سلسلہ کی حدیث نمبر ۵ میں مذکور ہے۔ ہاں اس میں صرف اس قدر اضافہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی تو خدا نے نہ صرف یہ کہ ان کو قتل ہونے سے بچا لیا بلکہ ان کو (زندہ آسمان پر) اٹھا لیا۔ (قصص الانبیاء راوندی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں عامہ (سنی) اور خاصہ (شیعہ) کی بکثرت حدیثیں وارد ہیں اور منقولہ دعائیں بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ وہ ان ذواتِ مقدسہ سے توسل کرنے سے لبریز نظر آتی ہیں۔

باب ۳۸

دعا کرنے سے چار آدمیوں سے لے کر چالیس آدمیوں تک کا اجتماع کرنا (اور پھر اجتماعی دعا کرنا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاں بھی چالیس آدمی اکٹھے ہو کر کسی معاملہ میں دعا کریں تو خدا صرف ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر چالیس آدمی جمع نہ ہو سکیں تو پھر چار ہی سہی اور اگر وہ دس دس بار خدا سے دعا کریں تو خدا ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر چار بھی میسر نہ ہوں تو پھر ایک شخص ہی چار مرتبہ دعا کرے خدائے عزیز و جبار اس کی دعا قبول کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی چار آدمی مل کر کسی امر کے متعلق خدا سے دعا کریں تو جب ایک دوسرے سے جدا ہوں گے تو ان کی دعا قبول ہو چکی ہوگی۔ (الاصول و ثواب الاعمال)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ! اہل ایمان کا قرب حاصل کرنے کے بعد ان کو حکم دے کہ تمہارے ہمراہ مجھ سے دعا کریں۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ آنحضرتؐ سے مروی ہے فرمایا: جہاں چند مومنین یا (کم از کم) تین مومنین کسی ایسے مومن بھائی کے پاس اکٹھے ہو جائیں جس کی زیادتیوں سے وہ محفوظ ہوں اور جس کی شرارتوں سے خوفزدہ نہ ہوں اور اس کی فائدہ رسانی کے امیدوار ہوں اگر یہ سب مل کر خدا سے دعا کریں گے تو وہ یقیناً قبول فرمائے گا، اگر وہ اس سے سوال کریں گے تو وہ ان کو عطا کرے گا اور اگر اس (رزق) میں اضافہ کی خواہش کریں گے تو وہ اضافہ فرمائے گا اور اگر یہ خاموش رہیں گے تو وہ آغاز فرمائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ مباہلہ کے واقعہ میں اجتماعی دعا کے مستحب ہونے پر کھلی ہوئی دلیل موجود ہے اور اس سلسلہ میں صلحاء و اتقیاء کو منتخب کرنا چاہیے اور آئندہ ابواب میں اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۹

مومن کی دعا پر آمین کہنا مستحب ہے اور جب وہ خود التماس کرے تو پھر مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا اجر و ثواب میں (برابر کے) شریک ہیں۔ (الاصول)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، حضرت ہارونؑ نے آمین کہی اور ملائکہ نے بھی آمین کہی، تب خداوند عالم نے فرمایا: ﴿قَدْ اُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ (تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن عقبہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے والد ماجدؑ (کا دستور تھا کہ) جب ان کو کوئی امر پریشان کرتا تو وہ عورتوں اور بچوں کو بلا لیتے، پھر خود دعا کرتے اور دوسرے آمین کہتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اس کے اردگرد اس کے بھائی بیٹھے ہیں۔ آیا ان پر آمین کہنا واجب ہے؟ فرمایا: یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے چاہیں تو کہیں اور چاہیں تو خاموش رہیں! ہاں البتہ وہ دعا کرے اور ان سے کہے کہ تم آمین کہو تو پھر ان پر واجب (سنت مؤکدہ) ہے کہ وہ ایسا کریں۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۳۔ عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا جو حضرت آدم علیہ السلام نے خداوند عالم سے حاصل کیے تھے (اور ان کے طفیل خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی) فرمایا: انہوں نے حضرات محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر دعا کی تھی اور خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔

(الخصال، معانی الاخبار، الامالی)

۴۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کلمات کے متعلق سوال کیا جن کا تذکرہ خداوند عالم نے اس آیت میں کیا ہے ﴿وَ اِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ﴾؟ فرمایا: یہ وہی کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ السلام نے خدا سے حاصل کئے تھے اور خدا نے (ان کی برکت سے) ان کی توبہ قبول کی تھی! اور وہ کلمات یہ تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَیَّ﴾۔

(الخصال، معانی الاخبار، مجمع البیان)

۵۔ معمر بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس یہودی کے جواب میں جس نے آپؐ سے سوال کیا تھا کہ آپؐ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمرانؑ؟) فرمایا: اگرچہ یہ اچھی بات نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی زبان سے اپنی تعریف کرے مگر میں (اظہار حقیقت کے لئے) کہتا ہوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی (ترک اولیٰ ہوا) تو ان کی توبہ کے الفاظ یہ تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ﴾ پس خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور (بمقام کربلا) غرق ہونے کا اندیشہ دامن گیر ہوا تو یوں دعا کی: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ﴾ تو خدا نے ان کی کشتی پار لگائی اور (غرق ہونے سے) نجات عطا فرمائی اور جناب ابراہیم علیہ السلام کو جب نار نمرود میں ڈالا گیا تو ان کی دعا کے الفاظ یہ تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ مِنْهَا﴾ تو خدا نے آگ کو ان پر بردو سلام بنا دیا۔ اور اسی طرح جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا (اور وہ اژدھا بن گیا) اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو خوف دامن گیر ہوا تو یوں دعا کی: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ اٰمَنْتَنِیْ﴾ تو خدا نے فرمایا: ﴿لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی﴾ (اے موسیٰ! خوف نہ کر۔ تو ہی اعلیٰ اور بلند و بالا ہے)۔ (آمالی صدوقؒ)

۶۔ سعید بن جبیر جناب ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے آخر میں بیان کیا کہ جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا میں تمہیں ایک

ایسی دعا کی تعلیم نہ دوں کہ جس کی برکت سے خدا آپ کی بصارت بھی لوٹا دے اور دونوں بیٹے بھی ملا دے؟ کہا: ہاں! جبرئیلؑ نے کہا: وہی کلمات کہو جو تمہارے باپ آدمؑ نے کہے تھے تو ان کی توبہ قبول ہوئی تھی، جو نوح علیہ السلام نے کہے تھے تو ان کی کشتی کوہ جودی پر کنارے لگی تھی، آپ کے باپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہے تھے تو آتش نمرودی ان پر بردو سلام ہوگئی تھی۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرئیلؑ! وہ کلمات کیا تھے؟ کہا: کہو ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَنْ تَأْتِیَنِیْ بِیُوْسُفَ وَ بِنْیَامِیْنَ جَمِیْعًا وَ تَرُدَّ عَلَیَّ عَیْنِیْ﴾ پس جب جناب یعقوب علیہ السلام نے یہ دعا پڑھنا شروع کی تو ہنوز دعا مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ بشیر نے آکر جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص ان کی آنکھوں پر ڈالی جس سے ان کی بینائی لوٹ آئی۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ احمد بن محمد حلیؒ جناب سلمان فارسیؓ (محمدیؒ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہوتا کہ کچھ لوگوں کے تم سے بڑے بڑے کام وابستہ ہوتے ہیں اور جب تک تمہارے سب سے زیادہ پیارے کسی عزیز دوست کو اپنا سفارشی نہیں بناتا، اس وقت تک تم ان کے کام نہیں کرتے؟ اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو تم سفارشی شخص کی عزت کی خاطر ان کام کو کر دیتے ہو! تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میری تمام مخلوق میں سے جو ہستیاں اس طرح میرے نزدیک سب سے زیادہ گرامی قدر اور افضل و اعلیٰ ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کے بھائی علیؑ ہیں اور ان کے بعد والے (گیارہ) امامؑ ہیں جو میری بارگاہ میں وسیلے ہیں۔ پس جسے کوئی اہم حاجت درپیش ہو جسے وہ پورا کرانا چاہتا ہو، یا جسے کسی عظیم مصیبت کا سامنا ہو اور وہ اس سے چھٹکارا چاہتا ہو تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آل علیہم السلام کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرے۔ تو میں اس سے بھی احسن طریقہ پر اس کی حاجت برآری کروں گا جس طرح تم اپنے سب سے زیادہ عزیز کی سفارش پر لوگوں کے کام کرتے ہو۔ (عدۃ الداعی، تفسیر منسوب با امام حسن عسکریؑ)

۸۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سماعہ! جب تمہیں خدا سے کوئی حاجت برآری کرانا ہو تو یوں کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ فَاِنَّ لَهُمَا عِنْدَکَ شَاْنًا مِنَ الشَّاْنِ وَ قَدْرًا مِنَ الْقَدْرِ فَبِحَقِّ ذٰلِکَ الشَّانِ وَ بِحَقِّ ذٰلِکَ الْقَدْرِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَ کَذَا﴾ (یہاں اپنی حاجت کا بیان کرو)۔ (ایضاً)

۹۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسیؒ باسناد خود حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے

ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: اے آدمؑ! تو نے درخت کا پھل کھا کے عصیان کیا ہے (ترک اولیٰ کیا ہے)۔ لہٰذا حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے لئے تواضع کر کے میری عظمت کا اظہار کرو۔ اس طرح تم بالکل فوز و فلاح پا جاؤ گے اور تم سے اس لغزش کا داغ دور ہو جائے گا۔ پس تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آل علیہم السلام کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ کامل فلاح پا گئے۔ (الاحتجاج)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرے گا وہ فوز و فلاح پا جائے گا اور جو ہمارے غیر کا واسطہ دے کر دعا کرے گا وہ بالکل ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۱۔ جناب شیخ سعید بن ھبۃ اللہ راوندی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں وہی مضمون نقل کی ہے جو اس سلسلہ کی حدیث نمبر ۵ میں مذکور ہے۔ ہاں اس میں صرف اس قدر اضافہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی تو خدا نے نہ صرف یہ کہ ان کو قتل ہونے سے بچا لیا بلکہ ان کو (زندہ آسمان پر) اٹھا لیا۔ (قصص الانبیاء راوندی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں عامہ (سنی) اور خاصہ (شیعہ) کی بکثرت حدیثیں وارد ہیں اور منقولہ دعائیں بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ وہ ان ذوات مقدسہ سے توسل کرنے سے لبریز نظر آتی ہیں۔

باب ۳۸

دعا کرنے سے چار آدمیوں سے لے کر چالیس آدمیوں تک کا اجتماع کرنا (اور پھر اجتماعی دعا کرنا) مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاں بھی چالیس آدمی اکٹھے ہو کر کسی معاملہ میں دعا کریں تو خدا صرف ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر چالیس آدمی جمع نہ ہو سکیں تو پھر چار ہی سہی اور اگر وہ دس دس بار خدا سے دعا کریں تو خدا ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر چار بھی میسر نہ ہوں تو پھر ایک شخص ہی چار مرتبہ دعا کرے خدائے عزیز و جبار اس کی دعا قبول کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی چار آدمی مل کر کسی امر کے متعلق خدا سے دعا کریں تو جب ایک دوسرے سے جدا ہوں گے تو ان کی دعا قبول ہو چکی ہوگی۔ (الاصول و ثواب الاعمال)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ! اہل ایمان کا قرب حاصل کرنے کے بعد ان کو حکم دے کہ تمہارے ہمراہ مجھ سے دعا کریں۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ آنحضرتؐ سے مروی ہے فرمایا: جہاں چند مومنین یا (کم از کم) تین مومنین کسی ایسے مومن بھائی کے پاس اکٹھے ہو جائیں جس کی زیادتیوں سے وہ محفوظ ہوں اور جس کی شرارتوں سے خوفزدہ نہ ہوں اور اس کی فائدہ رسانی کے امیدوار ہوں اگر یہ سب مل کر خدا سے دعا کریں گے تو وہ یقیناً قبول فرمائے گا، اگر وہ اس سے سوال کریں گے تو وہ ان کو عطا کرے گا اور اگر اس (رزق) میں اضافہ کی خواہش کریں گے تو وہ اضافہ فرمائے گا اور اگر یہ خاموش رہیں گے تو وہ آغاز فرمائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مباہلہ کے واقعہ میں اجتماعی دعا کے مستحب ہونے پر کھلی ہوئی دلیل موجود ہے اور اس سلسلہ میں صلحاء و اتقیاء کو منتخب کرنا چاہیئے اور آئندہ ابواب میں اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۹

مومن کی دعا پر آمین کہنا مستحب ہے اور جب وہ خود التماس کرے تو پھر مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا اجر و ثواب میں (برابر کے) شریک ہیں۔ (الاصول)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، حضرت ہارونؑ نے آمین کہی اور ملائکہ نے بھی آمین کہی، تب خداوند عالم نے فرمایا: ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ (تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن عقبہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے والد ماجد (کا دستور تھا کہ) جب ان کو کوئی امر پریشان کرتا تو وہ عورتوں اور بچوں کو بلا لیتے، پھر خود دعا کرتے اور دوسرے آمین کہتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اس کے اردگرد اس کے بھائی بیٹھے ہیں۔ آیا ان پر آمین کہنا واجب ہے؟ فرمایا: یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے چاہیں تو کہیں اور چاہیں تو خاموش رہیں! ہاں البتہ وہ دعا کرے اور ان سے کہے کہ تم آمین کہو تو پھر ان پر واجب (سنت مؤکدہ) ہے کہ وہ ایسا کریں۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

ہیں۔ فرمایا: یا علیؑ! چار شخص ایسے ہیں کہ جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی (۱) امام عادل (جو اپنی رعایا کے لئے دعا کرے)۔ (۲) والد کی دعا جو اپنی اولاد کے لئے کرے۔ (۳) کسی آدمی کی دعا جو پس پشت اپنے دینی بھائی کے لئے کرے (اس سے ملک موکل کہتا ہے اور تجھے بھی اس کے برابر ملے گا)۔ (۴) اور مظلوم کی بددعا (جو ظالم کے خلاف کرے)۔ اس پر خدا فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں ضرور تیرا بدلہ لوں گا، اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی سہی۔

(الخصال، امالی فرزند شیخ طوسی، اخوان المصادقہ)

۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حمران بن اعین سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: تم پر لازم ہے کہ اپنے (دینی) بھائیوں کے لئے ان کی غیر حاضری میں دعا کیا کرو کیونکہ یہ چیز رزق کو کھینچ کر لاتی ہے۔ (السرائر)

۷۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود منصوری سے اور وہ اپنے باپ کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جو کبھی خدا سے رد نہیں کی جاتیں: (۱) ایک بندۂ مؤمن کی وہ دعا جو وہ اپنے اس مؤمن بھائی کیلئے پس پشت کرے جس نے اس سے ہماری خاطر ہمدردی کی ہو۔ (۲) اس بندۂ مؤمن کی کسی بندۂ مؤمن کے خلاف بددعا جبکہ قدرت وطاقت رکھتے ہوئے اس نے اس سے ہمدردی نہ کی ہو۔ (۳) جب کوئی بندہ بحالت اضطرار کسی کے پاس کسی کام کے لئے جائے مگر وہ توجہ نہ کرے تو اس ستم رسیدہ کی وہ بددعا جو اس نے اس کے خلاف کی ہو۔

(آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ دعا جو کسی مؤمن کے لئے اس کی غیر موجودگی میں کی جائے وہ مستجاب ہوتی ہے اور یہ دعا رزق کو زیادہ کرتی ہے اور ناملائم امور کو دفع کرتی ہے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مجھے اس زبان سے پکارو جس سے کبھی تم نے میری نافرمانی نہ کی ہو! عرض کیا: ایسی زبان کہاں سے لاؤں؟ ارشاد ہوا: کسی اور شخص سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ (عدۃ الداعی)

۱۰۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود حماد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو اپنے (دینی) بھائیوں اور اہل ولا کے لئے دعا کرنے میں مشغول رکھتا ہوں (اور اپنے لئے نہیں کرتا) اس بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: خدا غیر حاضر کی دعا جو غیر حاضر کے لئے کی جائے

قبول کرتا ہے اور جو شخص مؤمنین و مؤمنات اور ہمارے محبوں کے لئے دعا کرے تو خدا اسے حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر صبح قیامت کے طلوع ہونے تک تمام اہل ایمان کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا: خداوند عالم نے افضل اوقات میں نمازیں فرض کی ہیں لہٰذا تم پر لازم ہے کہ نمازوں کے بعد دعا کیا کرو۔ اس کے بعد امامؑ نے میرے اور دوسرے حاضرین بزم کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

انسان کا اپنے مؤمن بھائی کے لئے دعا کرنے کو اپنی ذات کیلئے دعا کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جندب سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پس پشت اپنے (مؤمن) بھائی کے لئے دعا کرے، اسے عرش سے ندا دی جاتی ہے کہ تمہارے لئے اس کا ایک لاکھ گنا ہے۔ (الاصول، الفقیہ، الامالی، رجال کشی)

۲۔ ثویر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب فرشتے سنتے ہیں کہ ایک مؤمن پس پشت اپنے برادر مؤمن کے لئے دعا کر رہا ہے یا اس کا ذکرِ خیر کر رہا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ تو بہترین بھائی ہے جو اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کر رہا ہے اور اس کا ذکر خیر کر رہا ہے جبکہ وہ موجود ہی نہیں ہے۔ تو نے اس کے لئے جو کچھ طلب کیا ہے خدا نے اس کے دو برابر تجھے عنایت فرمایا ہے اور جو کچھ تو نے اس کا ذکر خیر کیا ہے خدا نے اس کے دو برابر تیرا ذکر خیر کیا ہے اور اس کے باوجود تجھے اس پر فضیلت حاصل ہے۔ (الاصول)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ﴾ (خدا ان لوگوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی بجا لائے اور ان کو اپنے فضل و کرم سے زیادہ بھی عطا کرتا ہے) فرمایا: اس سے مراد وہ مؤمن ہے جو اپنے دینی بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے اس سے ملک مؤکل کہتا ہے: آمین! خدائے عزیز و جبار اس سے کہتا ہے کہ جو کچھ تو نے اپنے برادر مؤمن کے لئے طلب کیا ہے اس کے دو برابر خود تیرے لئے ہے اور جو کچھ تو نے اس کے لئے طلب کیا ہے وہ بھی میں نے اسے تیری اس محبت کی وجہ سے عطا کیا ہے جو تجھے اس سے ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ باسنادِ خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو شخص اپنے برادر مومن کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے تو اسے آسمان دنیا سے ایک منادی ندا کرتا ہے اے بندۂ خدا جو کچھ تو نے اس کے لئے طلب کیا ہے۔ اسکے ایک لاکھ گنا تیرے لئے ہے، دوسرے آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے بندۂ خدا تیرے لئے اس کے دو لاکھ گنا ہے! اور تیسرے آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے بندۂ خدا! تیرے لئے اس کے تین لاکھ گنا ہے! اور چوتھے آسمان سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے بندۂ خدا! تیرے لئے اس کے چار لاکھ گنا ہے، پانچویں آسمان سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے بندۂ خدا تیرے لئے اس کے پانچ لاکھ گنا ہے اور چھٹے آسمان سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے بندۂ خدا تیرے لئے اس کے چھ لاکھ گنا اور ساتویں آسمان سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے اے بندۂ خدا! تیرے لئے اس سے سات لاکھ گنا ہے جو کچھ تو نے اس کے لئے طلب کیا ہے! پھر اسے خدا ندا دیتا ہے کہ میرا بندہ! میں وہ غنئ مطلق ہوں جسے کوئی فقر و فاقہ نہیں ہے تیرے لئے اس سے کئی لاکھ گنا زیادہ ہے۔ (عدۃ الداعی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبادہ کلینی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ اپنے برادر بزرگ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے شب جمعہ کو اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو اپنے محراب عبادت میں دیکھا کہ صبح صادق کے طلوع ہونے تک برابر رکوع و سجود کرتی رہیں (نماز پڑھتی رہیں) اور مومنین و مومنات کے لئے نام بنام بہت دعائیں کرتی رہیں مگر اپنی ذات کے لئے کوئی بھی دعا نہ کی۔ میں نے عرض کیا: اماں جان! آپؑ نے اپنے لئے کیوں کوئی دعا نہیں کی جس طرح دوسروں کے لئے کی ہیں؟ فرمایا: ﴿الجار ثم الدار﴾ (پہلے پڑوسی، پھر گھر)۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۵ وغیرہ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

زندہ و مردہ مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کے لئے دعا کرنا مستحب ہے نیز داعی کیلئے مستحب ہے کہ ان کے لئے دعا کرنے کو اپنی ذات کے لئے دعا کرنے پر ترجیح دے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مومن مومنین و مومنات کے لئے دعا کرے تو جو کچھ وہ ان

کے لئے طلب کرے گا اس کے برابر خداوند قدیر ابتدائے آفرینش کائنات سے لے کر روزِ قیامت تک تمام گزرے ہوئے یا پیدا ہونے والے ہر مؤمنین و مؤمنات کی طرف سے اسے عطا فرمائے گا اور (بروزِ قیامت) ایسا بھی ہوگا کہ ایک شخص کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ پس اسے کھینچ کر اُدھر لے جایا جا رہا ہوگا کہ مؤمنین و مؤمنات کہیں گے: پروردگارا! یہ شخص تو ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا ہمیں اس کے متعلق سفارش کرنے کا حق دے! چنانچہ خدا ان کو یہ حق دے گا اور ان کی سفارش کی برکت سے اس کی نجات ہو جائے گی۔ (الاصول، آمالی شیخ صدوق ؒ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اسی سلسلۂ سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ دعا کیا کرے گا ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ تو (بروزِ قیامت) ابتداء آفرینش کائنات سے لے کر قیامت تک تمام مؤمنین و مؤمنات اس کے شفیع و سفارشی ہوں گے اور ایسا بھی ہوگا کہ ایک شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا کہ اسے جہنم میں ڈالا جائے (تا آخر روایت جو اوپر گزر چکی ہے)۔ (امالی صدوق ؒ)

۳۔ عبید اللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص پچیس مرتبہ یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ﴾ تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں ان تمام مؤمنین و مؤمنات کی تعداد کے برابر جو گزر چکے ہیں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہوں گے۔ نیکیاں لکھتا ہے اور اتنی ہی برائیاں مٹاتا ہے اور اتنے ہی درجے بلند کرتا ہے۔ (الامالی، ثواب الاعمال، امالی شیخ طوسی ؒ)

۴۔ صفوان بن یحییٰ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص اپنے مؤمن و مسلم بھائیوں اور مؤمنہ و مسلمہ بہنوں کے لئے دعا کرے گا تو خدا ہر مؤمن کے عوض اس کے لئے ایک فرشتہ کو مؤکل فرمائے گا جو اس کے لئے دعا کرے گا۔ (امالی صدوق ؒ)

۵۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص زندہ یا مردہ مؤمنین و مؤمنات، مسلمین و مسلمات کے لئے مغفرت کی دعا کرے گا تو خدا ہر مؤمن و مؤمنہ کی تعداد کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ میں اور ج ا باب ۲۸ از اختصار میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۴ و ۴۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

انسان کا اپنے والدین کے لئے دعا کرنا مستحب ہے اور عمرہ والے شخص اور روزہ دار کا دعا کرنا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ دعائیں ایسی ہیں جن کو خداوند عالم کی بارگاہ میں پیش ہونے (اور قبول ہونے سے) روکا نہیں جا سکتا۔ (۱) امام عادل کی دعا (رعایا کے لئے)۔ (۲) مظلوم کی بد دعا (ظالم کے خلاف)۔ خدا فرماتا ہے: میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد ہی سہی۔ (۳) نیک اولاد کی دعا اپنے والدین کے لئے۔ (۴) نیک والد کی دعا اپنی اولاد کے لئے۔ (۵) مؤمن کی دعا مؤمن کے لئے اس کی عدم موجودگی میں۔ خدا اس سے فرماتا ہے کہ تیرے لئے اس کے دو برابر ہے۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن طلحہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ عرشِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے (۱) والد کی دعا اولاد کے لئے۔ (۲) مظلوم کی بد دعا ظالم کے خلاف۔ (۳) عمرہ ادا کرنے والے کی دعا جب کہ واپس لوٹے۔ (۴) روزہ دار کی دعا جب کہ روزہ افطار کرے۔

(الاصول، الفقیہ، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۲ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

آدمی کا اپنی ذات کے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس مؤمنین کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پہلے چالیس مؤمنوں کے لئے دعا کرے اور اس کے بعد اپنے لئے تو اس طرح اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(الاصول، امالی صدوقؒ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس اہل ایمان کے لئے دعا کرے اس سے اس کی دعا ان کے بارے میں اور اپنے بارے میں بھی قبول ہوتی ہے۔

(امالی صدوقؒ و امالی طوسیؒ، الخصال)

باب ۴۶

سخت ضرورت کے تحت اور احتیاج کے وقت کافر کے لئے بھی دعا کرنا اور اسے سلام کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میں کسی نصرانی طبیب کا محتاج ہوں تو آیا اس کے لئے دعا کر سکتا ہوں اور اس کو سلام کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں، مگر تمہاری یہ دعا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

(الاصول، علل الشرائع، قرب الاسناد، السرائر)

باب ۴۷

صبح و شام دس دس بار تہلیل (لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... الخ) کا پڑھنا مستحب ہے اور اگر فوت ہو جائے تو اس کی قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے دعا کرنا سنت واجبہ ہے لہٰذا اس وقت دس مرتبہ پڑھو: ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ اور دس مرتبہ پڑھو: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَحْضُرُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ اور اگر اسے پڑھنا بھول جاؤ تو اس کی اس طرح قضا کرو جس طرح فراموش شدہ نماز کی قضا کی جاتی ہے۔(الاصول)

۲۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہو ﴿اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ یَحْضُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ اور کہو: ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ آیا اس کا پڑھنا فرض ہے؟ فرمایا: ہاں یہ فرض بھی ہے اور محدود بھی۔ اسے طلوع و غروب آفتاب سے پہلے دس دس مرتبہ پڑھو اور اگر اس میں سے کچھ فوت ہو جائے تو شب و روز میں اس کی قضا کرو۔(ایضاً)

۳۔ علاء بن کامل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دعاؤں میں سے کچھ دعائیں ایسی بھی ہیں کہ

آدمی کو چاہیئے کہ اگر ان کا پڑھنا بھول جائے تو ان کی قضا کرے چنانچہ نمازِ صبح کے بعد (اور طلوعِ آفتاب سے پہلے) دس بار پڑھے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ (وَ يُمِيْتُ وَ يُحْيِي) وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ اور دس بار پڑھو: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ﴾ اگر ان میں سے کچھ پڑھنا بھول جائے تو اس پر اس کی قضا لازم ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از تعقیبات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ از ذکر میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

طلبِ رزق کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلبِ رزق کے لئے نمازِ فریضہ کے (آخری) سجدہ میں یہ دعا پڑھو: ﴿يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ارْزُقْنِيْ وَ ارْزُقْ عِيَالِيْ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن السرّی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے مؤمنین کے رزق وہاں وہاں رکھے ہیں جہاں ان کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بندہ کو اپنے رزق کا مقام اور اس کا سبب معلوم نہیں ہوگا تو پھر وہ دعا زیادہ کرے گا۔ (الامالی، التوحید)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: رزق آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطروں کی تعداد کے مطابق نازل ہوتا ہے مگر ہر شخص کیلئے اتنا ہی نازل ہوتا ہے جتنا اس کے لئے مقدر و مقرر ہوتا ہے ہاں البتہ خدا بہت فضل و کرم کرنے والا ہے لہٰذا خدا سے اس کے فضل و کرم کا سوال کیا کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور کچھ بعد میں باب ۱۳ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ و ۵۰ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور طلبِ رزق کے متعلق بہت سی دعائیں منقول ہیں۔

باب ۴۹

وسعتِ رزق کے لئے دعا کرنا مستحب ہے اگرچہ حلال کی قید نہ بھی لگائی جائے (مگر مراد وہی ہونا چاہیئے)۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص کو خدا سے اس طرح سوال کرتے ہوئے دیکھا جو کہہ رہا تھا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ مِنۡ رِزْقِکَ الْحَلَالَ﴾ (یا اللہ! میں تجھ سے رزق حلال کا سوال کرتا ہوں)۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: تو نے تو خدا سے نبیوں کا رزق طلب کیا ہے (کیونکہ حلال واقعی کھانا نبیوں یا اس کے وصیوں کا ہی کام ہو سکتا ہے) (پھر فرمایا) یوں سوال کر: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَاسِعًا طَیِّبًا مِنۡ رِزْقِکَ﴾ (یا اللہ! میں تجھ سے رزق وسیع اور پاکیزہ چاہتا ہوں)۔ (الاصول)

۲۔ احمد بن محمد بن ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ وہ مجھے رزقِ حلال عطا فرمائے! امامؑ نے فرمایا: آیا تو جانتا ہے کہ رزق حلال کیا ہے؟ عرض کیا کہ جو پاکیزہ طریقہ سے کمایا جائے! فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رزق حلال خدا کے مصطفیٰ (برگزیدہ بندوں یعنی انبیاءؑ وائمہؑ) کی غذا ہے۔ پھر فرمایا: یوں دعا کر: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ مِنۡ رِزْقِکَ الْوَاسِعِ﴾۔ (الاصول، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ رزق حلال طلب کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ متعدد حدیثوں (اور دعاؤں میں) اس کا تذکرہ موجود ہے ہاں البتہ ان دو حدیثوں میں (جو اس کے طلب کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے تو) اس سے وہ حلال واقعی مراد ہے جس میں حرام کا کوئی شائبہ اور شبہ تک بھی نہ پایا جائے (اور ظاہر ہے کہ یہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی ہی غذا ہے اور انہی کی ہو سکتی ہے)۔

باب ۵۰

اس شخص کیلئے کثرتِ رزق کی دعا کرنا مکروہ ہے جس نے اپنا مال و متال خود ضائع کر دیا ہو، یا اسے ناحق (غلط جگہ) میں خرچ کیا ہو یا بغیر گواہوں کے کسی کو قرضہ دیا ہو (اور پھر مقروض مکر گیا ہو) یا سعی و کوشش کو ترک کر دیا ہو اسی طرح (نافرمان) زوجہ اور (برے) پڑوسی کے خلاف بد دعا کرنا بھی مکروہ ہے جبکہ آدمی ان کے بدلنے پر قادر ہو اور رشتہ داروں کے خلاف بد دعا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان (سفر

حج میں) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ امامؑ نے حکم دیا کہ اسے کچھ دیا جائے! پھر دوسرا آیا۔ امامؑ نے حکم دیا کہ اسے بھی کچھ دیا جائے۔ پھر تیسرا آیا۔ امامؑ نے پھر بھی حکم دیا کہ اسے کچھ دیا جائے۔ اس کے بعد چوتھا آیا۔ اس کے سوال کے جواب میں امامؑ نے (صرف اس قدر) فرمایا کہ خدا تجھے سیر کرے! پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ۔ ہمارے پاس ابھی اتنا مال ہے کہ ہم اسے بھی دے سکتے ہیں مگر میں ڈرتا ہوں کہ میں ان شخصوں میں سے ایک نہ بن جاؤں جن کی دعا مستجاب نہیں ہوتی! (اور وہ یہ ہیں) (۱) ایک وہ شخص جسے خدا نے مال و منال عطا کیا ہو مگر وہ اسے ناحق صرف کرے اور پھر دعا کرے: ﴿اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ﴾ (یا اللہ! مجھے رزق دے) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۲) دوسرا وہ شخص جو (نافرمان) بیوی کے متعلق دعا کرے یا اللہ! مجھے اس سے راحت عطا فرما (یعنی اسے موت کا مزہ چکھا) حالانکہ خدا نے اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیا ہے (کہ طلاق دے کر اسے فارغ کر دے)۔ (۳) تیسرا وہ شخص جو اپنے (برے) پڑوسی کے خلاف بد دعا کرے، حالانکہ خدا نے اسے اختیار دیا ہے کہ اس کے پڑوس سے چلا جائے اور گھر فروخت کر دے۔ (الاصول، الفقیہ، الخصال، السرائر)

۲۔ جعفر بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی (۱) وہ شخص جو (نکما) گھر میں بیٹھ جائے (اور ہاتھ پاؤں نہ ہلائے) اور کہے: ﴿اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ﴾ (یا اللہ! مجھے رزق دے) اس سے (منجانب اللہ) کہا جاتا ہے: کیا میں نے تجھے روزی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا؟ (۲) وہ شخص جس کی بیوی (نافرمان) ہو اور وہ بد دعا کرے، اس سے کہا جاتا ہے: کیا میں نے اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں نہیں دیا؟ (۳) وہ شخص جس کے پاس مال تھا مگر اس نے اسے (فضول خرچی کر کے) برباد کر دیا اور اب کہتا ہے: ﴿اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ﴾ اس سے کہا جاتا ہے: کیا میں نے تجھے درمیانہ روی کا اور اس کی اصلاح کا حکم نہیں دیا تھا؟ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا﴾ (اہل ایمان وعقل وہ ہوتے ہیں جو جب مال خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی، بلکہ ان کے بین بین رہتے ہیں)۔ (۴) وہ شخص جس کے پاس مال تھا مگر اس نے گواہوں کے بغیر لوگوں کو بطور قرضہ دے دیا (اور اب مقروض مکر گئے اور اب یہ اس کی واپسی کی دعا کرتا ہے)۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ کیا میں نے تجھے گواہ مقرر کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ (الاصول)

۳۔ جناب شیخ محمد بن ادریس حلیؒ عبداللہ بن بکیر کی کتاب سے نقل کرتے ہیں اور وہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ میں اپنے گھر میں بیٹھ جاؤں گا، نماز پڑھوں گا، روزہ رکھوں گا اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا۔ باقی رہا میرا رزق تو وہ خود بخود مجھ تک پہنچ جائے گا؟ (یعنی اس کا یہ نظریہ کیسا ہے؟) فرمایا: یہ ان تین شخصوں میں سے ایک ہے جن کی دعا قبول نہیں

ہوتی! راوی نے عرض کیا: دوسرے دو کون ہیں؟ فرمایا: ایک وہ جس کی بیوی (نافرمان) ہو (اور یہ اس سے تنگ ہو) اور یہ خدا سے دعا کرے کہ مجھے اس سے راحت دے اور میرے اور اس کے درمیان جدائی ڈال! اسے کہا جاتا ہے کہ اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اسے فارغ کردے۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی انسان سے کوئی حق لینا ہو جس پر اس نے کوئی گواہ نہ بنایا ہو اور وہ خدا سے دعا کرے کہ وہ اسے اس کا حق دلوائے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ آیا میں نے تجھے گواہ بنانے کا یا کوئی وثیقہ وغیرہ لکھوانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ مگر تو نے ایسا نہ کیا! (السرائر)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خلاد بن ابوعلی سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؑ کے پاس ایک سائل آیا اور آکر سوال کیا۔ آپؑ نے اسے ایک درہم عنایت فرمایا۔ پھر ایک اور آیا۔ اسے بھی ایک درہم عطا کیا۔ پھر ایک اور آیا، اسے بھی ایک درہم مرحمت فرمایا۔ پھر جب چوتھا آیا تو اس سے فرمایا: خدا تجھے رزق دے (یعنی اسے کچھ نہ دیا) پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم میں سے کسی شخص کے پاس بیس ہزار درہم بھی ہوں اور وہ چاہے کہ اسی طرح خرچ کرے تو سب خرچ کردے گا اور پھر اس طرح (قلاش) ہو جائے گا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا اور پھر وہ ان تین شخصوں میں سے ایک ہو جائے گا جن کی دعا قبول نہیں ہوتی (۱) ایک وہ جسے خدا مال و منال دے مگر وہ اسے خاک میں ملا دے اور اس کی حفاظت نہ کرے اور پھر خدا سے دعا کرے کہ وہ اسے رزق دے۔ تو اس سے خدا فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا تھا؟ اس کی دعا رد کر دی جاتی ہے دوسرا وہ شخص جو گھر میں (بیکار) بیٹھ کر خدا سے رزق کا سوال کرے تو خدا اس سے فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھے رزق طلب کرنے کا راستہ نہیں بتایا؟ کہ زمین میں چل پھر کر میرا فضل (مال) تلاش کر! پس اس کی دعا بھی رد کر دی جاتی ہے۔ تیسرا وہ شخص جو اپنی بیوی کے خلاف بددعا کرے کہ اس سے خدا فرماتا ہے کہ کیا اس کا معاملہ میں نے تیرے ہاتھ میں نہیں دے دیا۔ پس اس کی دعا بھی رد کر دی جاتی ہے۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۵۔ خلاد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس (کافی) مال ہوتا ہے مگر وہ اسے ضائع کر دیتا ہے اور اس طرح اس کا مال ضائع ہو جاتا ہے تو؟ امامؑ نے فرمایا: اپنے مال کی حفاظت کر! کیونکہ یہ تیرے دین کا قوام ہے (دین کا اس پر دارومدار ہے) پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾۔ (اپنا وہ مال بے وقوفوں کو نہ دو جسے خدا نے تمہارے لئے قیام بنایا ہے) جس پر زندگی گزارنے کا دارومدار قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کی چند قسمیں ایسی بھی ہیں کہ جن کی دعائیں قبول نہیں

ہوتیں (۱) ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی کو قرضہ دیتا ہے مگر نہ کوئی تحریر لکھواتا ہے اور نہ ہی کوئی گواہ مقرر کرتا ہے۔ (۲) جو شخص اپنے رشتہ داروں کے خلاف بددعا کرتا ہے۔ (۳) جسے اس کی زوجہ ہر طرح کی اذیت پہنچاتی ہے اور وہ خدا سے دعا کرتا ہے یا اللہ! مجھے اس سے چھٹکارا عطا فرما! خدا فرماتا ہے: میرا بندہ! کیا میں نے اس کا معاملہ تیرے ہاتھ میں نہیں دیا؟ اسے فارغ کردے! (۴) وہ شخص جسے خدا نے مال و منال دیا مگر اس نے سارا مال نیکی کے کاموں میں صرف کر دیا۔ اس سے خدا فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے رزق دے کر مالدار نہیں بنا دیا تھا؟ تو نے کیوں درمیانہ روی اختیار نہیں کی؟ اور کیوں اسراف کیا؟ جبکہ میں اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۵) وہ شخص جو (بے کار) گھر میں بیٹھ جائے اور دعا کرے یا اللہ! مجھے رزق عطا فرما، مگر رزق کی طلب میں باہر نہ نکلے اور کوئی سعی و کوشش نہ کرے جس طرح کہ خدا نے حکم دیا ہے اس سے خدا فرماتا ہے: میرا بندہ! میں نے دنیا کو تجھ پر حرام تو قرار نہیں دیا اور نہ ہی میں نے تیرے اعضاء و جوارح میں کوئی نقص پیدا کیا ہے اور میری زمین بھی بہت کشادہ ہے! طلب معاش میں کیوں باہر نہیں نکلتا۔ اگر پھر میں تجھے نہ دوں تب تو معذور ہوگا اور اگر رزق مل گیا تو بھی تیرا مدعا تھا (خلاصہ یہ کہ اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوگی)۔ (قرب الاسناد، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد صدقہ (باب ۴۲ میں) اور تجارت کے مقدمات (باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

حاجی، غازی اور بیمار کا دعا کرنا مستحب ہے اور ان کی بددعا سے بچنا واجب ہے یعنی ان کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے (۱) حاجی! خیال رکھنا کہ تم اس سے کیا سلوک کرتے ہو؟ (۲) غازی فی سبیل اللہ! خیال رکھنا کہ تم اس سے کیا سلوک کرتے ہو؟ (۳) بیمار، اسے غصہ نہ دلاؤ اور نہ ہی اس کی زجر و توبیخ کرو۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی، جناب ہارون اور ملائکہ نے آمین کہی۔ پس خدا نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے لہٰذا تم دونوں ثابت قدم رہو۔ (پھر فرمایا) جو شخص قیامت تک جب بھی راہ خدا میں جہاد کرے گا تو میں اس کی دعا اسی طرح قبول کروں گا جس طرح تمہاری قبول کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۱۲، از احتضار میں) گزر چکی ہے اور کچھ اس کے بعد (باب ۱و۳ از جہاد میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

مظلوم کی بد دعا سے بچنا واجب ہے ظلم کو ترک کر کے اور والدین کی بد دعا سے بچنا واجب ہے ان کی نافرمانی ترک کر کے بلکہ مظلوم اور والدین کی دعا حاصل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں خبردار! مظلوم کی بد دعا سے پرہیز کرنا کیونکہ اسے بادل پر سوار کر کے بلند کیا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا اس پر نظر کرتا ہے اور (فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ اسے (اور) بلند کرو تاکہ میں اسے قبول کروں! اور خبردار! والد کی بد دعا سے بچنا کہ وہ تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔(الاصول)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے کہ ظلم کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ مظلوم کی بد دعا آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔(ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے اپنے نبیوں سے ایک نبی کو وحی فرمائی جو جابر بادشاہوں میں سے ایک ظالم و جابر بادشاہ کی مملکت میں رہتے تھے کہ اس جبار کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں نے تمہیں اس لئے تو حکومت نہیں دی تھی کہ تم لوگوں کے خونِ ناحق بہاؤ اور ان کے مال لوٹ کر اپنے خزانے بھرو، بلکہ میں نے تو اس لئے تمہیں حکومت دی تھی کہ تم مظلوموں کی آواز کو مجھ سے روکو کیونکہ میں ان کا انتقام لینا ترک نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔(ایضاً و ثواب الاعمال)

۴۔ حسن بن الجہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی کی دعا کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ یہودی اور نصرانی کی دعا بھی تمہارے بارے میں قبول کر لی جاتی ہے اگرچہ ان کے بارے میں قبول نہیں ہوتی۔(الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! چار شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی (۱) امام عادل کی دعا۔(۲) والد کی دعا اولاد کے لئے۔(۳) کسی آدمی کی دعا پس پشت اپنے بھائی کے لئے۔(۴) اور مظلوم کی (بد دعا)۔خدا فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ضرور تیرا انتقام لوں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی لوں۔(الفقیہ، الخصال)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود منصوری سے اور وہ اپنے والد کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جو کبھی خدا سے روکی نہیں جاسکتیں (۱) والد کی دعا اولاد کے حق میں جب کہ وہ والد سے نیکی کرے اور ان کے خلاف بددعا جبکہ وہ نافرمانی کرے۔ (۲) مظلوم کی بددعا ظالم کے خلاف۔ (۳) اور مظلوم کی دعا اس کا انتقام لینے والے کے حق میں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: مظلوم کی بددعا ضرور مستجاب ہوتی ہے اگرچہ وہ فاسق و فاجر ہی ہو جسے (ظالم سے) اپنی جان کا خطرہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ و ۴۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۳

بلاوجہ مؤمن کو بددعا دینا حرام ہے اور ظالموں اور بادشاہوں کے خلاف بکثرت بددعا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ کبھی مظلوم ہوتا ہے مگر ظالم کے خلاف اس قدر مسلسل بددعا کرتا ہے کہ خود ظالم بن جاتا ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ ثویر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں فرمارہے تھے کہ ملائکہ جب سنتے ہیں کہ ایک مؤمن اپنے بھائی کا برائی سے ذکر کر رہا ہے اور اس کے خلاف بددعا کر رہا ہے تو وہ اس سے کہتے ہیں کہ تو اپنے بھائی کا بُرا بھائی ہے۔ اے وہ شخص جس کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اپنی روش سے باز آجا۔ ٹھہر۔ اور خدا کا شکر ادا کر جس نے تیری پردہ پوشی کر رکھی ہے! اور جان لے کہ خدا اپنے اس بندہ کو (جس کی تو برائی کر رہا ہے) تجھ سے بہتر جانتا ہے (اور پھر بھی وہ خاموش ہے)۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو عمر العجمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں ہوں خدا! میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں نے ہی بادشاہوں کو پیدا کیا۔ ان کے دل میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ پس جو لوگ میری اطاعت کرتے ہیں میں بادشاہوں کے دلوں کو ان پر مہربان کر دیتا ہوں۔ اور جو لوگ میری نافرمانی کرتے ہیں میں بادشاہوں کے دلوں کو ان پر ناراض کر دیتا ہوں لہٰذا آگاہ ہو جاؤ کہ

اپنے تئیں بادشاہوں کو گالیاں دینے میں مصروف رکھنے کی بجائے میری بارگاہ میں (گناہوں سے) توبہ کر، میں ان کے دلوں کو تم پر مہربان کر دوں گا۔ (الامالی، المحاسن)

باب ۵۴

دشمن کے خلاف بد دعا کرنا بالخصوص جبکہ وہ پیٹھ دکھائے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب (حاکم) داؤد بن علی نے معلی بن خنیس کو قتل کیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں خدا کی بارگاہ میں اس شخص (داؤد) کے خلاف بد دعا کروں گا جس نے میرے غلام کو قتل کیا اور میرا مال دبایا۔ (الاصول)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے ایک پڑوسی کی اور اس کی اس بدسلوکی کی شکایت کی جو وہ میرے ساتھ کرتا تھا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اس کے خلاف بد دعا کر۔ چنانچہ میں نے بد دعا کی، مگر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ دوبارہ حاضر ہوا اور پھر شکایت کی۔ امامؑ نے پھر فرمایا کہ اس کے خلاف بد دعا کر۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں پہلے بھی بد دعا کی تھی مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ فرمایا: کس طرح کی تھی؟ عرض کیا: جب اس سے آمنا سامنا ہوا تھا تو بد دعا کی تھی۔ فرمایا: جب وہ پیٹھ دکھائے تب اس کے خلاف بد دعا کر۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا۔ چنانچہ خدا نے مجھے اس سے راحت پہنچائی (کہ وہ مر گیا)۔ (ایضاً)

۳۔ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی شخص کے خلاف بد دعا کرے تو یوں کہے: ﴿اَللّٰهُمَّ اطْرُقْهُ بِبَلِيَّةٍ لَا اُخْتَ لَهَا وَ اَبِحْ حَرِيْمَهُ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ یعقوب بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ علاء بن کامل نے آپؑ سے عرض کیا کہ فلاں شخص مجھ سے یہ یہ بدسلوکی کرتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس سلسلہ میں خدا سے دعا کریں! فرمایا: یہ تمہاری کمزوری ہے! تو خود یہ دعا کر: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَكْفِيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَكْفِيْ مِنْكَ شَيْءٌ فَاكْفِنِيْ اَمْرَ فُلَانٍ بِمَا شِئْتَ وَ كَيْفَ شِئْتَ وَ حَيْثُ شِئْتَ وَ اَنّٰى شِئْتَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

نمازِ شب کی پہلی دو رکعتوں کے آخری سجدہ میں دشمن کے خلاف بددعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو قوم قریش کے قبیلہ محزوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے مجھے بدنام کر دیا ہے۔ میں جب بھی اس کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ کہتا ہے: یہ رافضی امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس مال لے جاتا ہے۔ فرمایا: جب نمازِ شب کی پہلی دو رکعتوں کے آخری سجدہ میں جائے تو اس کے برخلاف اس طرح بددعا کر۔ پہلے خدا کی حمد و ثنا اور تعظیم و تمجید بیان کر اور پھر کہہ: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّ فَلَانَ بْنَ فَلَانٍ قَدْ شَهَرَنِيْ وَ نَوَّهَ بِيْ وَ غَاظَنِيْ وَ عَرَّضَنِيْ لِلْمَكَارِهِ اَللّٰهُمَّ اضْرِبْهُ بِسَهْمٍ عَاجِلٍ تَشْغَلُهُ بِهٖ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ قَرِّبْ اَجَلَهٗ وَ اقْطَعْ اَثَرَهٗ وَ عَجِّلْ ذٰلِكَ يَا رَبِّ السَّاعَةَ السَّاعَةَ﴾ راوی کا بیان ہے کہ اس نے (حسب الحکم) ایسا کیا جس کی وجہ سے وہ شخص ہلاک و برباد ہو گیا۔ (الاصول)

باب ۵۶

دشمنِ (اہل بیتؑ) سے مباہلہ کرنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان اور اس سے پہلے روزہ رکھنا، غسل کرنا اور اس بددعا کی ستر بار تکرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مسروق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ عامۃ الناس سے (مختلف آیات و روایات پیش کر کے آپ کی امامت حقہ پر) استدلال و احتجاج کرتے ہیں (مگر وہ مختلف رکیک تاویلیں کر کے ٹال دیتے ہیں) تو؟ فرمایا: جب ایسی صورت حال در پیش ہو تو ان کو مباہلہ کی دعوت دیا کرو۔ عرض کیا کہ کس طرح دوں؟ فرمایا: روزہ رکھ، غسل کر اور پھر خود بھی نکل اور اسے بھی نکال۔ اور کسی قبرستان میں جا کر اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس کی انگلیوں میں ڈال اور اس سے انصاف کرتے ہوئے پہلے تو اپنے متعلق کہہ ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنْ كَانَ اَبُوْ مَسْرُوْقٍ[1] جَحَدَ حَقًّا وَ ادَّعٰى بَاطِلًا فَاَنْزِلْ عَلَيْهِ حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ اَوْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ پھر اس کے برخلاف یوں بددعا کر: ﴿وَ اِنْ كَانَ فُلَانٌ جَحَدَ حَقًّا

---

[1] یہاں مباہلہ کرنے والا اپنا نام لے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اَو ادَّعٰی بَاطِلاً فَاَنْزِلْ عَلَیْهِ حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ اَوْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾ پھر امامؑ نے مجھ سے فرمایا: پھر تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گی کہ تم اس شخص میں اس کا اثر دیکھو گے۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم تمام مخلوق میں کوئی (ناصبی و خارجی) مجھ سے اس طرح مباہلہ کرنے پر تیار نہ ہوا۔ (الاصول)

۲۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مباہلہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں ڈالو اور پھر کہو ﴿اللّٰھم ان کان فلان جحد حقا و اقر بباطل ناصبه بحسبان من السماء او بعذاب من عندک ﴾ پھر ستر بار اس سے ملاعنہ کرو (کہ جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت۔۔۔۔)۔ (ایضاً)

۳۔ ابوجمیلہ بعض اصحاب سے (اور وہ معصومؑ سے روایت کرتے ہیں) فرمایا: جب کوئی شخص حق کا انکار کردے اور یہ (اہل حق) اس سے ملاعنہ (اور مباہلہ کرنا چاہے) تو یوں کہے ﴿اللھم رب السموات السبع و (رب) الارضین السبع و رب العرش العظیم ان کان فلان جحد الحق و کفر به فانزل علیه حسباناً من السماء او عذاباً الیماً﴾[1]۔ (ایضاً)

باب ۵۷

طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان یہ مباہلہ ہونا چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ گھڑی جس میں مباہلہ کیا جائے وہ طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے۔ (الاصول)

باب ۵۸

دعا وغیرہ میں ''الحمد للّٰہ منتھٰی علمه'' کہنا مکروہ ہے بلکہ ''منتھٰی رضاه'' کہنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے نام اپنے ایک مکتوب میں یہ جملہ لکھا ﴿الحمد للّٰہ منتھٰی علمه ﴾ (سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں اس کے علم کی انتہاء تک)۔ امامؑ نے جواب میں مجھے لکھا کہ ﴿منتھٰی علمه ﴾ نہ کہو (کیونکہ اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں

---

[1] اے سات آسمانوں اور سات زمینوں کے اور عرش عظیم کے پروردگار! اگر فلاں شخص نے حق کا ابا و انکار کیا ہے تو تو اس پر آسمان سے اپنے قہر و غضب کا کوئی تیر یا کوئی اور دردناک عذاب نازل کر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے) بلکہ کہو: ﴿منتھی رضاہ﴾ (اس کی خوشنودی کی انتہا تک۔ (کتاب التوحید)

۲۔ ابو القصاب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ (کسی بات پر) کہا: ﴿الحمد للہ منتھی علمہ﴾۔ امامؑ نے فرمایا: ایسا نہ کہو! کیونکہ اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۹

دعا میں یہ کہنا مکروہ ہے کہ "اللّٰھم اعوذ بک من الفتنہ" بلکہ یوں کہنا چاہیئے "من مضلات الفتن"

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محمد بن عبید سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا کے بارے میں یہ بھی فریب خوردگی ہے کہ بندہ کسی گناہ پر اصرار کرتا رہے اور خدا سے مغفرت و بخشش کی تمنا بھی کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡفِتۡنَۃِ﴾ (یا اللہ! میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں) امامؑ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تو اپنے مال اور اولاد سے پناہ مانگ رہا ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے ﴿اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ﴾ (کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے) بلکہ یوں کہہ ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ مُضِلَّاتِ الۡفِتَنِ﴾ (یا اللہ! میں تجھ سے گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں)۔ (امالی طوسیؒ)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ دعا نہ کرے ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡفِتۡنَۃِ﴾ کیونکہ ہر شخص (کسی نہ کسی) فتنہ پر ضرور مشتمل ہے! بلکہ جو پناہ مانگنا چاہے تو گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ﴾۔

(نہج البلاغہ)

باب ۶۰

دعا میں یوں کہنا مکروہ ہے اللّٰھم اجعلنی ممن تنتصر لدینک مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی قید لگائے جو غلط احتمال کو زائل کر دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن عمر بن عبدالعزیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کے اصحاب میں سے کسی شخص نے آپؑ کو خط لکھا جس میں یہ استدعا کی تھی کہ اس کے لئے دعا کریں کہ خدا اسے ان

لوگوں میں سے بنائے جن سے خدا اپنے دین کا کام لیتا ہے۔ امامؑ نے جب اس کے خط کا جواب دیا تو اپنے خط کے نیچے لکھا: خدا تم پر رحم کرے۔ خدا تو اپنے دین کا کام کبھی بدترین خلائق لوگوں سے بھی لے[1] لیتا ہے۔ (رجال کشی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یوں دعا کرو ﴿اَللّٰھُمَّ أَوْسِعْ عَلَيَّ فِي رِزْقِي وَامْدُدْ لِي فِي عُمْرِي وَ اغْفِرْلِي ذَنْبِي وَ اجْعَلْنِي مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهٖ لِدِيْنِکَ وَلَا تَسْتَبْدِلْ بِيْ غَيْرِي﴾۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دعا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نصرت دین کی خواہش کرنے کی دعا کرنا اس قید کے ساتھ جائز ہے۔ یا یہ نفی حرمت پر اور اس کے جائز ہونے پر محمول ہے۔

باب ۶۱

دعا میں ''اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ عَنْ خَلْقِکَ'' کہنا مکروہ ہے بلکہ یوں کہا جائے ''عَنْ لِئَامِ خِلْقِکَ''۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استدعا کی کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ خدا انہیں اپنی مخلوق سے بے نیاز کردے! امامؑ نے فرمایا: خدا نے جس کا رزق جس کے ہاتھ پر چاہا مقدر کر دیا اس لئے یوں سوال کر کہ خدا تجھے کمینے لوگوں کا محتاج نہ کرے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ اور وہ الفاظ جو سابقہ بابوں میں مذکور ہیں یہ اس لئے مکروہ ہیں کہ ان میں اجمال و اہمال پایا جاتا ہے لہٰذا اگر ان سے صحیح معنوں کا قصد کیا جائے یا ان کے ساتھ کوئی ایسی توضیحی قید لگا دی جائے جس سے غلط احتمال دور ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ بعض منقولہ دعاؤں میں بھی موجود ہیں۔

باب ۶۲

جو (جائز) دعا زبان پر جاری ہو جائے اس کا پڑھنا مستحب ہے ہاں البتہ اگر ممکن ہو تو منقولہ دعاؤں کو ترجیح دینا مستحب ہے اور اپنی جانب سے کوئی دعا اختراع کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ سعد بن عبداللہ کی کتاب الدعا سے نقل کرتے ہوئے اور وہ باسناد خود زرارہ سے روایت

---

[1] شیعہ سنی کتابوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ ﴿ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر (او قال) بالذین لاخلاق لھم﴾۔ کہ خدا کبھی اس دین کی تائید فاسقوں، فاجروں سے اور ان لوگوں سے بھی کر دیتا ہے جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ (کنز العمال وغیرہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا تعلیم دیں۔ امامؑ نے فرمایا: افضل دعا وہ ہے جو خود بخود تمہاری زبان پر جاری ہو جائے۔ (امان الاخطار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے قنوت (باب ۹ اور اس سے قبل ج ۱ باب ۲۰ از اغسال مسنونہ) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۳

اسماءِ خداوندی (اسماء حسنیٰ) کے ساتھ دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد السلام ھروی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کے ننانوے نام ہیں۔ جو اسے ان کے ذریعہ سے پکارے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی اور جو ان کو شمار (یاد) کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (خدا کے بڑے اچھے اچھے نام ہیں تم اسے ان کے ذریعہ سے پکارو)۔ (کتاب التوحید)

۲۔ قبل ازیں (باب ۳۱ حدیث نمبر ۲ میں) یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں بروایت عیص بن القاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرے، پھر فرمایا: خدا کے اسماءِ مبارکہ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرو کیونکہ خدا کے بہت سے نام ہیں۔

باب ۶۴

جب تک حمل کو چار ماہ نہ گزر جائیں حاملہ عورت کے لئے یہ دعا کرنا مستحب مؤکد ہے کہ خدا اس کے حمل کو مذکر اور صحیح وسلامت بنائے اور اس مدت کے بعد بھی یہ دعا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے یا کسی اور شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حاملہ عورت کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ خدا اس کے حمل کو مذکر اور صحیح وسلامت بنائے تو؟ فرمایا: ہاں چار ماہ تک ایسی دعا کر سکتا ہے! کیونکہ (استقرار حمل کے بعد) چالیس دن تک نطفہ ہوتا ہے اس کے بعد چالیس دن تک علقہ (خون منجمد) ہوتا ہے اور پھر چالیس دن تک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) ہوتا ہے۔ یہ ہو گئے پورے چار ماہ! بعد ازاں خداوند خلاق فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ آکر خدا سے پوچھتے ہیں: پروردگارا! تو اسے

لڑکا بنانا چاہتا ہے یا لڑکی؟ شقی یا سعید؟ تو ان سے کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عمرو بن سعید سے اور وہ اپنے والد (عمرو) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ داؤد رقی داخل ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب حاملہ کے حمل کو چھ ماہ گزر جائیں تو خدا اس کی خلقت سے فارغ ہو جاتا ہے (اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی)۔ امامؑ نے فرمایا: اے داؤد! تو دعا کر۔ اگرچہ ''صفا'' کے پھٹنے کے وقت بھی ہو۔ راوی نے عرض کیا کہ یہ ''صفا'' کیا ہے؟ فرمایا: وہ جھلی جو ولادت کے وقت بچہ کے ساتھ نکلتی ہے کیونکہ خدا (وہ قادرِ مطلق) ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ علی بن عبداللہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نطفہ رحم میں چالیس دن کے دوران تبدیل ہوتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا سے دعا کرے تو اسے چاہیئے کہ ان چالیس دنوں کے اندر اندر کرے، قبل اس سے کہ اس کی خلقت مکمل ہو۔ اس کے بعد خدا ملک الارحام کو بھیجتا ہے جو اسے اپنے قبضہ میں لے کر پوچھتا ہے: الٰہی! شقی یا سعید؟ (لڑکا یا لڑکی) الخ۔۔۔ (علل الشرائع)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ یہ اور اس سے پہلی حدیث اس بات پر محمول ہیں کہ چار ماہ سے پہلے پہلے دعا کرنا مستحب ہے یا اجابت کے زیادہ قریب ہے اگرچہ اس کے بعد بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲ و نمبر ۵ سے ظاہر ہے۔

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا! کہ وہ دعا کریں کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت حاملہ ہے (خدا اسے بیٹا عطا فرمائے)۔۔۔! امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: اس قسم کی دعا اس وقت تک ہوتی ہے۔ جب تک چار ماہ نہ گزر جائیں! میں نے عرض کیا کہ ہنوز اسے تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا: نطفہ رحم میں تیس دن رہتا ہے پھر تیس دن تک علقہ رہتا ہے۔ بعد ازاں تیس دن تک مضغہ رہتا ہے۔ پھر تیس دن تک مخلقہ یا غیر مخلقہ رہتا ہے۔ پس جب اس طرح چار ماہ مکمل ہو جائیں تو پھر خدا دو خلاق فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر اسے شکل و صورت دیتے ہیں اور اس کا رزق، اجل اور اس کا شقی و سعید[1] ہونا لکھتے ہیں۔ (قرب الاسناد)

---

[1] ان حدیثوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خدا روز اول لکھ دیتا ہے کہ فلاں شقی ہوگا اور فلاں سعید، اور پھر مولود اس کے مطابق شقی یا سعید ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات قرآن و سنت کے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے کہ خدا نے انسان کو فاعل مختار بنایا ہے وہ اپنی مرضی سے شقاوت و سعادت والے کام کر کے شقی یا سعید بنتا ہے لہٰذا جبر باطل ہے اور اختیار ثابت ہے اس لئے ان قسم کی حدیثوں کا زیادہ سے زیادہ یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ بچہ نے آگے چل کر اپنے ارادہ و اختیار سے جو شقاوت یا سعادت اختیار کرنا ہوتی ہے اس کا نتیجہ ابھی سے لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں اپنے اختیار سے شقی بنے گا اور فلاں سعید۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں میں حمل کے ایام کا اختلاف (پہلی میں چالیس چالیس دن اور اس میں تیس تیس دن مذکور ہے) ممکن ہے کہ بچوں کے اختلاف احوال پر محمول ہو کیونکہ مدت حمل چھ ماہ سے لے کر نو ماہ تک ہوتی ہے۔ واللہ العالم۔

۵۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا خدا سے یہ دعا کرنا جائز ہے کہ وہ (حمل کے دوران) لڑکی کو لڑکا اور لڑکے کو لڑکی بنا دے؟ فرمایا: (ہاں) وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے (اور کر سکتا ہے!)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد احکام اولاد میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

خدا سے دعا کرنے والے کے لئے اس سے مایوس ہونا مستحب ہے جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اور خدا کے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ جو کچھ خدا سے مانگے وہ اسے ضرور عطا کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ تمام لوگوں سے مایوس ہو جائے اور اپنی امیدوں کا مرکز صرف اور صرف خدا کی ذات والا صفات کو قرار دے۔ پس خدا کو جب اس کا یہ عزم بالجزم معلوم ہو جائے گا تو پھر وہ جو کچھ خدا سے طلب کرے گا وہ اسے عطا فرمائے گا۔ (الاصول و امالی شیخ طوسیؒ)

۲۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں مروی ہے کہ خداوند علام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے عیسیٰؑ! مجھے اس طرح پکارو جس طرح وہ ڈوبنے والا غمزدہ آدمی پکارتا ہے جس کا کوئی فریاد رس نہیں ہوتا۔ اے عیسیٰؑ! مجھ سے سوال کرو اور میرے سوا کسی سے سوال نہ کرو۔ ضروری[۱] ہے کہ دعا و پکار تمہاری طرف سے اچھی ہوتا کہ قبولیت میری طرف سے اچھی ہو۔ (عدۃ الداعی)

---

۱ مگر جب صورت حال یہ ہو کہ ؏

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

تو پھر تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؏

ناطقہ سر بگریبان ہے کہ اسے کیا کہیئے؟

(احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ نیز مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے موسیٰ! جب تک مجھے پکارتے رہو گے اور مجھ سے امیدوار ہو گے تو میں تمہاری سب خطائیں معاف کر دوں گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صدقہ (باب ۳۶ اور جہاد نفس باب ۱۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۶

دعا کرنے والے کیلئے فیروزہ اور عقیق کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد بن اسحاق سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی بارگاہ میں کبھی کوئی ایسی ہتھیلی نہیں اٹھائی گئی جو اس کی نظر میں اس ہتھیلی سے زیادہ پسندیدہ ہو جس میں عقیق کی انگوٹھی ہو۔ (ثواب الاعمال وعدۃ الداعی)

۲۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ مجھے اپنے اس بندہ سے شرم آتی ہے جو میری بارگاہ میں ایسا ہاتھ اٹھائے جس میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو اور میں اسے ناکام واپس لوٹاؤں! (عدۃ الداعی)

۳۔ انہی حضرت سے مروی ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے گا اس کی حاجتیں برلائی جائیںگی۔ (ایضاً)

۴۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص عقیق کی انگوٹھی پہنے گا اس کی وہی حاجت پوری کی جائے گی جو اس کے لئے بہتر ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ملابس (باب ۵۱ و۵۳ و۵۶ وغیرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۷

دعا کرنے والے کیلئے واجب ہے کہ گناہوں کو ترک کرے اور محرمات شرعیہ سے اجتناب کرے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:

ایک بندہ خدا سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اور خدا کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ سویر یا بدیر اس کی وہ حاجت برآری کرے مگر (اس اثنا میں) وہ بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو خدا فرشتہ سے کہتا ہے کہ اس کی حاجت برآری نہ کر۔ بلکہ اسے اس سے محروم رکھ۔ کیونکہ اس نے گناہ کر کے میری ناراضی مول لے لی ہے اس لئے اب وہ محرومی کا مستحق ہو گیا ہے۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمل کے بغیر دعا کرنے والا ایسا ہے جس طرح کمان کی تانت کے بغیر تیر چلانے والا۔ (الفقیہ، نہج البلاغہ)

۳۔ شیخ ابن فہدؒ بیان کرتے ہیں کہ حدیث قدسی میں ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میری بارگاہ سے پوشیدہ نہیں رہتی مگر صرف حرام خور کی دعا۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں چاہتا ہوں کہ میری دعا قبول کی جائے تو؟ (کیا کروں؟) فرمایا: اپنے طعام کو پاکیزہ بنا اور اپنے پیٹ میں حرام غذا داخل نہ کر۔ (ایضاً)

۵۔ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہو کہ وہ اس حال میں مجھے نہ پکاریں کہ ان کے قدموں کے نیچے حرام ہو اور گھروں میں بت رکھے ہوں کیونکہ میں نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں دعا کرنے والے کو جواب ضرور دوں گا اور ان ظالموں کی دعا کا جواب میرے پاس یہ ہے کہ میں ان پر اس وقت تک برابر لعنت کرتا رہوں جب تک وہ متفرق نہ ہو جائیں۔ (ایضاً)

۶۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: ایک بار جناب موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ وہ سجدہ میں گرا ہوا دعا و پکار کر رہا ہے۔ جب آپؑ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو دیکھا کہ ہنوز وہ سجدہ میں پڑا ہے! تو آپؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر تیری حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں ضرور اسے پورا کرتا۔ خدا نے آپؑ کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اس قدر سجدہ کرے کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے تب بھی میں اس کی حاجت برآری نہیں کروں گا جب تک وہ اپنی اس حالت کو چھوڑ کر جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔ اس حالت کی طرف منتقل نہ ہو جائے جسے میں پسند کرتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۸ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

دعا کرنے والے پر واجب ہے کہ ظلم وستم کو ترک کرے اور لوگوں کے حقوق واپس لوٹائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ میں اس مظلوم کی وہ دعا بھی قبول نہیں کرونگا جو وہ اپنے کسی حق کے بارے میں کرے گا جبکہ اس کی گردن پر کسی اور کا اسی قسم کا کوئی حق موجود ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۲۔ حسن بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص پر ظلم کیا جائے اور ظالم کے خلاف بددعا شروع کرے تو خداوند عالم اس سے کہتا ہے کہ یہاں ایک شخص بھی ہے جو تیرے برخلاف بددعا کر رہا ہے جس کا خیال ہے کہ تو نے اس پر ظلم کیا ہے لہٰذا اگر تو چاہتا ہے تو میں تیری دعا بھی قبول کر لیتا ہوں اور تیرے مخالف کی بھی! اور اگر چاہتا ہے تو تم دونوں کی دعاؤں کی قبولیت کو مؤخر کر دیتا ہوں اور میرا عفو تم دونوں کے شامل حال رہے گا۔ (الامالی)

۳۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہو کہ میں ان کی اور کسی بھی ایسی مخلوق کی دعا قبول نہیں کروں گا جس کی گردن پر کسی کا حق ہوگا۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (جہاد النفس میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذکر کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پچاس ابواب ہیں)

باب ۱

خداوند عالم کا ذکر ہر حالت میں اگرچہ پیشاب کرتے اور جماع کرتے وقت ہی کیوں نہ ہو، کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس توراۃ میں لکھا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا: اے پروردگار! آیا تو میرے قریب ہے تاکہ میں تجھ سے مناجات (راز و نیاز کی باتیں) کروں۔ یا دور ہے تاکہ تجھے ندا دوں؟ خدا نے ان کو وحی کی۔ اے موسیٰ! جو شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: بارالٰہا! اس دن تیرے سایۂ رحمت میں کون ہوگا جس دن تیرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا؟ فرمایا: جو مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کو یاد کرتا ہوں۔ اور وہ میری خاطر محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہل زمین پر (ان کے گناہوں کی وجہ سے) کوئی عذاب نازل کرنا چاہتا ہوں تو ان کی وجہ سے اس عذاب کو ٹال دیتا ہوں۔ (الاصول)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے اور انہی حضرت سے مروی ہے۔ فرمایا: اس توراہ میں لکھا ہے جس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! مجھے کچھ ایسے حالات بھی درپیش آتے ہیں کہ میں تیری ذات کو اس سے اجل وارفع جانتا ہوں کہ ان میں تیرا ذکر کروں؟ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! میرا ذکر ہر حالت میں اچھا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: صبح اور شام خدا کا ذکر کرنا راہِ خدا میں (جہاد کرتے ہوئے) تلواریں توڑنے سے افضل ہے۔ (معانی الاخبار)

۴۔ جناب شیخ حسن بن شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (نماز فریضہ ادا کرنے کے بعد) بندۂ مؤمن برابر نماز میں مشغول سمجھا جاتا ہے۔ جب تک وہ ذکر خدا میں مصروف رہتا ہے خواہ کھڑا ہو، یا بیٹھا ہوا، یا لیٹا ہوا۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾۔ ((اہل ایمان) وہ ہوتے ہیں جو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے خدا کا ذکر کرتے ہیں)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے آداب تخلی (ج ا باب ۷ و ۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۵ و ۳۵ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲
ذکرِ خدا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! مال و منال کی کثرت پر خوش وخرم نہ ہو اور کسی حالت میں بھی میرا ذکر ترک نہ کر، کیونکہ مال و دولت کی کثرت آدمی کو گناہ بھلا دیتی ہے اور میرے ذکر کا ترک کرنا دلوں کو سخت کر دیتا ہے۔ (الاصول، علل الشرائع)

۲۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: سب لوگوں سے بڑھ کر بخیل وہ شخص ہے جو کسی مسلمان کے پاس سے گزرے مگر اسے سلام نہ کرے (جس سے ننانوے نیکیاں ملتی ہیں) اور سب لوگوں سے بڑھ کر سست آدمی وہ ہے جو ہونٹوں سے اور زبان سے خدا کا ذکر نہ کرے اور سب لوگوں سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کو چرائے۔ (ناقص نماز پڑھے) ایسی نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور سب لوگوں سے بڑا ظالم و جفا کار وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور سب لوگوں سے بڑا عاجز و ناتواں وہ ہے جو دعا نہ کر سکے۔ (عدۃ الداعی)

۳۔ فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ جنت کے اندر کچھ چٹیل میدان ہیں۔ جب کوئی ذکر کرنے والا ذکر خدا شروع کرتا ہے تو ملائکہ ان میں درخت لگانے لگ جاتے ہیں اور بعض اوقات ملائکہ کام کرتے ہوئے اچانک رُک جاتے ہیں۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی جائے تو کہتے ہیں کہ ہمارا ساتھی (ذکر خدا سے) تھک گیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ میں اور پہلے باب ۱ و ۲ و ۸ از ابواب تخلی

میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ وغیرہ آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ہر مجلس و محفل میں ذکر خدا کرنا اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ہر وہ مجلس و محفل جس میں ابرار و اشرار جمع ہوں مگر وہ ذکر خدا کئے بغیر اٹھ کر چلے جائیں تو وہ محفل بروز قیامت ان کے لئے حسرت و ندامت کا باعث ہوگی۔ (الاصول)، مجموعہ شیخ ورّام)

۲۔ حسین بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ کسی مجلس و محفل میں اکٹھے ہوں اور وہاں نہ خدا کا ذکر کریں اور نہ ہی مجھ پر درود و سلام بھیجیں۔ تو وہ مجلس (بروز قیامت) ان کے لئے حسرت اور روز رو وبال کا باعث بن جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب بھی کچھ لوگ کسی محفل میں جمع ہوں اور خدا کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی ہمارا ذکر کریں تو وہ محفل قیامت کے دن ان کیلئے حسرت اور ندامت کا سبب بن جائے گی۔ پھر فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا ذکر ذکرِ خدا ہے اور ہمارے دشمنوں کا ذکر ذکرِ شیطان ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کچھ لوگ باہم بیٹھ کر خدا کا ذکر کرتے ہیں تو انہیں آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اب تم اس حال میں یہاں سے اٹھو کہ میں نے تمہاری برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دیا ہے۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اور فرمایا کہ جب کچھ لوگ زمین پر بیٹھ کر ذکر خدا کرتے ہیں تو اس وقت کچھ فرشتے بھی ان کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ اور باب ۴۲ از اذان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ وغیرہ آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

کسی مجلس و محفل سے اٹھتے وقت کیا کہنا چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ ناپنے والا کامل پیمانہ سے ناپے تو جب اپنی نشست گاہ سے اٹھنے لگے تو کہے: ﴿سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۷ از کفارات میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

شب و روز میں خدا کا بکثرت ذکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں جن میں سے ایک مکرر کر چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بکثرت ذکر خدا کرے گا تو خدا اس سے محبت کرے گا اور جو شخص خدا کو بہت یاد کرے گا تو اس کے لئے دو برائتیں ہیں ایک دوزخ سے برأت اور دوسری منافقت سے برأت۔ (الاصول)

۲۔ میمون بن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے جس تک وہ پہنچتی ہے مگر ذکر خدا کی کوئی حد نہیں ہے۔ خداوند عالم نے کچھ فرائض فرض کئے ہیں لہٰذا جو ان کو ادا کرے گا وہ ان کی حد ہے۔ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں لہٰذا جو اس ماہ میں روزے رکھے گا وہ ان کی حد ہے۔ حج بیت اللہ فرض ہے جو اسے ادا کرے گا وہ اس کی حد ہے مگر ذکر خدا کی کوئی حد مقرر نہیں ہے کیونکہ خداوند عالم تھوڑے ذکر پر تو راضی نہیں ہے اور (زیادہ کے لئے) کوئی حد نہیں ہے جس تک پہنچ کر وہ ختم ہو جائے۔ پھر امامؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا﴾ (اے ایمان والو! خدا کا بہت ذکر کیا کرو اور اس کی صبح شام تسبیح و پاکیزگی بیان کیا کرو)۔ فرمایا: خدا نے اس کثرت کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ فرمایا: میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) کثیر الذکر تھے میں ان کے ہمراہ چلتا تھا۔ تو وہ ذکر خدا کرتے تھے، میں ان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ تو وہ ذکر خدا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ لوگوں سے گفتگو کرتے تھے تو یہ چیز بھی ان کو ذکر خدا سے باز نہیں رکھتی تھی۔ میں دیکھتا تھا کہ ان کی زبان ان کے تالو سے لگی ہوئی ہوتی تھی اور وہ برابر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہتے جاتے تھے اور وہ ہمیں (نماز صبح کے بعد) اکٹھا کر کے طلوع آفتاب تک ذکر خدا کرنے کا حکم دیتے تھے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک بار اصحاب سے) فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ تمہارے تمام اعمال سے بہتر عمل کون سا ہے؟ جو تمہارے درجات میں سب سے زیادہ بلند، تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، تمہارے درہم و دینار (خرچ کرنے) سے زیادہ بہتر اور

تمہارے دشمن سے قتل و قتال (جہاد) کرنے سے بھی بہتر ہے؟ سب نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: وہ ہے زیادہ سے زیادہ ذکرِ خدا کرنا۔ پھر فرمایا: حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور پوچھا کہ تمام مسجد والوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ ذکر خدا کرتا ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: جس شخص کو ذکر کرنے والی زبان عطا کر دی جائے تو اسے گویا دنیا و آخرت کی خیر عطا کر دی گئی ہے اور آپ نے اس ارشاد خداوندی کہ ﴿وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے خدا کے لئے جو عمل خیر کیا ہے اسے کثیر (زیادہ) نہ سمجھ۔ (ایضاً و المحاسن)

۳۔ ابن فضال بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہا: رات دن میرا بہت ذکر کیا کرو اور میرا ذکر کرتے وقت خشوع ظاہر کرو، میری نازل کردہ بلا و مصیبت پر صبر کرو اور اطمینان سے میرا ذکر کرو، میری عبادت کرو اور کسی چیز کو میرا شریک نہ بناؤ۔ آخر تمہاری بازگشت تو میری طرف ہی ہے۔ اے موسیٰ! مجھے اپنا ذخیرہ بناؤ اور باقیاتِ صالحات کا خزانہ (بطور امانت) میرے پاس رکھو۔ (ایضاً)

۴۔ سابقہ اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم ے جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! اپنی زبان کو دل (و دماغ) کے پیچھے رکھو (پہلے بات کو تولو پھر بولو) سلامت رہو گے۔ اور شب و روز میں بکثرت میرا ذکر کرو اور خطاء کے مرکز میں اس کی پیروی نہ کرو ورنہ پشیمان ہوگے کیونکہ خطاء اہل جہنم کی وعدہ گاہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سابقہ سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ فرمایا: منجملہ اس مناجات کے جو خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کی، ایک یہ بھی تھی۔ فرمایا: اے موسیٰ! کسی حالت میں بھی مجھے نہ بھلاؤ کیونکہ مجھے بھلانا دل کو مار دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ داؤد الحمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بکثرت خدا کا ذکر کرے گا تو خدا جنت میں اس پر اپنا سایۂ رحمت ڈالے گا۔ (ایضاً)

۷۔ سابقہ اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے اپنے اصحاب کے نام اپنے ایک پیغام میں فرمایا کہ شب و روز کی ہر گھڑی میں جس قدر ہو سکتا ہے بکثرت ذکر خدا کرو کیونکہ خداوند عالم نے بکثرت ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا﴾ اور جو مومن خدا کا ذکر کرتا ہے۔ خدا بھی ضرور اس کا ذکر کرتا ہے اور جان لو کہ خدا کے مومن بندوں میں سے جو بھی اس کا ذکر کرتا ہے تو خدا بھی خیر و خوبی کے ساتھ اس کا ذکر ضرور کرتا ہے۔ (الروضہ)

۸۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسنادِ خود محمد بن یحییٰ وعثمان بن عیسیٰ سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کی بارگاہ میں ساری مخلوق میں سے زیادہ مکرم ومعظم کون ہے؟ فرمایا: جوسب سے بڑھ کر ذکرِ خدا کرے اور جوسب سے بڑھ کر اس کی اطاعت کرے۔

(المحاسن)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود رجاء بن ابوالضحاک سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ سے لے کر مرو (خراسان) تک حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ رہا۔ خدا کی قسم میں نے آپؑ سے بڑھ کر کوئی متقی وپرہیزگار اور تمام حالات واوقات میں آپؑ سے بڑھ کر کسی کو ذکرِ خدا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(عیون الاخبار)

۱۰۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتہ صبح سویرے اور اول شب ایک صحیفہ لے کر نازل ہوتا ہے اور فرزندِ آدمؑ (شب وروز میں) جو عمل کرتا ہے وہ اسے اس میں لکھتا ہے۔ لہٰذا تم دن کے اول وآخر میں اپنی اچھائی لکھواؤ۔ ان کے درمیان اگر کچھ (غلط کام) ہوگا تو خدا اسے بخش دے گا انشاء اللہ۔ (فرمایا) خدا فرماتا ہے کہ ﴿اُذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ نیز فرماتا ہے ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (خدا کا ذکر سب سے بڑا ہے)۔ (آمالی صدوقؒ)

۱۱۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن کی لوگ طاقتِ برداشت نہیں رکھتے (۱) لوگوں سے درگزر کرنا۔ (۲) اپنے (دینی وقومی) بھائی سے مالی مواسات وہمدردی کرنا۔ (۳) خدا کا بکثرت ذکر کرنا۔ (الخصال)

۱۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کا چرواہا ہوں! تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کو نہیں پہچانتا؟ عرض کیا گیا: یا امیر المؤمنینؑ! آپؑ کی بھیڑ بکریاں (رعایا) کون ہیں؟ فرمایا: وہ جن کے (شب بیداری کی وجہ سے) چہرے زرد اور ذکرِ خدا کرنے کی وجہ سے ہونٹ خشک ہیں۔ (فضائل الشیعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ از تعقیبات اور یہاں باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و ۱۰ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶
خلوت میں ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو جب خلوت میں جاتے ہیں تو بکثرت خدا کا ذکر کرتے ہیں۔(الاصول)

۲۔ ابن فضال مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے عیسیٰ! اپنا دل میرے لئے نرم کرو اور خلوتوں میں بکثرت میرا ذکر کرو اور جان لو کہ میری خوشی اس بات میں ہے کہ تم میرے لئے خوشامد کرو اور اس سلسلہ میں زندہ بنو، مردہ نہ بنو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۳و۴و۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ ابواب میں) ذکر کی جائیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷
لوگوں کے درمیان خدا کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر دہان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: اے فرزند آدمؑ! تو لوگوں کی جماعت میں میرا ذکر کر۔میں تیرا ذکر ایسی جماعت (ملائکہ) میں کروں گا جو تیری جماعت سے بہتر ہوگی۔(الاصول)

۲۔ جناب احمد بن محمد البرقی ؒ باسناد خود بشیر الدہان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل فرماتا ہے: اے فرزند آدمؑ! تو مجھے اپنے دل میں یاد کر، میں تجھے اپنے اندر یاد کروں گا۔تو مجھے خلوت میں یاد کر میں بھی تجھے خلوت میں یاد کروں گا۔تو مجھے لوگوں کے سامنے یاد کر، میں تجھے ان سے بہتر ہستیوں کے سامنے یاد کروں گا۔پھر فرمایا: جو بندہ بندوں کی بزم میں خدا کا ذکر کرے خدا اس کا ذکر بزم ملائکہ میں کرتا ہے۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیںگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

گھر اور مسجد میں ذکرِ خدا کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: میرے والد کثیر الذکر تھے اور ہمیں بھی (نماز صبح کے بعد) برابر ذکر کرنے کا حکم دیتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا تھا اور ہم میں سے جو قرآن پڑھ سکتا تھا اسے تلاوت قرآن کا حکم دیتے تھے اور جو نہیں پڑھ سکتا تھا اسے ذکر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ فرمایا: وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جائے اور ذکرِ خدا کیا جائے اس کی خیر و برکت زیادہ ہوتی ہے، وہاں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین اس مکان کو چھوڑ جاتے ہیں اور وہ گھر آسمان والوں کے لئے اس طرح چمکتا ہے جس طرح کوئی روشن ستارہ زمین والوں کے لئے چمکتا ہے اور وہ گھر جس میں نہ قرآن پڑھا جائے اور نہ ذکرِ خدا کیا جائے اس کی برکت کم ہو جاتی ہے اور اسے ملائکہ چھوڑ جاتے ہیں اور وہاں شیطان ڈیرے ڈال لیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: مسجد والے لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ ذکرِ خدا کرتا ہے (اور سب سے بڑھ کر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے)۔ (الاصول)

باب ۹

جب آسمانی بجلی گرنے کا اندیشہ ہو تو اس وقت خدا کا ذکر کرنا اور قرآن پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے۔ سوائے آسمانی بجلی کے کیونکہ اگر وہ خدا کا ذکر کر رہا ہو تو اس پر آسمانی بجلی نہیں گر سکتی۔[۱] (الاصول)

۲۔ برید بن معاویہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (آسمانی) بجلیاں خدا کا ذکر کرنے والے پر نہیں گرتیں! راوی نے عرض کیا: ذکر کرنے والے سے مراد کون ہے؟ فرمایا: جو قرآن کی سو آیت پڑھے۔

(ایضاً و امالی طوسیؒ)

---

[۱] اور چونکہ مؤمن اکثر و بیشتر ذکرِ خدا سے رطب اللسان رہتا ہے اس لئے اس پر آسمانی بجلی نہیں گرتی۔ یہ پہلی حدیث کا مفاد ہے اور جب ذکرِ خدا سے غافل ہوتا ہے تو پھر اس پر بجلی گر سکتی ہے یہ حدیث نمبر ۳ کا مفاد ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مؤمن کی موت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: مؤمن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے یعنی پانی میں غرق ہو کر بھی، مکان کے گرنے سے بھی اور درندے کا شکار ہو کر بھی اور بجلی کے گرنے سے بھی۔ ہاں البتہ خدا کا ذکر کرنے والے پر بجلی نہیں گرتی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آسمانی بجلی مؤمن اور کافر دونوں پر گر سکتی ہے البتہ خدا کا ذکر کرنے والے پر نہیں گرتی۔ (علل الشرائع)

باب ۱۰

مستحبی عبادات حتیٰ کہ دعا اور تلاوتِ قرآن کو ترک کر کے ذکرِ خدا میں مشغول ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیثِ قدسی میں) فرماتا ہے کہ جو شخص میرا ذکر کرنے میں مشغول رہے اور مجھ سے سوال نہ کرے تو میں اسے سوال کرنے والوں سے بہتر عطا کرتا ہوں۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ کو خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ خدا کی حمد و ثنا کرنے اور حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنے میں اس طرح مشغول ہو جاتا ہے کہ اپنی حاجت طلب کرنا ہی بھول جاتا ہے تو خدا بغیر مانگے اس کی حاجت برآری کر دیتا ہے۔ (الاصول)

۳۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جان لو! کہ تمہارے حاکم اعلیٰ (خدا) کے نزدیک تمہارے تمام اعمال سے بہتر اور پاکیزہ تر بلندیٔ درجات کے لئے بلند تر اور ان تمام چیزوں سے جن پر سورج چمکتا ہے برتر عمل ذکرِ خدا ہے کیونکہ اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں۔ (عدۃ الداعی)

۴۔ جناب محمد بن الحسن الصفارؒ باسناد خود ابوعثمان العبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں قرآن کا پڑھنا غیر نماز میں پڑھنے سے افضل ہے اور خدا کا ذکر کرنا (اس سے بھی) افضل ہے اور صدقہ دینا (جہنم اور مصیبت سے بچنے کی) ڈھال ہے۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۲۶ و ۳۰ و

۴۲ و ۴۴ و ۴۵ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض اذکار تمام عبادات سے افضل ہیں۔ ہاں البتہ اس سے پہلے ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دعا کو باقی عبادتوں پر افضلیت حاصل ہے تو اب یا تو اس افضلیت کو ذکر خدا کے سوا دوسری عبادتوں سے مختص قرار دینا پڑے گا یا پھر اسے مختلف حالات اور مختلف اشخاص و اوقات پر محمول کرنا پڑے گا (کہ بعض اوقات دعا افضل ہوتی ہے اور بعض حالات میں ذکر افضل ہوتا ہے) یا پھر اسے مبالغہ پر محمول کیا جائے گا یا صیغۂ تفضیل کو اس کے حقیقی معنوں میں سے نکال کر مجازاً صرف اصل فضیلت کے معنوں میں استعمال کیا جائے گا اور جہاں بھی بعض عبادتوں کی دوسری بعض پر تفضیل میں اختلاف رونما ہو جائے تو وہاں کوئی ایسی ہی مناسب تاویل کی جائے گی۔

باب ۱۱

علانیہ ذکر پر آہستہ اور پوشیدہ ذکر کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (موکل) فرشتہ نہیں لکھتا مگر وہی کچھ جو وہ سنتا ہے۔ اور خدا فرماتا ہے: ﴿وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيفَةً﴾ (کہ اپنے پروردگار کا ذکر تضرع وزاری کے ساتھ اور پوشیدہ طریقہ سے اپنے اندر کرو)۔ پس اس پوشیدہ ذکر کی عظمت کی وجہ سے اس کا ثواب سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (الاصول)

۲۔ ابراہیم بن ابوالبلاد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص مخفی طریقہ پر میرا ذکر کرتا ہے میں کھلم کھلا طریقہ پر اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالمعزا الخصاف مرفوعاً حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مخفی طریقہ پر خدا کا ذکر کرے تو اس نے گویا خدا کا ذکر کثیر کیا ہے کیونکہ منافق لوگ (لوگوں کو دکھلانے کے لئے) علانیہ طور پر تو خدا کا ذکر کرتے تھے مگر مخفی طور پر نہیں کرتے تھے تو خدا نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ مگر خدا کا حقیقی ذکر بہت ہی کم ہی کرتے ہیں)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپؐ ایک غزوہ میں شریک تھے کہ ایک وادی سے گزرتے ہوئے لوگوں نے بآواز بلند تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اور تکبیر ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہنا شروع کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (لوگوں کا شور سن کر) فرمایا: ٹھہر جاؤ اور آگاہ ہو جاؤ کہ تم گونگے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اس ذات کو پکار رہے ہو جو سمیع (و بصیر) ہے اور تمہارے بالکل قریب ہے۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۹ از احکام مساجد اور یہاں باب ۱ و ۱۰ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

غافلوں کے اندر رہ کر خدا کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن المختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غافلوں کے اندر رہ کر خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے راہِ خدا میں دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے والا۔(الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی یاد سے غافل لوگوں میں رہ کر خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے راہِ فرار اختیار کرنے کی جگہ جہاد کرنے والا۔ اور جو فراریوں کی جگہ ڈٹ کر جہاد کرے اس کے لئے جنت ہے۔(ایضاً، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوذرؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابوذرؓ! غافلوں میں رہ کر خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جس طرح نمازیوں کے ہمراہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والا۔

(امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و باب ۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ وغیرہ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

بازار میں اور صبح و شام اور (نماز) صبح و عصر کے بعد خدا کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بازار میں اس وقت خدا کا ذکر کرے جب لوگ غافل ہوں اور اپنے (دنیوی) مشاغل میں مصروف ہوں تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور بروزِ قیامت اس کی اس طرح مغفرت فرمائے گا جو کسی فردِ بشر کے دل میں بھی نہ گزری ہوگی۔(عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو عنوان میں متذکرہ امور پر روشنی ڈالتی ہیں اس سے پہلے (باب ۱۸ و ۳۶ از تعقیبات اور یہاں باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ یہاں اور کچھ باب التجارہ کے باب ۱۹ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

دل کی غفلت اور بھول کے وقت خدا کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اُسامہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ردیف تھا کہ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: قرآن کی تلاوت کرو۔ میں نے قرآن کھول کر اس کی ایک سورہ پڑھی۔ امامؑ کو رقت ہوئی اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: اے ابو اُسامہ! اپنے دلوں کو ذکر خدا کا چارہ کھلاؤ اور نشانوں سے بچو! کیونکہ دل پر کبھی کبھار ایسی ساعتیں بھی آتی ہیں کہ پرانے کپڑے کے ٹکڑے کی طرح یا بوسیدہ ہڈی کی مانند اس میں نہ ایمان ہوتا ہے اور نہ کفر۔ اے ابو اسامہ! کیا تو نے محسوس نہیں کیا کہ بعض اوقات تم اپنے دل کو ٹٹولتے ہو تو اس میں کوئی خیر و شر نہیں پاتے۔ اور نہ ہی تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ راوی نے عرض کیا: ہاں! کبھی مجھے ایسا مرحلہ پیش آتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کو بھی ایسی حالت کا سامنا ہوتا ہوگا؟ فرمایا: ہاں اس سے کوئی بھی خالی نہیں ہے۔ پھر فرمایا: جب کبھی تم پر ایسی کیفیت طاری ہو تو خدائے عز و جل کا ذکر کرو اور نشانوں سے بچو! کیونکہ خدا جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایمان کا نشان لگا دیتا ہے اور جب اس کے خلاف چاہتا ہے تو پھر کوئی اور نشان لگا دیتا ہے۔ (الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

ہر وادی (سیلاب گاہ) میں ذکرِ خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی وادی سے گزرے اور ہتھیلی پھیلا کر خدا کا ذکر کرے اور دعا مانگے تو خدا اس وادی کو نیکیوں سے بھر دے گا خواہ وہ وادی بڑی ہو اور خواہ چھوٹی۔ (ثواب الاعمال)

باب ۱۶

وسوسہ اور حدیث النفس (برے خیالات) کے وقت ذکرِ خدا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دل میں ایک عظیم امر (شک) واقع ہوتا ہے تو؟ فرمایا: کہو ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ

اللّٰہُ ﴾! جمیل بیان کرتے ہیں کہ (اس کے بعد) جب بھی کبھی میرے دل میں کوئی شئی واقع ہوئی تو میں نے کہا: ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ تو وہ زائل ہوگئی۔ (الاصول)

۲۔ حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں منافق ہوگیا ہوں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخدا تو منافق نہیں ہے! اور اگر منافق ہوگیا ہوتا تو میرے پاس نہ آتا (اور یہ بات نہ کرتا) پھر فرمایا: مجھے اپنا ماجرا بتا! کہ تجھے کس چیز نے شک میں ڈالا۔ (پھر خود ہی فرمایا) میرا خیال ہے کہ حاضر دشمن (شیطان) تیرے پاس آیا اور تجھ سے کہا کہ تجھے کس نے پیدا کیا؟ تو نے جواب میں کہا: خدا نے! تو اس نے کہا: تو پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ اس شخص نے (یہ سن کر) کہا: ہاں ہاں! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث برسالت کیا ہے۔ بات دراصل یہی ہے فرمایا: شیطان عمل کے راستہ سے آیا (کہ تیرے اعمال پر ڈاکہ ڈالے) مگر وہ تم پر قابو نہ پاسکا۔ تو پھر اس (وسوسہ قلبی کے) راستہ سے آیا تاکہ تمہیں ڈگمگا سکے (پھر) فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کبھی ایسی صورت حال پیش آئے تو اسے چاہیئے کہ خدائے واحد لاشریک کو یاد کرے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن مہزیار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ کچھ لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شیطانی وسوسہ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اگر ہوا ان کو کسی گڑھے میں جا گرائے یا ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تو یہ بات ان کو زیادہ پسند ہے اس سے کہ وہ اس وسوسہ کو زبان پر لائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ (احساس) تو خالص ایمان ہے۔ فرمایا: جب تم اپنے اندر ایسی کیفیت پاؤ تو کہو: ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ بہت زیادہ ہو تو؟ فرمایا: اس میں کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ صرف یہ کہہ دیا کرو ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾۔ (ایضاً)

باب ۱۷

ہر چھوٹے اور بڑے کام کی ابتداء میں خلوص نیت اور پوری توجہ سے بسم اللہ کا پڑھنا نیز ہر حزن آور کام کے وقت اس کا پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند

سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ میں ان تمام ہستیوں سے جن سے سوال کیا جاتا ہے اس کا زیادہ حقدار ہوں اور جن کی خدمت میں تضرع وزاری کی جاتی ہے میں ان سب سے اولیٰ ہوں۔ پس ہر چھوٹے یا بڑے معاملہ کی ابتداء میں کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ یعنی میں اس ذات والا صفات سے مدد مانگتا ہوں جس کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اور جب اس سے فریاد کی جائے تو وہ فریاد رسی کرتا ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی امر پریشان کرے تو اسے چاہیئے کہ قلبی توجہ اور خلوص نیت کے ساتھ کہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کیونکہ ایسا کرنے والا دو چیزوں میں سے ایک سے محروم نہیں ہوگا۔ یا دنیا میں اس کی حاجت برآری ہو جائے گی یا اس (کا ثواب) خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے ذخیرہ ہو جائے گا۔ اور جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اہل ایمان کے لئے بہتر بھی ہے اور زیادہ پائیدار بھی! (کتاب التوحید وتفسیر منسوب باامام عسکریؑ)

۲۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے (بسم اللہ کے معنی بیان کرتے ہوئے) فرمایا: بسم اللہ یعنی میں اپنے تمام معاملات میں خدا سے مدد طلب کرتا ہوں۔۔۔ فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ہمارے شیعہ اپنے معاملات کی ابتداء میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کا پڑھنا ترک کر دیتے ہیں تو خدا انہیں کسی ناملائم امر میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لیتا ہے تا کہ انہیں خدا کی حمد وثنا کرنے پر تنبیہ کرے اور بسم اللہ کے ترک کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے کی خطا کا ازالہ ہو جائے۔ فرمایا: خدا فرماتا ہے اے میری رحمت کے محتاج بندو! تم ہر حالت میں میرے محتاج ہو اور بندگی کی ذلت ہر وقت تمہارے شامل حال ہے۔ اس لئے اپنے ہر اس کام میں جس میں تم مشغول ہو اور اس کی تکمیل کرنا چاہتے ہو۔ میری بارگاہ میں رجوع کرو اور ہر چھوٹے اور بڑے کام کی ابتداء میں کہو: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ یعنی میں اس معاملہ میں خدا سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ جناب احمد بن ابو عبد اللہ البرقیؒ باسناد خود علاء بن فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے وضو اور نماز میں شیطان کی شرکت ہو جاتی ہے یا جو شخص کچھ کھائے یا پیئے یا لباس پہنے یا کوئی اور کام کرے تو اسے چاہیئے کہ اس پر بسم اللہ پڑھے۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس میں شیطان کی شرکت ہو جائے گی۔ (المحاسن)

۴۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے یہ بتا دیں کہ اس بزم میں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: تو نے بیٹھتے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ نہیں پڑھی جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے خداوند عالم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ہر وہ اچھا کام جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ دم بریدہ

(ناقص) ہوتا ہے۔ (تفسیر منسوب بامام عسکریؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قرأت (باب ۱۱ و ۱۲ و ۲۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آداب مائدہ (باب ۵۶ و ۵۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ہر دن میں تین سو ساٹھ بار خدا کی حمد کرنا اور اسی طرح ہر رات مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدائے عزوجل کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: اس کی حمد کرنا۔ (الاصول)

۲۔ ابوالحسن الانباری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز جسم کی رگوں کی تعداد کے مطابق تین سو ساٹھ (۳۶۰) مرتبہ خدا کی حمد کرتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ یعقوب بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ فرزند آدمؑ کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں۔ جن میں سے ایک سو اسی (۱۸۰) متحرک ہیں اور ایک سو اسی (۱۸۰) ساکن ہیں۔ اگر متحرک ساکن ہو جائے تو آدمی سو نہ سکے۔ اور اگر ساکن متحرک ہو جائے تب بھی نہ سو سکے۔ آنحضرت کا معمول تھا کہ جب صبح کرتے تھے تو تین سو ساٹھ بار کہتے تھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَثِيْرًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ﴾ اور جب شام کرتے تھے تو تب بھی اتنی بار یہی ذکر کرتے تھے۔

(الاصول، علل الشرائع)

باب ۱۹

ہر صبح و شام چار بار حمد خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مسعود سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صبح چار بار کہہ دے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ تو اس نے گویا اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جو شخص شام کے وقت (چار بار) یہی ذکر کرے اس نے گویا اس رات کا شکر ادا کر دیا۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ﴾ کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ﴾ وہ آسمانی کاتبوں کو مشغول کر دیتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: وہ کاتب کہتے ہیں یا اللہ! ہم غیب تو نہیں جانتے (کہ تو کتنی حمد کا اہل ہے؟) ارشاد قدرت ہوتا ہے تم اسی طرح لکھ دو جس طرح میرے بندہ نے پڑھا ہے۔ اس کا ثواب میرے ذمہ ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے بھی گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱
جب آئینہ میں نگاہ کی جائے تب خدا کی حمد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ خداوند عالم نے ایک جوان کے لئے محض اس لئے جنت واجب قرار دے دی کہ وہ جب بھی آئینہ میں نگاہ کرتا تھا تو خدا کی حمد کرتا تھا۔ (ثواب الاعمال)

باب ۲۲
نعمتوں کے ظہور کے وقت بکثرت حمد خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر نعمتوں کا ظہور ہو اسے چاہیئے کہ بکثرت خدا کی حمد و ثنا کرے۔ (المحاسن)

۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود شداد بن اوسؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کلمۂ توحید) ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ میزان اعمال کا نصف ہے اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ سے میزان لبریز ہو جائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن واقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب خداوند عالم کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے خواہ جس قدر ہی بڑی ہو اور وہ اس پر خدا کی حمد کرے تو اس کا حمد خدا کرنا اس نعمت سے افضل و اعظم ہوتا ہے اور اس سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ محمد بن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانا کھا کر شکر خدا بجالانے والا آدمی اجر و ثواب میں قربۃ الی اللہ روزہ رکھنے والے شخص کی مانند ہے اور وہ شخص جو خیر و عافیت میں ہو اور شاکر ہو وہ اجر میں اس شخص کی مانند ہے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو مگر صابر ہو۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق! جب خدا کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرے اور وہ دل سے اسے جان پہچان کر زبان سے اس کا شکر ادا کرے تو وہ اس کام سے ہنوز فارغ نہیں ہوتا کہ اس کے لئے اس نعمت میں اضافہ کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر نعمت کا خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، شکر یہ ہے کہ تم اس پر خدا کی حمد کرو۔ (الخصال)

۷۔ محمد بن جعفرؒ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر نعمتوں کا ظہور ہو اسے چاہیئے کہ کہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ اور جس پر فقر و فاقہ کا وفور ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ کہے: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اس میں بہتر (۷۲) بیماریوں کا علاج ہے جن میں سے کمترین بیماری ہم و غم ہے۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۳۷ از دفن و باب ۱۰ از دعا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

بکثرت استغفار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادمِ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: استغفار کی مثال درخت کے پتے جیسی ہے جو حرکت کرتا ہے اور گر جاتا ہے اور وہ شخص جو کسی گناہ سے استغفار کرتا ہے اور پھر وہی گناہ کرتا

ہے تو وہ گویا اپنے پروردگار سے تمسخر کرتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین دعا استغفار ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ بکثرت استغفار کرتا ہے تو اس کا نامۂ اعمال اس حالت میں بلند ہوتا ہے کہ چمک رہا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن محمد البرقی" باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کے ہم و غم بہت زیادہ ہو جائیں اس پر استغفار کرنا لازم ہے۔ (المحاسن)

۵۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دل اسی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح تانبہ زنگ آلود ہو جاتا ہے لہٰذا ان کو استغفار کے ساتھ جلا دو۔ (عدۃ الداعی)

۶۔ نیز آپؐ نے فرمایا: جو شخص بکثرت استغفار کرے گا خدا اسے ہر غم و ہم سے کشائش و آسائش عطا فرمائے گا، اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ کھول دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ جب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود شعبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے جو مایوس ہوتا ہے حالانکہ اس کے پاس "ممحاۃ" (مٹانے کا آلہ) موجود ہے۔ عرض کیا گیا کہ "ممحاۃ" کیا ہے؟ فرمایا: استغفار کرنا۔ (امالی فرزند طوسیؒ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو کہمس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو چار چیزیں عطا کی جائیں وہ کبھی چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا (۱) جسے دعا کی توفیق دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۲) جسے استغفار کی توفیق دی جائے وہ بخشش سے محروم نہیں ہوتا۔ (۳) جسے توبہ کی توفیق دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۴) اور جسے شکر کی توفیق دی جائے وہ زیادتیٔ نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔ (امالی طوسیؒ)

۹۔ معاذ بن ثابت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندۂ مومن کوئی گناہ کرتا ہے اور اسے بیس سال کے بعد یاد آتا ہے اور وہ اس کے لئے استغفار کرتا ہے تو اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ دراصل وہ گناہ اسے یاد آیا ہی اس لئے تھا کہ اسے معاف کیا جائے۔ اور کافر گناہ کرتا ہے اور وہ اسے اسی وقت بھول جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ ربیع بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور قحط سالی کی شکایت کی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: استغفار کر۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے اپنے

زمین پر اپنا عذاب نازل کر دیتا۔ (ثواب الاعمال، المحاسن، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے دعا (باب ۲۵ و ۳۰ میں) اور قنوت (باب ۱۰ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

کافر ماں باپ کے لئے استغفار کرنے اور دعا کرنے کا حکم؟ نیز عام کافر کے لئے دعا کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مسلمان آدمی ہے جس کے ماں باپ کافر ہیں۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ نماز میں ان کے لئے استغفار کرے؟ فرمایا: اگر یہ شخص صغر سنی میں ان سے جدا ہو گیا تھا اور اب اسے معلوم نہیں ہے کہ وہ اسلام لائے ہیں یا نہ؟ تو پھر ان کے لئے استغفار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر وہ ان کا کفر جانتا ہے (کہ وہ کافر ہیں) تو پھر ان کے لئے استغفار نہیں کر سکتا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے دعا (باب ۴۴ و ۴۶) اور نماز جنازہ (باب ۳۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

تسبیح خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پڑھے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ﴾ تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں تین ہزار نیکیاں درج کرتا ہے، تین ہزار برائیاں مٹاتا ہے اور تین ہزار درجے بلند کرتا ہے اور خدا جنت میں ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جو اس کی تسبیح کرتا ہے اور اس تسبیح کا ثواب اس شخص کے نامۂ اعمال میں درج کرتا ہے۔

(ثواب الاعمال)

۲۔ علی بن ابراہیم الجعفری مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آدمی کی سعادت مندی یہ ہے کہ اس کے رخساروں پر بال کم ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: اس میں سعادت مندی کی کیا بات ہے؟ ہاں اس کی سعادت مندی یہ ہے کہ اس کے جبڑے تسبیح خدا کرنے میں ہلتے رہیں۔ (علل الشرائع)

۳۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ﴾ خدا اس کے لئے ہزار در ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ہزار در ہزار برائیاں مٹاتا ہے اور ہزار در ہزار درجے بلند کرتا ہے اور جو اس سے زیادہ پڑھے خدا اسے اجر بھی زیادہ دیتا ہے اور جو استغفار کرتا ہے تو خدا اسے بخش دیتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۴۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود محمد بن مروان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ تو اس نے گویا خدا کے لئے تیوری چڑھائی ہے اور ایسے بندہ کی نصرت کرنا خدا پر لازم ہے۔ (المحاسن)

۵۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک) کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی تعجب کے بغیر کہے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ تو خدا اس کے لئے سبز رنگ کا ایک پرندہ خلق کرتا ہے جو عرش الٰہی کے زیر سایہ خدا کی تسبیح کرتا ہے اور روز قیامت تک اس کا ثواب اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۰ و ۳۱ و ۳۴ و ۴۸ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی۔

باب ۳۰
ہر روز ایک سو بار تکبیر، تسبیح، تحمید اور تہلیل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم و ابو ایوب الخزاز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سو بار تکبیر کہے یہ اس کے لئے سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے، جو شخص سو بار تسبیح خدا کرے یہ اس کے لئے سو ناقہ خانہ خدا کی طرف ہانک کر لے جانے سے افضل ہے۔ جو شخص سو بار خدا کی حمد کرے یہ اس کے لئے زین ولگام سمیت ایک ہزار گھوڑا راہ خدا میں جہاد کرنے کے لئے پیش کرنے سے افضل ہے اور جو سو بار تہلیل کرے تو وہ اس دن کے اعمال کے لحاظ سے سب لوگوں سے افضل ہوگا۔ سوائے اس کے جو اس سے زیادہ پڑھے۔ (الاصول، الامالی للصدوق، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱
تسبیحات اربعہ کا (ہر وقت عموماً) اور صبح و شام خصوصاً بکثرت پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تسبیح خدا نصف میزان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا میزان کو پُر کر دیتا ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا تو آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو بھر دیتا ہے۔ (الاصول)

۲۔ ضریس کناسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تو صبح و شام کرے تو کہہ ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ﴾ (فرمایا) اگر تو یہ کہے گا تو ہر ہر تسبیح کے عوض تیرے لئے جنت میں مختلف قسم کے پھلدار دس دس درخت لگائے جائیں گے (پھر فرمایا) یہ تسبیحات باقیات صالحات ہیں۔ (الاصول، المحاسن، الامالی للصدوق")

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ﴾ کو زیادہ سے زیادہ پڑھو کیونکہ یہ کلمات قیامت کے دن اس حالت میں آئیں گے کہ ان میں سے کچھ (پڑھنے والے) کے آگے اور کچھ پیچھے ہوں گے۔ پھر فرمایا: اور یہی کلمات باقیات صالحات ہیں۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ڈھالیں بناؤ! صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! دشمن سے؟ وہ تو ہم نے بنائی ہوئی ہیں؟ فرمایا: نہ، بلکہ دوزخ سے! عرض کیا: دوزخ کی ڈھال کیا ہے؟ فرمایا: کہو: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ﴾ (یعنی تسبیحات اربعہ)۔ (ایضاً)

۵۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ ﴾ تو خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے۔ جو کہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﴾ تو خدا اس کے لئے بھی جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے۔ جو کہے ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ﴾ خدا اس کے لئے بھی جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے اور جو کہے ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ ﴾ تو خدا اس کے لئے بھی جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے ایک قریشی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! (اس طرح تو) ہمارے جنت میں بہت سارے درخت ہوں گے؟ (کیونکہ ہم بکثرت تسبیحات اربعہ پڑھتے رہتے ہیں)۔ فرمایا: ہاں درخت تو بہت ہیں مگر خیال رکھنا کہیں اس پر (گناہوں کی آگ) بھیج کر ان کو جلا نہ دینا! جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے: ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْآ اَعْمَالَکُمْ ﴾ (اے ایمان والو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو)۔ (ایضاً، الامالی)

۶۔ ابو الجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تعجب کے بغیر (بلکہ تسبیح سمجھ کر) کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ ﴾ تو اس کی وجہ سے خدا ایک ایسا پرندہ خلق کرتا ہے جس کی ایک زبان اور دو پر ہوتے ہیں جو قیام قیامت

تک تسبیح خدا کرنے والوں کے ساتھ اس شخص کی طرف سے تسبیح خدا کرتا رہتا ہے (اور اس کا ثواب اس شخص کو ملتا ہے) اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود روایت کرتے ہیں کہ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا جو خدا نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کرتے وقت تعلیم دیے تھے کہ وہ کون سے کلمات ہیں؟ فرمایا: وہ کلمات یہ تھے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔ یہودی نے کہا: آپؐ یہ بتائیں کہ ان کلمات کے پڑھنے والے کی جزاء کیا ہے؟ فرمایا: جب کوئی بندہ کہتا ہے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ تو جو مخلوق عرش کے نیچے ہے وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے اور اس پڑھنے والے کو ان سے دس گناہ ثواب ملتا ہے اور جب کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ تو خدا اسے دنیا کی نعمتوں سے اس طرح نوازتا ہے کہ ان میں آخرت کی نعمتیں بھی شامل ہوتی ہیں اور یہی وہ کلمہ ہے کہ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے: دنیا میں اس کے کہنے والے ختم ہو جائیں گے مگر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ باقی رہے گا۔ اور یہی خدا کا ارشاد ہے: ﴿دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَ اٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ کے پڑھنے کی جزاء جنت ہے اور یہی ہے خدا کے اس ارشاد ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلاَّ الْاِحْسَانُ﴾ کا مطلب کہ ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ کی جزاء جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (علل الشرائع، الامالی)

۸۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسنادخود ثابت سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ تو خدا ان سے چار پرندے پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کی تسبیح، تحمید، تہلیل اور تقدیس کرتے ہیں۔ (المحاسن)

۹۔ داؤد بن حصین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مال خرچ کرنے میں، جہاد کرنے میں اور رات کو جاگنے میں بخل کرے تو کرے مگر یہ کلمات کہنے میں بخل نہ کرے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ﴾۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الھدیٰ) باسنادخود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مجھے شب معراج آسمان پر بلایا گیا اور میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کچھ چٹیل میدان دیکھے اور کچھ فرشتوں کو اس قسم کے مکان بناتے ہوئے دیکھا جن کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور دوسری چاندی کی! اور وہ بناتے بناتے بعض اوقات رک جاتے تھے! میں نے ان سے پوچھا کہ تم رُک کیوں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مسالہ (مٹیریل) کا انتظار کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: تمہارا مسالہ کیا ہے؟ کہا: مؤمن کا یہ کہنا ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ

اَکْبَرُ ﴾ پس جب کوئی مومن یہ کہتا ہے تو ہم بنانے لگ جاتے ہیں اور جب وہ رک جاتا ہے تو ہم بھی ہاتھ روک لیتے ہیں۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ، تفسیر قمی رسالہ المحکم والمتشابہ)

۱۱۔ مفسر قمیؒ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مجھے شب معراج آسمان پر بلایا گیا اور میں وہاں جنت میں داخل ہوا تو وہاں سرخ یاقوت کا ایک ایسا مکان دیکھا جس کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے اپنی چمک دمک کی وجہ سے دیکھا جا سکتا تھا اور اس کی کچھ دیواریں زبرجد کی تھیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ قصر کس کے لئے ہے؟ کہا: یہ اس کے لئے ہے جو کلام کو پاکیزہ بنائے، ہمیشہ روزہ رکھے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور رات کے وقت اس وقت نمازِ شب پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں (یہاں تک پہنچنے کے بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا: یا علیؑ! جانتے ہو کہ پاکیزہ کلام سے کیا مراد ہے؟ عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا: جو کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ﴾ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اس سے کون مراد ہے؟ عرض کیا: خدا و رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: جو پورے ماہ رمضان کے روزے اس طرح رکھے کہ ایک روزہ بھی قضا نہ کرے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ لوگوں کو کھانا کھلانے سے کیا مراد ہے؟ عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا: جو (محنت و مشقت کرکے) اپنے اہل و عیال کے لئے اس قدر کما کر لائے کہ ان کو دست سوال دراز نہ کرنا پڑے! بعد ازاں فرمایا: جانتے ہو کہ اس سے کون مراد ہے جو اس حال میں نماز شب پڑھے کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں؟ عرض کیا: خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا: جو نمازِ عشاء پڑھے بغیر نہ سوئے اور لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ یہاں لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو مغرب و عشاء کے درمیان والے وقت میں سو جاتے ہیں۔ (تفسیر قمی و رسالہ المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ از مواقیت و باب ۱۵ و ۱۸ از تعقیبات و باب ۲۹ یہاں میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ و ۴۳ و ۴۸ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲
تہلیل و تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: تہلیل ﴿ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ ﴾ اور تکبیر ﴿اَللّٰـهُ اَكْبَرُ ﴾ زیادہ کہا کرو، کیونکہ تہلیل و تکبیر سے بڑھ کر خدا کو کوئی چیز پسند نہیں ہے۔ (الاصول، ثواب الاعمال)

۲۔ یعقوب قمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت کی قیمت ﴿ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ وَ اللّٰهُ

اَکْبَرُ﴾ ہے۔(الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے قبل (باب ۲۹و۳۱وغیرہ میں اوراس سے قبل باب ۳۶ از احتضار و باب ۴۷ از دفن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب بالخصوص باب ۴۴ و ۴۸ و ۴۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ کہنا مکروہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ أَنْ يُوْصَفَ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود جمیع بن عمیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کس چیز سے خدا بہت بڑا ہے؟ راوی نے عرض کیا: ہر چیز سے۔فرمایا: آیا (اس کے بالمقابل) کوئی بڑی شئی ہے جس سے وہ بہت بڑا ہو؟ راوی نے عرض کیا: پھر ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے بہت بڑا ہے کہ اس کی تعریف وتوصیف کی جائے۔(الاصول، معانی الاخبار، التوحید)

۲۔ ابن محبوب ایک شخص سے نقل کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں کہا: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾۔امامؑ نے اس سے دریافت کیا کہ خدا کس سے بہت بڑا ہے؟ اس نے کہا: ہر چیز سے! فرمایا: تم نے تو اس کی کبریائی اور بڑائی کو محدود کر دیا! اس شخص نے کہا: پھر کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہہ کہ وہ اس سے بہت بڑا ہے کہ اس کی توصیف کی جاسکے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک دعا مروی ہے جو آپؑ نے حجر اسود کے پاس پڑھی تھی جس میں تھا ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِمَّا اَخَافُ وَ اَحْذَرُ﴾۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس طرح بہت سی حدیثوں میں ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ﴾ بھی وارد ہے۔تو پھر ان حدیثوں کو جواز پر محمول کیا جائے گا کہ جب اس کلام سے صحیح مفہوم مدنظر ہو تو پھر ایسا کہنا حرام نہیں ہے۔اور ممانعت والی حدیثوں کو اس مطلب پر محمول کیا جائے گا کہ جب خدا کا مخلوق سے تقابل کرنا مطلوب ہو۔

باب ۳۴

سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام پر بکثرت صلوات پڑھنا اور اس کو دوسری چیزوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں۔فرمایا: حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنے سے بڑھ کر کوئی چیز میزان عمل میں وزنی نہیں ہے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوگا کہ ایک شخص کے (نیک) عمل میزان میں رکھے جائیں گے مگر ترازو دوسری طرف جھک جائے گا۔اس وقت اس کے درود کو اس کے میزان میں رکھا جائے گا جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔(الاصول)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بآواز بلند مجھ پر درود بھیجو کہ ایسا کرنا نفاق کو دور کرتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر اور میرے اہل بیتؑ پر درود بھیجنا منافقت کو دور کرتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو آنحضرتؐ پر بکثرت درود پڑھو کیونکہ جو شخص آنحضرتؐ پر ایک بار درود پڑھتا ہے خدا اس پر ایک ہزار ملائکہ کی صف میں ہزار بار درود بھیجتا ہے (رحمت نازل کرتا ہے) اور خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق ایسی باقی نہیں رہ جاتی مگر جو خدا اور اس کے فرشتوں کے درود کی وجہ سے اس شخص پر درود نہیں بھیجتی ہے پس جو شخص ایسے (عظیم) کارِ ثواب میں رغبت نہ کرے وہ ایسا فریب خوردہ جاہل ہے جس سے خدا، اس کا رسولؐ اور اس کے اہل بیتؑ بری و بیزار ہیں۔

(الاصول، ثواب الاعمال)

۵۔ عبدالسلام بن نعیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بیت اللہ (خانۂ کعبہ) میں داخل ہوا۔مگر مجھے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنے کے سوا اور کوئی دعا یاد نہ تھی (یعنی صرف درود پڑھتا رہا تو؟) فرمایا: تجھ سے بہتر ثواب لے کر وہاں سے کوئی شخص واپس نہیں لوٹا۔(ایضاً)

۶۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس پر خدا اور اس کے ملائکہ درود بھیجتے ہیں لہٰذا جس کا دل چاہے تھوڑا درود پڑھے اور جس کا جی چاہے زیادہ پڑھے۔(الاصول)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسین بن فضال سے اور وہ اپنے والد (حسین) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ زیادہ سے زیادہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے کیونکہ یہ درود گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جس طرح گرانے کا حق ہے۔(الامالی و عیون الاخبار)

۸۔ نیز انہی امام علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنا خدا کے نزدیک تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہنے کے برابر ہے۔(ایضاً)

۹۔ (شاہزادہ) عبدالعظیم حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے اپنا خلیل بنایا تھا کہ وہ سرکار محمدؐ اور ان کی اہل بیتؑ پر درود زیادہ بھیجتے تھے۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ عاصم بن حزمہ (ضمرہ) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا اس سے کہیں زیادہ گناہوں کو مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا عند اللہ دس غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۱۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں بروز قیامت میزان اعمال کے پاس موجود ہوں گا پس جس (مومن) کی برائیوں کا پلڑا اس کی نیکیوں پر بھاری ہوگا تو میں اپنے اوپر اس کے پڑھے ہوئے درود وسلام کو لاؤں گا اور (اس کے نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دوں گا) جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابن ابی عمیر اس شخص سے جس نے ان کو خبر دی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ جو شخص محمدؐ اور ان کی آلؑ پر درود بھیجے، اس کے لئے خدا سو نیکیاں لکھتا ہے اور جو محمدؐ اور ان کی اہل بیتؑ پر درود بھیجے اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے[1]۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایمان واحتساب (خلوص نیت) کے ساتھ مجھ پر درود پڑھے وہ از سر نو عمل بجالائے۔ (المحاسن)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الدعا (باب ۳۶ و ۳۷) وغیرہ اور (باب ۲۲ و ۲۴ از تعقیبات) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۴۳ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵
سرکار محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی حمزہ سے اور وہ اپنے والد (ابوحمزہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

---

[1] آل اور اہل بیت کا باہم فرق معلوم کرنے کے لئے باب ۴۲ کی حدیث نمبر ۱۱ ملاحظہ کریں اور تحقیق مزید کے لئے ہماری کتاب تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین کی طرف رجوع کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد باری ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ کے بارے میں سوال کیا (کہ اس کا مطلب کیا ہے؟) فرمایا: خدا کے درود کا مطلب ہے اپنی رحمت (کا نازل کرنا)، ملائکہ کے درود کا مطلب ہے تزکیہ (پاکیزگی بیان کرنا) اور لوگوں کے درود کا مطلب ہے خدا سے دعا کرنا۔ اور ارشاد خداوندی ﴿وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ان کی جانب سے وارد ہوا سے تسلیم کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ہم کس طرح محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجیں؟ فرمایا: کہو ﴿صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَ صَلَوٰاتُ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَآئِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ السَّلَامُ عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ﴾ راوی نے عرض کیا: جو شخص اس طرح درود پڑھے اس کا ثواب کیا ہے؟ فرمایا: بخدا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

(معانی الاخبار)

۲۔ کعب بن عجزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اپنے اوپر سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں تعلیم دیا ہے لیکن صلوات پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: کہو ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾۔ (امالی صدوقؒ و امالی طوسیؒ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بروز قیامت جو اعمال (صالحہ) میزان میں رکھے جائیں گے ان سب سے زیادہ وزنی عمل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہل بیت علیہم السلام پر صلوات پڑھنا ہوگا۔ (قرب الاسناد)

۴۔ بکر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آپؑ کے بعض اصحاب نے کہا: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ﴾۔ امامؑ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو، بلکہ یوں کہو: ﴿کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ (وَ بَارَکْتَ) عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے صلوات کی افضل و اعلیٰ کیفیت کا بیان کرنا مقصود ہے (ورنہ ہر طرح درود و سلام پڑھا جا سکتا ہے کما لا یخفی۔ اور عام مروجہ طریقہ بھی کافی ہے جو یہ ہے: ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ﴾۔

باب ۳۶

ہر مجلس و محفل میں خدا اور رسول کا تذکرہ کرنا اور ان کے ساتھ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا ذکر کرنا مستحب ہے اور ان کے دشمنوں کا ذکر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی کوئی قوم کسی محفل میں اکٹھی ہو مگر وہ خدا کا اور ہمارا تذکرہ نہ کرے تو وہ محفل قیامت کے دن اس کے لئے حسرت و ندامت کا باعث ہوگی۔ پھر فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا ذکر ذکرِ خدا ہے اور ہمارے دشمن کا ذکر شیطان کا ذکر ہے۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کو یاد کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرے اس کے لئے بھی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں کیونکہ خدا نے رسولؐ کا ذکر اپنی ذات کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔
(علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ و ۳۵) میں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۷

جب کوئی چیز بھول جائے تو سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہاشم داؤد بن القاسم جعفری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کے جواب میں جس نے آپؑ سے یاد رکھنے اور بھول نہ جانے کے بارے میں سوال کیا تھا فرمایا: ''آدمی کا دل و دماغ گویا ایک ڈبیہ میں ہوتا ہے اور اس ڈبیہ کے اوپر ایک پردہ ہوتا ہے پس جب کوئی شخص کوئی چیز بھول جائے اور وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے اوپر مکمل درود پڑھے تو اس ڈبیہ سے وہ پردہ اٹھ جاتا ہے اور آدمی کا قلب روشن ہو جاتا ہے اور اسے وہ بھولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے اور اگر اس وقت درود نہ پڑھے یا ناقص درود پڑھے تو پھر وہ پردہ اس ڈبیہ پر پڑا رہتا ہے جس سے قلب تاریک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آدمی کو جو کچھ یاد ہوتا ہے وہ بھی بھول جاتا ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار، الاحتجاج، غیبۃ النعمانی'')

باب ۳۸

کلام و دعا کا اختتام محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام سے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی التیمی سے، وہ اپنے باپ (علی) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا آخری کلام مجھ پر اور علیؑ پر درود پڑھنا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں باب الدعا (نمبر ۳۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

بآواز بلند محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر درود پڑھتے وقت آواز بلند کرو کیونکہ ایسا کرنا نفاق کو دور کرتا ہے۔(الاصول، ثواب الاعمال)

باب ۴۰

دس بار سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن فروخ مولی الطلحہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق بن فروخ! جو شخص سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر دس بار درود پڑھے تو خدا اور اس کے ملائکہ سو بار اس پر درود پڑھتے ہیں اور جو ان ذوات قادسہ پر سو بار صلوات پڑھے خدا اور اس کے ملائکہ ہزار بار اس پر صلوات پڑھتے ہیں کیا تم خدا کا یہ کلام نہیں سنتے کہ فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا﴾۔(خدا وہ ہے جو تم پر صلوات بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تمہیں (گناہوں کی) تاریکیوں سے نکال کر (اطاعت) کے نور میں داخل کرے اور وہ اہل ایمان پر بہت ہی مہربان ہے)۔(الاصول)

باب ۴۱

جب بھی خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تب بھی حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن عبد اللہ الدھقان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: خدا کے اس ارشاد ﴿وَ ذَكَـرَ اسْـمَ رَبِّـهٖ فَصَلّٰى﴾ (کہ اس نے جب خدا کے نام کا ذکر کیا تو صلوٰۃ پڑھی) کا مطلب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: مطلب یہ ہے کہ جب بھی اس نے خدا کا نام یاد کیا تو اٹھ کر نماز پڑھی! امامؑ نے فرمایا: اس طرح تو خدا نے (بندہ) کو حد سے زیادہ تکلیف دی۔ (کہ جب بھی خدا کی یاد آئے تو نماز پڑھے؟) میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں پھر اس کا مفہوم کیا ہے؟ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی اسے خدا کا نام یاد آیا تو اس نے حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا۔ (الاصول)

باب ۴۲

جب بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو ان پر درود پڑھنا واجب ہے اور ان کے ساتھ ان کی آلؑ پر بھی پڑھنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے روبرو میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول جائے تو خدا اسے جنت کے راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ (الاصول، عقاب الاعمال)

۲۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے سنا کہ ایک شخص خانہ کعبہ کو پکڑ کر اس طرح درود پڑھ رہا ہے: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ﴾ امامؑ نے اس سے فرمایا: درود کو دم بریدہ نہ کر اور ہماری حق تلفی کر کے ہم پر ظلم نہ کر (بلکہ) یوں کہہ ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ﴾۔ (الاصول)

۳۔ عبید اللہ بن عبد اللہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو خدا اسکی مغفرت نہیں کرے گا اور اسے (اپنی رحمت سے) دور کرے گا۔ (الفروع، الامالی للصدوق وثواب الاعمال)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول جائے وہ دراصل جنت کا راستہ بھول گیا ہے۔ (الفقیہ، کذا فی الامالی لابن الطوسیؒ)

۵۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مجھ تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور مجھ پر کوئی ایسا احسان کرنا چاہتا ہے کہ جس کی وجہ سے میں بروزِ قیامت اس کی شفاعت کروں؟ تو اسے چاہیئے کہ میری اہل بیت پر درود بھیجے اور ان کو مسرور و شادکام کرے۔ (امالی صدوقؒ)

۶۔ عبداللہ بن الحسنؑ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے ﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ﴾ تو خدا اسے فرماتا ہے ﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ﴾ لہٰذا آدمی کو چاہیئے کہ بکثرت درود پڑھے اور جو شخص کہے ﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾ اور ان کی آلؑ پر درود نہ بھیجے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مجھ پر تو درود پڑھے مگر میری آلؑ پر نہ پڑھے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پہنچ جاتی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا: ہر موقع پر، چھینک کے موقع پر اور ذبح کرتے وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر، درود بھیجنا واجب ہے۔ (عیون الاخبار، کذا فی الخصال عن الصادق علیہ السلام فی حدیث شرائع الدین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ وجوب کی لفظ مستحب مؤکد پر محمول ہے۔ (وھو فی محلہ)

۹۔ عبد بن علی بن الحسنؑ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حقیقی بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اور میرے ساتھ میرے اہل بیتؑ پر بھی بھیجتا ہے تو

اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس پر فرشتے ستر بار درود بھیجتے ہیں اور میں اس پر سات سو مرتبہ درود بھیجتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ پر تو درود بھیجے مگر اس کے ساتھ میرے اہل بیتؑ پر نہ بھیجے تو اس کے اور آسمان کے درمیان ستر پردے پڑ جاتے ہیں! اور اس سے خدا فرماتا ہے: ﴿لاَ لَبَّیْکَ وَلاَ سَعْدَیْکَ﴾ [۱] اے فرشتو! خبردار! اس کی دعا کو اس وقت تک بلند نہ کرنا جب تک نبیؐ کے ساتھ ان کی عترت کو شامل نہ کرے۔ پس وہ (دم بریدہ) درود برابر اس وقت تک رُکی رہتی ہے جب تک میرے اہل بیتؑ کو میرے ساتھ ملحق نہیں کیا جاتا۔ (ثواب الاعمال، الامالی)

۱۱۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے کہا: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ﴾ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے فلاں! تو نے ہمارا حق ضائع کر دیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اہل بیتؑ صرف پانچ ہیں! جو اصحاب کساء ہیں! اس شخص نے عرض کیا تو پھر کس طرح کہوں؟ فرمایا: کہہ ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ﴾ اس طرح ہم اور ہمارے (کامل) شیعہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔ (ثواب الاعمال)

۱۲۔ جناب شیخ مفیدؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپؐ پر درود نہ بھیجے۔ تو خدا اسے (اپنی رحمت سے) دور کرے (اسے ہلاک کرے) تو میں نے کہا: آمین! اور جو شخص ماہ رمضان کو پائے مگر اس کے گناہ نہ بخشے جائیں تو خدا اسے دور کرے (ہلاک کرے)۔ میں نے کہا: آمین! پھر کہا: جو شخص ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک کو پائے اور پھر بھی اس کے گناہ معاف نہ ہوں تو خدا اسے دور کرے (ہلاک کرے)۔ میں نے کہا: آمین [۲]۔ (المقنعہ)

۱۳۔ جناب شیخ ابراہیم بن علی الکفعمیؒ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے جمعہ کے دن خطبہ میں فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْقُدْرَةِ وَ السُّلْطَانِ .... وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهُ الصَّادِقُ الْاَمِیْنُ خَتَمَ بِهِ النَّبِیِّیْنَ وَ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ اَجْمَعِیْنَ فَقَدْ اَوْجَبَ الصَّلٰوةَ عَلَیْهِ وَ اَكْرَمَ مَثْوَاهُ لَدَیْهِ﴾۔ (المصباح للکفعمیؒ)

---

[۱] ﴿لاَ لَبَّیْکَ وَلاَ سَعْدَیْکَ﴾ کے معنی ہیں: میں تمہاری خدمت کے لئے بار بار حاضر ہوں۔ تو حرف نفی ﴿لاَ﴾ کے لگنے سے ان معنوں کی نفی ہو جائے گی اور مطلب یہ ہوگا کہ میں تمہاری خدمت کرنے اور بات سننے کے لئے حاضر نہیں ہوں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۲] اس حدیث کا پہلا حصہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر سر منبر وعظ فرما رہے تھے کہ لوگوں نے سنا کہ آپؐ نے تھوڑے وقفہ کے ساتھ تین بار کہا: آمین، آمین، آمین۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے تو کچھ لوگوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ! آج ہم نے آپؐ کو تین بار آمین کہتے ہوئے سنا ہے۔ اس کا باعث کیا ہے؟ اس وقت آنحضرتؐ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے بیان کیا کہ الخ...... (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۴۔ جناب سید مرتضیٰؒ "تفسیر نعمانی" کے حوالہ سے حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ پر دم کٹی صلوات نہ پڑھا کرو بلکہ میرے اہل بیتؑ کو بھی میرے ساتھ شامل کیا کرو اور ان کو مجھ سے علیحدہ نہ کیا کرو کیونکہ بروزِ قیامت تمام نسب و سبب قطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب کے۔ (المحکم والمتشابہ)

۱۵۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: سب لوگوں سے بڑا ظالم و جفا کار وہ شخص ہے جس کے روبرو میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے۔

(عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۳۴ و ۳۵ میں) اور باب الدعا (نمبر ۲) اذان وتشہد (باب ۴ از افعال نماز) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد احکام ماہِ رمضان (باب ۱۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

جب انبیاءؑ میں سے کسی نبی کا ذکر کیا جائے اور آدمی چاہے کہ اس پر درود بھیجے تو اس سے پہلے سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے بعض انبیاءؑ کا ذکر کیا گیا۔ تو میں نے ان پر درود پڑھا۔ امامؑ نے فرمایا: جب انبیاءؑ میں سے کسی نبی کا ذکر کیا جائے تو پہلے سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجو (پھر اس نبی پر بھیجو) یعنی یوں کہو: ﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ﴾۔ (الامالی)

باب ۴۴

کلمہ تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کا پڑھنا اور اسے دیگر مختلف اذکار اور مستحبی عبادات پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوحمزہ (ثمالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ثواب کے لحاظ سے شہادت توحید ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ کوئی چیز خداوند عالم کے برابر نہیں اور نہ ہی تمام امور (ربوبیت) میں کوئی اس کا شریک ہے۔

(الاصول، ثواب الاعمال، کتاب التوحید)

۲۔ عبید اللہ بن الولید وصافی مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے ﴿لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا ایک درخت لگایا جاتا ہے جو سفید مشک کی جگہ سے اگتا ہے۔ اور (اس کا پھل) شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔ اس میں باکرہ لڑکیوں کے سینوں کی مانند کچھ چیزیں ہیں جن کے اندر سے ستر (۷۰) قسم کے حلّے برآمد ہوتے ہیں۔ فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین عبادت ﴿لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہُ﴾ کہنا ہے۔ نیز فرمایا: بہترین عبادت استغفار کرنا ہے اور یہی ارشاد ایزدی ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ﴾ (جان لو کہ خدا کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور اپنے گناہ کے لئے مغفرت طلب کر)۔ (الاصول، المحاسن، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمرانؑ سے فرمایا: اے موسیٰ! اگر تمام (ساتوں) آسمان اپنے ساکنوں سمیت اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ڈال دیئے جائیں اور صرف کلمہ ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ دوسرے پلڑے میں ڈال دیا جائے تو یہ پلڑا جھک جائے گا۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ عمرو بن جمیع مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت کی قیمت ﴿لاَ اِلٰـــہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ ہے۔ (ایضاً، کذا فی للصدوق "کتاب التوحید)

۵۔ جابر بن یزید جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کے برابر کوئی چیز ہوتی ہے سوائے ذات خداوندی کے کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اسی طرح ﴿لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہُ﴾ اس کے برابر بھی کوئی (ذکر وغیرہ) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوالطفیل حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ مسلمان کہتا ہے ﴿لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ تو یہ ذکر ہر چھت کو پھاڑتا ہوا اوپر چلا جاتا ہے اور راستہ میں اس کی جانے والی ہر برائی کو مٹاتا ہوا اپنے جیسی نیکیوں کے ساتھ جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ (ایضاً وکتاب التوحید)

۷۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں نے ﴿لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ جیسا کوئی کلمہ نہیں کہا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابوعمران عجلی مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ کہتا ہے ﴿لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ﴾ تو یہ کلمہ اس کے نامۂ اعمال میں درج شدہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے اور بالآخر اس کی دوسری نیکیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تعجب کے بغیر کہے: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ تو خدا اس سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک پڑھنے والے کے سر پر پھڑپھڑاتا رہتا ہے اور اس کے لئے ذکر خدا کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جابر بن یزید جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار جبرئیل (صفا و مروہ کے درمیان) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: یا محمدؐ! طوبیٰ (خوشخبری) ہے اس شخص کے لئے جو آپؐ کی امت میں سے کہتا ہے: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ﴾۔

(التوحید، الاصول، کتاب التوحید، المحاسن للبرقی)

۱۱۔ احمد بن عبداللہ الھروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بالتحقیق کلمہ ﴿اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ خدا کی بارگاہ میں وہ عظمت و کرامت والا کلمہ ہے کہ جو اسے صدق و اخلاص سے پڑھے گا وہ جنت کا مستحق قرار پائے گا اور جو جھوٹ موٹ سے کہے گا اس کا بھی مال اور جان تو محفوظ ہو ہی جائے گی ہاں البتہ اس کی بازگشت جہنم کی طرف ہوگی۔

(ثواب الاعمال)

۱۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص رات یا دن میں کسی بھی وقت کہے: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ تو یہ اس کے صحیفۂ اعمال میں درج شدہ تمام برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم نے سرخ یاقوت کا ایک ایسا ستون پیدا کیا ہے جس کا سر عرش الٰہی کے نیچے اور نچلا حصہ ساتویں زمین میں ایک مچھلی کی پشت پر ہے پس جب کوئی بندہ کہتا ہے ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ﴾ تو عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ تو خداوند عالم فرماتا ہے: اے میرا عرش ٹھہر جا! تو عرش کہتا ہے: میں کس طرح ٹھہروں؟ جبکہ تو نے اس کلمہ کے قائل کو ہنوز بخشا نہیں ہے!۔ تب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے آسمانوں کے رہنے والو! گواہ رہنا کہ میں نے اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دیا ہے۔ (ثواب الاعمال، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱ باب ۳۶ از احتضار، باب ۳۷ از دفن و باب ۴۷ از دعا اور یہاں باب ۱۶ و ۲۲ و ۲۹ اور ۳۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۴۵ و ۴۶ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۵

کلمہٴ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے وقت آواز بلند کرنا مستحب ہے مگر عموماً آہستہ ذکر کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود سیف بن عمیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو مسلمان کہے: ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ اور یہ کہتے وقت آواز بلند کرے تو جب اس سے فارغ ہوگا تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جس طرح درخت کے پتے اس کے نیچے جھڑتے ہیں۔(ثواب الاعمال)

۲۔ عبداللہ بن عباس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کو ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ سے بڑھ کر کوئی کلام پسند نہیں ہے اور جب کوئی بندہ ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ﴾ کہتا ہے اور آواز کو کھینچتا ہے (بلند کرتا ہے) تو جب اس سے فارغ ہوتا تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے (خشک) پتے اس کے نیچے جھڑ جاتے ہیں۔(ایضاً وکتاب التوحید)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کہنے والوں پر قبروں میں کوئی وحشت و گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے کہہ رہے ہیں: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰـهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ﴾ بعد ازاں وہی سابقہ حدیث بیان کی گئی ہے۔(المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو آہستہ ذکر کرنے اور اسے جہری ذکر پر ترجیح دینے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۶

شہادتین کا تکرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبیدۃ الحذاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کہے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ تو خداوند عالم اس کے نامہٴ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔(الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود بشر اوزاعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ شہادت تو دے کہ ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ﴾ مگر یہ

شہادت نہ دے کہ ﴿اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اگر یہ شہادت بھی دیدے کہ ﴿اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ تو پھر اس کے لئے ہزار در ہزار (ایک لاکھ) نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(ثواب الاعمال، المحاسن)

۳۔ سہل بن سعد انصاری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم ندا کرتا ہے: اے امت محمدیہ! جو شخص اس حالت میں میری بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ وہ گواہی دیتا ہوگا ﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ﴾ تو میں اسے اپنی رحمت سے جنت کے اندر داخل کروں گا۔

(ثواب الاعمال)

باب ۴۷
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں حدیث النفس (وسوسہ) اور اپنے حزن وملال کی شکایت کی۔ پس (رب جلیل کی طرف سے) جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے آدمؑ! کہو: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾۔ پس جب انہوں نے یہ کہا تو ان کا وسوسہ اور رنج والم دور ہوگیا۔ (الامالی)

۲۔ ہشام بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کہے: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾ تو خداوند عالم اس سے نوے (بروایتے ننانوے) قسم کی بلائیں و مصیبتیں دور کرتا ہے جن میں سے کمترین بلا خناق ہے۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت آدمؑ نے بارگاہ خدا میں حدیث النفس (وسوسہ) کی شکایت کی۔ خدا نے فرمایا: بکثرت پڑھو: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾۔ (المحاسن)

۴۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جب حاملین عرش (ملائکہ) نے چاہا کہ عرش الٰہی کو اٹھائیں تو اسے نہ اٹھا سکے۔ تو خدائے عزوجل نے انہیں الہام کیا کہ کہو: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ چنانچہ جب انہوں نے یہ کہا تو پھر عرش الٰہی کو اٹھا لیا۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن عمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تو گویا اس نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا اب خدا پر لازم ہے کہ اس کی کفایت کرے۔ (ایضاً)

۶۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تو خدائے عزوجل ملائکہ سے فرماتا ہے کہ اس نے اپنا معاملہ میرے سپرد کر دیا ہے لہٰذا اس کی حاجت پوری کرو۔ (ایضاً، الاصول)

۷۔ حسین بن علوان الکلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی تفسیر دریافت کی؟ فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل نہیں ہوتا (ان سے نہیں بچاتا) مگر خدا اور اطاعت گزاری اور فرائض کی ادائیگی کی قوت و طاقت نہیں دیتا مگر خدا۔ (المحاسن)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص پر فقر و فاقہ لگاتار وار کرے تو اسے چاہیئے کہ ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کو بکثرت پڑھے۔ اس سے اس کا فقر و فاقہ دور ہو جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۶ و ۲۲ و ۳۱ میں) اور اس سے پہلے باب ۱۱ از تعقیبات میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

چند وہ دعائیں جن کا ہر روز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز دس مرتبہ یہ ذکر کرے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ اِلٰهًا وَاحِدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾ تو خداوند عالم اس کے لئے پینتالیس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پینتالیس ہزار برائیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے پینتالیس ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں (مذکورہ) بالا روایت کے ساتھ یہ تتمہ بھی ہے کہ یہ کلمات اس کے لئے شیطان و سلطان کے شر و نقصان سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہیں اور (اس دن) اس شخص سے کوئی گناہ کبیرہ (سرزد نہیں ہوگا)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس سابقہ روایت کو پینتالیس ہزار درجوں کے بلند ہونے تک نقل کیا ہے البتہ اسے

دس بار پڑھنے کا تذکرہ نہیں کیا اور اس کے ساتھ یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ شخص ایسا ہوگا جیسے اس نے اس دن بارہ مرتبہ قرآن ختم کیا ہے اور خدا اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔ (ثواب الاعمال، کتاب التوحید)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اوزاعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز یہ کلمات پڑھے: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَ رِقًّا لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اِيْمَانًا وَ صِدْقًا﴾ تو خداوند عالم اس کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرماتا ہے اور جب تک وہ بندہ جنت میں داخل نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے وہ توجہ نہیں ہٹاتا۔ (الاصول، المحاسن، ثواب الاعمال)

۵۔ جمیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص ستر بار (یومیہ) پڑھے ﴿مَاشَآءَ اللّٰهُ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ﴾ تو خداوند عالم اس سے ستر (۷۰) قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے۔ (الاصول)

۶۔ رزین صاحب الانماط امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ پڑھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ مَلاَئِكَتَكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ حَمَلَةَ عَرْشِكَ الْمُصْطَفَيْنَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ وَ اَنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ (یہاں امام وقت کا نام لو) اِمَامِيْ وَ وَلِيِّيْ وَ اَنَّ آبَائَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ عَلِيًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ فُلاَنًا وَ فُلاَنًا (اسی طرح ہر امام کا نام لے یہاں تک کہ امام حاضر تک پہنچ جاؤ) اَئِمَّتِيْ وَ اَوْلِيَائِيْ عَلٰى ذٰلِكَ اَحْيٰى وَ عَلَيْهِ اَمُوْتُ وَ عَلَيْهِ اُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَبْرَأُ مِنْ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ﴾۔ پس اگر اس کا اس رات انتقال ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (الاصول)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز سو بار پڑھے ﴿لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ﴾ تو خدا اس سے ستر قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سے کم ترین بلا ہم و غم ہے۔ (ثواب الاعمال)

۸۔ حارث حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شام کے وقت تین بار یہ آیت پڑھے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ تو اس رات میں کوئی خیر و خوبی اس سے فوت نہیں ہوگی اور اس رات کے تمام شرور و آفات اس سے پھیرے جائینگے۔ اور جو شخص یہ آیت صبح کے وقت پڑھے تو اس دن کی کوئی خیر و خوبی اس سے فوت نہیں ہوگی۔ اور اس دن کے تمام شرور و آفات اس سے دور کئے جائینگے۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ محمد بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز تیس بار تسبیح خدا کرے تو خدا اس سے ستر قسم کی بلائیں دفع کرے گا جن میں ادنیٰ بلا فقر و فاقہ ہے۔ (الامالی)

۱۰۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ ہر روز سات بار یہ دعا پڑھے: ﴿اَسْئَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ﴾ تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ! اسے مجھ سے بچا۔ (ایضاً)

۱۱۔ اوزاعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر روز تیس (۳۰) مرتبہ پڑھے ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾ تو اس کا منہ تونگری کی طرف ہوگا۔ اور پیٹھ فقر و فاقہ کی طرف اور گویا جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ (الامالی للصدوق، ثواب الاعمال، المقنع، المحاسن، امالی طوسی)

۱۲۔ حسین بن عمر بن یزید بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روزانہ سات بار یہ ذکر کرے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ نِعْمَةٍ كَانَتْ اَوْ هِيَ كَائِنَةٌ﴾ تو اس نے گویا ہر گذشتہ اور آئندہ نعمت کا شکریہ ادا کر دیا ہے۔ (الامالی، ثواب الاعمال)

۱۳۔ ہشام بن سالم و ابوایوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (ہر روز) سو بار پڑھے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ تو وہ شخص از روئے عمل اس دن سب لوگوں سے افضل ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی شخص یہ ذکر اس سے زیادہ پڑھے (تو پھر وہ افضل ہوگا)۔ (ثواب الاعمال)

۱۴۔ مالک بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (ہر روز) سو بار کہے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾ تو خدائے عزیز و جبار اسے فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے گا۔ اور وحشتِ قبر کے وقت اس کا مونس ہوگا۔ وسعت رزق کا باعث اور وہ شخص گویا جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا (اور بالآخر اس کے لئے کھولا جائے گا)۔ (ایضاً)

۱۵۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص رات کے وقت سو مرتبہ ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہے آیا وہ ایسا ہوگا جیسے کوئی خدا کا بہت ذکر کرنے والا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سبرہ بن یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز جب صبح ہوتی اور سورج نکلتا تھا تو تین سو ساٹھ مرتبہ بطور اداء شکر اسی طرح حمد خدا کرتے تھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ كَثِيْرًا طَيِّبًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ﴾۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۱۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالمنذر جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا نبی اللہ! مجھے کوئی افضل الکلام تعلیم دیں؟ فرمایا: ہر روز سو بار کہہ: ﴿لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ جب تو ایسا کرے گا تو تو عمل کے لحاظ سے اس دن سب لوگوں سے افضل قرار پائے گا سوائے اس شخص کے جو تیری طرح یہی ورد کرے گا اور بکثرت یہ ذکر کر ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾۔ اور نماز میں استغفار کرنا، مغفرت طلب کرنا مت بھولنا کیونکہ یہ ذکر باذن اللہ گناہوں کو مٹانے والا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۹۔ جناب شیخ ابراہیم کفعمیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مسلسل دو ماہ تک (بلا ناغہ) روزانہ چار سو مرتبہ اس طرح استغفار کرے اسے علم کا یا مال کا بڑا خزانہ عطا کیا جائے گا ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ مِنْ جَمِيْعِ ظُلْمِيْ وَ جُرْمِيْ وَ اِسْرَافِيْ عَلٰى نَفْسِيْ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾۔ (مصباح کفعمی)

۲۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: جسے کوئی تکلیف (درد یا بیماری وغیرہ) ہو۔ وہ چالیس دن تک ہر روز صبح کے وقت چالیس بار اس پر یہ ورد پڑھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ (خدا اسے شفا دے گا انشاء اللہ تعالیٰ)۔ (ایضاً)

باب ۴۹
وہ چند دعائیں جو صبح و شام پڑھی جاتی ہیں۔

(اس باب میں کل پندرہ دعائیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام صبح و شام یہ دعا دس دس بار پڑھا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُ مَا اَصْبَحَ وَ اَمْسٰى بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ عَافِيَةٍ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَايَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الشُّكْرُ بِهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَرْضٰى وَ بَعْدَ الرِّضَا﴾ جب صبح ہوتی تو دس بار یہ دعا پڑھتے اور پھر جب شام ہوتی تو پھر دس بار پڑھتے اس لئے ان کا نام "عبد شکور" پڑ گیا (بڑا شکر گزار بندہ)۔ (الفقیہ وعلل الشرائع)

۲۔ نیز حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ (اس ابراہیمؑ کا ذکر کرو جس نے وفا کی تھی) کے بارے میں فرمایا کہ وہ صبح و شام یہ دعا

پڑھتے تھے اس لئے ان کا نام عبد شکور (بڑا شکر گزار بندہ) پڑ گیا۔ ﴿اَصْبَحْتُ وَ رَبِّیْ مَحْمُوْدٌ، اَصْبَحْتُ لاَ اُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلاَ اَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ، وَلاَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِیًّا﴾۔ (علل الشرائع)

۳۔ اسماعیل بن الفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے خداوند عالم کے اس ارشاد ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (اپنے پروردگار کے حمد کی ساتھ تسبیح کرو۔ طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے) کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ فرمایا: ہر مسلمان پر فرض ہے کہ طلوع و غروب آفتاب سے پہلے دس دس بار یہ دعا پڑھے ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لاَ یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس طرح یہ دعا دہرائی: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ﴾ امام نے فرمایا: اے فلاں! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا "یحیی و یمیت و یمیت و یحیی" ہے (وہ زندہ کرتا ہے اور پھر مارتا ہے اور مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے) مگر اس طرح کہہ جس طرح میں کہتا ہوں۔ (الخصال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام بوقت صبح تین بار ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ﴾ کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَمِنْ تَحْوِیْلِ عَافِیَتِکَ وَمِنْ فُجَاْةِ نِقْمَتِکَ وَمِنْ دَرَکِ الشَّقَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا سَبَقَ فِی اللَّیْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِعِزَّةِ مُلْکِکَ وَ شِدَّةِ قُوَّتِکَ وَ بِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ وَ بِقُدْرَتِکَ عَلٰی خَلْقِکَ﴾ یہاں اپنی حاجت طلب کر۔ (الاصول)

۵۔ علاء بن کامل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس ارشاد خداوندی ﴿وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (تضرع وزاری اور آہستگی کے ساتھ، نہ کہ بلند آواز کے ساتھ اپنے پروردگار کا ذکر کرو) کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ طلوع و غروب آفتاب کے وقت یہ دعا دس دس مرتبہ پڑھو: ﴿لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو دہراتے ہوئے اپنی طرف سے یہ فقرہ بڑھا دیا: ﴿بِیَدِهِ الْخَیْرُ﴾ امام نے فرمایا: یقیناً ہر قسم کی خیر اس کے قبضۂ قدرت میں ہے مگر تو اس طرح دس بار پڑھ جس طرح میں کہتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ دس بار یہ کہہ: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ﴾۔

(ایضاً)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح کے بعد تین بار کہو ﴿اَلْحَمْدُ لِرَبِّ الصَّبَاحِ

اَلْحَمْدُ لِفَالِقِ الْاِصْبَاحِ﴾ اس کے بعد یہ دعا پڑھو: ﴿اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ بَابَ الْاَمْرِ الَّذِیْ فِیْهِ الْیُسْرُ وَ الْعَافِیَةُ، اَللّٰھُمَّ ھَیِّیْٔ لِیْ سَبِیْلَهٗ، وَ بَصِّرْنِیْ مَخْرَجَهٗ، اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ قَضَیْتَ لِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ مَقْدُرَةً عَلَیَّ بِالشَّرِّ فَخُذْهُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْهِ وَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهٖ وَ اکْفِنِیْهِ بِمَا شِئْتَ وَمِنْ حَیْثُ شِئْتَ وَ کَیْفَ شِئْتَ﴾۔ (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: صبح و شام دو دو بار پڑھو: ﴿اَلْحَمْدُ لِرَبِّ الصَّبَاحِ اَلْحَمْدُ لِفَالِقِ الْاِصْبَاحِ﴾ پھر کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِاللَّیْلِ بِقُدْرَتِهٖ وَ جَاءَ بِالنَّھَارِ بِرَحْمَتِهٖ وَ نَحْنُ فِیْ عَافِیَةٍ﴾ اس کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ حشر کی آخری آیت اور سورہ والصافات کی آخری دس آیتیں اور اس کے بعد یہ پڑھو: ﴿سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ وَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَ الرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ﴾۔ (ایضاً)

۸۔ ابوعبیدہ الحذاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص طلوع فجر کے وقت یہ اذکار پڑھے گا وہ اس دن غافلوں میں سے شمار نہیں ہوگا اور اگر رات کو پڑھے گا تو اس رات میں غافلوں سے شمار نہیں ہوگا۔ وہ اذکار یہ ہیں:
﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ دس بار۔ اس کے بعد ﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ﴾ دس بار۔ ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ پینتیس (۳۵) بار۔ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ پینتیس (۳۵) بار۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ پینتیس (۳۵) بار۔ (ایضاً)

۹۔ داؤد رقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح و شام اس دعا کا تین تین بار پڑھنا ترک نہ کرو: ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ دِرْعِکَ الْحَصِیْنَةِ الَّتِیْ تَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ تُرِیْدُ﴾ کیونکہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ یہ ادعیۂ مخزونہ میں سے ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ اسماعیل بن الفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح و شام یہ دعا دس بار پڑھو ﴿اَللّٰھُمَّ

مَا اَصْبَحَتْ بِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ عَافِیَۃٍ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا فَمِنْکَ وَحْدَکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ بِھَا عَلَیَّ یَا رَبِّ حَتّٰی تَرْضٰی وَ بَعْدَ الرِّضَا﴾ جب یہ دعا پڑھ لو گے تو اس شب و روز میں خداوند عالم تم پر جو احسان و انعام فرمائے گا تم اس طرح اس کے شکریہ کا حق ادا کر دو گے۔

(ایضاً)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خدا سے سچ بولے گا (جو کچھ زبان سے کہے گا، اس پر عمل بھی کرے گا) تو وہ نجات پا جائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص طلوع و غروب آفتاب سے پہلے سو بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہے تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں سو غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب لکھے گا اور جو پڑھے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ﴾ اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو اس سے زیادہ پڑھے گا تو خدا اسے زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔ (المحاسن)

۱۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سو بار ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ کہے وہ خدا کے نزدیک تمام لوگوں سے افضل متصور ہوگا۔ سوائے اس کے جو اس کی طرح پڑھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ وغیرہ اور اس سے پہلے باب ۵۳ از ملابس و باب ۱۸ و ۲۵ و ۲۸ و ۳۳ و ۳۶ از تعقیبات و باب ۵ و ۴۷ از دعا میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

جو لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہوں یا علمی مذاکرہ کر رہے ہوں ان کے ہمراہ بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت کے باغوں کی طرف جلدی کرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر خدا کے حلقے[1]۔

(الفقیہ، الامالی، معانی الاخبار)

---

[1] اس حدیث میں اور حدیث نمبر ۴ میں لفظ "حلقے" وارد ہے جبکہ اس باب کی حدیث ۲ و ۳ میں لفظ مجالس وارد ہے۔ جن سے مؤلف علام نے مجالس علیہ مراد لی ہیں کیونکہ حدیثوں میں (بلکہ آیتوں میں بھی) ذکر کی لفظ بمعنی "علم" استعمال ہوئی ہیں جیسے ﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ جس کا قرینہ خود حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے کہ اگر تم عالم ہوئے تو تمہارا علم تمہیں فائدہ دے گا اور اگر جاہل ہوئے تو وہ تمہیں پڑھائیں گے اور اگر بالفرض ذکر سے اس کے ظاہری معنٰی (ذکر خدا) ہی مراد لئے جائیں تو پھر حلقوں سے قارئین کرام نے ذکر کے ان پچاس بابوں میں مختلف آیات و اخبار کی روشنی میں مختلف ذکر و اذکار اور ان کے مختلف بے پایاں اور محیر العقول اجر و ثواب بھی ملاحظہ فرما لئے چونکہ اس قسم کی اجر و ثواب والی حدیثیں دیکھ کر کوتاہ اندیش اور کم

۲۔ یونس بن عبدالرحمٰن مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! ہمیشہ مجالس و محافل کو پیش نگاہ رکھو۔ پس جب دیکھو کہ کچھ لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ پس اگر تم عالم ہو گے تو تمہارا علم تمہیں فائدہ دے گا اور اگر جاہل ہو گے تو وہ تمہیں پڑھائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ خدا ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو تمہارے بھی شامل حال ہو جائے! اور جب ایسے لوگ دیکھو جو خدا کا ذکر نہیں کر رہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ کیونکہ تم عالم ہوئے تو تمہارا علم تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اگر جاہل ہوئے تو وہ تمہاری جہالت میں اور اضافہ کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ خدا ان پر کوئی عذاب نازل کرے اور وہ تمہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے۔ (علل الشرائع، الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سرکار کلینی علیہ الرحمہ نے اس حدیث سے علمی مذاکرہ مراد لیا ہے۔ اس لئے اسے "مجالسۃ العلماء" کے باب میں درج کیا ہے۔

بقیہ: حاشیہ از صفحہ نمبر ۵۱۳

عقل وکم علم لوگ مختلف غلط فہمیوں اور کج رویوں کا شکار ہو جاتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ جب صرف فلاں دعا پڑھ لینے یا فلاں ورد کر لینے سے پچاس پچاس بلکہ سو سو سال کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا فلاں فلاں دعا و ذکر کرنے سے جنت الفردوس واجب ہو جاتی ہے اور فلاں ورد وظیفہ کرنے سے آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے تو پھر یہ واجبات کی ادائیگی کیا ہے؟ یا محرمات الٰہیہ سے اجتناب کیا ہے؟ یہ حرام کیا ہے؟ یہ حلال کیا ہے؟ اور یہ گناہ کی وعید کیا ہے؟ اور یہ ثواب کا وعدہ کیا ہے؟ **الی غیر ذٰلک من الخرافات۔**

تو اس قسم کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے یہاں چند گزارشات پیش کی جاتی ہیں:

پہلی گزارش:۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ اوامر و نواہی شریعت اور ان کی پابندی کے فوائد اور ان کی خلاف ورزی کے مضرات قرآن کی آیات محکمات اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی روایات متواترات سے مسلمہ طور پر ثابت ہیں جبکہ ان کے بالمقابل ان روایتوں کی یقیناً وہ علمی و عملی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس قسم کی اکثر و بیشتر روایات یا ضعیف السند ہیں یا مجہول السند یا پھر مرسل و مقطوع السند ہیں اور اہل علم و دانش حضرات جانتے ہیں کہ ان دینی و مذہبی مسلمات کے مقابلہ میں ان کی کیا حیثیت ہے؟ اور کیا ہو سکتی ہے بلکہ یہاں تو وضع و جعل کا بھی کافی حد تک احتمال ہے جیسا کہ محدث نوری کی کتاب "لؤلؤ و مرجان" کے ایک قصہ سے اس احتمال کو تقویت ملتی ہے جو قرآن کی مختلف سورتوں کے بے پایاں اجر و ثواب کے بارے میں وہاں مذکور ہے۔ فراجع۔ لہٰذا ان روایتوں پر اعتماد کر کے ان مسلمات سے دست بردار ہونا عقلمندی اور دانشمندی نہیں ہے۔ اور ہرگز کوئی دانشمند آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔

دوسری گزارش:۔ جن لوگوں کی شریعت اسلامیہ کے حقائق و معارف پر گہری نگاہ ہے اور جن کی شرعی حدود و قیود کی پابندی کرنے کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے لازم شدہ حدود و تعزیرات اور پھر تلافی مافات کی خاطر توبہ و انابہ کرنے کے قواعد و ضوابط پر بھی نظر ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور نہیں کر سکتے کہ جس نے پچاس سال تک عمداً نماز نہیں پڑھی، کوئی روزہ نہیں رکھا اور حج واجب تھی مگر ادا نہیں کی، بلکہ اس کے برعکس گناہ پہ گناہ کیا، اہل ایمان کا خونِ ناحق بہایا، لوگوں کے مال کو لوٹا اور مخلوق خدا پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے، وہ صرف ایک آدھ دعا پڑھنے سے، کوئی ورد کرنے سے، ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ کہنے سے یا مصائب حسین علیہ السلام میں اشک غم بہانے سے بخشا جائے گا اور اس طرح وہ جہنم سے بچ جائے گا اور جنت الفردوس میں داخل ہو جائے گا۔۔۔؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ عدل الٰہی کہاں جائے گا؟ اور کیا اس طرح پورے نظام شریعت کا گھروندا ہی نہیں گر جائے گا؟۔۔۔ اور کیا فقہ اسلامی کا مکمل طور پر جنازہ نہیں نکل جائے گا جو اس قسم کے احکام سے لبریز ہے کہ نماز و روزہ کے قضا کرنے کے احکام یہ ہیں، کفارے یہ ہیں، اور اگر حقوق اللہ یا حقوق الناس پامال کئے گئے ہوں تو ان کے ادا کرنے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کے طریقہ ہائے کار یہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر تو اس تمام دفتر بے معنی کو غرق مئے ناب کرنا پڑے گا۔۔۔؟

۴۔ جناب احمد بن فہد حلیؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور صحابہ سے فرمایا کہ جنت کے باغات کی گھاس چرو۔۔۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا: وہ مجالس ومحافل ہیں جہاں خدا کا ذکر کیا جائے۔ (عدۃ الداعی)

﴿ بقیہ : حاشیہ از صفحہ نمبر ۵۱۴ ﴾

تیسری گزارش :۔ جس طرح قرآن کا بعض دوسرے بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث کا معاملہ بھی ہے کہ بعض حدیثیں دوسری بعض کی تشریح کرتی ہیں۔ کلمۂ توحید ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ پڑھنے کے ان ابواب میں بڑے فضائل آپ نے پڑھے مگر یہاں یہ مذکور نہیں ہے کہ کلمہ کے بھی بعض شرائط ہیں۔ یہ ضرور فائدہ دے گا مگر تب جب کلمہ پڑھنے والا اس کے شرائط کو اور اس کے تقاضوں کو پورا کرے گا۔ ع

چوں گویم لا الٰہ از جان ترسم   کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

غم حسینؑ میں رونے کے فوائد سے حدیثیں چھلک رہی ہیں مگر فائدہ تب ہوگا جب رونے والا اس کی شرائط اور اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہوگا یعنی جب اسے مظلوم کی معرفت ہوگی اور ان کے مقصد شہادت پر عمل بھی کرے گا۔۔۔۔ اسی طرح ان دعاؤں کا پڑھنا بھی تب فائدہ دے گا کہ جب دعا گو ان کے تقاضوں کو پورا کرے گا یعنی جس سے دعا مانگ رہا ہے پہلے اس کی معرفت و پہچان کے ساتھ اس کے آخری الہامی و ربانی دین اسلام پر عمل درآمد بھی کرے گا۔

چوتھی گزارش :۔ اس قسم کی حدیثوں کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان اذکار کے کرنے، ان دعاؤں کے پڑھنے کا اقتضا یہ ہے کہ اس کا یہ فائدہ ہوگا یا ہو سکتا ہے مگر یہ اس چیز کے حصول کی علت تامہ نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی طبیب مریض سے یہ کہے کہ اس دوا کے استعمال سے پچاس سال کی بیماری دور ہو جائے گی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ اب پرہیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر پرہیز نہ کی گئی تو دوا کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تو یہاں ذکر و اذکار اور وردو وظائف میں احکام شریعت کی پابندی اور نواہی سے اجتناب لازم ہے اور یہی ان کے اثر کرنے کی شرط یا پرہیز ہے ورنہ سب کچھ بےکار ہو جائے گا۔۔۔ چنانچہ آپ نے گذشتہ ابواب میں پڑھا ہوگا کہ تسبیحات اربعہ پڑھنے سے جنت میں کئی بوٹے لگ جاتے ہیں۔ بشرطیکہ گناہ کی آگ بھیج کر ان کو جلا کر راکھ نہ کر دیا جائے۔۔۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو شخص احکام شریعت پر صدق نیت سے عمل کرے گا، عقیدہ صحیح رکھے گا، واجبات پر عمل کرے گا اور محرمات سے بچنے کی کوشش کرے گا اور گناہ سرزد ہو جانے پر صحیح توبہ و انابہ بھی کرے گا لیکن اگر پھر بھی کچھ کمی رہ گئی تو وہ ان دعاؤں کے پڑھنے سے پوری ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پانچویں اور آخری گزارش :۔ ان حدیثوں کا ایک صحیح مفہوم اور بھی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص یہ اذکار کرے گا اور یہ دعائیں پڑھے گا تو ان کی برکت سے خداوند عالم کی توفیق اس کے شامل حال ہوگی اور وہ صحیح معنی میں ایک ایسا مرد مومن بن جائے گا جو کہ اپنے ایمان اور نیک کام کی بدولت جہنم سے بچنے کا سزاوار اور جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جائے گا۔۔۔ ظاہر ہے کہ توفیق الٰہی کے شامل حال ہونے کے کئی علل و اسباب ہوتے ہیں تو یہ دعا و پکار اور یہ وظائف و اذکار بھی الٰہی اسباب میں سے ایک سبب ہیں ع

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے   آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہ بنا تھا

اور سچی بات تو یہ ہے کہ رحمت حق بہانہ می جوید بہانی جوید۔

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۔ يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾

(اگر تم خدا کا شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ تو خدا تمہیں عذاب کر کے کیا کرے گا؟؟)۔ (القرآن)

ع این درگہ ما درگہ نومیدی نیست   صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

﴿عفوک اللّٰھم عفوک﴾۔   (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ جناب شیخ حسن بن ابوالحسن دیلمی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ حلقے جہاں ذکر خدا ہو رہا ہو۔ وہاں سے جب ملائکہ گزرتے ہیں تو ان کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے رونے سے وہ بھی روتے ہیں اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔۔۔ خدا ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا ہے اور جس (عذاب) سے وہ خائف و ترساں ہیں میں نے اس سے انہیں مامون کر دیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: یا اللہ! ان میں تو فلاں شخص بھی تھا جس نے تیرا ذکر نہیں کیا! تو خدا فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے کہ وہ بھی ان کے پاس بیٹھا تو تھا کیونکہ حقیقی ذکر خدا کرنے والے وہ ہوتے ہیں کہ جن کا ہمنشین شقی و بدبخت نہ ہو۔ (الارشاد للدیلمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کہ احادیث میں اکثر "ذکر" بمعنی علم استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا بنابریں مجلس ذکر سے مجالس علمیہ مراد ہوں گی۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۰ از العشرۃ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان چیزوں کے ابواب جونماز کو قطع کرتی ہیں اور وہ چیزیں جونماز میں جائز ہیں

(اس سلسلہ میں کل سینتیس ابواب ہیں)

باب ۱

جب نواقض وضو میں سے کوئی چیز نماز کے دوران صادر ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور قواطع مخصوصہ کے سوا اور کوئی چیز نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کے کسی حصہ میں سونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزوں کے سوا اور کوئی چیز نماز کو باطل نہیں کرتی (۱) پاخانہ۔(۲) پیشاب۔(۳) ریح۔(۴) کلام۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ابواسامہ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی﴾ (کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہاں "سکر" (نشہ) سے مراد نیند کا نشہ ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کا اعادہ نہیں کیا جاتا مگر پانچ چیزوں کی وجہ سے (۱) طہارت (کہ اس کے بغیر پڑھی جائے)۔ (۲) وقت۔ (۳) قبلہ (قبلہ سے انحراف کر کے پڑھی جائے)۔ (۴) رکوع۔ (۵) سجود (کہ ان کے بغیر پڑھی جائے)۔ پھر فرمایا: قرأت اور تشہد سنت ہیں (یعنی ان کا وجوب بطریق سنت ثابت ہے) اور سنت کبھی فریضہ کو باطل نہیں کرتی۔ (التہذیب)

۵۔ حسین بن حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے اپنے کپڑے پر کچھ رطوبت محسوس کرے۔ تو اپنے کپڑے کے سرے کے ساتھ اپنے ذکر کو پکڑ کر اپنی ران پر رگڑے پس اگر ران پر کچھ رطوبت محسوس ہو تو پھر وضو کا اعادہ کر کے نماز کا بھی اعادہ کرے اور اگر رطوبت محسوس نہ ہو تو اسے شیطانی وسوسہ تصور کرے۔ (ایضاً)

۶۔ حسن بن الجہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ جب چوتھی رکعت کے تشہد میں بیٹھا تو اس سے کوئی حدث سرزد ہو گیا تو؟ فرمایا: اگر ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ پڑھ چکا تھا تو پھر نماز کا اعادہ نہ کرے اور اگر ہنوز تشہد نہیں پڑھا تھا کہ یہ صورت حال پیش آئی تو پھر نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ اس کی ریح خارج ہو گئی ہے مگر وہ نہ اس کی بو محسوس کرتا ہے اور نہ ہی آواز سنتا ہے تو؟ فرمایا: اگر خارج ہونے کا یقین ہے تو پھر وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔

(قرب الاسناد)

۸۔ یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص پیٹ میں ریح محسوس کرتا ہے اور وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر مسجد سے باہر نکل جاتا ہے اور وہاں شکم سے ریح خارج کر کے واپس آتا ہے اور بغیر وضو نماز پڑھتا ہے تو؟ آیا وہ نماز کافی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ وضو کے بغیر نماز کافی نہیں ہے اور اس طرح پڑھی ہوئی نماز کی پروا نہ کرے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں کہ پیٹ میں مروڑ کی اذیت یا کچھ ٹیس محسوس کرتا ہوں تو؟ فرمایا: نماز ترک کر کے وضو کرو اور جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے شروع کرو۔ جب تک عمداً کلام کر کے نماز کو نہ توڑو اس وقت تک نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور اگر نماز میں بھول کر کلام کر بیٹھو تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا اور اگر قبلہ سے منہ پھیر لے تو؟ فرمایا: اگر قبلہ سے منہ بھی پھیر لے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب حدث (ریح) خارج نہ ہوئی ہو اور وضو کرنے کا حکم صرف (ازالۂ شک کے لئے) استحباب کے طور پر دیا گیا ہے اور قبلہ سے انحراف سے مراد بھی قدرے دائیں بائیں منہ کرنا ہے نہ کہ پشت بقبلہ ہونا، جیسا کہ واضح ہے۔

۱۰۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) تیمم کرکے نماز شروع کی اور جب ایک رکعت پڑھ چکا تو اس سے حدث سرزد ہو گیا اور پھر اسے پانی بھی مل گیا۔ تو وہ کس طرح کرے؟ فرمایا: باہر جائے، وضو کرے، اور پھر وہیں سے نماز شروع کرے جہاں تک تیمم سے پڑھی تھی اور پھر حدث کی وجہ سے ترک کی تھی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب تیمم کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور نسیان کی وجہ سے حدث صادر ہو جائے مگر (۱) چونکہ یہ حدیث مخالفین کے مشہور مذہب کے موافق ہے۔ (۲) ہماری روایات متواترہ کے مخالف ہے (کہ جو نماز کے بطلان پر دلالت کرتی ہیں)۔ (۳) اور احتیاط کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا یہ ناقابل عمل ہے اور تقیہ پر محمول ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۲

قئے آنے، آزّ (پھوڑے وغیرہ کا درد)، ابکائی اور خون نکلنے سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر یہ کہ خون کی مقدار معاف خون (درہم بغلی سے) زیادہ ہو اور اس کا زائل کرنا ہیئت نماز کے منافی ہو۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کچھ نماز پڑھ چکا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی تو؟ فرمایا: اگر پانی اس کے دائیں، بائیں یا پچھلی جانب ہو تو قبلہ سے انحراف کئے بغیر خون کو دھو ڈالے اس کے بعد جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر دے اور اگر وہاں پانی دستیاب نہ ہو اور اس کی تلاش میں قبلہ سے منہ پھیرنا پڑ جائے تو پھر نماز کا اعادہ کرے اور قئے کا بھی یہی حکم ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ بکر بن اعین بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کو نکسیر پھوٹ پڑی۔ اس نے انگلی ناک میں داخل کی جس پر خون لگ گیا! امامؑ نے ہاتھ کے ساتھ اسے اشارہ کیا کہ اسے ہاتھ سے کھرچ دے اور نماز پڑھتا رہ۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سلیمان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ

اس کی نکسیر پھوٹ پڑی اور وہ اسے دستمال سے صاف بھی نہیں کرتا تو؟ تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں[1]۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک شخص کی نماز پڑھتے وقت نکسیر پھوٹ پڑے اور قئی آنا شروع ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ چپکے سے جا کر ناک کو دھوڈالے (بشرطیکہ قبلہ سے منحرف نہ ہو) اور واپس آکر نماز کو جاری رکھے اور اگر اس اثناء میں کلام بھی کیا ہے تو پھر نماز کا اعادہ کرے ہاں البتہ وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اس نے ناک کو ہاتھ لگایا اور اس نے اس میں کچھ خون دیکھا تو اب وہ کیا کرے؟ آیا نماز ختم کر دے؟ فرمایا: اگر خون خشک ہے تو اسے دور پھینک دے اور پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر تو اسے دائیں، بائیں یا اگلی طرف پانی مل جائے تو وہ رو بقبلہ رہ کر اسے دھوڈالے پھر باقیماندہ نماز کو مکمل کرے؟ اور اگر قبلہ سے روگردانی کئے بغیر اور کلام کئے بغیر پانی میسر نہ آسکے تو پھر اس کی نماز قطع ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے) دریافت کیا کہ ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے ابکائی آئی جس میں آدمی کی غذا معدہ سے حلق میں تو آجاتی ہے مگر قئی کی صورت میں باہر نہیں آتی تو؟ فرمایا: یہ چیز نہ اس کے وضو کو توڑتی ہے، نہ نماز کو اور نہ ہی روزہ کو۔ (الفروع، التہذیب والسرائر)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحفص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نکسیر، قئی اور خون نماز کو نہیں توڑتے اور اگر (پیشنماز) کو کوئی تکلیف لاحق ہو تو مقتدیوں میں سے کسی (اہل آدمی) کے ہاتھ سے پکڑ کر آگے کر دے اور بس۔ (اور خود علیحدہ ہو جائے)۔

(التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۹۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی نکسیر پھوٹی اور پھر خون نہیں رکا یہاں تک کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: ناک میں کچھ کپاس ٹھونس لے اور پھر نماز پڑھے اور اگر خون کے بہہ نکلنے کا اندیشہ ہو تو پھر نماز کو زیادہ طول نہ دے۔ (التہذیب، الفروع)

---

[1] مقصد یہ ہے کہ خون ناک سے نکلا اور زمین پر گرا۔ نہ بدن پر لگا اور نہ لباس پر یا خون اتنا قلیل تھا کہ جسے برائے نام نکسیر کہا جا سکتا تھا اور یہی کیفیت اس سے پہلی حدیث والے سوال وجواب کی ہے۔ فتدبر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۰۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نکسیر وضو کو توڑتی ہے؟ فرمایا: اگر کسی شخص کی نماز کی حالت میں نکسیر پھوٹ پڑے اور وہاں پانی موجود ہو یا کوئی شخص پانی کی طرف اس کو کردے اور وہ پانی لے کر اور سر کو ایک طرف کر کے خون کو دھو ڈالے تو اس کی نماز (اور وضو کو) کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے قطع کرے۔ (التہذیب)

۱۱۔ اسماعیل بن عبدالخالق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز فریضہ پڑھ رہا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر (کہیں قرب و جوار میں) پانی مل جائے (اور قبلہ سے انحراف بھی نہ ہونے پائے)۔ تو کسی سے کلام کئے بغیر خون کو دھو ڈالے اور جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر دے! (ایضاً و الاستبصار)

۱۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم نماز پڑھتے ہوئے اپنے ناک میں ہاتھ (انگلی) داخل کرو اور وہاں سیال پانی پاؤ جو نکسیر نہ ہو (یعنی خون نہ ہو) تو اسے اپنے ہاتھ سے دور پھینک دو۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز کو باطل نہیں کرتی مگر نکسیر اور آز۔ پس جس قدر ممکن ہو ان کے آنے سے پہلے نماز پڑھ لو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب خون کا دھونا کلام کرنے یا پشت بقبلہ ہونے پر مجبور کرے نیز اس میں تقیہ کا بھی احتمال ہے۔

۱۵۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ثالول (پھوڑا) یا کوئی زخم ہے۔ آیا اس کے لئے روا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے ثالول کو قطع کرے یا زخم میں سے کچھ گوشت اکھیڑے اور اسے دور پھینک دے؟ فرمایا: اگر خون کے بہنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر خون کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایسا نہ کرے پھر ایک شخص کے متعلق سوال کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی شخص نے اسے کوئی چیز ماری اور اسے زخمی کر دیا، اور زخم سے خون نکلا اور اس نے لوٹ کر خون دھویا مگر کسی سے کلام نہیں کیا اور پھر مسجد کی طرف پلٹ آیا۔ تو آیا پہلے پڑھی ہوئی نماز کی پروا کرے (یعنی اب وہیں سے شروع کرے) یا از سر نو پڑھے؟ فرمایا: از سر نو نماز پڑھے اور پڑھی ہوئی کی پروا نہ کرے۔ (التہذیبین، الفقیہ، قرب الاسناد)

۱۶۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص نے اسے کوئی چیز ماری جس سے اسے زخم آ گیا اور خون بہہ نکلا۔ آیا اس سے وضو اور نماز باطل ہو جاتی ہے؟ فرمایا: وضو تو نہیں ٹوٹتا مگر (خون کے بکثرت جسم اور بدن پر لگ جانے کی وجہ سے) نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۷۔ نیز یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کی نماز کی حالت میں نکسیر پھوٹ پڑی تو اس کے پیچھے پانی موجود ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ پچھلے پاؤں لوٹتا جائے یہاں تک کہ پانی لے کر خون دھوڈالے؟ فرمایا: ہاں اگر قبلہ سے انحراف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، باب ۶ و ۷ از نواقض وضوو باب ۵۵ از نجاسات و باب ۳ از تسلیم اور یہاں باب او باب ۴۰ از جماعت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

قبلہ کی طرف پشت کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے
صرف دائیں بائیں منہ پھیرنے سے باطل نہیں ہوتی

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی نماز کی حالت میں ادھر اُدھر توجہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ اور نہ ہی انگلیاں چٹخائے۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تم اپنی نماز فریضہ میں فراغت سے پہلے (قبلہ) سے بہت زیادہ انحراف کرو تو نماز کا اعادہ کرو اور اگر تشہد پڑھ چکنے کے بعد (اور سلام پھیرنے سے پہلے) یہ صورت حال پیش آئے تو پھر اعادہ نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ فرمارہے تھے کہ قبلہ سے انحراف کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے بشرطیکہ تمام بدن کے ساتھ ہو۔ (التہذیبین)

۴۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا کپڑا پھٹ گیا ہے یا اسے کوئی چیز لگی ہے؟ تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اسے دیکھے یا اسے ہاتھ سے چھوئے؟ فرمایا: اگر یہ صورت حال کپڑے کے اگلے یا دائیں بائیں والے حصہ میں ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر پچھلی جانب ہو (کہ جسے دیکھنے یا ہاتھ لگانے کے لئے قبلہ سے کلی انحراف کرنا پڑے) تو پھر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ (التہذیب، بحار الانوار، قرب الاسناد)

۵۔ عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا نماز میں ادھر اُدھر چہرہ پھیرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے؟ فرمایا: نہیں مگر میں ایسا کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب نمازی چہرہ پچھلی جانب نہ پھیرے بلکہ صرف دائیں بائیں جانب پھیرے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم (نماز کی حالت میں) کلام کرو یا قبلہ سے منہ موڑ لو تو نماز کا اعادہ کرو۔ (الفقیہ)

۷۔ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ قبلہ سے کھلا ہوا انحراف نماز کو باطل کر دیتا ہے اور جو شخص ایسا کرے اسے چاہیئے کہ اذان و اقامت اور تکبیر کے ساتھ نماز پڑھے (یعنی نماز کا اعادہ کرے)۔ (الخصال)

۸۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جامع بزنطی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ بزنطی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز میں (قبلہ سے) چہرہ پھیرتا ہے۔ آیا یہ فعل نماز کو باطل کر دیتا ہے؟ فرمایا: اگر نماز فریضہ ہو اور بالکل پیچھے کی طرف چہرہ پھیرے تو اس نے اپنی نماز قطع کر دی ہے! لہٰذا پڑھی ہوئی کی کوئی پروا نہ کرے اور نماز کا اعادہ کرے اور اگر نماز نافلہ ہو تو پھر یہ چیز اس کی نماز کو قطع نہیں کرتی مگر دوبارہ ایسا نہ کرے۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۲ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ادھر اُدھر چہرہ پھیرنا مکروہ ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے قبلہ (باب ۱) اور افعال نماز (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

اگر نماز گزار کے آگے سے کوئی چیز گزر جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی بھی چیز (جو نماز گزار کے آگے سے گزرے) کتا ہو یا گدھا ہو یا عورت وہ نماز کو باطل نہیں کرتی لیکن (بہتر ہے کہ) اپنے آگے کسی چیز کا ستر بناؤ لہٰذا بقدر ایک ہاتھ کے کوئی چیز کھڑی کر دو تو گویا تم نے ستر کا اہتمام کر دیا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مکان مصلی (باب ۱۱ میں) اس قسم کی بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵

اگر کسی مرنے والے کو یاد کر کے رویا جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن اگر یہ گریہ جنت کے شوق یا جہنم کے خوف یا خوف خدا کی وجہ سے ہو تو پھر اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن بزاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص فریضہ نماز میں بتکلف رونے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ رو پڑتا ہے تو؟ فرمایا: بخدا یہ کام تو آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور فرمایا: جب یہ کیفیت طاری ہو تو اس وقت مجھے بھی (دعاء خیر میں) یاد کرنا۔ (الفقیہ)

۲۔ شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ کسی میت پر رونا نماز کو باطل کر دیتا ہے اور جنت و دوزخ کو یاد کر کے رونا نماز میں افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا کوئی ناپ تول یا وزن ہوتا ہے سوائے خوف خدا سے گریہ و بکاء کرنے کے، کیونکہ اس کا ایک قطرہ (جہنم کی) آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے اور اگر کوئی ایک رونے والا (خوف خدا سے) کسی پوری امت میں سے روئے تو پوری امت پر اس کی وجہ سے رحم کر دیا جاتا ہے۔ (نیز مروی ہے فرمایا) بروز قیامت ہر ایک آنکھ گریاں ہوگی سوائے تین آنکھوں کے (۱) وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی ہوگی۔ (۲) وہ آنکھ جو محرمات الہیہ سے بند ہوئی ہوگی۔ (۳) وہ آنکھ جو راہ خدا میں بیدار رہی ہوگی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز میں رونا نماز کو قطع کر دیتا ہے؟ فرمایا: اگر تو نمازی جنت یا دوزخ کو یاد کر کے روئے تو یہ نماز میں افضل ترین عمل ہے اور اگر کسی میت کو یاد کر کے روئے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بیاع السابری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص نماز میں زبردستی رونے کی کوشش کر سکتا ہے؟ فرمایا: مرحبا! (ضرور کوشش کرے) اگرچہ مکھی کے سر کے برابر (ہی آنسو) نکل آئے۔ (الفروع والتہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ حدیث نقل کر کے کہا ہے کہ اس سے خوف خدا سے گریہ کرنا مراد ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الدعاء (باب ۲۹)، قرأت قرآن (باب ۶۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد جہاد النفس (باب ۱۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

رکوع کے سوا نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے نیز مقام سجدہ پر پھونک مارنا مکروہ ہے اس طرح بطور اقعاء بیٹھنا مکروہ ہے اور دیوار وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگانے یا اٹھتے وقت اس کا سہارا لینے اور کسی چیز کو پکڑنے کے لئے جھکنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں آنکھیں بند کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہ ٹھیک ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی آنکھیں نماز میں بند کرے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کا قرینہ ہے کہ پہلی حدیث میں نہی سے مراد کراہت ہے اور قبل ازیں (باب ۱ از افعال نماز میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ رکوع کی حالت میں آنکھ بند کرنا درست ہے اور عنوان میں دیگر مذکورہ امور پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے احکام سجود (باب ۷)، قیام (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں واللہ العالم۔

باب ۷

قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ہاں البتہ صرف مسکرانے سے باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قہقہہ لگانا وضو کو باطل نہیں کرتا ہاں البتہ نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک) امامؑ سے سوال کیا کہ آیا (نماز میں) ہنسنا نماز کو باطل کرتا ہے یا نہ؟ فرمایا: تبسم (مسکرانا) تو باطل نہیں کرتا، البتہ قہقہہ لگانا باطل کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ایک گروہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز میں مسکرانا نہ نماز کو باطل کرتا ہے اور نہ وضو کو۔ ہاں البتہ وہ ہنسنا جس میں قہقہہ ہو وہ نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

باب ۸

بول و براز، ریح اور شکم کے مروڑ کو روک کر اور تنگ موزہ پہن کر نماز پڑھنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو نماز کی حالت میں پیٹ میں مروڑ پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ صبر کر سکتا ہے۔ آیا اسی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں پڑھ سکتا؟ فرمایا: اگر صبر کر سکتا ہے اور نماز پڑھنے میں جلد بازی کرنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو صبر کرکے بے شک نماز پڑھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مرد یا عورت (بول و براز کو) روک کر نماز پڑھے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ ایسا شخص ایسے ہے کہ گویا اس کے کپڑوں پر (بول و براز) لگا ہوا ہے۔ (التہذیب، المحاسن)

۳۔ ابو بکر حضرمی اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم بول و براز کی حاجت محسوس کرو تو نماز نہ پڑھو۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! آٹھ قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نماز قبول نہیں ہوتی (۱) بھگوڑا غلام، جب تک لوٹ کر اپنے آقا کے پاس نہ آجائے۔ (۲) نافرمان عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہو۔ (۳) زکوٰۃ نہ دینے والا۔ (۴) نشہ باز۔ (۵) زبین یعنی بول و براز کو روک کر نماز پڑھنے والا۔[۱]
(الفقیہ، الخصال، المحاسن)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حاقن، حاقب اور حاذق کی نماز قبول نہیں ہے۔ پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: حاقن سے پیشاب روکنے والا، حاقب سے پاخانہ روکنے والا اور حاذق سے تنگ موزہ پہننے والا مراد ہے۔ (الامالی، معانی الاخبار)

۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی شخص بول و براز کو روک کر نماز نہ پڑھے۔ (المجازات النبویہؐ)

---

[۱] (۶) تارک وضو۔ (۷) وہ بالغ لڑکی جو بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے۔ (۸) وہ پیشنماز جسے مقتدی ناپسند کریں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ جناب احمد بن محمد البرقی عیسیٰ بن عبداللہ العمر کی اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا شخص نماز نہ پڑھے جسے بول یا براز کی حاجت ہو۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ا وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی پہلی حدیث اس کے جواز پر اور دوسری حدیثیں اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۹

کسی غافل آدمی کو تنبیہ اور متوجہ کرنے کے لئے نماز گزار کا اشارہ کرنا، کھانسنا اور بلند آواز سے تسبیح پڑھنا یا سوتے ہوئے کو جگانے کے لئے، ہاتھ پہ ہاتھ مارنا اور دیوار پر ہاتھ مارنا جائز ہے اور لَبَّیکَ کہنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی ضرورت لاحق ہو تو وہ سر اور ہاتھ سے اشارہ کرے اور اگر عورت کو اس قسم کی کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ تالی بجائے۔ (الفقیہ)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسے کسی کام کی ضرورت پڑ جاتی ہے تو کیا کرے؟ فرمایا: سر اور ہاتھ سے اشارہ کرے! اور (بلند آواز سے) تسبیح پڑھے اور اگر عورت کو اس قسم کی کوئی ضرورت پیش آئے تو دونوں ہاتھوں سے تالی بجا کر (متعلقہ آدمی کو) متوجہ کرے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص نماز کی حالت میں (کسی کام کے لئے) اشارہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی مسجدوں میں سے ایک مسجد میں (بوقت ضرورت) ڈنڈے سے اشارہ کیا تھا۔ حنان کہتے ہیں: جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بنی عبدالاشہل کی مسجد تھی۔ (الفقیہ)

۴۔ موسیٰ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور دروازہ پر کسی آنے والے کی آواز سنتا ہے اور وہ کھنکھورتا ہے یا ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے تاکہ اپنی کنیز یا دوسرے گھر والوں کو متوجہ کرے کہ وہ دروازہ پر جائیں اور دیکھیں کہ کون ہے تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ مرد

اور عورت دونوں نماز پڑھ رہے ہیں اور کسی کام کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں تو آیا ان کے لئے جائز ہے کہ کہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ؟ فرمایا: ہاں۔ اور ادھر اشارہ بھی کر سکتے ہیں! اور عورت کو کوئی ضرورت لاحق ہو تو وہ نماز میں ران پر ہاتھ بھی مار سکتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو حبیب ناجیہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک چکی ہے جس میں تل پیستا ہوں۔ بعض اوقات میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ نوکر سو گیا ہے (اور کام بند ہو گیا ہے) تو میں اسے جگانے کی خاطر دیوار پر ہاتھ مارتا ہوں تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تو اپنے پروردگار کی اطاعت میں ہے اور اپنا رزق (حلال) طلب کرتا ہے۔ (ایضاً والفروع والتہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے کہ دروازہ پر کوئی آدمی اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے تو یہ (اذکار نماز کو) بلند آواز سے ادا کرتا ہے تا کہ اپنی کنیز تک اپنی آواز پہنچائے۔ جب وہ اس کے پاس آتی ہے تو اسے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ دروازہ پر کوئی آدمی کھڑا ہے! آیا ایسا کرنے سے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟ اور اس پر کیا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (التہذیب، البحار، قرب الاسناد)

۷۔ ابو جریر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا والد اسے آواز دے اور وہ (بلند آواز سے) کہے: ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ﴾ (تا کہ اسے پتہ چل جائے کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے) اور اگر اسے والدہ آواز دے تو کہے: ﴿لَبَّیْکَ﴾۔ (التہذیب)

۸۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے پہلو میں ایک شخص سو رہا ہے اور یہ اسے جگانا چاہتا ہے تو یہ اسے جگانے کے ارادہ سے بآواز بلند تسبیح پڑھتا ہے۔ آیا ایسا کرنا اس کی نماز کو باطل کر دے گا؟ فرمایا: یہ چیز نماز کو باطل نہیں کرتی اور نہ ہی اس پر کچھ عائد ہوتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ جناب امین الاسلام طبرسیؒ باسناد خود ابو سعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات کے وقت کوئی شخص اپنی بیوی کو جگائے اور پھر دونوں وضو کر کے نماز پڑھیں تو دونوں بکثرت ذکر خدا کرنے والوں میں لکھے جاتے ہیں۔ (مجمع البیان)

باب ۱۰

نماز گزار کا کسی انسان یا کتے وغیرہ کو کنکر مارنا یا دعا اور قرأت کا مکرر یا کچھ دیر خاموش ہو جانا تاکہ بھولا ہوا حصہ یاد آ جائے کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن بجیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ امامؑ نے (اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے) اسے کنکر مارا اور وہ شخص ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔(التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کتے وغیرہ کو پتھر مارتا ہے اس پر کیا۔ ہے؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی یہ فعل اس کی نماز کو باطل کرتا ہے۔(قرب الاسناد)

۳۔ نیز اسی راوی نے انہی حضرتؑ سے سوال کیا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی کا کلام سنا اور یہ (نماز پڑھتے ہوئے) وہ کلام سننے کے لئے خاموش ہو گیا تو اگر ایسا کرے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: یہ بات نماز میں نقص (اور کمی) کا باعث تو ہے مگر اس پر کچھ نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور تشہد یا قنوت میں بھول جاتا ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ان کا تکرار کرے تاکہ اسے بھولا ہوا جزء یاد آئے یا تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جائے اور اسے یاد کرے؟ فرمایا: ہاں اس طرح تکرار کرنے اور خاموش ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور قنوت و تشہد میں سہو (بھول چوک والا کوئی حکم لاگو) نہیں ہے۔(ایضاً)

۵۔ نیز یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ وہ قرأت بھول گیا۔ آیا اس کے لئے روا ہے کہ کچھ دیر خاموش ہو کر بھولی ہوئی قرأت کو یاد کرے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۸ از قرأت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

نماز کے اندر اختیاری حالت میں جمائی اور انگڑائی لینا مکروہ ہے۔

(اس سلسلہ میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی

رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور چھینک رحمٰن کی جانب سے۔(الاصول)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو ضروری ہے کہ تم پوری طرح نماز کی طرف متوجہ ہو اور جمائی اور انگڑائی نہ لو۔(ایضاً)

۳۔ فضیل بن یسار امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو نماز میں جمائی یا انگڑائی لیتا ہے فرمایا: یہ شیطان کی جانب سے ہے (لیکن) اس پر قابو نہیں پایا جا سکتا!

(الفروع والتہذیب)

باب ۱۲

نماز میں لغو کام کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ مقام سجدہ پر کنکریوں کو برابر کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپؑ نے ان کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا تو فرمایا: اس طرح نماز پڑھ اور اپنے ہاتھوں اور انگلیوں سے لغو کام نہ کر۔

(الفقیہ، وغیرہ)

۲۔ حماد بن عمرو انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم نے میری امت کے لئے نماز میں عبث (اور لغو) کام کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں اپنی ڈاڑھی کے ساتھ نہ کھیلے، اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے جو اسے نماز سے غافل کر دے (فرمایا) نیک عمل بجالانے میں جلدی کرو۔ قبل اس کے کہ کسی اور کام میں مشغول ہو جاؤ۔ تمہارا پورا کلام ذکر خدا ہونا چاہیئے۔ نماز ہر پرہیز گار شخص کے لئے قرب خدا کا باعث ہے۔ چاہیئے کہ آدمی نماز میں خشوع سے کام لے۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں خوف وخشیۂ الٰہی ہوگا اس کے اعضاء و جوارح میں بھی خشوع ہوگا، لہٰذا نماز کی حالت میں کسی چیز سے نہ کھیلو۔(الخصال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو اپنی ڈاڑھی اور سر سے نہ کھیلو اور نہ ہی کنکروں سے کھیلو مگر یہ کہ مقام سجدہ پر

ان کو برابر کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ اثناءِ نماز میں اپنی نماز کی طرف مکمل توجہ کرو اور اپنے ہاتھوں، اپنے سر اور اپنی ڈاڑھی سے نہ کھیلو۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلمہ بن عطاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا چیز نماز کو قطع کرتی ہے؟ فرمایا: آدمی کا ڈاڑھی سے کھیلنا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت مغلظہ پر محمول کیا ہے نیز اسے فعل کثیر پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے (جبکہ نماز کی حالت میں اس طرح ڈاڑھی سے بازی کرے کہ نماز کی ہیئت ہی بگڑ جائے)۔

باب ۱۳

نماز کے تمام حالات میں حتیٰ کہ اثناءِ قرأت میں بھی دین و دنیا کے متعلق ہر مباح چیز کے لئے دعا کرنا جائز ہے سوائے حرام کام کے۔ نیز ایسی دعا کا پڑھنا بھی جائز ہے جس میں کوئی قرآنی سورہ ہو نیز حاجت کا اور جس کے لئے دعا کی جائے اس کا اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا نام لینا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ میں خدا سے ہر قسم کی دعا و مناجات کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی (نماز میں) خدا اور رسولؐ کا ذکر کرو تو وہ بھی نماز میں سے ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز فریضہ میں خدا سے ہر قسم کا کلام (سوال) کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بہت سی حدیثیں اس سے پہلے قرأت (باب ۹ و ۱۸ میں) اور قنوت (باب ۷ و ۸ و ۹ اور ۱۳ میں اور سجود (باب ۱۷) میں گزر چکی ہیں جو عنوان میں مذکورہ بالا احکام پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

نماز میں انگلیوں کا چٹخارنا، تھوکنا، رینٹ صاف کرنا اور سرین کے بل بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام سے سوال کیا کہ آیا آدمی نماز میں ادھر اُدھر دیکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! اور نہ ہی انگلیاں چٹخائے۔ (الفروع)

۲۔ مسمع ابو سیار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے سے انگلیاں چٹخنے کی آواز سنی کیونکہ ایک شخص نے نماز میں اپنی انگلیاں چٹخائی تھیں تو جب وہ نماز پڑھ کے چلا گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اس شخص کا نماز سے یہی (انگلیاں چٹخانا) حصہ تھا۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر نماز کی طرف توجہ کرنا لازم ہے اور اپنی انگلیاں نہ چٹخاؤ کیونکہ اس قسم کی باتوں سے نماز میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن دارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (نماز میں) خدائے متعال کے اجلال و اکرام کی خاطر اپنی تھوک روکے رہے تو خدا (اس کے صلہ میں) وفات تک اسے صحت عطا فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب از افعال نماز میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

نماز میں تکفیر یعنی ہاتھ باندھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی فعل کثیر جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز میں ہاتھ باندھتا ہے۔ پھر میں نے دایاں ہاتھ بائیں پر باندھ کر دکھایا تو؟ فرمایا: یہ تکفیر ہے ایسا نہ کرو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر لازم ہے کہ نماز میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو۔ اور تکفیر نہ کرو (ہاتھ نہ باندھو) کیونکہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے۔ (الفروع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہا: میرے بھائی (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز میں ایک ہاتھ دوسرے پر رکھنا (خارجی) عمل ہے اور نماز میں (خارجی) عمل (جائز) نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۴۔ علی بن جعفرؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص نماز پڑھتے وقت اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی کف یا کلائی پر رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا درست نہیں ہے اور اگر (غلطی سے بھی) کر بیٹھے تو پھر دوبارہ اس کا اعادہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ قبل ازیں (باب ۱۶ از قبلہ میں) بروایت حریز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ آپؑ اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص (بوقت ضرورت) چلتے ہوئے نماز پڑھے ہاں البتہ اونٹوں کو نہ ہانکے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: کوئی مسلمان نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا نہ کرے (نہ باندھے) جبکہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہو کہ اس طرح اہل کفر یعنی مجوسیوں[1] سے تشبہ لازم آتا ہے۔ (الخصال)

باب ۱۶

نماز گزار کے لئے سلام کا جواب دینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے لیکن انہی لفظوں کے ساتھ جن سے اسے سلام کیا جائے لہٰذا اگر اسے "سلام علیکم" کہہ کر سلام کیا جائے تو یہ "وعلیکم السلام" نہ کہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے (مگر میں نہ سمجھ سکا) میں نے کہا: السلام علیکم۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: السلام علیک۔ میں نے پھر سوال کیا۔ آپؑ نے کس حال میں صبح کی ہے؟ تو امامؑ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب امامؑ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: آیا نمازی سلام کا جواب دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر انہی الفاظ کے ساتھ جن کے ساتھ اسے سلام کیا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو حالت نماز میں سلام کیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ (سلام کرنے والے کی طرح) کہے سلام علیکم۔ مگر وعلیکم السلام نہ کہے۔ چنانچہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ جناب عمارؓ بن یاسرؓ وہاں سے گزرے تو عمارؓ نے ان پر سلام کیا اور آپؐ نے اسی طرح ان کے سلام کا جواب دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور کوئی شخص تم پر سلام کرے تو تم آہستگی سے اسی طرح اس کا جواب دو جس طرح اس نے

---

[1] حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ﴿من تشبّہ بقوم فھو منھم﴾ (جو شخص اپنے آپ کو کسی قوم کے مشابہ بنائے تو وہ اسی قوم سے شمار ہوتا ہے)۔ (متفق علیہ)۔ اور یہ بات تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ جنگ قادسیہ کے بعد (جو ایران کے مجوسیوں سے لڑی گئی تھی) دوسرے دور خلافت میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا گیا اور اسے رائج کیا گیا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سلام کیا ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۴۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز گزار پر سلام کرنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور کوئی مسلمان تمہیں سلام کرے تو تم آہستگی سے اس کا جواب دو مگر آواز بلند نہ کرو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نمازیوں پر سلام کرے تو؟ فرمایا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور کوئی مسلمان تم پر سلام کرے تو تم بھی اس پر سلام کرتے ہوئے کہو: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ﴾ اور اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرو۔ (الفقیہ، السرائر)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار عمارؓ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کیا جبکہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو آنحضرتؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ "سلام" خداوند عالم کے ناموں میں سے ایک (مقدس) نام ہے۔ (الفقیہ، اربعین شہید اولؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جب نمازی کے لئے سلام کا جواب دینا جائز ہے تو پھر واجب بھی ہوگا اور (آئندہ باب میں) وہ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس جواب دہی کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ جو حدیثیں آواز کے آہستہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں وہ تقیہ پر محمول ہیں جیسا کہ جناب شہید اول نے کتاب الذکریٰ میں ذکر کیا ہے اور اس کا شاہد اگلے باب میں آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

نماز گزار پر سلام کرنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدۃ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودیوں اور نصرانیوں پر سلام نہ کرو، اور نہ ہی نماز گزار پر سلام کرو، کیونکہ نمازی جواب نہیں دے سکتا اس لئے کہ سلام کرنا سنت اور جواب دینا فرض ہے، نہ ہی رسوا و خوار شخص پر سلام کرو، نہ ہی پاخانہ پھرنے والے پر، اور نہ ہی حمام میں نہانے والے پر۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس نہی سے مراد کراہت ہے اور "نمازی جواب نہیں دے سکتا" سے مراد یہ ہے کہ اس کے لئے جواب دینا آسان نہیں ہے کیونکہ سلام کا جواب دینے اور پھر نماز کی طرف لوٹنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ ورنہ (سابقہ باب میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ نمازی کے لئے سلام کا جواب دینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فرماتے تھے: جب تم مسجد الحرام میں داخل ہو اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سلام نہ کرو ہاں البتہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرو اور پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور جب ایسے لوگوں کے پاس جاؤ جو باہم گفتگو کرنے میں مشغول ہوں تو ان پر سلام کرو۔

(قرب الاسناد)

۳۔ جناب شہید اولؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سلام کرو اور جب تم پر (حالت نماز میں) سلام کیا جائے تو جواب دو کہ میں بھی ایسا کرتا ہوں اور ایک بار عمارؓ بن یاسر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرے جبکہ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے تو کہا: ﴿اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ﴾ تو آنحضرتؐ نے سلام کا جواب دیا۔

(کتاب الذکریٰ)

(بنابر تسلیم روایت مطلب یہ ہوگا کہ نمازی کو سلام کرنا جائز ہے گو مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے)۔

باب ۱۸

نمازی کے لئے جائز ہے کہ جسے چھینک آئے اسے ''یرحمک اللہ'' کہہ کر دعا دے اور اگر خود اسے آئے یا چھینک کی آواز سنے تو خدا کی حمد کرنا اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو نماز میں چھینک آجائے تو کہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں اور چھینک کی آواز سنتا ہوں تو خدا کی حمد کرتا ہوں اور حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھتا ہوں تو؟ فرمایا: ہاں۔ (جائز ہے)۔ (پھر فرمایا) جب تمہارے کسی (دینی) بھائی کو چھینک آئے اور تم نماز پڑھ رہے ہو تو کہو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِيِّ وَ آلِهٖ﴾ اگرچہ تمہارے اور تمہارے (چھینکنے والے) ساتھی کے درمیان سمندر بھی حائل ہو تب بھی کہہ سکتے ہو کہ خداوند عالم حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (الفروع)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے بروایت غیاث حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو نماز میں چھینک آئی اور میں نے اسے دعا دی ﴿یرحمک اللہ﴾ تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے اس شخص کی نماز باطل کر دی ہے۔ (السرائر)

ابن ادریسؒ فرماتے ہیں کہ "تسمیت" چھینکنے والے کے حق میں دعائے خیر کرنے کو کہتے ہیں۔ پھر کہا: اس سے نماز کے فاسد ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ دعا نماز کو باطل نہیں کرتی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے کراہت پر محمول کرنے کا بھی احتمال ہے۔ نیز ممکن ہے کہ خود چھینکنے والے کی نماز اس صورت میں باطل ہو جائے جبکہ عمداً چھینکے اور بار بار چھینکے اور قبل ازیں (باب ۱۷ از سجدہ اور ابواب دعا میں) یہ بات گزر چکی ہیں کہ نماز میں ہر قسم کی دعا کرنا جائز ہے بشرطیکہ جائز کام کے لئے ہو۔

باب ۱۹

نمازی کے لئے سانپ اور بچھو کا مارنا جائز ہے بشرطیکہ منافیات نماز میں سے کسی (فعل کثیر) کو نہ بجالائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے بچھو، ناگ اور سانپ کو دیکھتا ہے تو آیا انہیں مار سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور سانپ اور بچھو کو دیکھتا ہے تو اگر یہ اسے اذیت پہنچائیں (یا اذیت پہنچانے کا اندیشہ ہو) تو انہیں مار سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا ہے اور سانپ اور بچھو کو دیکھتا ہے؟ فرمایا: ان کو مار دے۔ (التہذیب والفقیہ)

۴۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے سانپ موجود ہے تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اسے پکڑ کر مار دے؟ فرمایا: اگر تو اس (سانپ) کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے تو قدم آگے بڑھائے اور اسے مار دے او. اگر فاصلہ زیادہ ہے تو پھر نہ

مارے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی حالت میں دو سیاہ چیزوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ معمر کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ سے کہا (ہر دو راوی ہیں) کہ وہ دو سیاہ چیزیں کیا ہیں؟ کہا: سانپ اور بچھو۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے نواقض وضو (باب ۷ او غیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۲۰ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

نمازی کے لئے جوں، کھٹمل، مچھر، مکھی اور تمام حشرات الارض کو مارنا اور جوں کو پھینک کر اسے کنکروں کے نیچے دفن کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے مچھر، کھٹمل، جوں اور مکھی کو مار دیتا ہے۔ آیا ایسا کرنا اس کے نماز اور وضو کو توڑ دے گا؟ فرمایا: نہیں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی رینگنے والا جانور (جیسے جوں اور کھٹمل وغیرہ) اسے اذیت پہنچاتا ہے تو؟ فرمایا: چاہے تو اسے دور پھینک دے اور چاہے تو اسے کنکروں میں دفن کر دے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی رینگنے والا جانور (جیسے جوں اور کھٹمل وغیرہ) اذیت پہنچائے تو اسے کسی بھاری چیز کے نیچے دفن کر دے یا اسے کپڑے میں (بند) رکھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ (الخصال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جب مسجد میں کوئی جوں دیکھتے تھے تو اسے کنکریوں میں دفن کر دیتے تھے۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور کوئی جوں نظر آئے تو اسے کنکریوں میں دفن کر دو۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور جوں دیکھتا ہے تو؟ فرمایا: اسے کنکریوں میں دفن کر دے کیونکہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی جوں دیکھو تو اسے کنکریوں میں دفن کر دو۔ (التہذیب)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے جوں، چیونٹی، چوہا اور کوئی کیڑا مکوڑا وغیرہ مار سکتا ہے؟ فرمایا: جوں کو نہ مارے ہاں البتہ اسے پکڑ کر یا مسجد سے باہر پھینک دے یا پاؤں کے نیچے دفن کر دے۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۱

کسی سخت ضرورت جیسے (معتدبہ) مال کو بچانے، بھاگنے والے مقروض کو پکڑنے یا کنویں میں گرتے ہوئے بچہ یا جانور کو بچانے، کسی بھگوڑے کو پکڑنے اور خطرناک سانپ کو مارنے یا اس قسم کے کسی اہم کام کے لئے نماز فریضہ کو قطع کیا جا سکتا ہے اور اگر اس حالت میں مبطلاتِ نماز میں سے کسی کا ارتکاب نہیں کیا تو وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی (ورنہ از سر نو پڑھے گا)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم نماز فریضہ پڑھ رہے ہو اور دیکھو کہ تمہارا غلام یا تمہارا وہ قرض دار جس کے ذمہ تمہارا مال ہے بھاگ رہا ہے یا کوئی ایسا سانپ ہے جس سے تمہیں اپنی جان کے نقصان کا اندیشہ ہے تو نماز کو قطع کر دو اور بھگوڑے غلام اور قرضدار کا تعاقب کرو اور سانپ کو مارو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا تھا کہ (اسے یاد آیا کہ) وہ مال و متاع والی تھیلی یا کوئی اور مال و متاع کہیں بھول آیا ہے جس کے گم ہونے یا تلف ہونے کا اندیشہ ہے تو؟ فرمایا: نماز قطع کر دے اور اپنے مال کو تلف ہونے سے بچائے اور نماز کو از سر نو پڑھے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ پڑھ رہا ہے کہ اچانک کوئی جانور یا اس کا اپنا جانور رسی تڑوا کر کہیں جانے لگتا ہے اور اسے خطرہ ہے کہ کہیں گم ہو جائے گا یا اسے قابو میں لانے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز کو قطع کر دے اور اپنے جانور کی حفاظت کر کے پھر نماز کی طرف لوٹ آئے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابو زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک بچہ آگ کی طرف گھسٹتا ہوا جا رہا ہے یا بکری کو دیکھا جو گھر میں داخل ہو رہی ہے جو گھر کے سامان کو توڑ پھوڑ

دے گی تو؟ فرمایا: نماز کو چھوڑ دے اور بچہ کو آگ میں گرنے اور بکری کو توڑ پھوڑ کرنے سے باز رکھے اور پھر واپس آ کر وہیں سے نماز شروع کر دے جہاں سے چھوڑی تھی بشرطیکہ کسی سے کلام نہ کیا ہو (اور قبلہ سے انحراف بھی نہ کیا ہو)۔
(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں نواقضِ وضو، تیمم اور نجاسات کے ابواب میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو نماز فریضہ کو مکمل کرنے کے حکم اور قطع کرنے کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ سوائے مخصوص صورتوں کے (جن میں سے بعض کا اس باب میں تذکرہ کر دیا گیا ہے)۔

باب ۲۲

نماز کی حالت میں حلال عورت کو اپنی طرف کھینچنے یا اس کا چہرہ دیکھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہاں البتہ نماز میں نامحرم عورت کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں بعض اوقات نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں کہ میری کنیز میرے پاس سے گزرتی ہے اور میں اسے اپنی طرف کھینچتا ہوں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی جانب منہ کرکے ایک عورت بیٹھی ہے یا کھڑی ہے تو؟ فرمایا: اسے وہاں سے ہٹائے اور اگر ایسا نہ بھی کرے تو اس سے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی" باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عورت کی خلقت میں غور وفکر کرے اس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ یونس کہتے ہیں کہ امامؑ کا مقصد یہ تھا کہ نماز کی حالت میں ایسا کرے۔ (المحاسن)

باب ۲۳

جو شخص نماز وتر پڑھ رہا ہو اور اس نے اس دن کا روزہ بھی رکھنا ہو اور اسے پیاس بھی لگی ہوئی ہو تو وہ اس حالت میں پانی پی سکتا ہے اور نمازی اپنی جگہ سے قدرے آگے بڑھ کر پھر پیچھے کی طرف لوٹ سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید الاعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رات کو سوتا ہوں اور صبح روزہ رکھنے کا ارادہ بھی ہے پس جب نماز وتر پڑھ رہا ہوتا ہوں تو میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ دعا (نماز) کو قطع کر کے پانی پیئوں۔ اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ پیاس کی حالت میں صبح کروں (اور پیاسا روزہ رکھوں) جبکہ پانی کا مٹکا میرے سامنے رکھا ہوا ہے بس دو یا تین قدم کا فاصلہ ہے تو؟ فرمایا: اُدھر چل کر جاؤ اور بقدر ضرورت پانی پیئو اور پھر اپنی دعا (نماز) کی طرف لوٹ آؤ۔ (التہذیب)

۲۔ ایسی ہی ایک روایت اسی راوی اور انہی حضرت سے الفقیہ میں حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مکان مصلّی (باب ۴۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نمازی کا اپنی جگہ سے قدرے آگے بڑھنا اور پھر پیچھے ہٹنا جائز ہے۔

باب ۲۴

عورت کا نماز کی حالت میں اپنے بچے کو اٹھانا اور بیٹھی ہوئی حالت میں اسے دودھ پلانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی عورت نماز پڑھتے ہوئے اپنے بچے کو اٹھائے اور تشہد پڑھتے ہوئے اسے دودھ پلائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب علی بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نماز فریضہ پڑھ رہی ہے اور اس کا بچہ اس کے پہلو میں رو رہا ہے جبکہ وہ (تشہد کی حالت میں) بیٹھی ہوئی ہے تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ بچے کو اٹھائے، اپنی گود میں بٹھائے اور اپنا دودھ پلا کر اسے خاموش کرے؟ فرمایا: ہاں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ اسی کتاب میں اسی راوی اور انہی حضرت سے مروی ہے کہ جب عورت کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہو اور اس کے پہلو میں بچہ رو رہا ہو تو اس حالت میں بچہ کو نہ اٹھائے (یعنی ایسا کرنا مکروہ ہے مگر ہر مکروہ جائز ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

باب ۲۵

عمداً کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ہاں البتہ سہواً یا فراغت کا گمان کر کے کلام کرنے سے باطل نہیں ہوتی اسی طرح عمداً آواز بلند رونے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

اگر تم (نماز کی حالت میں) کلام کرو یا قبلہ سے منہ پھیر لو تو نماز کا اعادہ کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص بھول کر نماز میں کلام کرے وہ چند بار تکبیر کہے (تو نماز صحیح ہے) اور جو عمداً کلام کرے اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے اور نماز میں کراہتا بمنزلہ کلام کرنے کے ہے (کہ عمداً ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے کسی شخص نے آواز دی اور اس نے بھول کر اس کے ساتھ بات کی۔ اب کیا کرے؟ فرمایا: اپنی نماز کو جاری رکھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز میں کراہتا ہے تو گویا وہ کلام کرتا ہے۔ (التہذیب)

۵۔ قبل ازیں متعدد حدیثوں میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جس کی نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے وہ نماز چھوڑ کر خون دھوئے اور پھر وہیں سے نماز شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی۔ جب تک قبلہ سے انحراف نہ کرے اور عمداً کلام نہ کرے اور سہواً کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (فراجع)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز (ظہر) پڑھ رہا ہے۔ دوسرا سو رہا ہے: جبکہ نماز ظہر پڑھنے کا وقت ہے آیا یہ کلام کر کے اسے جگا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہ حدیث سابقہ حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دو رکعت نافلۂ ظہر کا سلام پھیر کر اسے کلام کر کے اسے جگا سکتا ہے نہ یہ کہ نماز کے دوران کلام کرے اور بعد ازیں خلل نماز کی بحث میں اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائیں گی کہ اگر کوئی شخص نماز کے دوران یہ گمان کرکے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کسی سے کلام کرے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور نماز کے دوران کلام کے ناجائز ہونے پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

اگر مرد یا عورت نماز کے دوران کسی وجہ سے اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز فریضہ کے دوران اپنے ذکر کو ہاتھ لگاتا ہے تو؟ فرمایا: کیوں؟ عرض کیا: ویسے! فرمایا: کوئی[1] حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی کہ اسے گمان ہوا کہ اسے حیض آ گیا ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: اپنی اندام نہانی میں ہاتھ داخل کر کے دیکھے پس اگر وہاں کوئی چیز (خون) نظر آئے تو نماز توڑ دے اور اگر کچھ نظر نہ آئے تو اپنی نماز کو جاری رکھے اور اسے مکمل کرے۔ (الفروع)

باب ۲۷

نماز گزار اگر دانت اکھیڑے، ثالول (پھوڑے) کو قطع کرے یا زخم (مردہ) چمڑے کو اکھیڑے بشرطیکہ خون نہ نکلے تو جائز ہے اسی طرح حالت نماز میں پرندہ کی بیٹ کو رگڑنا اور آسمان کی طرف نگاہ بلند کرنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے مگر اس کا دانت ہلتا ہے۔ آیا اسے اکھیڑ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر خون نہ نکلے تو پھر بے شک اکھیڑ دے۔ اور اگر خون نکل آئے تو پھر نماز چھوڑ دے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص کو پھوڑا ہے یا کوئی اور زخم تو آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس پھوڑے یا اس زخم سے گوشت کو اکھیڑے اور دور پھینک دے؟ فرمایا: اگر خون نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر ایسا کر سکتا ہے اور اگر خون نکلنے کا خطرہ ہو تو پھر ایسا نہ کرے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کپڑے پر کسی پرندہ وغیرہ کی بیٹ دیکھتا ہے۔ آیا نماز کی حالت میں اسے رگڑ سکتا ہے؟ فرما: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ بلند کرنے میں بھی کوئی مضایقہ نہیں ہے۔

(الفقیہ، التہذیب، قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ جناب علی بن جعفرؑ نے اپنی کتاب میں اس سابقہ روایت کو درج کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا

---

[1] بے شک بلاوجہ ایسا کرنا بلند درجہ کے اخلاص کے خلاف ہے مگر اسلام کے بہتر فرقوں میں سے کسی فرقہ کے فقہی نقطۂ نگاہ سے یہ چیز مبطلات نماز میں سے نہیں ہے اور سب کے ہاں یہ فعل جائز ہے۔ اطمینان کے لیے فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ مفصل فقہی کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں لہٰذا بعض مذاہب کے عالم نما جاہلوں کا اس قسم کی حدیثوں کو دیکھ کر ہمارے مقدس مذہب پر اعتراض کرنا اپنی جہالت کی نمائش کرنے کے سوا اس کی اور کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے اور اس کے ہاتھ میں یا انگلی میں کوئی چیز ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اسے اپنی تھوک سے تر کرنے اور اسے ہاتھ لگائے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۸

نماز کی حالت میں جسم کا کھجلنا اور دانت، منہ اور پیٹ کو چھونا جائز ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے بدن کو کھجلاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حالت رکوع یا سجود میں ہے اور اسے بدن کے کسی حصہ میں کھجلی محسوس ہوتی ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ رکوع یا سجود سے ہاتھ اٹھائے اور اس جگہ کو کھجلے؟ فرمایا: جب اس کے لئے اسے برداشت کرنا شاق ہو تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر فراغت تک صبر کر سکے تو یہ افضل ہے۔

(قرب الاسناد)

۳۔ نیز یہی راوی انہی حضرتؑ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے اپنے کسی دانت کو یا منہ کے اندر کو کپڑے سے چھوئے تو کیا ہے؟ فرمایا: اگر کوئی چیز سے اذیت پہنچا رہی ہو یا اس کا (بد) ذائقہ اسے محسوس ہو رہا ہو تو اس کے (ازالہ کے لئے) ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز یہی راوی انہی حضرتؑ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص کو پیٹ میں جسم کے کسی اور حصے میں کوئی شکایت (تکلیف) محسوس ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہاں ہاتھ رکھے یا اسے دبائے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۹

بے محل عمداً سلام پھیرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور نماز گزار کا "و تعالیٰ جدک" کہنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ثعلبہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے لوگ اپنی نمازوں کو باطل کرتے ہیں (۱) ایک آدمی کا یہ کہنا: تبارک اسمک و

تعالیٰ جدک ﴾ یہ وہ قول ہے جو جنوں نے کہا تھا جس کی خدا نے (سورۂ جن میں) حکایت کی ہے۔ (۲) دوسرا آدمی کا (بے محل) کہنا ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ﴾۔ (الخصال)

۲۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث "شرائع الدین" میں فرمایا کہ نماز کی ابتداء میں ﴿تعالیٰ عرشک﴾ کہا جاتا ہے ﴿تعالیٰ جدک﴾ نہیں کہا جاتا اور پہلے تشہد میں ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ﴾ نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ نماز کی تحلیل (جس سے حرام چیزیں حلال ہوتی ہیں) سلام ہے۔ پس جب تم نے (بے محل) یہ کہہ دیا تو گویا تم نے سلام پھیر دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے تشہد (باب ۱۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

نمازی کیلئے اپنے آگے کی طرف دو تین گام بڑھنا، جوتا قریب کرنا اور ہاتھ سے آیتوں کا شمار کرنا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ ابن ادریس حلیؒ نوادر بزنطی کے حوالہ سے بروایت حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نماز میں دو تین گام آگے بڑھتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے! پھر پوچھا گیا کہ ایک شخص نماز میں اپنا جوتا پاؤں سے یا ہاتھ سے اپنے قریب کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(سرائر ابن ادریس)

۲۔ جناب شہید اولؒ بحوالہ بزنطی داؤد بن سرحان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ (نماز کی حالت میں) قرآنی آیتوں کا انگلیوں کو گرہ دے کر شمار کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس طرح قرآن کا شمار کرنا آسان ہوتا ہے۔ (الذکریٰ)

باب ۳۱

نماز میں دشمنانِ دین سے برأت کرنا جائز ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب سے بروایت سعد الکلاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہر رکعت میں ﴿بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ﴾ کہہ کر قدریہ فرقہ سے برأت کا اظہار کرتے تھے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (دعاء باب ۵۴ و ۵۵ اور ابواب سجود میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

نماز میں معمولی سا بھی ادھر اُدھر منہ پھیرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضر بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو خدا برابر اس کی طرف متوجہ رہتا۔۔ یہاں تک کہ بندہ تین بار ادھر اُدھر توجہ کرتا ہے پس جب وہ تین بار ایسا کرتا ہے تو پھر خدا اس سے روگردانی کر لیتا ہے۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہونا شیطانی جھپٹا ہے۔ خبردار نماز میں ادھر اُدھر توجہ نہ کیا کرو کیونکہ جب آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو خدا اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ کسی اور طرف ملتفت ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے: اے فرزند آدم! تو کس سے منہ موڑ رہا ہے؟ تین بار تو ایسا فرماتا ہے پس جب بندہ چوتھی بار بھی ادھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو پھر خدا اس سے روگردانی کر لیتا ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ احمد بن ابوعبداللہ البرقی ابن القداح سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز گزار کے لئے تین خصلتیں ہیں: (۱) اس کے پاؤں سے لے کر آسمان تک ملائکہ اسے گھیر لیتے ہیں۔ (۲) اس کے سر سے لے کر اس کے پاؤں تک نیکی اس کے سر پر نثار کی جاتی ہے۔ (۳) ایک فرشتہ اس کی دائیں جانب اور ایک بائیں جانب کھڑا ہوتا ہے پس اگر نمازی کبھی ادھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرزند آدم! کیا تو مجھ سے کسی بہتر ہستی کی طرف توجہ کر رہا ہے؟ (پھر فرمایا) اگر نمازی کو علم ہوتا کہ وہ کس ہستی سے مناجات کر رہا ہے تو کبھی اس سے توجہ نہ ہٹاتا۔ (المحاسن)

۴۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نمازی قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے تو وہ خدا جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (افعال نماز باب ۱ اور یہاں باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

جس شخص نے کوئی چیز اپنے اندر داخل کی ہوئی ہو، جب تک اسے خارج نہ کرے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بالوں کی مینڈھیاں بنانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا (دبر کے ذریعہ) اپنے اندر دوا داخل کرنا (جیسے انیمہ میں کیا جاتا ہے) اور پھر اسی حالت میں نماز پڑھنا روا ہے؟ اور آیا یہ چیز وضو کو توڑتی ہے؟ فرمایا: وضو کو تو نہیں توڑتی مگر نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک اس دوا کو نکال کر باہر نہ پھینک دے۔ (الفروع، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بالوں کو گوندھنے کا حکم اس سے پہلے لباس مصلی (باب ۴۰ ھ میں) گزر چکا ہے۔

باب ۳۴

نماز کی حالت میں ناخن کا لینا، بالوں کا کاٹنا، انگوٹھی کے نقش پر، مصحف و کتاب کے حروف پر نگاہ کرنا اور ان کا پڑھنا مکروہ ہے ہاں البتہ کنکریوں سے یا انگوٹھی سے یا اس کا ایک سرا پھیرنے سے رکعتوں کا شمار کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز کی حالت میں ناخنوں کو یا ڈاڑھی کو قینچی سے کاٹتا ہے اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اگر بھول کر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ جان بوجھ کر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (قرب الاسناد)

۲۔ یہی راوی انہی حضرتؑ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے اپنی ڈاڑھی کاٹتا ہے اور اپنے بالوں کو دانتوں سے چباتا ہے اس پر کیا ہے؟ فرمایا: یہ عبث کام نہ کرے اور اگر کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے مگر آئندہ اس کام کا اعادہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ یہی راوی انہی حضرت سے سوال کرتے ہیں کہ آیا نماز کی حالت میں آدمی کے لئے یہ بات درست ہے کہ اپنی انگوٹھی کی تحریر پر اس طرح نگاہ کرے کہ گویا اسے پڑھ رہا ہے؟ یا قرآن یا کسی کتاب پر نگاہ کرے جو قبلہ کی جانب پڑی ہو؟ فرمایا: یہ نماز میں نقص ضرور ہے مگر یہ چیز نماز کو باطل نہیں کرتی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عنوان میں مذکورہ آخری حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۸ از خلل نماز میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

نیند کو روک کر اونگھتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد ایزدی: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یہاں نشہ سے نیند کا نشہ مراد ہے۔

(الفروع، التہذیب، کذا عن زکریا النقاض عن ابی جعفر علیہ السلام کما فی الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن القاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ (کسی چیز پر) سر رکھ کر سو جائے کیونکہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ کہنا تو یہ چاہے کہ ﴿اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ﴾ (یا اللہ! مجھے جنت میں داخل کر) مگر (نیند کے غلبہ سے) یہ کہہ دے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِي النَّارِ﴾ (یا اللہ! مجھے دوزخ میں داخل کر)۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب نیند دل کے ساتھ مل جائے (غالب آجائے) تو وضو کرنا واجب ہو جاتا ہے (اور سابقہ وضو ٹوٹ جاتا ہے)، اور جب صرف آنکھوں پر غالب آئے جبکہ تم نماز پڑھ رہے ہو تو نماز کو قطع کر کے سو جاؤ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم (اپنے حق میں دعا کرنے کی بجائے) اپنے برخلاف بد دعا کر بیٹھو۔ (الخصال و العلل)

باب ۳۶

نماز کی حالت میں رینٹ یا بلغم کو مسجد سے کھرچنا یا کوئی اور فعل قلیل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپؑ کی نگاہ رینٹ پر پڑ گئی۔ آپؐ نے (پاس پڑی ہوئی) کھجور کی لکڑی پکڑی اور آگے بڑھ کر اسے کھرچ دیا اور پھر الٹے پاؤں پر واپس لوٹ کر وہیں سے نماز شروع کر دی جہاں سے (آگے بڑھتے وقت) چھوڑی تھی۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا: اس سے مسائل نماز کے کئی دروازے کھلتے ہیں۔ (ایضاً)

باب ۳۷

وسوسہ اور برے خیالات سے نماز باطل نہیں ہوتی ہاں البتہ ان کا ترک کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ زیادہ ہو؟ فرمایا: اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف کہو ﴿لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ (اس سے وہ زائل ہو جائے گا انشاء اللہ)۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ مرسلاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت سے نو چیزیں اٹھا لی گئیں ہیں (۱) سہو۔ (۲) نسیان۔ (۳) خطا۔ (۴) جس کام کے کرنے پر مجبور کیے جائیں۔ (۵) وہ چیز جس کا انہیں علم نہیں ہے۔ (۶) جس کے کرنے کی انہیں طاقت و قدرت نہیں ہے۔ (۷) شگون بد۔ (۸) حسد۔ (۹) مخلوق کے بارے میں وسوسہ۔ جب تک زبان ہلا کر منہ سے نہ بولیں۔ (الفقیہ، الخصال، التوحید)

۳۔ قبل ازیں (باب ۱۱ از افعال نماز میں) بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے کہ اپنا پورا دھیان نماز کی طرف کرو اور اپنے اندر برے خیالات پیدا نہ ہونے دو۔

❁❁❁❁❁

(وسائل الشیعہ جلد چہارم کا ترجمہ بنام مسائل الشریعہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ آخِراً وَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَ سَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔

بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء

(وانا الاحقر محمد حسین النجفی عفی عنہ بمقام سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

❁❁❁❁❁